https://ataunnabi.blogspot.com/
نزہۃ الواعظین
ترجمہ
درۃ الناصحین
دوم
مصنف
الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر
مترجم
محبوب احمد چشتی
شبیر برادرز
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نزہۃ الواعظین

ترجمہ

درۃ الناصحین

يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان (۲۲/۱۵۵)

نزهة الواعظين

ترجمہ

دُرةُ الناصحين

﴿جلد دوم﴾

مصنف

حضرت العلام الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر الخوبوی

(المتوفی ۱۲۴۳ھ)

مترجم

مولانا علامہ محبوب احمد چشتی

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

شبیر برادرز ۴۰- اُردو بازار لاہور

نام کتاب .... نزھۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین (حصہ دوم)

مصنف .... الشیخ عثمان بن حسن بن احمد الشاکر الخوبوی

من علماء قرن الثالث عشر للهجرة

مترجم .... مولانا محبوب احمد چشتی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ترغیب .... محسن ملت قبلہ استاذی المکرّم حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ

تحریک .... ادیب ملت استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری

تائید .... استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

تصحیح .... مولانا حافظ محمد طاہر ذیشان جامعہ نعیمیہ لاہور

کمپوزنگ .... words maker Lhr.

باراوّل .... ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ / ۲۵ مئی ۲۰۰۲ء

صفحات ۶۰۰

ناشر .... ملک شبیر حسین

قیمت .... روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور

نوٹ:- جہاں تک ممکن تھا ہم نے ہر طرح تصحیح کی کوشش کی۔ تاہم اگر کوئی ترجمہ و کتابت کی غلطی نظر آئے تو آگاہ فرمائیے۔ انشاء اللہ العزیز درستگی کردی جائے گی۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش نزہۃ الواعظین' ترجمہ درۃ الناصحین

کو

سند الاولیاء زبدۃ الاتقیا برصغیر پاک و ہند کے عظیم روحانی

پیشوا حضرت **ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری**

المعروف حضور داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ

سلطان الہند مخدوم چشت اہل بہشت حضرت

خواجہ **معین الدین چشتی اجمیری** رحمہ اللہ تعالیٰ

اور

اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ **کریم بخش مہاروی** مدظلہ العالی

کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

محبوب احمد چشتی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نذرِ عقیدت

اُن بلند مرتبت شخصیات کے نام، جن کی خصوصی تربیت و نگاہِ کرم نے مجھے راہوارِ قلم چلانے کا حوصلہ بخشا جو کہ عالم اسلام خصوصاً پاکستان کے علماء کرام میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

☆ مفتی پاکستان حضرت علامہ الحاج مولانا **مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ**
ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وصدر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

☆ محقق عصر علامہ مولانا الحاج **محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ**
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆ ادیب شہیر مولانا علامہ الحاج **محمد منشا تابش قصوری**
صدر شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اِک نظر کی آرزو میں ہے جہانِ آرزو

طالب دعا

محمد محبوب احمد چشتی

مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز القدر مولانا محبوب احمد چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سابق معاون مکتبہ قادریہ' لاہور اور حال مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور علمی خانوادے کے فرد اور بلا کے محنتی ہیں' امامت و خطابت اور تدریس کے مشاغل کے باوجود تصنیف و تالیف کے لئے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔ یہ ان کی صالح سوچ کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنا وقت ضائع نہیں کرتے ورنہ ہمارے اکثر علماء اپنا وقت اور اپنی انرجی بے مقصد صرف کر دیتے ہیں۔

شیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف درۃ الناصحین مواعظ و نصائح کا گنجینہ ہے۔

علامہ محبوب احمد چشتی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے جس کی پہلی جلد شبیر برادرز' لاہور نے شائع کر دی ہے دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مولائے قدوس جل و علا اپنے فضل و کرم سے فاضل عزیز کو مزید علمی اور دینی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ پاکستان

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ/ ۲۵ مئی ۲۰۰۲ء

نشانِ منزل

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم – بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پند ونصائح، وعظ وتبلیغ، بیانات وخطبات اور تقاریر کو جتنا دوام حاصل ہے کسی اور شعبہ کو نصیب نہیں۔ غور وفکر سے کام لیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سب سے پہلے خود خالق کائنات نے اس سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ قرآن وحدیث اس پر شاہد وناطق ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کہا گیا **ولا تقربا ھذہ الشجرۃ** o یوں ہی ابیاء ومرسلین علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور سلسلہ وعظ وتبلیغ کو مضبوط سے مضبوط کرتے گئے یہاں تک کہ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، احمد مختار، محبوبِ کردگار، حبیبِ پروردگار سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جلوہ افروز ہوئے اور تبلیغ دینیہ کو دوام بخشا، قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے تحریر کی راہیں کشادہ ہوئیں اور تقاریر کو کتابی صورت میں جمع کرنے کے اشارے ملے۔

الحمد للہ ! پھر یہ طریقہ تبلیغ بڑھتا ہی چلا گیا، اہل علم وقلم نے اس میدان کو سر کرنے کے لئے راہوار قلم کو خوب چلایا، ہزارہا خطبات وتقاریر کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں جن میں ایک نہایت ہی مقبول ومستند کتاب درۃ الناصحین بھی ہے جس کے نامور مصنف حضرت امام عثمان بن حسن حنفی رومی ہیں جو اپنے وقت کے نہایت مشہور محدث اور معتبر خطیب وواعظ تھے جن کا وصال ۱۲۴۳ھ میں ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

اب اسی مبارک کتاب کو اُردو ادب میں ترجمہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں عزیز القدر مولانا علامہ محبوب احمد چشتی ملتانی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ ومدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، مولانا الموصوف نے وقت کے جلیل القدر اساتذۂ کرام سے جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل فرمائی، جن میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ جب راقم السطور کی خدمت میں مولانا محبوب احمد چشتی آئے تو بمصداق، ہونہار بروا کے

چکنے چکنے پات'
جائزہ لیا اور میری بصیرت نے فیصلہ کیا کہ ایک دن یہ طالب علم خوب محبوب ہوگا۔ جہاں تک ممکن ہوا ان کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی، جن خطوط پر ان کی ذہنی آبیاری اور تربیت کی ان پر چلتے ہوئے انہوں نے محنت اور محبت سے علومِ دینیہ کو اپنے دامن میں سمیٹا' ہر امتحان اعلیٰ پوزیشن پر پاس کیا' کئی بار انعام پایا اور پھر فراغت کے بعد جب عملی میدان میں قدم رکھا تو قدم قدم پر کامیابی و کامرانی حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ اللھم زد فزد.

مولانا محبوب احمد چشتی تقریباً چھتیس سال قبل ۱۹۶۶ء کو بستی حمزے والی نزد شاہ جمال ضلع مظفر گڑھ میں جناب امیر بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم گھر میں ہی پڑھا۔ پھر سکول کی راہ لی' میٹرک تک دنیوی تعلیم سے آراستہ ہوئے بعدہٗ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں داخلہ لیا۔ اس وقت آپ کے والد ماجد وصال کر چکے تھے' راقم الحروف نے تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے اس سلسلہ میں بھی رہنمائی کی مولانا کی آواز خوب اور محبوب تھی۔ تبلیغی پروگراموں میں انہیں ساتھ لے جانا معمول بنایا۔ اس طرح دلجمعی سے انہوں نے خوب محنت کی اور اسی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج جلیل القدر عالم و فاضل اور مترجم کی حیثیت سے اپنا نام اور مقام بنا رہے ہیں۔

قارئین کرام نزہۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین جلد اوّل ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب جلد دوم آپ کے پیش نظر ہے۔ اس سے ہر صاحبِ ذوق اپنے اپنے شوق کے مطابق پند و نصائح سے استفادہ کر سکتا ہے۔ ممالک اسلامیہ کی علمی شخصیات کے ہاں یہ کتاب بہت مقبول ہے۔ ائمہ کرام' علماء عظام درس کے لئے بھی اسے منتخب کر سکتے ہیں۔ یقیناً عام مسلمانوں کی دینی ضروریات میں نزہۃ الواعظین بڑی حد تک کفالت کر سکتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا الموصوف اور مکرم جناب ملک شبیر حسین صاحب کو اس کی اشاعت پر بیش از بیش برکات سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ الامجاد

دعا گو

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

جلسہ نمبر ۳۹

قرآن سے روگردانی کرنے کی مذمت

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا و نحشره یوم القیمة اعمی قال رب لم حشرتنی اعمی و قد کنت بصیرا قال کذلک اتتک ایتنا فنسیتها و کذالک الیوم تنسی و کذلک نجزی من اسرف ولم یومن بایت ربه ولعذاب الاخرة اشد و ابقی.

ترجمہ: ’’اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے کہے گا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا میں تو انکھیارا تھا فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیر پا ہے۔

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۳ تا ۱۲۷)

قرآن سے روگردانی کرنے کی مذمت

تفسیری نکات:

(ومن اعرض عن ذکری) ''جس شخص نے میرے ذکر سے اعراض کیا۔'' یاد دلانے والی راہنمائی اور میری عبادت کی طرف بلانے والی چیز سے۔

(فان له معیشة ضنکا) ''اس کے لئے تنگ روزی ہوگی۔'' ضنکا کا معنی ضیقًا ہے۔ (تنگ)

ضنکا مصدر ہے اور اس کو معیشة کی صفت کے طور پر ذکر کیا گیا مصدر ہونے کی وجہ سے تذکیر و تانیث میں چونکہ برابری ہوتی ہے۔ اگر چہ موصوف مونث ہے لیکن اس کی صفت مذکر لائی گئی۔ ضنکا کو سکری کی طرح ضنکی بھی پڑھا گیا ہے۔

جو دنیا کا طالب ہوتا ہے اس کو دنیا جمع کرنے کا غم۔ اس کا مطمع نظر دنیا کا سازوسامان۔ دنیا کی زیادتی کے لئے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا اور دنیا کے کم ہونے کا خوف اسے دامن گیر رہتا ہے۔

جبکہ آخرت کا طالب ان چیزوں سے بے نیاز ہوتا ہے اگر چہ کفر کی نحوست سے دنیا کم اور ایمان کی برکت سے دنیا میں وسعت آتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وضربت علیهم الزلة والمسکنة) ''اور ان پر ذلت و مسکینی کو مسلط کر دیا گیا۔''

(ولو انهم اقاموا التوراة والانجیل) ''اور اگر وہ اپنے آپ کو تورات اور انجیل کے احکامات پر قائم رکھتے۔''

(ولو ان اهل القری امنو) ''کاش کہ بستی والے ایمان لے آتے۔''

(ونحشره یوم القیامة اعمی) ''اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

وہ آنکھوں سے یا دل سے اندھا ہوگا۔

آنکھوں سے وہ اندھا ہوگا۔ اس بات کی تائید رب ذوالجلال کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔

(قال رب لم حشرتنی اعمی و قد کنت بصیرا) ''وہ آدمی عرض کرے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا۔''

(قال کذلک) ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا پس اسی طرح۔''

یعنی اس کی مثل جس کو تو نے جان لیا پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمائے گا۔

(آتتک آیاتنا) ''تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں۔''

وہ نشانیاں انتہائی واضح اور روز روشن کی طرح تھیں۔

(فنسیتھا) ''پس تو نے ان کو بھلا دیا۔''

دنیا میں منہمک ہونے کی وجہ سے تو ان نشانیوں سے اندھا بنا رہا۔ تو ان کو چھوڑ دیا اور ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔

(و کذلک) ''اور اسی طرح۔''

تیرے دنیا میں اس کو چھوڑنے کی طرح۔

(الیوم تنسی) ''آج کے دن تجھے بھلا دیا گیا۔''

تجھے اندھا پن میں اور عذاب میں گرفتار کر کے چھوڑ دیا جائے گا۔

(و کذلک نجزی من اسرف) ''اور جو زیادتی کرے ہم اس کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔'' یعنی جو بدبخت خواہشات میں منہمک اور اللہ تعالیٰ کی آیات سے روگردانی کرے۔ اس کی سزا اسی طرح ہو گی۔

(ولم یومن بآیات ربہ) ''اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں لایا۔'' بلکہ ان کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی۔

(ولعذاب الآخرۃ اشد وابقی) ''اور آخرت کا عذاب اس سے سخت اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔''

آخرت کے عذاب سے مراد قیامت میں اندھا ہو کر اٹھنا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد آگ کا عذاب ہے یعنی اندھا کر کے اٹھانے کے بعد اسے آگ کا عذاب دیا جائے گا۔

اس عذاب کے سخت ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں رزق کی تنگی کی بانسبت وہ عذاب شدید ہو گا یا قیامت میں اندھا کر کے اٹھانے سے دوزخ کی آگ کا عذاب شدید

ترین ہوگا۔

چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں کہ جب ایسے شخص کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا تو اس کا اندھا پن زائل کر دیا جائے گا۔ تاکہ جنت کے محلات اور وہاں کے حالات کو دیکھ سکے یا اس نے جن آیات کو چھوڑ دیا اور ان کا انکار کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو جو اسے نعمت عطا کی جانی تھیں وہ اس کو دکھائی جائیں گی۔:(قاضی بیضاوی)

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنا:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اکثروا الصلوٰۃ علی نبیکم کل یوم جمعۃ فانی اشھدھا منکم فی کل جمعۃ تم جمعہ کے دن اپنے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پیش کیا کرو کیونکہ بروز جمعہ میری بارگاہ میں (خصوصی طور پر) درود وسلام پیش کیا جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(فان احداً لا یصلی علی الاعرضت علی صلوتہ حین یفرغ منھا)

جب سلام پڑھنے والا مجھ پر سلام پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو وہ اسی وقت میری خدمت میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ (کتاب الشفاء از قاضی عیاض اندلسی مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳۷ ج ۲)

قرآن اور شفاعت:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من قرء القرآن فاستظھرہ فاحل حلالہ و حرم حرامہ ادخلہ اللہ الجنۃ و شفعہ فی عشرۃ من اھل بیتہ کلھم قد و جبت لھم النار)

جس شخص نے قرآن کی تلاوت کی اس کو غالب سمجھا اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ چیز کو حرام جانا۔ اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کو جنت میں داخل کرے گا اور وہ اپنے گھر والوں میں سے ایسے دس گناہ گاروں کی شفاعت کرے گا جن کے لئے دوزخ

واجب ہو چکی تھی۔

تلاوت قرآن اور نیکیوں کے انبار :

ایک روایت میں ہے۔
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:
(من قرء القرآن و هو في الصلوٰة كان له بكل حرف مأته حسنة ومن قرء القرآن في غير الصلوٰة على وضوء فله بكل حرف خمس وعشرون حسنة ومن قرء القرآن على غير وضوء فله عشر حسنات)
جس شخص نے نماز میں قرآن مجید کو پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں ہیں۔
جس نے باوضو ہو کر نماز کے علاوہ پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے بدلے پچیس نیکیاں ہیں۔
جس نے بے وضو (زبانی) قرآن مجید کو پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔ (مجالس الانوار)

ذکر سے کیا مراد ہے؟ :

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ومن اعرض عن ذکری) میں لفظ ذکر سے کیا مراد ہے اس کے بارے علماء کرام کے چند اقوال ہیں۔

۱- ذکر سے مراد قرآن مجید ہے اس کی تائید رب ذوالجلال کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔

(واما الذين كفروا و كذبوا بآياتنا ولقاء الآخرة فا ؤلئك في العذاب محضرون)

''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہمارے آیات آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا یہی لوگ ہیں جن کو عذاب دیا جائے گا۔''

۲- ذکر سے مراد قرآن مجید کی قرأت کہ جس کو بھلا دیا جائے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(حتی نسوا الذکر)

''یہاں تک کہ انہوں نے ذکر کو بھلا دیا۔''

۳۔ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مراد ہے جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول)

''تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔''

۴۔ ایک قول یہ ہے کہ ذکر سے مراد علم ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون)

''تم اہل ذکر (علماء) سے سوال کرو۔ اگر تم نہیں جانتے۔''

۵۔ ذکر سے مراد زبان کے ساتھ ذکر کرنا ہے جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا:

(اذکروا اللہ ذکراً کثیراً)

''تم اللہ تعالیٰ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرو۔''

۶۔ ذکر سے مراد نماز ہے جیسا کہ رب کریم نے فرمایا:

(فاسعوا الی ذکر اللّٰہ)

''تم اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) کی طرف آؤ۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

(رجال لا تلھیم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ)

''ایسے مرد ہیں کہ جن کو تجارت اور بیع اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) سے بے پرواہ نہیں کرتی۔'' (تفسیر حقی)

الضنک سے کیا مراد؟:

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (فان لہ معیشۃ ضنکاً) سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

(الضنک ھو الشقا)

''ضنک سے مراد شقاوت ہے۔''

اسی طرح آپ نے فرمایا جب کسی بندے کو تھوڑا یا زیادہ عطا کیا جائے اور وہ اس پر قناعت نہ کرے تو اس میں اس کے لئے خیر نہیں ہے۔ معیشت میں تنگی سے مراد یہی ہے کہ اس میں خیر نہیں ایک قوم حق سے روگردانی کرے۔ دنیا کی وسعت اس کے پاس ہو تو ان کا حال بھی تنگ ہوگا۔ اسی وجہ سے انہوں نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ ان کا خالق نہیں ہے تو ان کے پاس رزق کی فراوانی ہونے کے باوجود معاشی حالات ان کے تنگ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے برا گمان رکھنے کی وجہ سے۔ (بحر العلوم)

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض وہی شخص کرتا ہے جس پر شیطان کا تسلط ہو وہ شیطان کہ جو انسان کا دشمن ہے۔ جو انسان کے بارے میں ہلاکت اور گمراہی چاہتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ بدبخت اور گمراہ اور کوئی نہیں ہے۔ (بحر العلوم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(یاایھا الذین آمنوا لا تلھیکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللّٰہ)

''اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بے زار نہ کردیں۔''

یعنی مال اور دنیا کے بارے تدبیریں اور ان کے بارے اہتمام تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر جیسے نماز اور وہ تمام عبادات جن کو عبودیت کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ ان سے اعراض کرنے پر برانگیختہ نہ کریں۔

مال کے سبب لہو ولعب میں مشغول ہونے سے منع کیا گیا ہے اور نہی کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے مراد مبالغہ ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ومن یفعل ذلک)

''اور جو ایسا کرے۔'' یعنی لہو ولعب میں مشغول اور مصروف ہو۔

(فاولئک ھم الخاسرون)

''یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

کیونکہ انہوں نے باقی رہنے والی عظیم چیز کو فانی اور حقیر چیز کے بدلے بیچ دیا۔

(قاضی بیضاوی)

افضل عبادت :

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آپ کوئی ایسی حدیث بتائیں۔ جس کے ذریعے ہم نفع حاصل کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اردتم عیش السعداء و موت الشهداء والنجاة یوم الحشر والظل یوم الحر والهدی من الضلالة فادیمو اقرأة القرآن فانه کلام الرحمن وحصن من الشیطان ورجحان فی المیزان)

''اگر تم خوش بختوں کی زندگی' شہداء کی موت' حشر کے دن نجات گرمی کے دن سایہ اور گمراہی سے ہدایت چاہتے ہو تو ہمیشہ قرآن مجید کو پڑھو۔ کیونکہ قرآن رحمٰن کا کلام ہے۔'' شیطان سے حفاظت کرنے کے لئے قطعہ اور میزان میں عمل کے بھاری ہونے کا سبب ہے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(افضل عبادات امتی قرأة القرآن)

''میری امت کی افضل عبادت قرآن مجید کی قرأت ہے۔''

مکلّف آدمی پر ضروری ہے کہ وہ قرآن پڑھانے اور اس کی قرأت کرنے میں مشغول رہے۔ (بدر الرشید)

علماء کی بات نہ سننے کا وبال :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص مر گیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مرنے والے کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مرنے والے کا کفن حرکت کر رہا ہے جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھا تو آپ نے ایک سانپ کو پایا جو اس کے خون کو چوس رہا تھا اور مردے کے گوشت کو کھائے جا رہا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سانپ کو مارنے کا ارادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ سانپ بول پڑا اور اس نے بزبان فصیح پڑھا۔ (اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ)

(وقالت یا ابابکر لم تضربنی ولیس لی ذنب وانا ماموره بذلک؟ امرنی اللّٰہ ان اعذبه الی یوم القیامة)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔''

اور اس سانپ نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مجھے کیوں مارتے ہیں۔ میرا کوئی گناہ نہیں یہ میری ڈیوٹی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں قیامت تک اسے اسی عذاب میں مبتلا رکھوں۔

(فقال ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه ما خطایاہ؟)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کی کیا خطا ہے؟''

(فقالت الحیة له ثلاث خطیئات الاولی تارک الصلوٰۃ والثانیة مانع الزکاۃ والثالثة لا یسمع قول العلماء)

''سانپ نے عرض کیا کہ اس کی تین خطائیں ہیں۔''

پہلی خطا یہ ہے کہ بے نمازی تھا۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔

تیسری کوتاہی یہ ہے کہ علماء کی باتوں کو نہیں سنتا تھا۔ (حیات القلوب)

دو خوف اور دو امن جمع نہیں ہوتے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم۔

(لا اجمع علی عبدی خوفین ولا امنین اذا اخفته فی الدنیا امنته یوم القیامة واذا امنته فی الدنیا اخفته یوم القیامة)

''میں اپنے بندے کے بارے دو خوف اور دو امن جمع نہیں فرماتا۔ جب اسے دنیا میں خوف میں مبتلا رکھوں تو قیامت کے دن اسے امن عطا کروں گا اور جب میں اپنے بندے کو دنیا میں امن سے رکھوں تو اسے بروز قیامت خوف سے دوچار کروں گا۔''

حضرت دحیہ کلبی کا اسلام قبول کرنا :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دحیہ کلبی ملک عرب کا ایک کافر سردار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام قبول کرنے کو پسند فرماتے تھے کیونکہ اس کے زیر اثر خاندان کے سات سو قبیلے تھے جب دحیہ کلبی نے قبول اسلام کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعداز نماز فجر وحی فرمائی۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قذفت نور الایمان فی قلب دحیة الکلبی فھو یدخل علیک الآن)

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دحیہ کلبی کے دل میں نور ایمان کو اجاگر کر دیا ہے اور وہ ابھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

(فلما دخل دحیة الکلبی المسجد رفع النبی علیه الصلوٰة والسلام ردائه عن ظھره وبسطه علی الارض واشار الی ردائه)

''جب دحیہ کلبی مسجد میں داخل ہوئے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پیٹھ مبارک سے چادر کو اتارا اسے زمین پر بچھایا اور دحیہ کلبی کو اس پر بیٹھنے کے لئے اشارہ فرمایا''

(فلما رای دحیة اکرام النبی صلی اللہ علیه وسلم بکی ورفع ردائه و قبله ووضعه علی رأسه و عینیه)

''جب دحیہ کلبی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ عزت و اکرام دیکھی تو رو پڑے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر کو اٹھایا اُسے چوما اور اس کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھ دیا۔

(قال یا نبی اللہ ماشرائط الاسلام اعرضھا علی؟)

''دحیہ کلبی نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی کیا شرائط ہیں؟ ان کو مجھ پر پیش کریں۔''

(فقال علیه الصلوٰة والسلام : ان تقول لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔''

قبولِ اسلام کے بعد حضرت دحیہ کلبی کی گریہ زاری :

جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کر چکے تو زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما هذا البكاء يادحية؟	اے دحیہ یہ رونا کیسا ہے؟
ألمجيئك الى الاسلام؟	کیا تیرے اسلام کی طرف آنے کی وجہ سے؟
ام لامر آخر	یا کسی اور بات کی وجہ سے ہے۔

(قال : يا رسول الله صلى الله عليه وسلم انى ارتكبت ذنوبا كبائر فقل لربك ما كفارتها ان امرنى ان اقتل نفسى اقتلها وان امرنى ان اخرج عن مالى صدقة اخرج عنه)

''حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بڑے بڑے گناہ کیے۔ آپ اپنے رب سے کہیں کہ ان گناہوں کا کفارہ کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دے تو میں اپنے آپ کو قتل کر دوں گا اور اگر وہ مجھے اپنے مال سے صدقہ کرنے کا حکم دے تو میں وہ صدقہ نکالوں گا۔''

(فقال عليه الصلوٰة والسلام وما تلك الذنوب يا دحية؟)

'' آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کونسے گناہ ہیں؟''

(قال كنت رجلا من ملوك العرب استنكفت ان تكون لى بنات لهن ازواج لئلايقال فلان بن فلان صهر دحية الكلبى فقتلت سبعين من بناتى بيدى فتحير النبى صلى الله عليه وسلم فى ذلك)

''حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں ملک عرب کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔ میں اس بات کو برا جانتا تھا کہ میرے لئے بیٹیاں ہوں ان کے شوہر ہوں کہیں یہ نہ کہا جائے کہ فلاں بن فلاں دحیہ کلبی کا داماد ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی ستر بیٹیوں کو قتل کیا اس کی یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہوئے (کہ واقعی تو بڑا گناہ گار ہے)

(فنزل جبرائيل فقال يا رسول الله صلى الله عليه و سلم قل لدحية

الکلبی وعزتی وجلالی انک لما قلت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ غفرت لک ستین سنۃ و ذنبک ایای ستین بسنۃ فکیف لا اغفر قتل بناتک وھن لک؟

''حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جب تو نے کلمہ طیبہ پڑھا میں نے تیرے ساٹھ سال کے گناہ اور لغزشیں بخش دیں۔ تو تیری بیٹیوں کے قتل کو کیسے نہیں بخشوں گا؟ حالانکہ وہ بھی تیری بیٹیاں تھیں۔

(قال فبکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ)

''راوی کہتے ہیں کہ اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رو پڑے۔''

(فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الٰھی قد غفرت لدحیۃ قتل بناتہ بشھادۃ مرۃ واحدۃ فیکف لا تغفر للمؤمنین صغارھم بشھادات کثیرۃ)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یا اللہ جب تو نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرتبہ گواہی دینے سے اس کی بیٹیوں کے قتل کو معاف کر دیا تو تو ایمانداروں کے صغیرہ گناہوں کو کئی مرتبہ شہادت دینے سے کیوں معاف نہیں کرے گا۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف:

لفظ دحیہ کے بارے دو لغت ہیں۔

۱- دال کے فتحہ کے ساتھ یعنی دَحیَۃُ

۲- دال کے کسرہ کے ساتھ دِحیَۃُ

(نسب نامہ۔ دحیۃ بن خلیفہ بن فروہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ان کا حسن و جمال:

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو شہر مدینہ کی کوئی دوشیزہ نہیں تھی جو آپ کی زیارت کرنے کیلئے نہ آئی ہو۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن و جمال کی وجہ سے ان کی شکل و صورت اپنا کر حاضر ہوتے تھے۔

ان کے کارنامے:

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدیم الاسلام تھے جنگ بدر کے بعد کئی جنگوں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ حاضر ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ ایک جنگ میں شریک ہو کر انتقال فرمایا اور دمشق کے قریب مزۃ نامی بستی میں مدفون ہوئے۔ آپ سن چھ ہجری کے آخر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط لے کر حاکم بصرہ کی طرف گئے تاکہ وہ یہ خط ہرقل بادشاہ کو پیش کر سکے۔ (کرمانی)

کلمہ طیبہ کے پڑھنے کی برکت:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تو اس کے منہ سے سبز پرندے کی مثل ایک فرشتہ نکلتا ہے۔ جس کے دو پر ہیں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں۔ وہ دونوں پر سفید ہیں جن پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔ وہ فرشتہ ان پروں کو اٹھاتا ہے تو عرش تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کی ایسی آواز ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہو۔ عرش اٹھانے والے فرشتے اسے کہتے ہیں کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کہ رک جا۔ وہ فرشتہ ان سے کہتا ہے کہ میں اس وقت تک نہیں ٹھہروں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخش نہ دے۔ رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ میں نے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخش دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ اس اڑنے والے فرشتے کو ستر زبانیں عطا فرماتا ہے ہر زبان کلمہ طیبہ پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن تک بخشش طلب کرتی رہے گی وہ پرندے کی شکل کا فرشتہ بروز قیامت کلمہ پڑھنے والے کے ہاتھ کو پکڑے گا اور اس کی راہنمائی کرتے ہوئے وہ اسے جنت تک لے جائے گا۔ (رونق المجالس)

ایک اور روایت میں ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تمام مخلوق کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں

نے سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی عزت و احترام والا کلمہ پیدا نہیں کیا۔ اس کلمہ کی برکت سے زمین و آسمان، درخت، میدان، سمندر قائم و دائم ہیں مزید فرمایا:

الا وھی کلمۃ الاسلام — خبر دار یہ اسلام کا کلمہ ہے۔

الا وھی کلمۃ القرب — خبر دار یہ قریب کرنے والا کلمہ ہے۔

الا وھی کلمۃ التقوی — خبردار یہ پرہیزگاری کا کلمہ ہے۔

الا وھی کلمۃ النجاۃ — خبردار یہ نجات دینے والا کلمہ ہے۔

الا وھی کلمۃ العلیا — خبر دار یہی کلمہ علیا ہے۔

(لو وضعت فی کفۃ المیزان ووضع السبع سموات وسبع ارضین فی کفۃ اخری لرجحت علیھن والسبع ارضین فی کفۃ اخری علیھن)

''اگر کلمہ طیبہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے جب کہ ساتویں زمین اور ساتویں آسمانوں کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو کلمہ طیبہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

(زبدۃ الواعظین)

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(دخلت الجنۃ فرأیت مکتوبا علی باب الجنۃ ثلاثۃ اسطر)

''میں جنت میں داخل ہوا اور جنت کے دروازے پر میں نے تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں۔''

(الاول : لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

''پہلی سطر پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔''

(الثانی : وجدنا ماقدمنا وربحنا ما اطعنا وخسرنا ما خلفنا کما قال اللہ تعالیٰ (یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امداً بعیداً)

''دوسری سطر میں یہ مکتوب تھا کہ ہم نے جو کچھ آگے بھیجا اس کو پا لیا۔ جو ہم نے اطاعت کی اس کا نفع مل گیا اور ہم نے نقصان اٹھایا اس چیز کے بارے جس کو پیچھے چھوڑ کر آئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اس دن ہر نفس وہ کچھ موجود پائے گا۔ جو اس نے نیک عمل کیا اور جو اس نے برا عمل کیا وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش ان کے درمیان بہت سا فاصلہ ہوتا۔''

(الثالث: امة مذنبة و رب غفور)

''تیسری سطر پر یہ تحریر تھا۔ کہ امت گناہگار ہے اور رب تعالیٰ بخشنے والا ہے۔''

(زبدة الواعظین)

سات پتھروں کی گواہی:

ایک آدمی میدان عرفات میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں سات پتھر تھے اس نے ان پتھروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ پتھروں تم اس بات پر گواہ ہو جاؤ کہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوں اس نے پتھروں کو اپنے سر کے نیچے رکھا اور سو گیا۔ اس نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور اس کا حساب کتاب جاری ہوا جب حساب کتاب کیا گیا تو اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی اور فرشتے اس کو دوزخ کی طرف لے کر گئے۔ مگر جب وہ دوزخ کے دروازے پر لے کر گئے تو ان پتھروں میں سے ایک پتھر اس دروازہ پر آ گرا۔ عذاب کے فرشتے اس پتھر کو اٹھانے کیلئے جمع ہوئے۔ لیکن اٹھا نہ سکے پھر اس کو عذاب کے فرشتے لے کر جہنم کے دوسرے دروازے پر پہنچے تو ان سات پتھروں میں سے ایک پتھر اس دروازہ کے سامنے آ گرا۔ عذاب کے فرشتے اس کو اٹھانے لگے لیکن اٹھا نہ سکے حتی کہ وہ اس کو ساتوں جہنم کے دروازوں پر لے کر گئے اور ہر ایک دروازہ پر ان پتھروں میں سے کوئی نہ کوئی پتھر پڑا ہوا ہوتا پھر وہ اس کو عرش کی طرف لے کر گئے۔

(فقال اللہ تعالیٰ یا عبدی اشهدت الا حجار فلم تضیع حقک فکیف اضیع حقک وانا شاهد علی شهادتک؟ ادخلوه الجنة فلما قرب الی الجنان اذا ابوابها مفتوحة بالمفتاح الذی هو لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے تیرے لئے پتھروں نے گواہی دی اور انہوں نے تیرے حق کو ضائع نہ کیا تو میں تیرے حق کو کیسے ضائع کروں گا۔ میں تیرے کلمہ طیبہ کی گواہی دینے پر گواہ ہوں؟ اے فرشتو! اسے جنت میں داخل کرو جب وہ جنت کے قریب ہوا تو اس کا دروازہ چابی کے ساتھ کھل گیا اور جنت کی چابی لا الہ الا اللہ محمد رسول ہے۔ (زبدة الواعظین)

جلسہ نمبر ۴۰

موت کی سختی

وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخلدون کل نفس ذائقة الموت و نبلوکم بالشر والخیر فتنة والینا ترجعون.

ترجمہ : ''اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو ہمیشہ رہیں گے ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔''

(سورۃ الانبیاء آیت ۳۴ تا ۳۵)

موت کی سختی

آیت کی تفسیر

(وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفائن مت فهم الخلدون)

''اور نہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کے لئے جو آپ سے پہلے گذرا۔ (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنا تو اگر آپ انتقال فرما جائیں تو کیا یہ لوگ (یہاں) ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب بارگاہ نبوی کی مخالفت کرنے والوں نے از راہ تکبر کے یہ بات کہی۔

(نتربص به ریب المنون) ''یعنی ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ کب ان کو موت آوے؟ اور امت محمدیہ فنا ہو جائے۔ تو اللہ تعالٰی نے اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور اطمینان قلب کے لئے یہ فرمان نازل کیا۔''

(أفائن مِتَ'') ''میں فا شرط کو 'ماقبل'' کے ساتھ معلق کرنے کے لئے ہے۔ ہمزہ انکار کے لئے بعد اس کے کہ ہم اس کو ثابت کریں گے۔

(کل نفس ذائقة الموت)

''ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔''

یعنی ہر روح جب اپنے جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس کی سختی کا مزہ چکھنے والی ہے جو لوگ موت کے منکر ہیں ان کے خلاف یہ دلیل ہے۔

(و نبلو کم بالشر والخیر فتنة)

''اور ہم خوب آزماتے ہیں تمہیں برے اور اچھے حالات سے دوچار کر کے۔''

یعنی ہم تمہارے ساتھ ایک آزمائش میں مبتلا کرنے والے کا معاملہ کرتے ہیں کہ جو بطور آزمائش مصیبتیں اور نعمتیں تمہیں عطا کرتا ہے۔

(والینا ترجعون) ''اور (آخر کار) تم سب کو ہماری طرف ہی لوٹ آنا ہے۔''

تو ہم تمہیں اسی کے مطابق جزا اور سزا دیں گے جو تمہارے اندر صبر اور شکر ہوگا۔

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس زندگی سے مقصود آزمائش ہے اور ثواب کے حصول پر برانگیختہ کرنا ہے۔ عذاب سے کس طرح بچنا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

گناہوں کو مٹانے کا نسخہ:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امحق للذنوب من الماء البارد للنار والسلام علیہ افضل من عتق الرقاب)

''آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا گناہوں کو اس طرح ختم کرتا ہے۔ جس طرح ٹھنڈا پانی پیاس کو یا پانی آگ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا ایک غلام کو آزاد کرنے سے زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

(کتاب الشفاء ج ۲ ص ۱۳۳۔ مکتبہ بنویہ لاہور)

ملک الموت اور فرشتوں کا آنا:

حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام جب کسی بندے کی روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ ستر رحمت کے فرشتے اور ستر عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی مومن کی روح کو قبض کرتے ہیں تو بعد از قبض اسے رحمت کے فرشتوں کو دے دیتے ہیں وہ فرشتے اسے جنت اور ثواب کی خوش خبری سناتے ہیں اور اس روح کو لے کر آسمان کی طرف اعلیٰ علیین تک لے جاتے ہیں اور جب ملک الموت کسی کافر کی روح کو قبض کرتے ہیں تو بعد از قبض اسے عذاب کے فرشتوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ پھر وہ عذاب کے فرشتے اس کافر کی روح کو سجین کی طرف اسفل السافلین میں پھینک دیتے ہیں۔

(مطالع الانوار)

موت کی شدت کس قدر ہے؟:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لو ان الم شعرۃ من الم المیت وضع علی السموات والارض لمات اھلھما باذن اللہ تعالیٰ لان فی کل شعرۃ موتا ولایقع الموت

فی شیٔ الامات مع کل اَعضائہ)

''اگر میت کی سختی اور تکلیف ایک بال کے برابر آسمانوں اور زمینوں پر ڈالی جائے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے سب زمین و آسمان والے ہلاک ہو جائیں۔ کیونکہ ہر بال میں ایک موت ہے جب موت واقع ہوتی ہے تو وہ چیز اپنے تمام اعضاء سمیت ہلاک ہو جاتی ہے۔''

ملک الموت کے چار چہرے ہونے کی وجہ :

حدیث شریف میں ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(ان لملک الموت اربعة اوجه اولها علی رأسه والثانی قدامه والثآلث خلف ظهره والرابع تحت رجلیه)

''ملک الموت کے چار چہرے ہیں ایک چہرہ سر کے اوپر دوسرا آگے۔ تیسرا پیٹھ کے پیچھے چوتھا ان کے دونوں پاؤں کے نیچے۔''

(فیاخذ ارواح الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام والملئکة من وجه راسه و ارواح المومنین من وجه قدامه و ارواح الکافرین من وجه ظهره وِ ارواح الجن من وجه قدمیه)

''اپنے سر کے اوپر والے چہرے سے وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور فرشتوں کی ارواح کو قبض کرتا ہے اپنے آگے والے چہرے سے ایمانداروں کی ارواح کو قبض کرتا ہے جو پیٹھ پیچھے چہرہ ہے۔ اس سے کفار کی روح قبض کرتا ہے اور جو چہرہ دونوں قدموں کے نیچے ہے اس سے جنوں کی روحوں کو قبض کرتا ہے۔''

ملک الموت کی جسامت :

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسامت اس قدر ہے۔

(احدی رجلیه علی جسر جهنم والاخری علی سریر الجنة ومن عظمته انه لوصب جمیع ماء البجار والانهار علی راسه ما وقعت قطرة علی الارض)

''کہ ان کا ایک پاؤں جہنم کی پل پر اور دوسرا جنت کے تخت پر ہے اور ان کا جسم اتنا

بڑا ہے کہ اگر تمام دریاؤں اور سمندروں کا پانی ان کے سر پر گرایا جائے تو زمین پر ایک قطرہ بھی نہ گرے۔ (مطالع الانوار)

چار ہزار سال بعد موت کی سختی برقرار:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے تھے بعض کافروں نے آپ سے آ کر کہا کہ آپ جو نیا نیا مردہ ہوتا ہے۔ اس کو زندہ کرتے ہیں ہوسکتا ہے وہ ابھی تک مرا بھی نہ ہو۔ اگر آپ واقعی مردوں کو زندہ کرتے ہیں تو آپ ایسے فوت شدہ کو زندہ کریں جو عرصہ دراز سے وفات پا چکا ہو۔''

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کرنے والوں سے فرمایا کہ جس کے بارے تم چاہتے ہو میں اس کو زندہ کئے دیتا ہوں انہوں نے کہا کہ آپ سام بن نوح کو زندہ کریں۔

آپ سام بن نوح کی قبر پر تشریف فرما ہوئے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے سام بن نوح زندہ ہو گئے اچانک ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

(یا سام ما هذا الشیب ولم یکن فی زمانک)

''اے سام یہ بڑھاپا کیا ہے؟ حالانکہ تو اپنے زمانہ میں بوڑھا نہیں تھا۔''

(فقال سمعت ندائک فظننت ان القیامة قد قامت فشاب راسی ولحیتی من الهول)

''سام بن نوح نے عرض کیا کہ جب میں نے آپ کی آواز سنی تو میں سمجھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اس ڈر اور دہشت کی وجہ سے میرا سر اور میری داڑھی سفید ہو گئی۔''

(فقال منذ کم سنة انت میت؟ فقال منذ اربعة آلاف سنة فما ذهب عنی الم سکرات الموت و مدارته)

''حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سام بن نوح آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ چار ہزار سال اور اب تک مجھ سے موت کی سکرات کی تکالیف اور اس کی تلخی دور نہیں ہوئی۔ (درة الواعظین)

جنتی اور دوزخی مرتے وقت اپنا اپنا مقام دیکھ لیتے ہیں:

ایک روایت میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی روح اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک کہ وہ جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔

کافر کی روح بھی اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک کہ وہ دوزخ میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یری المؤمن مکانہ فی الجنۃ والکافر مکانہ فی النار)

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومن اپنا مقام جنت میں اور کافر اپنا مقام دوزخ میں کیسے دیکھ لیتا ہے؟''

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو انتہائی اچھی صورت پر پیدا کیا اور ان کے چھ سو پر بنائے ان پروں کے درمیان مور کے پروں کی مثل دو خوبصورت سبز پر ہیں جب حضرت جبرائیل علیہ السلام ان پروں کو پھیلاتے ہیں تو جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے اس کو بھر دیتے ہیں۔ ان کے دائیں پر پر جنت کی صورت بنائی گئی ہے اور جو کچھ جنت میں انعام و اکرام ہوگا سب کی شکلیں اس پر بنی ہوئی ہیں۔ جیسے حورعین، محلات، درجات، خادم، غلام، لڑکے اور باندیاں۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے بائیں پر پر دوزخ کی صورت بنی ہوئی ہے اور عذاب دینے والی جتنی چیزیں اس میں ہوں گی ان سب کی شکلیں بنی ہوئی ہیں جیسے سانپ، بچھو، آگ کے شعلے اور ڈراؤنی شکل والے دوزخ کے داروغے۔

جب کسی بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتوں کی ایک فوج اس کی رگوں میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کی روح کو دونوں قدموں سے گھٹنے کی طرف نچوڑتے ہیں۔ یہ پہلی فرشتوں کی فوج واپس چلی جاتی ہے پھر دوسری فوج آ جاتی ہے۔ جو مرنے والے کی روح کو گھٹنوں سے اس کی ناف تک نچوڑتے ہیں۔ فوج کا یہ دوسرا گروہ چلا جاتا ہے اور فوج کا ایک تیسرا گروہ آ جاتا ہے جو اس کی روح کو پیٹ سے سینے تک نچوڑتے ہیں فرشتوں کی یہ تیسری فوج چلی جاتی ہے اور فرشتوں کی چوتھی فوج داخل ہو کر فوت ہونے والی کی روح کو سینے سے حلقوم تک نچوڑتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(فلو لا اذا بلغت الحلقوم ٥ وانتم حینئذ تنظرون٥)

''پس تم کیوں لوٹا نہیں دیتے جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت (پاس بیٹھے) دیکھ رہے ہوتے ہو۔'' (الواقعہ ۸۳٬۸۴)

اس وقت اگر وہ مرنے والا مومن ہو تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اپنے دائیں پر کو پھیلاتے ہیں تو مرنے والا جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اس کی طرف نظر کرتا ہے اور اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے جنت میں ملنے والے مکان کی محبت کی وجہ سے اپنے آس پاس والوں کو نہیں دیکھتا' چاہے اس کا باپ ہو اس کی ماں ہو یا اس کی اولاد ہو۔

اگر وہ مرنے والا منافق ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کے لئے اپنا بایاں پر پھیلاتے ہیں تو وہ دوزخ میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اسی کی طرف دیکھتا رہتا ہے اور اس کے علاوہ اپنے ماں باپ اور اولاد کو نہیں دیکھ سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ دوزخ والے مکان کی ہیبت ہی اس قدر خوفناک ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

(طوبیٰ لمن کان قبرہ روضۃ من ریاض الجنان وویل لمن کان قبرہ حفرۃ من حفرۃ النیران)

''خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔'' (کنز الاخبار)

روح کی اقسام:

روح کی تین اقسام ہیں۔ ۱- سلطانیہ۔ ۲- روحانیہ ۳- جسمانیہ

روح سلطانیہ کا مقام دل ہے۔ روح روحانیہ کا مقام جگر یعنی سینہ ہے۔ جب کہ روح جسمانیہ کا مقام گوشت اور خون کے درمیان' ہڈیوں اور رگوں کے درمیان ہے۔

سوال و جواب:

سوال یہ ہے کہ جب بندہ سو جاتا ہے تو اس کی روح نکلتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی کہے کہ روح نکل جاتی ہے تو اس نے خطا کی اور اگر کہے کہ روح نہیں نکلتی تو وہ بھی خطا پر ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب آدمی سو جاتا ہے تو اس کی روح جسمانی عقل سمیت نکل

جاتی ہے اور زمین و آسمان کے درمیان گھومتی رہتی ہے اگر عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ دیکھتا ہے جو کچھ اسے خواب میں نظر آتا ہے اگر اس کے ساتھ عقل نہ ہو تو وہ کچھ نہ کچھ دیکھتا تو ضرور ہے لیکن اسے سمجھتا نہیں ہے۔ (تفسیر)

روح اور روان میں فرق :

اگر کہا جائے کہ روح اور روان میں کیا فرق ہے؟

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ روح نہ جاتی ہے اور نہ آتی ہے روان جاتی بھی ہے اور آتی بھی ہے جب روان زائل ہو جائے تو آدمی سو جاتا ہے اور جب روح زائل ہو جائے تو آدمی مر جاتا ہے۔

روح اور جسم کے درمیان ایمان کی مثال اسی طرح ہے جیسا کہ زمین و آسمان کے درمیان سورج ہو۔

جب آدمی مر جاتا ہے تو لا الہ الا اللہ اپنی روح سمیت چلا جاتا ہے جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم سمیت باقی رہتا ہے جب یہ دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ایمان بن جاتا ہے۔

ملک الموت حضرت الیاس علیہ السلام کی بارگاہ میں :

اللہ تعالیٰ کے اولو العزم پیغمبر حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت عزرئیل علیہ السلام ان کے پاس ان کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہو گئے آپ پریشان ہوئے اور انتہائی شدت کے ساتھ رو پڑے حضرت عزرئیل علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی یہ پریشانی اور رونا کیسا ہے؟ کیا آپ دنیا کی وجہ سے پریشان ہوئے یا موت کی وجہ سے؟ انہوں نے جواباً فرمایا کہ نہیں بلکہ میری پریشانی کا سبب یہ ہے کہ میرے مرنے کی وجہ سے مجھ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوٹ جائے گا اس طرح کہ میرے وصال فرما جانے کے بعد میری قوم تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گی اور میں ان کے ساتھ نہیں کر سکوں گا۔

(فاوحی اللہ تعالیٰ الی ملک الموت ان لایقبض روحه فانه یسأل الحیاة لذکری لا لنفسه دعه یا ملک الموت حتی یعیش فی ذکری ویرتع فی ریاض مناجاتی الی آخر الدنیا)

''اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ ان کی روح کو قبض نہ کریں کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام زندگی کا سوال اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ میرے ذکر کی وجہ سے کر رہے ہیں اے ملک الموت آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں تا کہ وہ میرے ذکر میں زندگی گزاریں اور آخر دنیا تک ہماری بارگاہ میں مناجات کرتے رہیں۔

قبر کو دیکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گریہ زاری:

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو قبر کے پاس ٹھہر کر اتنا زار و قطار روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

(فقیل لہ یا امیر المؤمنین تذکر الجنۃ والنار واھوال القیامۃ فلا تبکی و تذکر القبر فتبکی)

''آپ سے عرض کیا گیا کہ اے امیر المؤمنین آپ جنت دوزخ اور قیامت کی سختیوں کا ذکر کرتے ہیں لیکن آپ نہیں روتے اس کی کیا وجہ ہے کہ جب آپ قبر کا ذکر کرتے ہیں تو اس قدر زیادہ روتے ہیں۔''

تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے ہوئے فرمایا:

(قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام القبر اول منزل من منازل الآخرۃ وآخر منزل من منازل الدنیا فمن نجامنہ فما بعدہ ایسرو ان لم ینج منہ فما بعدہ اشد)

''نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل اور دنیا کی منازل میں سے آخری منزل ہے جس نے قبر میں نجات حاصل کر لی تو اس کے لئے بعد کے معاملات آسان ہیں اور اگر کسی کو قبر میں نجات نہ ملی تو اس کے بعد جو کچھ بھی ہوگا اس کے لئے سختی ہی سختی ہوگی۔''

مزید حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

(ان کنت فی النار کنت مع الناس وان کنت فی القیامۃ کنت مع الناس وان کنت فی القبر لم یکن معی احد فلذلک ابکی)

''اگر میں (اللہ نہ کرے) دوزخ میں ہوا تو وہاں پر میں لوگوں کے ساتھ ہوں گا اور

اگر میں قیامت برپا ہونے کے وقت موجود ہوا تو وہاں بھی لوگوں کے ساتھ ہوں گا لیکن جب میں قبر میں جاؤں گا تو وہاں میرے ساتھ لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں ہو گا اسی وجہ سے میں قبر کو دیکھ کر روتا ہوں۔" (مشکوٰۃ الانوار)

کوہ لبنان میں حضرت مریم علیہا السلام کی وفات :

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا ادریس سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں یہ لکھا ہوا پڑھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام سے عرض کیا۔

(ان الدنیا دارفناء و دار زوال والآخرۃ دار بقاء)

"بے شک دنیا فنا ہونے اور زائل ہونے والا گھر ہے جب کہ آخرت دار بقاء ہے۔"

اے میری والدہ محترمہ اس دار فنا سے ہم کہیں الگ ہو جائیں چنانچہ دونوں چلتے چلتے کوہ لبنان میں پہنچ گئے۔ وہاں وہ دونوں دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے درختوں کے پتے کھا کر بارش کا پانی پی کر دونوں گزارا کرتے اسی حالت میں انہوں نے اسی مقام پر ایک عرصہ دراز گزار دیا۔

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس پہاڑ سے نیچے وادی میں اترے۔ تاکہ اپنے لئے افطار کرنے کے لئے گھاس وغیرہ اکٹھی کر لے جائیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر کر نیچے تشریف فرما ہوئے۔

اسی دوران ملک الموت حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آئے اور آ کر کہا۔

(السلام علیک یا مریم الصائمۃ القائمۃ)

"اے روزہ رکھنے والی' قیام کرنے والی مریم علیہا السلام تجھ پر سلام ہو۔"

حضرت مریم علیہا السلام نے ملک الموت سے فرمایا:

(من انت فان جلدی قد اقشعر من صوتک و طار عقلی من ھیبتک)

"(اے آنے والے) تو کون ہے کہ تیری آواز سے میرا جسم کانپ اٹھا اور تیری ہیبت سے میرے ہوش اڑ گئے۔"

حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا:

(انا الذی لا ارحم الصغیر لصغرہ ولا اکرم الکبیر لکبرہ وانا قابض

الارواح)

''میں وہ ہوں جو کسی چھوٹے پر اس کی صغر سنی کی وجہ سے رحم نہیں کرتا اور کسی بڑے کے بڑھاپے کی وجہ سے اس کی عزت نہیں کرتا اور میں ارواح کو قبض کرنے والا ہوں۔''

حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا:

(یا ملک أزائراً جئت ام قابضاً)

''اے فرشتے! کیا تو زیارت کرنے کی غرض سے آیا ہے یا روح کو قبض کرنے کے لئے آیا ہے۔''

حضرت عزرئیل علیہ السلام نے جواباً کہا

(استعدی للموت)

''آپ موت کے لئے تیار ہو جائیں۔''

حضرت مریم علیہا السلام نے ملک الموت سے فرمایا:

(أفلا تاذن لی حتی یرجع حبیبی وقرة عینی و ثمرة فؤادی وریحانة قلبی)

''کیا آپ مجھے اتنی دیر اجازت نہیں دیتے کہ میرا حبیب میری آنکھوں کی ٹھنڈک، میرے دل کا ثمر اور میرے دل کی خوشبو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) واپس آ جائے۔''

ملک الموت نے آپ سے عرض کیا

(لم او مربذلک وانما انا عبد مامور واللہ لا استطیع ان اقبض روح بعوضة فقد امرنی ربی ان لا ازیل قدما عن قدم حتی اقبض روحک فی موضعک ھذا)

''مجھے اس چیز کا حکم نہیں دیا گیا میں حکم کا پابند بندہ ہوں قسم بخدا مجھے خود تو ایک مچھر کی روح قبض کرنے کی بھی طاقت نہیں (مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے)

مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں ایک قدم کے برابر بھی اس مقام سے نہ ہٹوں۔ جب تک کہ میں اسی جگہ پر آپ کی روح قبض نہ کرلوں۔

حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا

(یا ملک الموت استسلمت لا مر اللہ تعالیٰ فامض امر اللہ۔ فدنا منھا وقبض روحھا)

"اے ملک الموت میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے سپرد کر دیا اور تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کر۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ کے قریب ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام کی روح مبارک کو قبض کر لیا۔"

اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیر ہو گئی یہاں تک کہ عشاء کے آخری وقت میں آپ وہاں پہنچے۔ جب آپ پہاڑ پر چڑھے آپ کے پاس کچھ سبزی اور گھاس تھا آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی طرف دیکھا تو وہ محراب میں سوئی ہوئی تھیں آپ نے گمان کیا کہ شاید والدہ ماجدہ فرائض کی ادائیگی کے بعد آرام کر رہی ہیں۔ آپ نے گھاس کو رکھا اور خود اس محراب کے سامنے کھڑے ہو گئے رات تک مسلسل اسی حالت پر کھڑے رہے۔ پھر آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی طرف دیکھا اور پریشان حال دل سے غمگین آواز سے اپنی والدہ کو درد بھرے لہجے میں آواز دی۔

(السلام علیک یا اماہ قدھجم اللیل وافطر الصائمون و وقف العابدون و ما بالک لا تقومین الی عبادۃ الرحمن؟)

"اے امی جان آپ پر سلام ہو رات زیادہ گزر چکی روزہ داروں نے روزہ افطار کر لیا۔ عبادت گزار عبادت کرنے کی غرض سے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اے امی جان آپ کو کیا ہوا کہ آپ رحمٰن کی عبادت کی طرف کھڑی نہیں ہوتی؟

آپ واپس لوٹے اور کہا کہ بعض اوقات نیند میٹھی ہوتی ہے پھر آپ محراب کے سامنے کھڑے ہو گئے اس دوران آپ نے کوئی چیز نہ کھائی یہاں تک کہ رات کا دوسرا تہائی حصہ بھی گزر گیا ایسا کرنے سے آپ کا مقصود یہ تھا۔ کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ افطار کریں مسلسل آپ اسی طرح کھڑے رہے آپ نے مغموم دل اور درد بھری آواز کے ساتھ ندا دی۔

اے امی جان آپ پر سلام ہو۔

واپس لوٹے اور محراب کے سامنے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔

پھر آپ نے اپنا رخسار اپنی والدہ کے رخسار پر اپنا منہ اپنی والدہ کے منہ پر رکھا اور آپ زار و قطار روتے ہوئے اپنی والدہ محترمہ کو آواز دے رہے تھے۔

(السلام علیک یا اماہ قد مضی اللیل واقبل النہار ھذا وقت فریضۃ الرحمن)

اے امی جان آپ پر سلام ہو رات گزر گئی دن آ گیا یہ رحمٰن کے فرض کو ادا کرنے کا وقت ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مسلسل آہ و بکا سن کر آسمانوں کے فرشتے رونے لگے۔ آپ کے آس پاس کے جن آہ وزاری کرنے لگے۔ آپ کے نیچے پہاڑ پر کپکپی طاری ہو گئی۔

(فاوحی اللہ تعالیٰ الی الملئکۃ ما یبکیکم)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف وحی کی کہ تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟

(قالوا الھنا انت اعلم فاوحی اللہ تعالیٰ انی اعلم وانا ارحم الراحمین)

فرشتوں نے عرض کیا! اے ہمارے معبود تو زیادہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ بے شک میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور میں سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہوں۔

ایک نداء دینے والے نے نداء دی۔

(یا عیسیٰ علیہ السلام ارفع راسک فقد ماتت امک فاعظم اللہ اجرک فرفع راسہ باکیا یقول: من لوحشتی ومن لوحدتی ومن آنس بہ فی غربتی ومن یغیننی فی عبادتی؟)

اے عیسیٰ علیہ السلام اپنے سر مبارک اٹھائیں یقیناً آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اجر کو بڑھا دیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے روتے ہوئے اپنے سر کو اٹھایا اور ساتھ ہی یہ کہہ رہے تھے کہ اب میری وحشت کو دور کرنے والا کون ہو گا؟ گھبراہٹ کے وقت تسکین کون دے گا؟ میری غربت کا غمگسار کون ہو گا؟ اور عبادت کے وقت مجھے کون مدد دے گا؟

اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کی طرف وحی کی کہ وہ نصیحت کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کرے۔

(فقال الجبل یا روح اللہ ماھذا الجزع أترید مع اللہ انیساً؟)

پہاڑ نے عرض کی' اے روح اللہ یہ جزع فزع کیا ہے کیا آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک اور انیس چاہتے ہیں؟

پھر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی بستیوں میں سے ایک بستی کی طرف

پہاڑ سے نیچے اتر کر آئے اور نداء دی اے بنی اسرائیل تم پر سلام ہو۔

(فقالوا من انت یا عبد اللہ فقد اضاء حسن وجھک دورنا؟)

بنی اسرائیل نے کہا کہ اے اللہ کے بندے آپ کون ہیں کہ آپ کے چہرے کے حسن و جمال کی وجہ سے ہمارے گھر روشن ہو گئے۔

(فقال انا روح اللہ)

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں روح اللہ ہوں۔

بے شک میری والدہ سفر کی حالت میں فوت ہو گئیں تم ان کو غسل، کفن، دینے اور دفن کرنے میں میری مدد کرو۔

بنی اسرائیل نے کہا کہ اے روح اللہ اس پہاڑ میں بکثرت سانپ اور بچھو ہیں تین سو سال ہو گئے ہیں ہمارے آباؤ واجداد اس پہاڑ کی طرف نہیں گئے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام اس پہاڑ کی طرف واپس لوٹے آپ نے دو خوبصورت نوجوانوں کو اس مقام پر پایا۔ ان دونوں کو آپ نے سلام کیا۔ انہوں نے آپ کو سلام کا جواب دیا۔

پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ان دونوں نوجوانوں سے فرمایا کہ میری والدہ اس پہاڑ میں سفر کی حالت میں فوت ہوگئی ہیں۔ تم دونوں ان کی تجہیز و تکفین میں میری مدد کرو۔

ان دونو جوانوں میں سے ایک نے آپ سے کہا کہ یہ حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں اور میں جبرائیل علیہ السلام ہوں یہ حنوط اور کفن ہے آپ کے رب کی طرف سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی حوریں ابھی جنت سے آپ کی والدہ کو غسل دینے اور کفن پہنانے کے لئے اترنے والی ہیں۔

پہاڑ کی چوٹی پر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے قبر بنائی آپ کے حسب حکم نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اس قبر میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

حضرت مریم علیہا السلام کو دفن کر لینے کے بعد حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی۔

یا اللہ تو میری حالت کو جانتا ہے میرے کلام کو سنتا ہے۔ میرے معاملات میں سے کوئی چیز تجھ پر مخفی نہیں ہے میری والدہ محترمہ کا جب انتقال ہوا تو میں اس وقت ان کے پاس موجود نہیں تھا۔ اے میرے رب تو اپنے اذن سے میری والدہ کو مجھ سے کلام کرنے کی

اجازت عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میری طرف سے آپ کی والدہ محترمہ کو کلام کرنے کا اذن مل چکا ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور غم بھری آواز کے ساتھ نداء دینے لگے اے میری امی جان آپ پر سلام ہو۔

حضرت مریم علیہا السلام نے اپنی قبر مبارک سے جواب دیا۔

(یا حبیبی یا قرۃ عینی)

''اے میرے حبیب اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے امی جان

(کیف وجدت مقیلک ومصیرک و کیف رأیت القدوم علیٰ ربک؟)

آپ نے اپنی جگہ کو کیسا پایا؟ اپنے لوٹنے کی جگہ کو کیسے پایا؟ اپنے رب کی بارگاہ میں آنے کو کیسے پایا؟

حضرت مریم علیہا السلام نے جواباً ارشاد فرمایا:

(مقیلی خیر مقیل، ومصیری خیر مصیر قدمت علی ربی فوجدته راضیا غیر غضبان)

''میری جگہ بہترین جگہ ہے میری لوٹنے کی جگہ بہترین ہے میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئی میں نے اسے بغیر ناراضگی کے راضی پایا''۔

(قال یا اماہ کیف وجدت الم الموت؟)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے امی جان آپ نے موت کی تکلیف کو کیسا پایا؟

(قالت والذی بعثک بالحق نبیًا ماذهبت مدارة الموت من حلقی وهیبة ملک الموت بین عینی فعلیک السلام یا حبیبی الی یوم القیامة)

حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کا نبی بنا کر بھیجا میرے حلق سے ابھی تک موت کی سختی نہیں گئی اور ملک الموت کی ہیبت ابھی تک میری نظروں کے سامنے ہے اے میرے حبیب تجھ پر قیامت کے دن تک سلام ہو۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی وفات:

حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراء بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہوا۔ تو آپ کے جنازہ کو چار آدمیوں نے اٹھایا آپ کے شوہر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دونوں بیٹے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان چاروں نے جنازہ کو قبر کے کنارے پر رکھا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا

(یاقبرا تدری من التی جئنا بها الیک ؟ هی فاطمة الزهراء بنت رسول الله صلی الله علیه و سلم وزوجة علی المرتضیٰ و ام الحسن والحسین رضی الله تعالیٰ عنهما)

اے قبر کیا تو جانتی ہے کہ ہم کس کو لے کر تیرے پاس آئے ہیں؟ یہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں۔

اس وقت جنازے میں شریک سب لوگوں نے قبر سے یہ نداء سنی۔

(ما انا موضع حسب و نسب وانما انا موضع العمل الصالح فلا ینجو فی الا من کثر خیره و سلم قلبه و خلص عمله)

قبر نے یہ کہا کہ میں حسب ونسب کی جگہ نہیں ہوں بلکہ میں عمل صالح کی جگہ ہوں میرے اندر وہی نجات حاصل کرتا ہے۔ جس کے پاس نیکیاں بہت زیادہ ہوں' دل اس کا پاک ہو ہر قسم کی برائی سے اور اس کا عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ (مشکوۃ الانوار)

عذاب قبر سے بچانے والی چار چیزیں:

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے فرمایا:

(من اراد ان ینجو من عذاب القبر فعلیه ان یلازم اربعة اشیاء ویجتنب اربعة اشیاء)

جو شخص عذاب قبر سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر چار چیزوں کو اختیار کرنا اور چار چیزوں سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

(فاما التی یلزم ان یلازمها فالمحافظة علی الصلٰوۃ والصدقة و قرأة القرآن و کثرة التسبیح فانها تضیئی القبر و توسعه)

جن چار چیزوں کو اختیار کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

۱- نماز کی پابندی کرنا۔ ۲- صدقہ دینا۔ ۳- قرآن کی تلاوت۔ ۴- تسبیح کثرت سے پڑھنا کیونکہ یہ قبر کو روشن اور کشادہ کرتی ہے۔

(فاما التی یلزم الاجتناب عنها فالکذب والخیانة والنمیمة والبول قائما)

بہرحال وہ چار چیزیں جن سے اجتناب کرنا لازمی ہے وہ یہ ہیں۔

۱- جھوٹ بولنا۔ ۲- خیانت کرنا۔ ۳- چغل خوری۔ ۴- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

کیونکہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه)

کہ اپنے آپ کو پیشاب سے بچاؤ کیونکہ قبر کا عام عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

(مشکوۃ الانوار)

عذاب کس کو ہوگا؟:

بدن اور روح میں سے عذاب کس کو ہوتا ہے اس بارے میں چند اقوال ہیں۔

۱- بعض علماء نے کہا کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے بدن کو نہیں ہوتا۔

۲- بعض نے اس کے برعکس کہا کہ عذاب جسم کو ہوتا ہے نہ کہ روح کو۔

۳- تیسرا قول یہ ہے کہ عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

سوال و جواب: کسی نے کہا کہ جب جسم سے روح نکل گئی تو اس جسم کو عذاب دینے سے کیا ہوگا۔ جب روح نہیں تو عذاب سے اس جسم کو کیا ہوگا لہٰذا اسے عذاب دینا بے سود ہے۔؟

اس سوال کے کئی جواب ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اس جسم میں ایک قسم کی زندگی پیدا فرما دے کہ جس کے ہوتے ہوئے مردے کو تکلیف دینا ممکن ہو اور روح کے واپس لوٹانے کے بغیر وہ نعمتوں کو محسوس کر سکے۔ تاکہ دوبارہ روح کو نکالنے کی نوبت نہ آئے۔

۲- بعض علماء نے کہا کہ مرنے کے بعد دوبارہ اس کی روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے

جیسا کہ وہ پہلے دنیا میں اس کے اندر موجود تھی۔ مردے کو بٹھا دیا جائے اور سوال کر لیا جائے۔

۳۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ سوال و جواب صرف روح سے ہوں گے نا کہ جسم سے

۴۔ بعض نے کہا کہ اس مرنے والے کے جسم میں روح داخل کی جاتی ہے لیکن صرف سینے تک۔

۵۔ بعض نے فرمایا کہ روح مردے کے جسم اور کفن کے درمیان ہوتی ہے۔

ان سب اقوال کی تائید آثار سے ہوتی ہے۔ اہل علم کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ مردہ قبر میں ثواب و عذاب کے قریب ہوتا ہے اور اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہوتا۔

(من شرح العقائد ملخصا)

روح جسم سے نکل کر کہاں جاتی ہے؟:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ارواح اپنے اپنے اجسام سے نکل کر کہاں جاتی ہیں تو آپ نے فرمایا سات جگہوں میں۔

۱۔ تمام انبیاء اور رسولوں کی ارواح کا ٹھکانہ جنت عدن ہے۔

۲۔ علماء کی ارواح کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔

۳۔ جو سعادت مند لوگ ہیں۔ ان کی ارواح کا ٹھکانہ جنت علیین ہے۔

۴۔ شہداء کی ارواح پرندوں کی طرح جنت میں جہاں چاہتی ہیں اڑتی رہتی ہیں۔

۵۔ گناہگار ایمانداروں کی روحیں فضا میں معلق رہتی ہیں قیامت کے دن تک وہ نہ زمین میں ہوں گی اور نہ آسمانوں میں۔

۶۔ مومنین کی اولاد کی روحیں کستوری کے پہاڑ میں رہتی ہیں۔

۷۔ کفار کی روحیں سجین میں ہوتی ہیں۔ ان کی ارواح کو ان کے جسموں سمیت قیامت کے دن تک عذاب دیا جائے گا۔

۸۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

(کَلَّا اِنَّ کتاب الفجار لفی سجین ''یعنی اعمال نامہ بدکاروں (کافروں) کا سجین میں ہے۔''

سچ یہ ہے کہ اصل حال کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہر حالت میں اس کی حمد ہے

سوائے کفر اور گمراہی کے وہ بے مثل اور وحدہ لاشریک ہے۔

اے انسان تجھ پر لازم ہے اس کے ہر حکم پر عمل کرنا وہ مثل سے پاک ہے۔ اے عزت و جلال والے رب تو ہماری خطاؤں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ فرمانا۔ (آمین)

قیامت کے دن مخلوق کی کیا حالت ہو گی:

مخلوق جب قبروں سے اٹھے گی۔ تو قیامت کے دن جن جگہوں سے مخلوق اٹھے گی تو وہ انہی جگہوں پر چالیس سال تک کھڑی رہے گی نہ کھائے گی نہ پیئے گی نہ وہ سارے کے سارے بیٹھیں گے اور نہ کلام کریں گے۔

حضور کی امت کی پہچان:

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان امتی یوم القیامۃ غر محجلون من آثار الوضوء)

بے شک میری امت قیامت کے دن پنج کلیانی ہو گی یعنی وضو کے آثار کی وجہ سے ان کے پانچ اعضاء (چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں) چمکتے ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو قبروں سے اٹھائے گا مومنین کی قبروں کے سرہانے فرشتے آ جائیں گے۔ ان کے سروں سے مٹی کو صاف کریں گے ان کے جسموں سے مٹی کو جھاڑیں گے سوائے سجدہ کی جگہ کے۔

جب فرشتے سجدہ کی جگہوں سے مٹی کو جھاڑیں گے تو وہ صاف نہیں ہو گی اس دوران ایک نداء دینے والا نداء دے گا۔

(یا ملائکتی لیس ذلک تراب قبورهم انما هو تراب محاريبهم دعوا ما عليهم حتى يعبروا الصراط ويدخلوا الجنة حتى ان كل من ينظر اليهم يعلم انهم خدامي و عبادي)

اے میرے فرشتو! یہ ان کی قبروں کی مٹی نہیں ہے بلکہ یہ ان کی محرابوں کی مٹی ہے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ پل صراط کو عبور کر لیں اور جنت میں داخل ہو

جائیں یہاں تک کہ جو شخص بھی ان کو دیکھے وہ پہچان لے کہ یہ میرے خادم اور بندے ہیں۔

روزہ دار جب قبروں سے اٹھیں گے :

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہوگا جو لوگ قبروں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ سب کو اٹھائے گا اللہ تعالیٰ رضوان فرشتے کو حکم دے گا کہ

(انی قد اخرجت الصائمین من قبورھم جائعین عطشیٰ فاستقبلھم بشھواتھم فی الجنان)

میں نے روزہ داروں کو ان کی قبروں سے بہشت کی طرف نکالا بھوکے پیاسے تو ان کو بہشت کی طرف لے جا کیونکہ یہ لوگ دل و جان سے بہشت کی تمنا رکھتے تھے۔

(فصیح رضوان ایھا الغلمان و یا ایھا الوالدان الذین لم یبلغوا الحلم تعالوا فأتون بطباق من نور ویجتمعون عند رضوان اکثر من عدد التراب واقطار الامطار و کواکب السماء وا وراق الاشجار بالفاکھة الکثیرۃ والاطعمة النفیسة والا شربة اللزیزۃ فیلقونھم ویعطہ‌ونھم من ذلک ویقال لھم (کلوا واشربوا ھنیئابما اسلفتم فی الایام الخالیة) آلایة

رضوان بہشت کا دربان پکار اٹھے گا۔ اے غلمان، اے چھوٹے بچو آ ؤ یہ آواز سن کر وہ لڑکے بکثرت جمع ہو جائیں گے اور مٹی کے ذروں بارش کے قطروں، آسمان کے ستاروں اور درخت کے پتوں کی تعداد کے مطابق نور کے طشت میں رکھ کر نہایت عمدہ عمدہ میوے لطیف و نفیس کھانے اور خوشبودار شربت لے کر رضوان بہشت کے پاس حاضر ہو جائیں گے تب ان کو کھول کر یہ لڑکے روزہ داروں کو ملیں گے اور سب چیزیں ان کو کھلائیں گے اور ان روزہ داروں کو کہا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یعنی تم کھاؤ اور پیؤ بدلہ اس کا جو تم گذشتہ دنوں میں تمام کر رکھتے تھے۔"

تین گروہ سے فرشتے مصافحہ کریں گے :

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(ثلاثة نفر تصافحهم الملئكة يوم يخرجون من قبورهم :الشهداء والقائمون شهر رمضان والصائمون يوم عرفة)

تین گروہ ایسے ہیں کہ جب وہ اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے تو فرشتے ان کے ساتھ مصافحہ کریں گے۔

۱۔شہداء۔۲۔رمضان کے مہینہ میں قیام کرنے والے۔۳۔عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے۔

یوم عرفہ روزہ رکھنے کا ثواب:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

(یا عائشة ان فی الجنة قصوراً من در و یا قوت و زبرجد وذھب و فضة قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن ھذا؟ قال لمن صام یوم عرفة)

(یا عائشة ان احب الایام الی اللہ یوم الجمعة و یوم عرفة لما فیھما من الرحمة وان ابغض الایام الی ابلیس یوم الجمعة ویوم عرفة)

(یا عائشة من اصبح صائما یوم عرفة فتح اللہ له ثلاثین بابا من الخیر واغلق عنه ثلاثین باباً من الشر فاذا افطر و شرب الماء یستغفرله کل عرق فی جسده ویقول اللھم ارحمه الی طلوع الفجر)

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بے شک جنت میں موتی' یا قوت زبرجد' سونا اور چاندی کے محلات ہیں۔ام المؤمنین فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ محلات کس کے لئے ہیں آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ محلات اس شخص کے لئے جو عرفہ کے دن روزہ رکھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دن جمعہ اور عرفہ کی دن ہے کیونکہ ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔جب کہ شیطان کے نزدیک تمام دنوں سے ناپسندیدہ دن جمعہ اور عرفہ کا دن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا جس شخص نے عرفہ

کے دن روزہ رکھنے کی حالت میں صبح کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھلائی کے تیس دروازے کھول دیتا ہے جب کہ اس پر تیس شر کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ جب عرفہ کے دن روزہ رکھنے والا روزہ افطار کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس کے جسم کی ہر رگ اس کے لئے بخشش طلب کرتی ہے اور ساتھ ہی یہ کہتی ہے۔ یا اللہ طلوع فجر تک تو اس پر رحم فرما۔

روزہ رکھنے کا مرتبہ و مقام:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ روزہ دار جب اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اپنے روزہ کی بو سے پہچانیں جائیں گے ان کے سامنے قسم قسم کے کھانے اور آبخورے رکھے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کھاؤ کیونکہ تم اس وقت بھوکے رہے جب لوگ سیر ہو کر کھاتے تھے اور تم پیؤ تم اس وقت پیاسے رہے جب لوگ سیراب ہو کر پیتے تھے۔ نیز آرام اور چین میں تھے چنانچہ روزہ رکھنے والے کھائیں گے پیئے گے اور آرام میں رہیں گے جب کہ لوگ حساب و کتاب میں ہوں گے۔

کون لوگ قبروں میں بوسیدہ نہیں ہوں گے؟:

حدیث شریف میں ہے۔ کہ دس خوش نصیب لوگ اپنی اپنی قبروں میں بوسیدہ نہیں ہوں گے۔

۱- نبی۔ ۲- غازی۔ ۳- عالم۔ ۴- شہید۔ ۵- حافظ قرآن۔ ۶- مؤذن۔ ۷- عورت جب نفاس کی حالت میں مر جائے۔ ۸- جسے ظلماً قتل کیا جائے۔ ۹- جو شخص جمعہ کی رات کو مر جائے۔ ۱۰- جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو۔

قیامت کے دن سب ننگے ہوں گے:

حدیث پاک میں ہے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ اس طرح اٹھیں گے جس طرح وہ ماں کے پیٹ سے ننگے بدن پیدا ہوئے تھے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد اور عورتیں سب ننگے ہوں گے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں۔

حضرت صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہائے افسوس ان میں سے بعض

بعض کی طرف دیکھیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابو قحافہ کے بیٹے کی بیٹی لوگوں کو اس دن دیکھنے کا ہوش نہیں ہو گا ان کی نظریں آسمان کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی ہوں گی چالیس سال تک کھڑے رہے گے' نہ کھائیں گے' نہ پئیں گے اور پسینے کے اندر شرابور ہوں گے۔ بعض لوگوں کے پاؤں تک پسینہ ہو گا کچھ کی پنڈلیوں تک پسینہ ہو گا۔ بعض کے پیٹ تک پسینہ ہو گا۔ بعض سینہ تک پسینہ میں غرق ہوں گے۔ اس قدر پسینہ لوگوں کے اس مقام پر ٹھہرنے کی وجہ سے ہو گا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کسی شخص کے جسم پر لباس ہو گا کہ نہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان خوش نصیب لوگوں کے جسموں پر قیامت کے دن لباس ہو گا۔

۱- انبیاء کرام اور ان کے اہل بیت۔

۲- رجب' شعبان اور رمضان کے مسلسل روزے رکھنے والے۔

قیامت کے دن سب لوگ بھوکے ہوں گے سوائے انبیاء کرام اور ان کے اہل بیت کے رجب اور شعبان کے روزے رکھنے والے یہ لوگ سیر ہوں گے نہ ان کو بھوک ہو گی اور نہ پیاس ان سب کو محشر کی طرف اکٹھا کرنے کے لئے بلایا جائے گا اور یہ محشر بیت المقدس کے قریب ساہرہ نام کی جگہ میں ہو گا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(فانما هی زجرة واحدة فاذا هم بالساهره) (الاحزاب:۲)

''کہ وہ ایک ہی تو جیخ سے ساھرہ میں ہوں گے''۔

قیامت کے دن صفوں کی تعداد' طول و عرض:

میدان قیامت میں ایک سو بیس صفیں ہوں گی ہر صف کی طوالت چالیس ہزار برس کی مسافت کے برابر جب کہ ہر صف کی چوڑائی بیس ہزار برس کی مسافت کے برابر ہو گی ان میں تین صفیں مومنوں کی ہوں گی اور باقی سب کافروں کی ہوں گی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان امتی مائة وعشرون صفا وهذا هو الاصح) ''بے شک میری امت کی

ایک سو بیس صفیں ہوں گی اور یہی صحیح روایت ہے۔"

مومنوں اور کافروں کی علامت :

قیامت کے دن مومنوں کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔

کافروں کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے اور شیطانوں کے ساتھ ملا کر جکڑے جائیں گے۔ (دقائق الاخبار)

جلسہ نمبر ۱۴

قیامت کا بیان

یا ایھا الناس اتقو ربکم ان زلزلة الساعة شی عظیم یوم ترونھا تذھل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکری وما ھم بسکری ولکن عذاب اللہ شدید.

ترجمہ: ''اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھنی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے۔''

(سورۃ الحج آیت ۱ تا ۲)

قیامت کا بیان

آیت کی تفسیر:

(یا ایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة)

''اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ۔''

زلزلہ کا معنی ہے اشیاء کا حرکت کرنا۔ ایک قول یہ ہے کہ زلزلہ اس وقت رونما ہوگا کہ ابھی سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوا ہوگا یعنی اس سے پہلے۔

اس آیت کریمہ میں لفظ زلزلہ کی اضافت الساعة کی طرف کی گئی ہے کیونکہ یہ اس کی علامات میں سے ہے۔

(شیئ عظیم) ''بہت بڑی چیز۔'' گھبراہٹ میں ڈالنے والی قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے لوگوں کو تقوی کا حکم دیا گیا تاکہ وہ اپنی عقلوں سے اس کا تصور کرسکیں اور ان کو یہ یقین ہو جائے کہ جب تک وہ تقوی کا لباس زیب تن نہ کریں۔ اس سے محفوظ نہیں رہ سکتے پس وہ اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو بچائیں گے اور تقوی کو لازم کرنے کے ساتھ اپنے کو قوت بخشیں گے۔

(یوم ترونھا تذھل کل مرضعة عما ارضعت)

''اس دن تم دیکھو گے کہ ہر حاملہ عورت کا حمل گر جائے گا۔''

قیامت کے دن کی گھبراہٹ کا یہ ایک منظر ہے۔

(وتضع کل ذات حمل حملھا) ''ہر حمل والی اپنے حمل کو گرا دے گی۔

(وتری الناس سکاری وما ھم بسکاری)

''اور تو لوگو کو دیکھے گا کہ وہ بے ہوش ہوں گے یعنی ان پر نشہ کی کیفیت طاری ہوگی حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے یعنی حقیقتاً انہیں نشہ نہ ہوگا۔''

(ولکن عذاب اللہ شدید)

''اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔''

یعنی قیامت کا خوف اتنا ہوگا کہ ان کی عقلیں اڑ جائیں گی اور ان کی تمیز ختم ہو جائے

گی۔ (قاضی بیضاوی)

درود پڑھے بغیر مجلس سے اٹھ جانا:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ما جلس قوم مجلسا ثم تفرقوا علی غیر صلٰوۃ علی الاتفرقوا علی انتن من ریح الجیفۃ)

جو لوگ کسی مجلس میں اکٹھے ہوں اور درود و سلام پڑھے بغیر منتشر ہو جائیں تو اس کیفیت میں جدا ہوں گے جیسے ان کے ساتھ مردار شی کی بدبو ہو۔

جنت کا راستہ بھولنے والا کون؟:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من نسی الصلٰوۃ علی نسی طریق الجنۃ)

جو شخص مجھ پر (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود شریف پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھی بھول گیا۔ (کتاب الشفاء- ج ۲ ص ۱۳۵)

رہ گئی رسم اذان:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ویاتی علی الناس زمان لا یبقی من السلام الا اسمہ ولا من الدین الا اسمہ ولا من القرآن الادرسہ یعمرون مساجد ھم وھی خراب عن ذکر اللہ. اشر اھل ذلک الزمان علماء ھم و منھم تخرج الفتنۃ والیھم تعود وھؤ لأ علامات القیامۃ)

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ دین کی صرف رسم رہ جائے گی۔ قرآن کا صرف درس رہ جائے گا مساجد بظاہر آباد ہوں گی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوں گی اس زمانے کے شریر لوگ علماء ہوں گے انہی سے فتنہ نکلے گا اور انہی کی طرف لوٹے گا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ قیامت کی علامت ہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

علاماتِ قیامت:

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم اس وقت تذکرہ کر رہے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ جب تک کہ تم قیامت کے آنے سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔

پھر نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دس چیزوں کا ذکر فرمایا:

۱- دخان۔ ۲- دجال۔ ۳- دابۃ الارض۔ ۴- مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا۔ ۵- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر نزول فرمانا۔ ۶- یاجوج اور ماجوج تین جگہ سے زمین کا دھنس جانا۔ ۷- ایک دھنس جانا مشرق میں۔ ۸- ایک دھنس جانا مغرب میں۔ ۹- اسی طرح جزیرۂ عرب میں زمین کا دھنس جانا۔ ۱۰- آخر میں یمن کے ملک سے آگ نکلے گی اور سب لوگوں کو قیامت کے میدان کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

(زبدۃ الواعظین)

قیامت کی پانچ نشانیوں کی وضاحت:

۱- دجال بہت بڑی مصیبت ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت کے دن تک اس جیسی کوئی مصیبت نہیں۔ استدراج کے ذریعے وہ ایسے ایسے عجیب و غریب کام دکھائے گا کہ جن کی تعداد کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا وہ کانا ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ کافر ہے۔

(شرح برکوی للقنوی)

۲- الدخان (دھواں) دخان مغرب و مشرق کے درمیان جو کچھ ہے سب کو بھر دے گا چالیس دن تک رہے گا۔ اس کی وجہ سے مومن کی کیفیت اس طرح ہوگی کہ جس طرح زکام ہوتا ہے۔ کافر کی حالت اس طرح ہوگی کہ جس طرح کوئی نشہ میں ہو اور دھواں ان کی ناکوں، کانوں اور ان کے پچھلے حصہ سے نکلتا ہوگا۔

(شرح برکوی للقنوی)

۳- دابتہ الارض مکہ میں کوہ صفا کے پاس نمودار ہوگا فصیح زبان کے ساتھ گفتگو کرے گا۔ انصاف کے ساتھ زمین کو بھر دے گا اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ جب وہ عصا کے ساتھ کسی مومن کی پیشانی پر مارے گا تو لکھا جائے گا یہ مومن ہے اور جب وہ انگوٹھی کے ساتھ کافر کی پیشانی پر مہر لگائے گا تو لکھا جائے گا یہ کافر ہے۔

۴- حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ملک شام میں سفید نار کے قریب ہوگا۔ آپ دجال کو قتل کریں گے اس طرح کہ اگر اسے قتل نہ کیا جاتا تو وہ اس طرح پگھل جاتا جس طرح نمک پانی میں مل جاتا ہے۔ پھر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرتے ہوئے حیات مبارکہ گزاریں گے۔ (شرح برکوی للقنوی)

۵- خروج یا جوج و ماجوج اور یاجوج ماجوج کا نکلنا یہ دو صنفیں ہیں۔ ایک قسم بہت چھوٹی اور دوسری قسم بہت بڑی ہے اب بھی یہ دونوں قسمیں اس دیوار کے پیچھے موجود ہیں۔ جس کو سکندر ذوالقرنین نے بنایا جب وقت آئے گا تو یہ دونوں وہاں سے نکلیں گے ان کی تعداد اتنی ہے کہ جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا ان کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے جب وہ بحیرہ طبریہ سے پانی پئیں گے تو اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ (شرح برکوی للقنوی)

قیامت کی مزید نشانیاں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(للساعة اشراط عدم انفاق الاسواق یعنی الکساد و یقل المطر والنبات و تفشو الغیبة ویوکل الربو وتظهر اولاد الزناة ویعظم رب المال و تعلو اصوات الفسقة فی المساجد ویظهر اهل المنکر علی اهل الحق)

اس حدیث نبوی سے مزید آٹھ قیامت کی نشانیاں سامنے آتی ہیں۔

۱- بازاروں میں خرید و فروخت کم ہونے کی وجہ سے بازار میں مندا ہوگا۔

۲- بارشیں کم ہوں گی ان کی کمی کے سبب سے فصل کم ہوگی۔

۳- غیبت عام ہو جائے گی۔

۴- سود کھایا جائے گا۔

۵- زنا کی اولاد ظاہر ہوگی۔

۶- مال والے کی عزت وعظمت کی جائے گی۔

۷- مساجد میں فاسق لوگوں کی آوازیں بلند ہوں گی۔

۸- اہل حق پر برے لوگ غالب آئیں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اذا اتخذ الفيئى دولاً. والامانة مغنما والزكاة مغرماً والتعليم لغير الدين اطاع الرجل امرأته وعن امه و قرب صديقه و بعد اباه ظهرت الاصوات فى المساجد وكان رئيس القبيلة فاسقهم واكرم الرجل مخافة شره ولايكرم بما عند الله اى مخافة عذاب الله فتلك علامات القيامة)

جب مال فیئ کو دولت سمجھ لیا جائے امانت کو غنیمت سمجھا جائے۔ زکوۃ کو چٹی تصور کیا جائے تعلیم دین کے علاوہ حاصل کی جائے۔ آدمی اپنی والدہ کی بانسبت اپنی بیوی کی اطاعت کرے دوست قریب اور والدین کو دور سمجھا جائے۔ مساجد میں آوازیں ظاہر ہونے لگیں۔ قبیلہ کا سردار فاسق بن جائے۔ آدمی کی عزت اس کی شرارتوں کے خوف سے کی جائے جو کچھ اللہ کے پاس ہے۔ یعنی خوف خدا اس کی وجہ سے عزت نہ ہو تو یہ سب کی سب قیامت کی علامتیں ہیں۔ (موعظہ)

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا انتظار کرنا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لما خلق الله السموات والارض خلق الصور وللصور احدى عشرة دائرة واعطاء الله تعالىٰ اسرافيل عليه السلام و هو واضعه على فمه ناظر ببصره الى العرش ينتظر متى تومر)

جب اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے صور کو بھی پیدا فرمایا اور

صور کے گیارہ دائرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ صور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو عطا فرمایا وہ اس صور کو منہ پر رکھے ہوئے ہیں اور عرش کی طرف دیکھ رہے ہیں اس انتظار میں ہیں کہ کب ان کو صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

صور کیا ہے؟:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا ہے؟ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ ایک بیل کا بہت بڑا سینگھ ہے۔''

آپ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر معبوث فرمایا کہ اس صور کے ہر دائرے کی لمبائی اور چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے اس صور میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔

۱- ایک دفعہ صور میں پھونکا جائے گا گھبراہٹ کے لئے۔

۲- دوسری مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا بے ہوشی کے لئے۔

۳- تیسری مرتبہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو وہ سب بے ہوش اور مدہوش لوگوں کو اٹھانے کے لئے ہوگا۔

جب اللہ تعالیٰ پہلی مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دیں گے تو جتنے لوگ زمین و آسمان میں ہوں گے سب کے سب گھبرا جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموت ومن فی الارض)

اور اس دن کہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب پریشان ہو جائیں گے۔ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے ہر ایک خوف کی وجہ سے مدد طلب کرے گا۔

(تذھل کل مرضعة عما ارضعت و تضع کل ذات حمل حملھا) ''غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (لخت جگر) سے جس کو اس نے دودھ پلایا اور گرا دے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو۔''

بچے سب بوڑھے ہو جائیں گے پس جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو نفخة الصعق پھونکنے کا حکم ملے گا۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب مر جائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الامن شآ اللہ)

اور جب پھونکا جائے گا صور پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ بجز ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ (کہ بے ہوش نہ ہوں)

(ا- القرآن سورہ زمر ۶۸)

جنہیں اس وقت بھی موت نہیں آئے گی ان میں حضرت جبرائیل' حضرت میکائیل' حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الموت کو حکم ہو گا کہ اپنے علاوہ ان فرشتوں کی روح کو بھی قبض کرے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام ان کی روح کو قبض کر لیں گے۔ پھر رب ذوالجلال فرمائے گا:

(یا ملک الموت من بقی من خلقی؟) ''اے ملک الموت میری مخلوق میں سے کون باقی رہ گیا ہے؟''

حضرت عزرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔

(یا رب بقی العبد الضعیف ملک الموت) ''اے میرے رب۔ تیرا عبد ضعیف ملک الموت ہی صرف باقی رہ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

(یا ملک الموت الم تسمع قولی (کل نفس ذائقة الموت) اقبض روح نفسک) ''اے ملک الموت کیا تو نے میرا یہ فرمان نہیں سنا ''ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' تم اپنی روح کو قبض کرو۔''

حضرت عزرائیل علیہ السلام جنت اور دوزخ کے درمیان ایک جگہ ہے وہاں آ جائیں گے اور اپنی روح کو نکال لیں گے اور دردناک چیخ بھریں گے اگر اس وقت مخلوق زندہ ہوتی تو ساری کی ساری مخلوق اسی چیخ کی وجہ سے مر جاتی۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام اس وقت کہیں گے۔

(لو علمت مالملموت من الشرة والا لم ماقبضت ارواح المؤمنين الا بالرفق)

اگر میں جانتا کہ موت کی تکلیف اور درد اتنا ہے تو میں مومنوں کی ارواح کو نرمی کے ساتھ قبض کرتا۔

یہ کہہ کر حضرت عزرائیل علیہ السلام مر جائیں گے اور مخلوق میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچے گا۔ چنانچہ زمین چالیس سال تک اسی طرح ویران رہے گی۔

بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی :

جب ہر چیز فنا ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

(ایتھا الدنیا الدنیة. این الملوک و این ابناء الملوک واین الجبابرة واین کانوا یا کلون رزقی ویعبدون غیری)

اے کمینی دنیا کہاں بادشاہ؟ کہاں ہیں بادشاہوں کے بیٹے' کہاں ہیں تکبر کرنے والے اور کہاں وہ لوگ جو رزق میرا کھاتے تھے اور عبادت میرے علاوہ دوسروں کی کرتے تھے۔ ارشاد خداوندی ہوگا:

(لمن الملک الیوم) ''آج کس کی بادشاہی ہے؟ (القرآن سورۃ المومن ۱۶)

اس وقت کوئی ایک بھی نہیں ہوگا جو جواب دے پس اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمائے گا:

(للہ الواحد القھار) ''آج بادشاہت کسی کی نہیں صرف اللہ کی جو واحد اور قہار ہے۔'' (۲ القرآن سورۃ المومن ۱۶)

تباہی لانے والی ہوا :

جب مخلوق میں سے کسی کی طرف سے جواب نہیں ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس ریح عقیم کو بھیجے گا۔ جس کو اس نے قوم عاد پر بھیجا تھا اور وہ ہوا صرف سوئی کے سوراخ سے نکلنے کی مقدار ہوگی وہ ہوا زمین پر نہ کوئی پہاڑ چھوڑے گی اور نہ ہی کوئی ٹیلا بلکہ اس کے چلنے سے سارے کے سارے پہاڑ منہدم ہو جائیں گے اور ان کو چمڑے کی مثل بنا دیا جائے گا۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(لا تری فیھا عوجا ولا امتا) ''نہ نظر آئے گا تجھے اس میں کوئی موڑ اور نہ کوئی

ٹیلا۔“ (القرآن سورہ طٰہٰ ۱۰۷)

سب مخلوق کا دوبارہ زندہ کرنا:

جب سب مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنے کا مرحلہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان کو بارش برسانے کا حکم ہو گا چنانچہ آسمان سے مردوں کی منی جیسے پانی کی چالیس روز تک بارش ہو گی اور ہر چیز کے اوپر تقریباً اٹھارہ فٹ کے برابر پانی ہو گا۔ اس سے تمام مخلوق اس طرح اُگے گی۔ جس طرح زمین سے سبزیاں اگتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے اور اسی طرح بن جائیں گے جس طرح کہ وہ پہلے تھے۔

فرشتوں کو دوبارہ زندہ کرنا:

اللہ تعالیٰ سب سے پہلے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو زندہ کرے گا بعدازاں خداوند قدوس حضرت سیدنا جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کو زندہ فرمائے گا یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ رضوان جنت کو حکم فرمائے گا کہ وہ ان کو براق، تاج، کرامت کے حلے، بڑائی کی چادر اور عزت و تعظیم کے جوڑے اور نشان یہ سارے کے سارے فرشتے زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر انور سے باہر جلوہ گر ہونا:

جب فرشتے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے۔

(ایتھا الارض این قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟) ”اے زمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کہاں ہے؟“

(فتقول الارض) ”پس زمین عرض کرے گی۔“

(والذی بعثک بالحق ارسل اللہ علی الریح العقیم فجعلنی دکا دکا لاادری قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم)

مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ریح عقیم کو بھیجا۔ اس نے مجھے ریزہ ریزہ کر دیا میں نہیں جانتی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور

کہاں ہے۔

(ثم یرفع من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمود من النور الی عنان السماء فیعلم جبرائیل علیہ السلام انہ قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے آسمان کے کنارے تک ایک نور کا ستون بلند ہوگا۔ چنانچہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو معلوم ہو جائے گا کہ بے شک یہ نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور ہے وہ سارے فرشتے اسی روشنی کی طرف چل پڑیں گے۔اس کے پاس پہنچ کر رک جائیں گے۔

اسی دوران حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام رونا شروع کر دیں گے باقی فرشتے ان سے کہیں گے کہ کس چیز نے آپ کو رلا دیا۔؟

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں کیوں نہ روؤں۔ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے اور مجھ سے اپنی امت کے بارے میں پوچھیں گے اور مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہاں ہے؟ اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہلنا شروع کر دے گی اور زمین پھٹ جائے گی اور حضرت سیدنا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کھڑے ہو جائیں گے اپنے سر مبارک سے مٹی کو جھاڑیں گے اپنے دائیں بائیں نظر فرمائیں گے لیکن عمارات میں سے کوئی چیز آپ کو نظر نہ آئے گی اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کو دیکھیں گے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اے جبرائیل علیہ السلام (ای یوم ھذا) ''آج کون سا دن ہے؟''

(فیقول ! ھذا یوم الحسرۃ و یوم الندامۃ و ھذا یوم القیامۃ و یوم شفاعتک)

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ حسرت، ندامت کا دن ہے یہ قیامت کا دن ہے اور یہ آپ کی شفاعت کا دن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے :

(یا جبرائیل : این امتی. لعلک ترکتھم علی شفیر جھنم و جنت

لان تخبرنی بهم)

اے جبرائیل علیہ السلام میری امت کہاں ہے؟ شاید تو ان کو دوزخ کے کنارے پر چھوڑ کر میرے پاس آیا تا کہ تو مجھے ان کے بارے میں خبر دے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ اللہ کی پناہ

(والذی بعثک بالحق نبیا ما انشقت الارض عن احد قبلک)

''مجھے اس ذات کی قسم کہ جس نے آپ کو حق کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا آپ سے پہلے کسی ایک کے لئے بھی قبر شق نہیں ہوئی۔''

اس کے بعد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سر مبارک پر تاج رکھیں گے پوشاک زیب تن فرمائیں گے اور براق پر سوار ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے۔

(یا اخی یا جبرائیل این اصحابی ابوبکر و عمرو عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اے میرے بھائی! اے جبرائیل علیہ السلام میرے صحابی حضرت ابوبکر' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہاں ہیں؟۔

اچانک یہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے اذن سے کھڑے ہو جائیں گے ایک فرشتہ آئے گا۔ اس کے پاس پوشاکیں ہوں گی ان کو پہنیں گے اس فرشتے کے ساتھ براق ہوں گے ان پر یہ لوگ سوار ہو جائیں گے اور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے اس حال میں کہ آپ سجدہ کی حالت میں ہوں گے اور گریہ زاری کر رہے ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے امتی' امتی۔ میری امت' اُمت پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرف آواز آئے گی کہ وہ صور میں پھونکیں۔ جب وہ صور میں پھونکیں گے تو سب کی روحیں اس طرح نکلیں گی جس طرح شہد کی مکھیاں ہوں ان ارواح سے زمین و آسمان کے درمیان کی جگہ بھر جائے گی اور وہ روحیں اجسام میں داخل ہو جائیں گی۔

جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(ثم نفخ فیه اخری فاذا هم قیام ینظرون) ''پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر حیرت سے دیکھنے لگ جائیں گے۔'' (القرآن سورۃ الزمر ۶۸)

فرشتوں کے علاوہ جنوں اور انسانوں میں سے سب مخلوق محشر کی طرف بھیجی جائے گی۔ (زبدۃ الواعظین)

محشر میں آنے والوں کی بارہ قسمیں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاً) ''جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو وہ گروہ در گروہ آئیں گے۔'' (القرآن النباء ۱۸)

آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ سوال سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے روئے کہ آپ کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کے ساتھ آپ کے کپڑے تر ہو گئے اور فرمایا کہ اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے ایک امر عظیم کے بارے میں مجھ سے سوال کیا ہے۔

میری امت کے لوگوں کو جب محشر میں جمع کیا جائے گا تو ان کی بارہ قسمیں ہوں گی۔

(الاول. یحشرون من قبورھم لیس لھم یدان ولا رجلان. فینادی المنادی من الرحمن. ھؤلاء الذین یؤذون الجیران فھذا جزائھم و مصیرھم الی النار. لقولہ تعالیٰ (والجار ذی القربی والجار الجنب)

پہلی قسم یہ ہے کہ لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے لیکن ان کے دونوں ہاتھ اور پاؤں نہیں ہوں گے رحمٰن کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے پڑوسیوں کو اذیت دیتے تھے۔ یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں ہے۔'' (القرآن النساء ۳۶)

(الثانی. یحشرون من قبورھم علی صورۃ الخنازیر' فینادی المنادی من قبل الرحمن ھؤلاء الذین یتھاونون بالصلوٰۃ فھذا جزائھم و مصیرھم الی النار. لقولہ تعالیٰ (فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون)

دوسری قسم یہ ہے کہ لوگ قبروں سے خنزیر کی شکل پر اٹھیں گے رحمٰن کی جانب سے ایک منادی نداء دے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے تھے یہ ان کی جزا ہے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے

لئے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ (القرآن' الماعون ۴'۵)

(الثالث. یحشرون من قبورهم وبطونهم مثل الجبال مملوٰة من الحیات والعقارب کمثل البغال. فینادی المنادی من قبل الرحمن هؤلاء الذین یمنعون الزکاة فهذا جزائهم و مصیرهم الی النار.

لقوله تعالیٰ (والذین یکنزون الذهب والفضة)

تیسری قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جب ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے پیٹ پہاڑوں کی طرح ہوں گے جو سانپ اور بچھوں سے خچروں کی طرح بھرے ہوئے ہوں گے رحمٰن کی طرف سے منادی نداء آئے گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ (القرآن التوبہ ۳۴)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں۔

(الرابع. یحشرون من قبورهم یجری من افواههم الدم فینادی المنادی من قبل الرحمن هؤلاء الذین کذبوا فی البیع والشراء فهذا جزائهم و مصیرهم الی النار لقوله تعالیٰ (ان الذین یشترون بعهد الله و ایمانهم ثمنا قلیلا)

چوتھی قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جن کو جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے منہ سے خون جاری ہوگا۔ رحمٰن کی جانب سے منادی نداء آئے گی یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خرید و فروخت میں جھوٹ بولتے تھے یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بے شک وہ لوگ جو خریدتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت'' (القرآن آل عمران ۷۷)

(الخامس. یحشرون من قبورهم قد انتفخوا وهم انتن رائحة من الجیفة بین الناس فینادی المنادی من قبل الرحمن هؤلأ الذین یکتمون المعاصی خوفا من الناس ولا یخافون من الله ثم ماتوا فهذا جزاؤهم و مصیرهم الی النار لقوله تعالیٰ (یستخفون من الناس ولا یستخفون من الله)

پانچویں قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے جسم پھٹ چکے ہوں گے اور وہ لوگوں کے درمیان مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوں گے۔ رحمٰن

کی جانب سے منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کے ڈر کی وجہ سے گناہوں کو چھپاتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے تھے یہاں تک کہ مر گئے یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وہ چھپا سکتے ہیں (اپنے ارادے) لوگوں سے لیکن نہیں چھپا سکتے اللہ تعالیٰ سے۔'' (القرآن النساء ۱۰۸)

(السادس. یحشرون من قبورھم قطوعی الحلاقیم والا قفیة فینادی المنادی من قبل الرحمن : ھؤلآ الذین یشھدون الزور. فھذا جزاؤھم و مصیرھم الی النار لقوله تعالیٰ (والذین لا یشھدون الزور)

چھٹی قسم کے وہ لوگ ہوں گے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کی گدیاں اور گلے کاٹے ہوئے ہوں گے رحمان کی جانب سے منادی نداء دے گا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو جھوٹی گواہی دیتے تھے یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔'' (القرآن۔ الفرقان ۷۲)

(السابع. یحشرون من قبورھم لیس لھم السنة یجری من افواھھم القیح والدم: فینادی المنادی من قبل الرحمان : ھؤلاء الذین یمنعون الشھادة فھذا جزاؤھم و مصیرھم الی النار. (لقوله تعالیٰ (ولا تکتموا الشھادة ومن یکتمھا فانه آثم قلبه)

ساتویں قسم کے وہ لوگ ہوں گے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کی زبانیں نہیں ہوں گی ان کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہوگا رحمان کی جانب سے منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو گواہی نہیں دیتے تھے یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو گواہی کو چھپاتا ہے پس بے شک وہ گناہگار دل والا ہے۔'' (القرآن البقرہ ۲۸۳)

(الثامن. یحشرون من قبورھم ناکسی رؤوسھم وارجلھم فوق رؤوسھم فینادی المنادی من قبل الرحمان ھؤلاء الذین کانوا یزنون ثم ماتوا ولم یتوبوا. فھذا جزاؤھم و مصیرھم الی النار. (لقوله تعالیٰ ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة و ساء سبیلا)

آٹھویں قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جب ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کی

گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان کے پاؤں ان کے سروں پر ہوں گے۔ رحمان کی جانب سے منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے تھے۔ پھر وہ توبہ کئے بغیر مر گئے یہ ان کی جزاء ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تم زنا کے قریب نہ جاؤ۔ کیونکہ یہ بے حیائی کا کام اور اور براراستہ ہے۔'' (۱۔ القرآن۔ الاسراء ۳۲)

(التاسع. يحشرون من قبورهم سود الوجوه زرق العيون وبطونهم مملؤة من النار' فينادى المنادى من قبل الرحمان :هؤلاء الذين كانوا يا كلون اموال اليتامى ظلما. (لقوله تعالىٰ ان الذين يا كلون اموال اليتامى ظلماق انما يا كلون فى بطونهم نارا سيصلون سعيراً)

نویں قسم کے وہ لوگ ہوں گے کہ جب ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے چہرے سیاہ' ان کی آنکھیں نیلی اور ان کے پیٹ آگ سے بھرے ہوئے ہوں گے رحمان کی جانب سے منادی نداء کرے گا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق طور پر یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بیشک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں بے شک وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔ جس کو عنقریب بھڑکایا جائے گا۔'' (القرآن۔ النساء ۱۰)

(العاشر. يحشرون من قبورهم وقد ملؤ جزاماً و برصاً' فينادى المنادى من قبل الرحمان : هؤلاء الذين عقوا الوالدين. (لقوله تعالىٰ وبالوالدين احسانا)

دسویں قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جب ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے جسم برص اور کوڑھ کے مرض سے بھر چکے ہوں گے۔ رحمان کی جانب سے منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے والدین کی نافرمانی کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

(الحادى عشر. يحشرون من قبورهم. عميان القلب و العين واسنانهم كقرن الثور وشفاههم مطروحة على صدور هم والسنتهم مطروحة على بطونهم وعلى فخذهم يخرج من بطونهم القذر' فينادى المنادى: هؤلاء الذين كانو ايشربون الخمر (لقوله تعالىٰ انما الخمر الميسر والانصاب و الا زلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه)

گیارہویں قسم کے وہ لوگ ہوں گے کہ جب وہ قبروں سے اٹھیں گے تو ان کی آنکھیں اور ان کے دل اندھے ہو چکے ہوں گے ان کے دانت بیل کے سینگ کی طرح ہوں گے ان کے ہونٹ ان کے سینوں پر پڑے ہوئے ہوں گے اور ان کی زبانیں ان کے پیٹوں اور ان کی رانوں پر پڑی ہوئی ہوں گی ان کے پیٹوں سے انگارے نکلتے ہوں گے نداء دینے والا نداء دے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو شراب پیتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے تیر سب ناپاک ہیں۔ شیطان کی کارستانیاں ہیں۔ سو بچو ان سے۔'' (القرآن۔ المائدہ ۹۱)

(الثانی عشر. یحشرون من قبورهم و وجوههم کالقمر لیلة البدر فیمرون علی الصراط کالبرق الخاطف' فینادی المنادی: هؤلاء الذین یعملون الصالحات والحسنات و یجتنبون المعاصی' ویحافظون علی الصلوٰات' وماتو اعلیٰ التوبة: فجزا هم الجنة والمغفرة والرحمة والرضوان (لقوله تعالیٰ الا تخافوا ولا تحزنوا)

بارہویں قسم ان خوش نصیب لوگوں کی ہوگی کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پل صراط پر سے وہ چمکنے والی بجلی کی طرح گزریں گے۔ پس منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نیک اور بھلائی کے کام کرتے تھے۔ گناہوں سے اجتناب کرتے تھے نمازوں کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے تھے توبہ کرنے کے بعد فوت ہوئے پس ان کی جزا بہشت بخشش، رحمت اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو۔'' (سورہ حم السجدہ ۳۰)

(تنبیہ الغافلین)

جلسہ نمبر ۴۲

عاجزی کا بلند مقام

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالو اسلماً

ترجمہ : ''اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام''

(سورۃ الفرقان آیت ۶۳)

عاجزی کا بلند مقام

آیت کی تفسیر:

(عباد الرحمن) ''رحمٰن کے بندے۔''

یہ کلمہ مبتداء ہے اور اس کی خبر (اولئک یجزون الفرفة) ہے۔ ''یعنی وہ لوگ کہ جن کو ان کی عاجزی کی جزا دی جائے گی۔''

(الذین یمشون علی الارض) ''وہ لوگ کہ جو زمین پر چلتے ہیں۔''

لفظ عباد کی اضافت رحمٰن کی طرف یا تو تخصیص کی وجہ سے ہے۔ یا فضیلت کی وجہ سے اور یہ اس لئے کہ رحمان کے بندے ہی عبادت میں راسخ ہوتے ہیں۔

لفظ عباد. عابد کی جمع ہے۔ جس طرح کہ (تاجر) کی جمع (تجار) ہے۔ (ھونا) ''عاجزی'' وہ لوگ عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ مصدر یہاں مقدر ہے۔ (مشیاً ھیناً) اس کی صفت ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ رحمٰن کے بندے زمین پر عزت و وقار اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں۔

(واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً) ''اور جب ان سے جاہل ملتے ہیں تو وہ ان سے کہتے ہیں سلام''۔

یعنی تم سے محفوظ رہیں اور تمہارے لئے برکت ہو نہ تو ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی خیر ہے اور نہ ہی کوئی شر۔

یا اس سے مراد ان کو اپنے آپ سے روکنا ہے تا کہ اس بارے میں ان کی ایذاء اور گناہ سے محفوظ رہا جا سکے اور آیت قتال اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس کی مراد یہ ہے کہ بے وقوف لوگوں سے اعراض کیا جائے اور کلام کرنے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کو چھوڑ دیا جائے۔ (قاضی بیضاوی)

دوزخ میں کون جائے گا؟:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من ذکرت بین یدیه فلم یصل علی دخل النار)

''جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔''

درود کا شرعی حکم:

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جب بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو آپ کی ذات اقدس پر ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ ایک مجلس میں چاہے جتنی مرتبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا کافی ہے جس طرح سجدہ تلاوت اور چھینکنے والے کو جواب دینا۔ فتویٰ اسی قول پر ہے۔

جب کہ افضل یہ ہے کہ جب بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو آپ پر درود شریف پڑھا جائے۔

تواضع کی فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ما من احد الا وفی رأسه سلستان: احدهما الی السماء السابعة والاخری الی الارض السابعة)

ہر ایک آدمی کے سر میں دو زنجیریں ہیں۔ ان میں سے ایک ساتویں آسمان تک ہے اور دوسری ساتویں زمین تک ہے۔

(فاذا تواضع یرفعه الله تعالیٰ بالسلسة التی فی السماء السابعة واذا تکبر وضعه الله تعالیٰ بالسلسلة التی فی الارض السابعة)

جب ایک شخص عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس زنجیر کے ذریعے جو ساتویں آسمان تک ہے اس کو بلند و بالا کر دیتا ہے۔ اور جب ایک آدمی تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس

زنجیر کے ذریعے جو ساتویں زمین تک ہے اسے پست کر دیتا ہے۔

تکبر کی مذمت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(الکبریاء ردائی. والعظمۃ ازاری. فمن نزعنی فیھما القیتہ فی النار ولا ابالی)

کبریائی میری چادر ہے عظمت میرا ازار ہے تو جس شخص نے ان دونوں کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو میں اس کو دوزخ میں پھینک دوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

اس حدیث شریف میں الکبریاء ردائی (کبریائی میری چادر) العظمۃ ازاری (بڑائی میرا ازار) جو مذکور ہے یہ دونوں خداوند قدس کی صفات ہیں تو ایک انتہائی کمزور انسان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ تکبر کرے۔

میدان حشر میں برا حال :

حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(یحشر المتکبرون یوم القیامۃ امثال الذر فی صورۃ الرجال، یغشاھم الذل من کل مکان یساقون الی سجن فی جھنم یسمی بولس، تعلوھم نار الانیار، ویسقون من طینۃ الخبال وھی عصارۃ اھل النار)

تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن مردوں کی صورت میں چیونٹیوں کی طرح اکٹھا کیا جائے گا ہر طرف سے ان کو ذلت و رسوائی گھیرے گی جہنم میں بوس نامی ایک قید خانہ کی طرف ان کو ہانکا جائے گا ان پر آگ کو بلند کیا جائے گا طینۃ الخبال ان کو پلایا جائے گا طینۃ الخبال سے مراد دوزخیوں کی پیپ ہے۔ (رواہ القضاعی)

الفاظ کی تحقیق :

الذر سے مراد چھوٹی چیونٹی اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے

انتہائی ذلت ورسوائی میں ہوں گے اہل محشر ان کو اپنے پاؤں کے ساتھ روندتے ہوں گے۔

(یغشاھم الزل) کا مطلب یہ ہے کہ ہر جگہ سے انہیں ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(نار الانیار) کا مفہوم یہ ہے کہ دوزخ کی تمام اقسام میں سے سخت ترین جو گرمی ہو گی۔

بوس سے مراد دوزخ میں ایک قید خانہ ہے۔

الخبال کا معنی ہے کہ جہنم میں ایک جگہ ہے جس میں دوزخیوں کا پیپ جمع ہوتا ہے۔

تین بد بخت انسان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکیهم ولا ینظر الیهم ولهم عذاب عظیم: شیخ زان' وملک کذاب و عائل متکبر)

تین انسان ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر فرمائے گا اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

۱- بوڑھا زانی۔ ۲- جھوٹا بادشاہ۔ ۳- تکبر کرنے والا فقیر۔ (رواہ مسلم)

ضروری بات:

عائل کا معنی فقیر ہے۔

عائل کا ایک معنی یہ ہے کہ عیالدار کہ جو اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنے پر قادر نہ ہو اور وہ تکبر کرتا ہے کہ وہ سوال کرے۔ یعنی نہ وہ زکوۃ مانگتا ہے اور نہ ہی صدقہ اور نہ ہی وہ غرور کی وجہ سے بیت المال سے رجوع کرتا ہے۔ ایسا نہ کرنا بھی گناہ ہے کیونکہ اس طرح اپنے اہل وعیال کو نقصان پہچانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من تواضع رفعه الله ومن تکبر وضعه الله) ''جو شخص عاجزی کرے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتے ہے اور جو تکبر کرے اللہ تعالیٰ اسے پست کرتا ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرّة من کبر وانما صار

حجابا عن الجنة لا نه يحول بين العبد و اخلاق المؤمنين كلها' وتلك الاخلاق هي ابواب الجنة)

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا اور یہ تکبر جنت کی طرف جانے سے حجاب بن جاتا ہے۔ کیونکہ تکبر بندے اور مومنین کے اخلاق کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اور یہ اخلاق ہی جنت کے دروازے ہیں۔

مسلمان بھائی کا جوٹھا پینے کا اجر:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من التواضع ان يشرب الرجل من سور اخيه و ما شرب رجل من سور اخيه الا كتب له سبعون حسنة و محيت عنه سبعون سيئة ورفعت درجته في اعلى عليين)

تواضع میں سے یہ بات ہے کہ انسان اپنے بھائی کا جوٹھا پیئے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا جوٹھا پیتا ہے تو اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں ستر اس کی برائی ختم کی جاتی ہے اور اعلیٰ علیین میں اس کے درجات کو بلند کیا جاتا ہے۔ (رواہ صاحب الفردوس

تکبر سے بری ہونے کا نسخہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

(سانبتك بخصال من كن فيه ليس بمتكبر)

عنقریب میں تجھے (پانچ) ایسی عادات بتاتا ہوں کہ جس شخص کے اندر وہ ہوں گی تو وہ تکبر کرنے والا نہیں ہو گا۔

(احتلاب الشاة وركوب الحمار و لبس الصوف والمجالسة مع فقراء المومنين واكل احدكم مع عياله)

۱- بکری کا دودھ دوہنا۔ ۲- گدھے پر سوار ہونا۔ ۳- اون کو پہننا۔ ۴- ایماندار فقراء کے ساتھ بیٹھنا۔ ۵- تم میں سے کسی ایک کا اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیٹھ کر کھانا۔

(رواہ صاحب الفردوس)

عاجزی کی بنیاد:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

(راس التواضع ان تبتدئ بالسلام علی من لقیتہ من المسلمین. وان ترضی بالدون من الجلس وان تکرہ ان تذکر بالبر والتقوی.)

عاجزی کی بنیاد (تین چیزیں ہیں)

۱- اے مخاطب! مسلمانوں میں سے جس کو بھی تو ملے تو سلام کرنے میں پہل کرے۔

۲- مجلس میں تو کم درجہ کی جگہ پر بیٹھنے سے تو خوش ہو جائے۔

۳- اے مخاطب! تو اس بات کو ناپسند جانے کہ تیرا بھلائی اور نیکی کے ساتھ تیرے سامنے ذکر کیا جائے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من خصف نعلہ ورقع ثوبہ و غبر وجھہ للّٰہ فی السجود فقد بری من الکبر.)

جس شخص نے اپنے جوتے کو خود گانٹھا اپنے پھٹے پرانے کپڑے کو خود سیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کے لئے اپنے چہرہ کو گرد آلود کیا تو وہ تکبر سے بے زار ہوا۔

کس شان سے امت کا امام آتا ہے:

حضرت قیس ابن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے فتح ہو جانے کے بعد ملک شام کی طرف تشریف لے گئے تو آپ نے سواری پر سوار ہونے کے لئے اپنے اور غلام کے درمیان باری مقرر فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر سوار ہوتے غلام لگام پکڑتا ایک فرسخ کی مقدار آپ سوار رہتے پھر آپ سواری سے اترتے اور غلام سواری پر سوار ہوتا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک فرسخ کی مقدار سواری کی لگام پکڑے ہوئے آگے آگے چلتے۔ پھر غلام سواری سے نیچے اترتا آپ سوار ہوتے۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا جب ملک شام قریب آیا تو سواری پر سوار ہونے کی باری غلام کی تھی چنانچہ غلام اونٹنی پر سوار ہوا اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹنی کی لگام کو پکڑا جب راستے پر چل

رہے تھے تو اسی دوران راستے میں ایک ایسی جگہ آئی جہاں پانی کھڑا ہوا تھا جب خلیفہ وقت وہاں سے گزرے تو پانی میں آپ جا رہے تھے اونٹنی کی لگام کو اسی طرح پکڑا ہوا تھا اور آپ کے جوتے آپ کی بائیں بغل کے نیچے تھے۔

ملک شام کے امیر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا استقبال کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں۔ جن کو دنیا میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی تھی۔ انہوں نے آپ کو عرض کیا:

یا امیر المؤمنین ان عظماء الشام یخرجون الیک فلا یحسن ان یروک علی ھذہ الحالۃ)

اے امیر المومنین! یقیناً ملک شام کے بڑے بڑے لوگ آپ کا استقبال کرنے کے لئے حاضر ہوں گے تو یہ اچھا نہیں کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں۔

خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(انما اعزنا اللہ بالاسلام: فلا ابالیٰ من مقالۃ الناس)

بے شک اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے سبب سے ہمیں عزت عطا فرمائی اس لئے مجھے لوگوں کے کچھ سننے کی پرواہ نہیں ہے۔

کس شان سے امت کا امام آتا ہے
خود تو پیدل ہے سواری پہ غلام آتا ہے

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے:

ایک روایت میں ہے کہ مطرف ابن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب کو دیکھا کہ وہ اپنے جبہ میں بڑے ناز سے چل رہا ہے یہ دیکھ کر مطرف بن عبد اللہ نے کہا:

یا عبد اللہ ھذہ مشیۃ یبغضھا اللہ ورسولہ) ''اے اللہ تعالیٰ کے بندے یہ وہ چال ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتا ہے۔''

(فقال المھلب اما تعرفنی) ''مہلب نے کہا کی آپ مجھے جانتے نہیں۔''

(قال بلی اعرفک. اولک نطفۃ مذرۃ وآخرک جیفۃ قذرۃ وانت بینھما حامل العذرۃ)

مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں؟ میں تجھے جانتا ہوں۔ تیرا آغاز ایک گندے منی کے قطرے سے ہے اور تیری انتہا ایک مردار جسم ہے ان دونوں کے درمیان تیری حالت یہ ہے کہ تو گندگی کو اٹھانے والا ہے۔

(فمضیٰ المهلب وترک المشية وتاب) ''مہلب یہ بات سن کر چلا گیا اترا کر چلنے والی چال کو چھوڑ دیا اور سچی توبہ کی۔''

سچ کہا کسی نے ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

تواضع ہی اصل چیز ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا تو وہ ایک گدھے پر سوار تھے۔ وہ کہنے لگا کہ نیچے اترو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ جن کا اخلاق تواضع ہے یہ لوگوں کے نزدیک فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب مخلوق سے بڑھ کر زیادہ معزز ہیں۔

غریب پروری کی عظیم مثال:

حدیث شریف میں ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے۔ ابھی آپ مدینہ طیبہ کی آبادی کے قریب ہی جلوہ گر ہوئے تھے کہ مالدار لوگ آپ کی اونٹنی کی لگام تھامنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے۔

(فقال عليه الصلوٰة والسلام اترکوها فانها مامورة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی لگام کو چھوڑ دو۔ کیونکہ جہاں اس نے رکنا ہے اس کو حکم دے دیا گیا ہے۔

چنانچہ لوگوں نے اونٹنی کی لگام کو چھوڑ دیا اور وہ اونٹنی تمام لشکر سے آگے آگے چل رہی تھی۔ جب وہ کسی آدمی کے گھر سے آگے گزر جاتی تو وہ شخص غم زدہ ہو جاتا اور کہتا کہ کاش اگر میرے پاس مال و دولت ہوتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے مہمان بنتے۔

جب اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے کے پاس

پہنچی تو وہاں بیٹھ گئی لوگ اسے اٹھانے لگے لیکن وہ کھڑی نہ ہوئی۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اسی وقت اترے اور فرمایا کہ تو اسی جگہ رک جا کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی آبادی کے قریب پہنچے۔ تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہ وزاری اور عاجزی کے ساتھ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں لانے کا ارادہ کیا۔ اپنے اپنے گھروں کو سجایا اور آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما ہوں گے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایک فقیر اور محتاج آدمی ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں میری اتنی قدر و منزلت کہاں ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر جلوہ گر ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاجزی کے سبب سے ان کے گھر میں تشریف فرما ہونے کے لئے فرمایا۔

دعا کیسے قبول ہوئی:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں عبادت گزار شخص تھا۔ جس نے ستر سال تک رب ذوالجلال کی عبادت کی وہ روزہ رکھتا تو ایک سال کے بعد افطار کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ اس نے اپنی حاجت کے پورا ہونے کا سوال کیا لیکن اس کی وہ حاجت پوری نہ ہوئی اس عبادت گزار بندے نے اپنے آپ سے کہا کہا اگر تیری اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و منزلت ہوتی تو تیری حاجت ضرور پوری کی جاتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی طرف ایک فرشتہ کو نازل کیا جس نے اس سے آ کر کہا۔

(یا ابن آدم تو اضعک الان افضل عند اللہ تعالیٰ من عبادتک سبعین سنۃ فقضی اللہ حاجتک لتواضعک الیہ. فاعتبروا یا اولی الالباب و کونوا من المتواضعین)

اے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے! اب تیرا یہ عاجزی کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری ستر سال کی عبادت سے افضل ہے رب ذوالجلال نے تیری عاجزی کی وجہ سے تیری اس

حاجت کو پورا فرما دیا۔

اے عقل والوں! عبرت حاصل کرو اور عاجزی کرنے والوں میں سے بن جاؤ۔

تواضع کی وجہ سے پسندیدہ بنا لیا:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اور ارشاد فرمایا:

(یا موسیٰ اتدری لما اتخذتک کلیما بلا واسطة) ''اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کو کلیم کیوں بنایا؟ یعنی بغیر واسطہ کے کلام کیوں فرمایا:

(قال انت اعلم بذلک یا رب) ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب تو ہی اس راز کو جانتا ہے۔''

(قال اللہ تعالیٰ انی نظرت فی قلوب عبادی فلم ارقلبا اشد تواضعا من قلبک. فلهذا کلمتک)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو اے موسیٰ علیہ السلام تیرے دل سے بڑھ کر میں نے کسی کے دل کو عاجزی کرنے والا نہ پایا۔ اس لئے میں نے تیرے ساتھ کلام فرمایا۔

چھ چیزوں کے بلند ہونے کا سبب:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ چھ چیزوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی جیسی چیزوں سے زیادہ عاجزی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو رفعت عطا فرمائی۔

۱- اللہ تعالیٰ نے تمام پہاڑوں کی طرف حکم بھیجا کہ میں تم میں سے کسی ایک پہاڑ پر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کو بمع مومنین کے ٹھہراؤں گا تو سب پہاڑوں نے تکبر کیا اور اپنے آپ کو بلند و بالا سمجھنے لگے۔ صرف جودی پہاڑ نے عاجزی کی اور اپنے آپ سے کہا کہ میرا اتنا مرتبہ کب ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کو بمع مومنین کے رکھے اللہ تعالیٰ نے جودی پہاڑ کو تمام پہاڑوں پر فوقیت عطا فرمائی اور اس کی تواضع کی وجہ سے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کو اس پر ٹھہرایا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ھود میں فرمایا:

(واستوت علی الجودی) ''اور کشتی نے جودی پہاڑ پر قرار پکڑا۔''

موصل کے قریب ایک جزیرہ میں یہ پہاڑ موجود ہے باقی پہاڑوں نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا۔

(یا ربنا لم فضلت الجوذی علینا وھو اصغرنا؟) ''اے ہمارے رب تو نے ہم پر جودی پہاڑ کو کیوں فضیلت عطا فرمائی حالانکہ وہ ہم سے چھوٹا ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(انہ تواضع لی وانتم تکبرتم و حق علی ان من تواضع لی رفعتہ ومن تکبر علی وضعتہ)

بے شک اس جودی پہاڑ نے میرے سامنے عاجزی کی جب کہ تم نے تکبر کیا میرے ذمہ کرم پر یہ لازم ہے کہ جو میرے لئے عاجزی کرے میں اسے بلند کروں اور جو میرے سامنے تکبر کرے اس کو ذلیل و رسوا کروں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے تمام پہاڑوں کی طرف حکم بھیجا کہ میں تم میں سے کسی ایک پر اپنے بندے کے ساتھ ہمکلام ہوں گا۔ کوہ طور کے علاوہ سب پہاڑوں نے تکبر و غرور کیا طور پہاڑ نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عاجزی کرتے ہوئے اپنے آپ سے کہا کہ میں کون ہوں؟ کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے بندے سے ہمکلام ہو۔

(اس پہاڑ کی عاجزی کے سبب سے) اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اسی پہاڑ پر کلام فرمایا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مچھلیوں کی طرف حکم بھیجا کہ میں نے تم میں سے کسی ایک کے پیٹ میں حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کو رکھنا ہے سوائے ایک مچھلی کے سب مچھلیوں نے تکبر کیا اور اس نے کہا کہ میں کون ہوں؟ کہ اللہ تعالیٰ میرے پیٹ کو ایک اولوالعزم نبی کے ٹھہرنے کی جگہ بنائے۔

رب ذوالجلال نے اس وجہ سے اس مچھلی کو رفعت و بلندی عطا فرمائی اور اس کی تواضع کی وجہ سے تمام مچھلیوں سے اسے معزز و مکرم فرمایا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اور فرمایا (مـــن انت؟) ''تو کون ہے؟'' حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ (انا الخیل)

''میں خلیل ہوں۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: (من انت؟) ''آپ کون ہیں؟'' حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا (انا الکلیم) ''کہ میں تیرا کلیم ہوں۔'' حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: (من انت؟) ''آپ کون ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا۔ (انا الروح) ''میں روح ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: (من انت؟) ''آپ کون ہیں۔'' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فعرض کیا۔ (انا الیتیم) ''میں یتیم ہوں۔''

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کو تمام انبیاء سے ارفع و اعلیٰ فرمایا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ) ''عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔''

۵- اللہ تعالیٰ نے تمام پرندوں کی طرف یہ حکم بھیجا کہ میں تم میں سے کسی ایک میں ایسا پانی رکھنا چاہتا ہوں کہ جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ شہد کی مکھی کے علاوہ سب پرندوں نے تکبر و غرور کیا جب کہ شہد کی مکھی نے کہا کہ میں کون ہوں؟ کہ اللہ تعالیٰ کی میرے اندر اس پانی کو رکھے چنانچہ رب ذوالجلال نے شہد کی مکھی کو رفعت و بلندی عطا فرمائی اور اس کی عاجزی کی وجہ سے شہد کو اس میں رکھ دیا۔

۶- جس مومن نے سجدہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے کے ساتھ تواضع کی تو اللہ تعالیٰ نے اس معزز فرمایا اور اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے نورانیت پر ہے۔ (من الموعظۃ الحسنۃ المرغوبۃ)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ملک مصر میں تشریف لانا:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گل و گلزار بنا دیا تو آپ نے ملک مصر کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا۔ (فقال انی ذاھب الی ربی سیھدین) ''پس آپ نے فرمایا کہ میں اس طرف جانے والا ہوں جس طرف میرا رب میری راہنمائی فرمائے گا۔''

آپ اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لئے اس طرف روانہ ہو

گئے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ملک مصر کا بادشاہ ظالم ہے جو لوگوں کی بیویوں کو ظلماً لے لیتا ہے اس کا طریقہ واردات یہ تھا کہ اس نے ہر راستہ پر ایک تحصیلدار بٹھا رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام بڑے غیور تھے اور آپ کی زوجہ محترمہ بڑی حسین و جمیل تھی یہاں تک کہ اس زمانہ میں تمام عورتوں میں آپ جیسی کوئی حسین و جمیل عورت نہیں تھی۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک صندوق تیار کرایا۔ اس میں اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بٹھایا اور باہر سے تالا لگا دیا اس صندوق کو ایک اونٹ پر سوار کر کے ملک مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب آپ بادشاہ کے تحصیلدار تک پہنچے تو اس نے رکنے کا کہا اور آپ سے اس صندوق کے کھولنے کے لئے کہا (تاکہ وہ دیکھ سکے کہ اس میں کیا ہے) لیکن حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے وہ صندوق دینے سے انکار فرما دیا اس تحصیلدار نے آپ کو نہ چھوڑا بلکہ وہ اپنے مددگار ساتھی لے کر دوبارہ آپ کے پاس آ گیا اور اس نے وہ صندوق کھولا اور دیکھا مکمل حسن و جمال کی پیکر حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صندوق میں تشریف فرما ہیں۔

اس تحصیلدار نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ کیا یہ آپ کی بیوی ہیں۔؟

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری (اسلامی) بہن ہے۔

تحصیلدار نے کہا کہ میرا یہ خیال ہے کہ یہ بادشاہ کو پسند آ جائے گی چنانچہ وہ لوگ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس بادشاہ کے پاس لے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے سے تمام پردوں کو اٹھا دیا اور آپ کمرہ کے باہر سے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ رہے تھے۔ بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دست درازی کا ارادہ کیا تو رب ذوالجلال کی قدرت سے اس بادشاہ کے ہاتھ اور پاؤں شل ہو گئے۔

بادشاہ نے کہا کہ اے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ایک جادوگر عورت ہیں کہ میرے ہاتھ اور پاؤں شل ہو گئے۔

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب فرمایا کہ میں تو جادوگر عورت نہیں ہوں البتہ میرے شوہر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں انہوں نے تیرے

خلاف دعا کی اور خداوند قدوس نے تیرے ہاتھ اور پاؤں کو شل کر دیا اگر تیرا ارادہ یہ ہے کہ تیرے ہاتھ اور پاؤں ٹھیک ہو جائیں تو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا کہ وہ تیرے ہاتھ اور پاؤں کو تندرست کر دے۔ بادشاہ نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کے ہاتھ اور پاؤں کو درست کر دیا۔

پھر بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو اس سے صبر نہ ہو سکا اور اس نے دوسری مرتبہ بری نیت سے دست درازی کا ارادہ کیا اب اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی ختم فرما دی پھر بادشاہ نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کو دوبارہ لوٹا دیا۔

پھر بادشاہ نے تیسری مرتبہ دست درازی کا برا ارادہ کیا اب رب ذوالجلال نے اس کے جسم کے تمام اعضاء کو شل کر دیا۔

بعد ازاں بادشاہ نے سچی توبہ کی اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کے پاس واپس بھیج دیا نیز اس نے اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام سے بہت معذرت کی اور ساتھ ہی عرض کرنے لگا کہ آپ جو چاہیں مجھے حکم کریں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے رب کا حکم تھا میں خود کوئی حکم نہیں دیتا مگر اس چیز کا جس کا میرا رب مجھے حکم فرمائے گا حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا۔

(یا ابراھیم: یقول لک اللہ للملک یخرج من جمیع ملکه و خزائنه یسلمها الیک ثم ادع له)

اے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام: اللہ تعالیٰ اس بادشاہ کے بارے میں آپ سے ارشاد فرماتا ہے کہ یہ تمام ملک اور خزانہ آپ کے سپرد کر کے یہاں سے نکل جائے پھر آپ اس کے لئے دعا کریں۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بادشاہ کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی خبر دی تو وہ رب ذوالجلال کے حکم پر راضی ہو گیا حصرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام اعضاء کو بالکل صحیح سالم کر دیا۔

جب وہ بادشاہ تندرست ہو گیا تو اس نے اپنی ہاجرہ نامی خادمہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیش کی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میری وجہ سے میرے شوہر

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو غمگین ہونا پڑا۔ لہٰذا میں حضرت ہاجرہ کو ان کے سپرد کرتی ہو اور ساتھ ہی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے معزرت کی۔
حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ آپ غمگین نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور تیرے درمیان جتنے حجابات تھے سارے ختم کر دیئے۔ (نقل من السبعیات)

ایمان افروز نکتہ :

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک حسین وجمیل خاتون تھیں جن سے حضرت خلیل علیہ السلام محبت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر سے محفوظ رکھا۔ یہاں تک کہ بار بار برے ارادے کی تکمیل کے لئے کوشش کرنے کے باوجود کامیاب نہ ہو سکا۔
جس مومن کے دل میں کلمہ توحید ہے وہ رب جلیل سے محبت کرتا ہے تو جب خلیل کے ساتھ محبت رکھنے والے تک دشمن کی رسائی نہیں ہوسکی تو شیطان اس تک کیسے پہنچ سکتا ہے جو رب جلیل کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

عالم کی عزت کرنے کا ثواب :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من اکرم عالما فقد اکرم سبعین نبیا ومن اکرم متعلما فقد اکرم سبعین شهیدا. ومن احب العالم لاتکتب علیه خطیئته ایام حیاته)

جس شخص نے ایک عالم دین کی عزت کی اسے ستر انبیاء کا ثواب عطا فرمایا جائے گا اور جس شخص نے دین کے طالب علم کی عزت کی اسے ستر شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا اور جو کسی عالم سے محبت کرتا ہے تو اس کی زندگی کے دنوں میں اس کی خطائیں نہیں لکھی جائیں گی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یبعث الله العباد یوم القیامة ثم یمیز العلماء فیقول یا معشر العلماء: انی لم اضع فیکم علمی الا لعلمی بکم، فلم اضع علمی فیکم لاعذبکم انطلقوا فقد غفرت لکم)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو بھیجے گا پھر ان میں سے علماء کو ممتاز فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا اے علماء کے گروہ میں نے تمہارے اندر اپنے علم میں سے علم رکھا میں نے تمہارے اندر اس لئے علم نہیں رکھا کہ میں تمہیں عذاب دوں جاؤ میں نے تم سب کو بخش دیا۔ (تاتارخانیہ)

جلسہ نمبر ۴۳

گناہ اور ظلم کی مذمت

ظہر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا

ترجمہ : ''چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کھائیں تا کہ انہیں ان کے بعض کوتکوں کا مزہ چکھائے۔

(سورۃ الروم آیت ۴۱)

گناہ اور ظلم کی مذمت

آیت کی تفسیر:

(ظھر الفساد فی البر والبحر) ''خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہوا۔''
خشک سالی کی وجہ سے جانور وغیرہ مرنے لگے۔ کثرت کے ساتھ کچھ جل گئے اور کچھ غرق ہو گئے ہر کھیت ختم ہو گئی نقصان ظلم اور گمراہی زیادہ ہو گئی۔

(بما کسبت ایدی الناس) ''لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کے سبب سے۔''
ان کے گناہوں کی نحوست اور خاص طور پر اس کو ان کے حاصل کرنے کی وجہ سے۔

(لیذیقھم بعض الذی عملوا) ''تاکہ جو کچھ انہوں نے کیا اس میں سے بعض ان کو چکھائیں۔''
اس کے بعض اجزاء کے ساتھ اس کی ساری سزا آخرت میں ہو گی۔ آیت کریمہ میں لام علت اور انجام کار کے لئے ہے۔ (قاضی بیضاوی)

نماز میں درود شریف پڑھنے کا حکم:

حضرت فضاء بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ نماز کے دوران دعا کر رہا تھا لیکن اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف نہ پڑھا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے اس بارے میں جلدی کی چنانچہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اس آدمی سے اور اس کے علاوہ دوسروں سے فرمایا:

(اذا صلی احدکم فلیبدء بتحمید اللہ والثناء علیہ' ثم یصلی علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم لیدع بعد ماشاء)

جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھے تو وہ اپنی نماز کا آغاز رب ذوالجلال کی حمد و ثناء سے کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

دعا اور نماز کا معلق ہونا:

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(الدعاء والصلوٰۃ معلقان بین السماء والارض لایصعد الی اللہ تعالیٰ منہا بشی حتی یصلی علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام)

دعا اور نماز زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف نہ پڑھا جائے ان میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ مقبولیت تک نہیں پہنچتی۔ (شفا شریف)

جنت کی طرف جاتے ہوئے حیرانگی:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت میں فرمایا:

(ان امتی اقواماً یقول اللہ تعالیٰ لہم یوم القیامۃ یا عبادی ادخلوا الجنۃ فیتحیرون فی عرصات القیامۃ الی ان یہدیہم الی الجنۃ۔ فقیل من ہم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فقال الذین ذکرت بین ایدیہم ولم یصلوا علی من السہو والغفلۃ)

میری امت میں سے کچھ لوگ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے میرے بندوں جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ لوگ قیامت کے میدان میں حیران ہوں گے کہ کون ان کی جنت کی طرف رہنمائی کرے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جن کے سامنے میرا ذکر مبارک کیا جاتا تھا۔ لیکن وہ غفلت اور بھول کی وجہ سے میری ذات پر درود شریف نہیں پڑھتے تھے۔ (رونق المجالس)

گونگا شیطان:

اصل میں یہ ہے کہ ابتداز مین سرسبز و شاداب تھی جب بھی کوئی انسان کسی درخت کے قریب آتا تو اسے تروتازہ پھل ملتا۔ سمندر کا پانی میٹھا تھا۔ شیر گائے کو کچھ نہیں کہتا تھا۔ بھیڑیا بکری کے درپے نہیں ہوتا تھا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو زمین بنجر ہوگئی درخت

کانٹے دار بن گئے سبز زمین سیاہ ہو گئی۔ سمندر کڑوے اور نمکین بن گئے۔

چنانچہ کہا گیا کہ زمین میں قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے کی وجہ سے فساد برپا ہو گیا جب کہ سمندروں میں جلندی ایک کافر بادشاہ کے سبب سے فساد ظاہر ہوا جلندی ایک کافر بادشاہ تھا جو لوگوں کی کشتیاں ظلماً غصب کرتا تھا۔

قرآن مجید کی آیت (بما کسبت ایدی الناس) کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر بیضاوی نے فرمایا: (بشؤم معاصیھم) ان کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو ترک کرنے کی وجہ سے زمین میں فساد برپا ہوا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جس محلہ میں ایک تارک صلوٰۃ رہتا ہو ہر دن ان لوگوں پر ستر فرشتے نازل ہوتے ہیں جو ان پر لعنت کرتے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ تمام اہل محلہ پر لعنت کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ان خاص لوگوں پر جو کہ نماز کو ترک کرنے والے ہیں ان پر ہی صرف لعنت کیوں نازل نہیں ہوتی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام اہل محلّہ نے اس تارک صلوٰۃ کو دیکھا لیکن انہوں نے نماز کو چھوڑ آنے والوں کو خبر دار نہ کیا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان سب پر اپنا عام عذاب نازل فرمایا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الساکت عن الحق شیطان اخرس) ''حق بات کہنے سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ (موعظہ)

مومن کو ستانے والے سے بدلہ :

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ایھا الناس اتقوا ربکم ولایظلم احد منکم مومنا وما ظلم احد مومنا الا انتقم اللہ منہ یوم القیامۃ.)

اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو تم میں سے کوئی ایک کسی ایک مومن پر ظلم نہ کرے جب کوئی شخص کسی مومن پر ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ظلم کرنے والے سے اس کا بدلہ لے گا۔ (حیاۃ القلوب)

ایک تفسیری نکتہ :

رب ذوالجلال کے فرمان (لیذیقھم) میں لام تعلیل کے لئے ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے معاش کے اسباب کو فاسد کر دیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ (لیذیقھم) میں لام معاقبہ ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا۔ کہ لوگوں نے اپنے افعال اور اخلاق کو فاسد کر دیا۔ اس لئے کہ ان کی غرض اس فساد پھیلانے سے صرف یہ ہے کہ انہوں نے جو برے افعال کئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کی سزا دے۔ لیکن جب فعل کی غرض اس پر مرتب ہوئی علت غائیہ کی وجہ سے مرتب ہونے والی سزا اس پر مشتبہ ہوگئی اس وجہ سے اس پر لام معاقبہ کو داخل کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے۔ (لیکون لھم عدوا وحزنا)۔ (شیخ زادہ)

ایمان کن چیزوں سے سلب ہو جاتا ہے :

کون سا ایسا گناہ ہے۔ جس کے بارے میں سب سے زیادہ خوف کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایمان کو سلب کر لے گا؟۔

علماء فرماتے ہیں کہ وہ تین بڑے گناہ ہیں

۱- ایمان کی دولت کے ملنے پر شکر کو ترک کر دینا۔

۲- خاتمہ بالخیر کے خوف کو چھوڑ دینا۔

۳- بندوں پر ظلم کرنا۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جس بدنصیب انسان میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں تو اس کے بارے غالب گمان یہ ہے کہ وہ دنیا سے کافر ہو کر مرے گا۔ (نعوذ باللہ) مگر جس کو رب ذوالجلال کی طرف سے سعادت نصیب ہو جائے (تو وہ محفوظ رہے گا)۔

(دقائق الاخبار والموعظۃ الحسنۃ)

کیا خبر کس گناہ پر گرفت ہو جائے؟ :

حدیث قدسی میں ہے۔ اے انسان! موت تیرے رازوں کو کھول دے گی قیامت تیری خبروں کو بیان کر دے گی۔ نامہ اعمال تیرے اسرار کے پردے کو چاک کر دے گا۔

اے غافل انسان! جب تو کوئی گناہ کرے تو اس کے صغیرہ ہونے کو نہ دیکھ لیکن تو اس

ذات کی طرف نظر کر کہ تو نے کتنی بڑی ذات کی نافرمانی کی جب تجھے رزق قلیل میسر آئے تو تو اس کی قلت کو نہ دیکھ بلکہ تو اس ذات کی طرف نظر کر کہ کس نے تجھے یہ رزق عطا فرمایا ہے۔ تو صغیرہ گناہ کو بھی حقیر نہ جان کیونکہ تو اس بات کو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کس گناہ پر غضبناک ہو جائے تو میری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو۔ کیونکہ میری خفیہ تدبیر اندھیری رات میں پتھر پر چلنے والی چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

کرنے کے کام:

رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے۔

اے انسان!

کیا تو نے نافرمانی کی اس وقت میرے غضب کو یاد کر کے تو اس سے باز نہیں آیا؟

کیا تیرے پاس جس نے امانت رکھی تو نے اس کی امانت کو ادا کر دیا؟

کیا تیرے ساتھ جس نے برائی کی تو نے اُس کے ساتھ نیکی کر لی ہے؟

کیا جس نے تجھ پر ظلم کیا تو نے اسے معاف کر دیا ہے؟

کیا جس نے تجھے چھوڑ دیا ہے تو نے اس کے ساتھ کلام کرلیا ہے؟

کیا جس نے تیرے ساتھ قطع رحمی کی ہے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر چکا ہے؟

کیا جس نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے تو اس کے ساتھ انصاف کر چکا ہے؟

کیا تو نے اپنے دینی اور دنیاوی معاملے میں اپنے علماء سے دریافت کرلیا ہے؟

رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے کہ اے لوگو میں تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ میں تمہارے دلوں تمہارے ارادوں کو دیکھتا ہوں اور میں تم پر تمہاری ان خصلتوں کی وجہ سے راضی ہوتا ہوں۔ (موعظہ حسنہ)

رعایا کی خبر گیری:

انصاف کرنے والے بادشاہ کا کیا مقام ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت گشت فرما رہے تھے آپ نے ایک گھر کے دروازے کو عبور کیا اس گھر سے آپ نے رونے کی آواز سنی رونے کی آواز سن کر آپ وہیں ٹھہر گئے آپ نے عورت کی آواز سنی جو اپنے

بچوں سے یہ کہہ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ میرے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔

خلیفہ وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غم اور پریشانی کو دور کر کے اس عورت کے دل کو خوش کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا:

(ما فعل بک عمر؟)۔ ''تیرے ساتھ عمر نے کیا کیا؟'' گھر والوں کو یہ معلوم نہیں کہ تشریف لانے والے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(فقالت المرأة: قد بعث زوجی الی غزوة کذا و قدترک لی اولاداً صغراً و لیس معی بشیء انفقه علیهم فیبکون و یقولون: قد غفل امیر المؤمنین عنا.)

اس عورت نے جواباً عرض کیا۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ نے میرے خاوند کو ایک غزوہ میں بھیج دیا اور میری چھوٹی اولاد کو اس نے چھوڑ دیا اور میری حالت یہ ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ میں ان بچوں پر خرچ کرسکوں بچے رو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے غافل ہو گئے ہیں۔

(فخرج عمر و اخذ عدلاً من الدقیق ولحماً کثیراً وحمله علی ظهره فقال له من کان معه: ضعه حتی احمله فقال: هب انک تحمل فی الدنیا هذا' فمن یحمل اوزاری یوم القیامة؟)

اسی وقت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گھر سے باہر تشریف فرما ہوئے آپ نے بیت المال سے ایک آٹے کی بوری اور بہت سارا گوشت لیا اور اسے اپنی پشت پر اٹھایا۔ جو خادم آپ کے ساتھ تھا اس نے عرض کیا کہ آپ ان چیزوں کو رکھ دیں تاکہ میں اٹھاؤں یہ سن کر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ یہ چیزیں مجھے دے دو ان کو میں خود ہی اٹھاؤں گا تو اس دنیا میں تو اس بوجھ کو اٹھائے گا لیکن قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟

اس کیفیت کی وجہ سے خلیفہ وقت رو رہے تھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ آپ نے اسی وقت اپنے ہاتھ سے آٹے کو گوندھا۔ تنور کو جلایا گوشت ار روٹی کو پکایا بچوں کو بیدار کیا۔ اپنے ہاتھ کے ساتھ ان بچوں کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ گھر والے کھانا کھا کر

سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے ان گھر والوں سے فرمایا:

(اجعلونی فی حل علی ان لاتخاصمونی یوم القیامة فقالوا نعم فخرج هو ومعه عدله ورای فی المنام بعد موته بخمس عشرة سنة فقیل له ما فعل الله بک یا عمر؟ قال الان فرغت من حساب قوله تعالیٰ (ان الله یامر بالعدل والاحسان)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم قیامت کے دن مجھ سے مواخذہ نہ کرو گے تو ان سب نے عرض کیا کہ ہاں! یعنی ہم مواخذہ نہیں کریں گے یہ سن کر تسلی کرنے کے بعد آپ وہاں سے تشریف لے گئے آپ دنیا سے تشریف لے گئے اور اپنے انصاف کو بھی ساتھ لے گئے۔

آپ کے وصال فرمانے کے پندرہ سال بعد آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا عرض کیا گیا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ان اللہ یامر بالعدل والاحسان) ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔'' کے حساب سے فارغ ہو چکا ہوں۔ (من رونق المجالس)

حکایت: (مکتوب علی جناح الجراد) ''ٹڈی کے پر کے اوپر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔''

نحن جند من الاجناد
ہم لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں۔
سلطنا الله علی العباد
اللہ تعالیٰ نے ہمیں بندوں پر مسلط کیا۔
لتخریب النواحی والبلاد
تاکہ ہر ایک شہر کو ہم ویران کریں۔
عند ظهور الجور والفساد
ظلم اور فساد کے ظاہر ہونے کے وقت۔

برکت کہاں موجود ہے:

بزرگان دین سے یہ منقول ہے۔

(العلم والجور فی المدینة والجهل والبرکات فی القریٰ)

علم اور ظلم شہر میں ہے جب کہ جہالت اور برکات بستیوں میں ہیں۔

علم برکات کو شہر کی طرف کھینچ لیتا ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان مناسبت ہے جہالت ظلم کو دیہات کی طرف کھینچ لیتی ہے ان دونوں کے درمیان مناسبت ہونے کی وجہ سے اور اب بھی اس طرح ہے چنانچہ شہر والے شہر والوں سے شکایت کرتے ہیں۔ دیہات

والوں سے ان کی کوئی شکایت نہیں۔ دیہات والے دیہات والوں سے شکایت کرتے ہیں اور شہر والوں سے ان کی کوئی شکایت نہیں۔ سفر والے دین اسلام سے شکایت کرتے ہیں اور تمام دین والوں سے انہیں کوئی شکایت نہیں ہے۔

نیک بندے کی دعا کی برکت سے قحط سالی دور:

بیان کیا جاتا ہے کہ اہل مکہ ایک سال قحط سالی کا شکار ہو گئے لوگ تین دن تک شہر سے باہر نکل کر بارش کے لئے دعائیں کرتے رہے لیکن بارش نہ برسی۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر کے دعا کروں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے اور میری دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائے چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں سے جدا ہو کر ایک غار میں چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر وہاں مجھے گزری تھی کہ اس غار میں ایک حبشی غلام داخل ہوا اس نے دو رکعت نماز ادا کی اپنے سر کو زمین پر رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی میں اس سے سن رہا تھا وہ یہ کہہ رہا تھا۔

(الھی ان ھؤلاء عبادک قد استسقوک ثلاثة ایام فلم تسقھم' فبعزتک لاارفع رأسي حتی تسقینا. قال فلم یرفع رأسه حتی امطرت السماء و قام و مضی)

اے میرے پروردگار! یہ لوگ تیرے بندے ہیں تجھ سے تین دن سے بارش طلب کر رہے ہیں جب کہ تو نے ان کو بارش عطا نہیں فرمائی۔

مجھے تیری عزت کی قسم میں اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھاؤں گا یہاں تک کہ تو ان کو بارش عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حبشی غلام نے ابھی اپنا سر سجدے سے نہیں اٹھایا تھا کہ آسمان سے بارش برسنا شروع ہو گئی چنانچہ وہ شخص اس جگہ سے اٹھا اور چلا گیا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں اس حبشی غلام کے پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ وہ شہر میں جا پہنچا اور ایک گھر میں داخل ہو گیا فرماتے ہیں کہ میں اس گھر کے باہر دروازے پر ٹھہرا رہا اور وہیں بیٹھ گیا یہاں تک کہ گھر سے ایک شخص باہر آیا

میں نے اس سے کہا کہ یہ گھر کس کا ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ یہ فلاں شخص کا گھر ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس گھر میں داخل ہوا اور گھر کے مالک سے کہا کہ میں ایک غلام خریدنا چاہتا ہوں مالک نے غلام کو مجھ پر پیش کیا۔ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ میں اس کے علاوہ دوسرے غلام کو خریدنا چاہتا ہوں کیا تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور غلام ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک غلام تو ہے لیکن وہ تیرے لائق نہیں ہے۔ میں نے کہا وہ کیوں؟ اس نے کہا کہ وہ غلام انتہائی سست ہے میں نے کہا کہ آپ اس غلام کو مجھ پر پیش کریں مالک نے اس غلام کو بلایا میں نے اسے دیکھا اور کہا کہ مجھے یہ غلام پسند ہے۔ کتنے کا یہ غلام تم فروخت کرو گے؟ اس نے کہا کہ میں نے اسے بیس دینار کا خریدا ہے۔ لیکن یہ دس دینار کا بھی نہیں ہے اور میں تجھے یہ دس دینار کا دوں گا حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں یہ غلام آپ سے بیس دینار کا خریدوں گا۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو قیمت ادا کی اور اس نے غلام کو آپ کے حوالے کر دیا۔

اس غلام نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے ابن مبارک آپ نے مجھے کیوں خریدا ہے؟ میں تو آپ کی خدمت نہیں کروں گا۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟ اس غلام نے کہا

(الاحبة تعرف الاحبة) ''دوست دوست کو پہچانتا ہے۔''

آپ فرماتے ہیں کہ میں اسے اپنے گھر لے آیا جب اس نے وضو کرنے کا ارادہ کیا میں کھڑا ہوا اور پانی کا برتن اس کے سامنے پیش کیا اور جوتے اس کے سامنے رکھ دیئے۔ وہ کھڑا ہوا وضو کیا نماز پڑھی اور سجدہ کیا اور کہا:

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کے قریب ہوا تا کہ سنوں کہ وہ کیا کہتا ہے اچانک میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

(یا صاحب السر ان السر قد ظهر ولا ارید الحیاتی بعد ما اشتهر) ''اے راز کے مالک بے شک راز ظاہر ہو چکا۔ شہرت کے بعد میں زندہ رہنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔''

پھر وہ ایک گھڑی کے لئے خاموش ہو گیا میں نے اسے حرکت دینے کی کوشش کی لیکن میں کیا محسوس کرتا ہوں کہ وہ مر چکا ہے میں اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گیا نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اسے دفن کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اسی رات خواب میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں ایک نورانی شکل والے پسندیدہ شخص آپ کے دائیں طرف اور وہ حبشی غلام آپ کے بائیں طرف مجھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(جزاک اللہ عنا خیراً ولا اراک ضیراً لما احسنت الی حبیبنا)

اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے اورآپ کو کوئی ضرر نہ پہنچے کیونکہ آپ نے ہمارے ایک محبوب کے ساتھ نیکی کی ہے۔

(فقلت هل حبيبك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال عليه الصلوٰة والسلام نعم! هو حبيبي وحبيب لخليل الرحمن)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ آپ کے محبوب ہیں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! وہ میرے محبوب ہیں اور رحمٰن کے خلیل علیہ السلام کے بھی وہ محبوب ہیں۔ (رونق المجالس)

ظلم کرنے سے بچو:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرمایا:

(اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات يوم القيامة)

تم ظلم کرنے سے بچو۔ کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیوں میں سے ہے۔ (مصابیح)

دوزخی ہونے کے چھ اسباب:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ستة يدخلون النار بستة: الامراء بالجور. والاعراب بالتعصب واهل الرستاق بالجهل والدهاقين بالكبر. والتجار بالخيانة والعلماء بالحسد)

چھ آدمی چھ گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ۱- امراء ظلم کی وجہ سے۔ ۲- دیہاتی تعصب کی وجہ سے۔ ۳- روستائی جہالت کی وجہ سے۔ ۴- دہقان تکبر کے سبب

سے۔۵- تاجر خیانت کے سبب سے۔۶- علماء حسد کے سبب سے۔

حضور کے غلاموں کے لئے چار کرامتیں:

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو چار کرامات سے نوازا جب کہ مجھے وہ چاروں چیزیں عطا نہیں فرمائی گئیں۔

۱- اللہ تعالیٰ نے میری توبہ کو مکہ مکرمہ میں قبول فرمایا جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ ہر جگہ توبہ کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول فرماتا۔

۲- میں نے لباس زیب تن کیا ہوا تھا جب مجھ سے خلاف اولی کام ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لباس کو اترنے کا حکم دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ برہنہ ہو کر معصیت کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو لباس پہناتا ہے۔

۳- جب مجھ سے خلاف اولیٰ کام ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اور میری بیوی کے درمیان تفریق فرمادی جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نافرمانی کرتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اور ان کی بیویوں کے درمیان تفریق نہیں فرماتا۔

۴- حضرت سیدنا ابو البشر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مجھ سے جنت میں خلاف اولیٰ کام ہوا تو رب ذوالجلال نے مجھے وہاں سے باہر جانے کا حکم فرمایا۔ جب کہ حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ جنت سے باہر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ جب وہ گناہ سے توبہ کرلیں گے تو خداوند قدوس ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

جلسہ نمبر ۴۴

بیان ذکر وتوحید

یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیراً و سبحوہ بکرۃ واصیلاً ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمؤمنین رحیماً

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۱ تا ۴۳)

بیان ذکر و توحید

آیت کی تفسیر:

(یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً) ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرو۔''

اکثر اوقات میں اور تمام انواع کا ذکر کرو جس کا وہ اہل ہے رب ذوالجلال کی پاکیزگی بیان کر کے۔ اس کی حمد کر کے لا الہ الا اللہ کہہ کر۔ نیز اس کی بزرگی بیان کر کے اس کا ذکر کرو۔

(وسبحوہ بکرۃ واصیلاً) ''اور صبح و شام تم اس کی تسبیح بیان کرو۔''

بالخصوص دن کے اول اور آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اوقات کو ذکر کے ساتھ خاص کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دو اوقات کو باقی تمام اوقات پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ یہ اوقات ذکر کے حوالے سے مشہور ہیں جیسا کہ تمام قسم کے اذکار کو چھوڑ کر صرف تسبیح بیان کرنا اس لئے کہ اذکار میں یہ چیز عمدہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ذکر اور تسبیح دونوں ان دو اوقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ تسبیح سے مراد صلوٰۃ ہے۔

(ھوالذی یصلی علیکم و ملئکتہ) ''وہی ذات ہے کہ جو تم پر رحم کرتی ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لیے استغفار کرتے ہیں۔

نیز اس چیز کا اہتمام کرتے ہیں جو تمہاری اصلاح کرے اس سے مراد قدر مشترک ہے۔

تمہارے معاملے کی اصلاح اور تمہاری شرافت کو ظاہر کرنے میں خصوصی اس کی عنایت ہے اور یہ چیزیں نماز سے مستعار ہیں۔

(لیخرجکم من الظلمت الی النور) ''تاکہ وہ تمہیں ظلمت سے نور کی طرف لے آئے۔'' اس سے مراد کفر اور گناہ کی معصیت کی تاریکی سے ایمان اور اطاعت کے نور کی طرف لے جانا ہے۔

(وكان بالمؤمنين رحيما) ''اور اللہ تعالیٰ ایمانداروں پر بڑا مہربان ہے۔''

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ کی اصلاح کا ارادہ فرمایا ان کے مرتبہ کو ذکر کیا اس کو ملائک مقربین کے بارے بھی استعمال فرمایا۔ (قاضی بیضاوی)

محتاجی دور کرنے کا نسخہ :

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلی علی کل یوم خمسمائة مرة لم یفتقر ابداً)

''جو شخص میری ذات اقدس پر ہر دن میں پانچ سو مرتبہ درود شریف پڑھے وہ کبھی بھی محتاج نہیں ہوگا۔''

یعنی ہمیشہ وہ کسی ایک کا بھی ضرورت مند نہیں رہے گا۔

تم خدا کو یاد کرو وہ تمہیں یاد فرمائے گا :

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (فاذکرونی اذکرکم) کی تفسیر میں علماء نے پانچ قول نقل فرمائے ہیں۔

۱- (فاذکرونی) ای بالطاعة (اذکرکم) ای بالمغفرة والثواب.

تم مجھے فرمانبرداری کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں بخشش اور ثواب کے ساتھ یاد کروں گا۔

۲- (فاذکرونی) بالتوبة (اذکرکم) قبولی و مغفرتی.

تم مجھے توبہ کر کے یاد کرو۔ میں تمہیں اپنی قبولیت اور مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔

۳- (فاذکرونی) بالدعاء (اذکرکم) بالاجابة کما قال اللہ تعالیٰ (ادعونی استجب لکم)

تم مجھے دعا کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں قبولیت دعا کے ساتھ یاد کروں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔''

۴- (فاذکرونی) فی مهد کم (اذکرکم) لحد کم' وهو التثبیت بالقول بدلیل قوله تعالیٰ (ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه)

تم مجھے ماں کی گود میں یاد کرو میں تمہیں تمہاری قبر میں یاد کروں گا اور یہ چیز ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے وہی اس کو کافی ہے۔''

۵- (فاذکرونی) بالاحسان (اذکرکم) بالرحمة لقوله تعالیٰ (ان رحمة الله قریب من المحسنین)

تم مجھے احسان کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں رحمت کے ساتھ یاد کروں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔" (بحرالحقائق)

دل کس سے سخت ہوتا ہے:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا تکثروا الکلام بغیر ذکر الله، فان کثرة الکلام) بغیر ذکر الله (تورث قسوة القلب وان ابعد الناس من الله القلب القاسی)

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ تم زیادہ کلام نہ کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کو چھوڑ کر زیادہ کلام کرنے سے دل سخت ہوتا ہے رب ذوالجلال کی بارگاہ سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوتا ہے۔ (مصابیح شریف)

حکایت: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ایک شخص فوت ہوگیا تو کسی نے خواب میں ان کی زیارت کی اور ان کی حالت کے بارے میں دریافت کیا تو اس نیک بزرگ نے فرمایا:

(جاءنی ملکان وجهمما احسن شئ وریحهما اطیب شئ فقال من ربک؟)

میرے پاس دو حسین وجمیل چہرے والے مہکتی خوشبو کے ساتھ دو فرشتے آئے انہوں نے آ کر کہا کہ تمہارا رب کون ہے؟

(فقلت ان سألتم امتحانا فحرام وان سألتما استفهاماً فربی الله تعالیٰ)

میں نے ان دونوں فرشتوں سے کہا کہ اگر تم نے امتحان کے طور پر پوچھا ہے پھر تو یہ سوال حرام ہے لیکن اگر تم نے سوال کرنے کی غرض سے پوچھا ہے تو سنو۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

(فقلت لاتذهبا مالم تاتیا بالخبر عن سیدی فجاء الندا فی الحال هو عبدی فذهبا)

میں نے کہا کہ تم اس وقت تک نہیں جا سکتے جب تک کہ تم میرے مالک کی طرف سے میرے بارے خبر نہ لاؤ۔

اس وقت ہاتف غیبی نے نداء دی یہ میرا بندہ ہے پھر وہ دونوں فرشتے وہاں سے چلے گئے۔ (زبدۃ الواعظین)

سفر معراج میں ایک سمندر کا دیکھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے ایک سمندر دیکھا جس کی مقدار کو رب ذوالجلال ہی جانتا ہے اس سمندر کے کنارے پر پرندے کی شکل کا ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں۔ جب ایک بندہ سبحان اللہ کہتا ہے تو وہ فرشتہ اپنی جگہ سے حرکت کرتا ہے جب بندہ الحمد للّٰہ کہتا ہے تو وہ اپنے پروں کو پھیلاتا ہے اور جب بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ فرشتہ پرواز کر جاتا ہے جب بندہ ذکر کرتے ہوئے اللہ اکبر کہتا ہے تو وہ فرشتہ اپنے آپ کو اس سمندر میں گرا دیتا ہے اور جب وہ بندہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا ہے۔ تو وہ فرشتہ اس سمندر سے باہر نکل کر اپنے پروں کو جھاڑتا ہے اس کے ہر ایک پر سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو ان کلمات کے کہنے والے کے لئے قیامت کے دن تک تسبیح و تہلیل کرتے اور بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

سفارش کرنے سے بخشش ہوگئی:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اللہ تعالیٰ خلق عموداً بین یدی العرش فاذا قال العبد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اھتند العمود فیقول اللہ تعالیٰ : اسکن یا عمود، فیقول العمود : کیف اسکن ولم تغفر لقائلھا؟ فیقول اللہ تعالیٰ قدغفرت لہ فیسکن عند ذلک)

بے شک اللہ تعالیٰ نے عرش کے سامنے ایک ستون کو پیدا فرمایا۔ جب بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ تو وہ ستون حرکت میں آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ستون سے فرماتا ہے کہ اے ستون ٹھہر جا۔ ستون جواباً عرض کرتا ہے یا اللہ میں کیسے حرکت کرنا چھوڑ دوں؟ حالانکہ تو نے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخشا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً میں نے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخش دیا یہ سن کر وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

حکایت: حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایک راستہ سے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا بڑھاپے کی وجہ سے جس کی کمر ٹیڑھی ہو چکی تھی اپنے گلے میں اس نے زنار لٹکائی ہوئی تھی اور اس کے سامنے آگ تھی جس کو وہ پوجتا تھا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

یا شیخ منذ کم سنة تعبد النار؟	''اے بوڑھے کتنے عرصے سے تم آگ کی پرستش کر رہے ہو۔
فقال منذ اربع مائة وتسعين سنة	''اس آتش پرست نے جواب دیا کہ دس سال کم پانچ سو سال سے آگ کی عبادت کر رہا ہوں۔
فقال الم يأن لك ان تتوب من عبادة النار. وتعود الى الملك الجبار.	''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا ابھی وقت نہیں کہ تو آگ کی پرستش سے توبہ کر لے اور زبردست بادشاہ کی طرف لوٹ جائے؟
فقال يا موسىٰ اترى ان الله تعالىٰ لو رجعت اليه يقبلني؟	اس نے عرض کیا اے موسیٰ علیہ السلام آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں بارگاہ خدا لوٹ جاؤں تو کیا وہ مجھے قبول فرما لے گا؟
قال موسىٰ عليه السلام: فكيف لايقبلك وهو ارحم الرحمن؟	حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کیسے قبول نہیں فرمائے گا حالانکہ وہ تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔
فقال يا موسىٰ: ان علمت ان الله تعالىٰ يقبل الهار بين بكرمه و لطفه.	اس نے عرض کیا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے بھاگنے والوں کو بھی قبول کرتا ہے (تو میں ضرور واپس لوٹتا)
اعرض على الاسلام	آپ مجھ پر اسلام کو پیش کریں۔

فعرض علیه موسیٰ علیه السلام الاسلام حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس پر
فاسلم. فقال لا اله الا الله موسیٰ رسول الله اسلام کو پیش کیا اس نے اسلام کو قبول کرتے
ہوئے پڑھا لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول اللہ۔

جب وہ شخص مسلمان ہو گیا تو اس کو ایک کڑک نے پکڑا اس نے ایک چیخ بھری۔
یہاں تک کہ وہ اسلام کی خوشی کی وجہ سے اس پر موت کا ڈر محسوس کرنے لگے چنانچہ حضرت
سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جسم کو حرکت دی۔ تو آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دنیا کو چھوڑ
چکا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے آخر کار آپ نے
اس کو زمین میں دفن کر دیا پھر آپ نے قبر پر کھڑے ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی یا اللہ
میں اس بندے کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ تو نے اس کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟
حالانکہ اس نے صرف کلمہ توحید کو پڑھا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ
السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

(یا موسیٰ ان ربک یقرئک السلام ویقول اما علمت ان من
صالحنا بکلمة لا اله الا الله موسیٰ رسول الله نقربه الی جنابنا و
نلبسه من حلل الجنة)

اے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام آپ کا رب آپ کو سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ
کہ آپ نہیں جانتے کہ جو بندہ ہمارے ساتھ صرف کلمہ توحید لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول کے
ساتھ مصالحت کرتا ہے ہم اسے اپنی بارگاہ کا قرب عطا کرتے اور اسے جنت کے ریشمی حلے
پہناتے ہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس تشریف فرما ہوئے ان کو سارا
قصہ بتایا انہوں نے لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول اللہ کے چوبیس حروف کو شمار کیا اللہ تعالیٰ نے
ہر حرف کے بدلے ستائیس سال کے گناہ معاف فرما دیئے۔ (رونق المجالس)

ارادۂ ذکر خدا بخشش کا ذریعہ:

ایک حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا۔ اسے اللہ
تعالیٰ کی بارگاہ میں سامنے کھڑا کر کے اس کا حساب لیا جائے گا۔ بعد از حساب و کتاب وہ

شخص قلت حسنات اور کثرت سیئات کی وجہ سے مستحق دوزخ ہوگا اس پر کپکپی طاری ہوگی جس کی وجہ سے وہ ہلاکت کے قریب ہوگا رب ذوالجلال کی طرف سے فرمان ہوگا۔

(یا ملائکتی انظروا دفترہ هل تجدون فی دیوانه حسنة؟ فینظرون فیقولون : ربنا لم نجد شیئاً)

اے میرے فرشتو! اس کے دفتر کو پھر دیکھو کیا تم اس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی دیکھتے ہو؟ فرشتے دوبارہ دفتر کو چیک کریں گے اور عرض کریں گے کہ ہم اس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی نہیں پاتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

(عندی له شیئ انه کان نائما فی اللیل فاستیقظ من منامه واراد ان یذکرنی فغلب علیه النوم فلم یقدر ان یذکرنی انی قد غفرت له بذلک)

میرے پاس اس کی ایک چیز موجود ہے کہ یہ ایک رات سویا ہوا تھا یہ میرا ذکر کرنے کے ارادے سے بیدار ہوا لیکن اس پر نیند کا غلبہ ہوا جس کی وجہ سے یہ میرا ذکر نہ کر سکا میں نے اس بندے کو میرے ذکر کرنے کے ارادے سے بیدار ہونے کی وجہ سے اس کو بخش دیا۔ (تنبیہ الغافلین)

عدل کریں تے تھر تھر کنبن بیلی اچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخش جاون میں ورگے منہ کالے

ایمان افروز روایت :

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان الشیطان علیه اللعنة قال لربه بعزتک وجلالک یارب لا ازال ابدا اغوی عبادک وآمرهم بالکفر والمعصیة مادامت ارواحهم فی اجسادهم قال اللہ تعالیٰ یا ملعون: وعزتی وجلالی لا ازال اغفر لهم مادامو اذا کرین لی و مستغفرین منی)

بے شک لعنتی شیطان نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا اے رب ذوالجلال

مجھے تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم ہے کہ میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا اور جب تک ان کے اجسام میں ان کی ارواح موجود رہیں گی میں ان کو کفر اور معصیت کا حکم دیتا رہوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملعون! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے جب تک میرے بندے مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے اور میرا ذکر کرتے رہیں گے تو میں ان کو ہمیشہ ہمیشہ بخشتا رہوں گا۔ (مجالس الانوار)

کلمہ توحید کی برکت:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو میزان کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس کے نامہ اعمال کے ننانوے دفتر نکالے جائیں گے ہر ایک دفتر تا حد نگاہ پھیلا ہوا ہو گا اس میں اس بندے کی خطائیں اور گناہ ہوں گے ان سب کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا پھر چیونٹی کی مثل ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی ہو گی اس چھوٹے کاغذ کے پرزے کو میزان کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اس کے رکھنے سے گناہوں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو کلمہ توحید کی برکت سے دوزخ سے نجات عطا کر کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

سات اہم نکات:

حضرت فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے سات کلمات کو یاد کر لیا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے ہاں معزز ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ اطاعت خداوندی کی حلاوت کو محسوس کرے گا اس کی زندگی اور موت اس کے لئے بہتر ہو گی۔

۱- (ان یقول عند ابتداء کل شیء بسم اللہ) ''فرمایا کہ وہ شخص ہر چیز کا آغاز کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھے۔

۲- (ان یقول بعد فراغ کل بشیء الحمد للہ) ''وہ شخص ہر چیز سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے۔''

۳- (اذا جری علی لسانه مالا یعینه ان یقول استغفر الله) ''جب اس کی زبان پر کوئی بے ہودہ بات جاری ہو تو وہ استغفر اللہ کہے۔''

۴- (اذا اراد فعلا غداً ان یقول ان شاء الله) ''جب آئندہ کل کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو ان شاء اللہ کہے۔

۵- (اذا استقبل الیه فعل مکروه ان یقول لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظم) ''جب فرمایا کہ اسے کسی ناپسندیدہ فعل کا سامنا ہو تو لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم کہے۔

۶- (اذا اصابه مصیبة ان یقول انا لله وانا الیه راجعون) ''جب اسے کوئی مصیبت پہنچے تو انا للہ وانا الیه راجعون کہے۔

۷- (لایزال یجری علی لسانه فی اللیل والنهار کلمة لا اله الا الله محمد رسول الله) ''رات دن ہمیشہ اپنی زبان پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو جاری رکھے۔

اے صوفی ان سات کرنے کے کاموں کو تو کر۔ (تفسیر حنفی)

سات چیزوں سے قبر کا روشن ہونا:

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ سات چیزوں سے انسان کی قبر روشن ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک قرآن مجید سے ثابت ہے۔

۱- (الاخلاص فی العبادة) ''عبادت کو اخلاص سے کرنا۔'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین) ''اور ان کو نہیں حکم دیا گیا مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ دین میں مخلص ہو کر۔''

۲- (بر الوالدین) والدین کے ساتھ نیکی کرنا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیأ و بالوالدین احسانا) ''اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

۳- (صلة الرحم) صلہ رحمی کرنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وآت ذاالقربی حقه) ''اور تم قریبی کو اس کا حق دو۔''

۴- (ان لا یضیع عمره فی المعصیة) انسان گناہوں میں اپنی عمر کو ضائع نہ کرے۔

ذکر کا مقام

...کی تفسیر:

(ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی)
''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے
...'' آپ کی عظمت شان اور شرافت کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں۔
(یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیه) ''اے ایمان والوتم بھی آپ کی ذات پر درود
...یف پڑھو۔''
ایمان والوتم بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کی بلندی اور ذکر کے چرچے کا
نام کرو بلکہ تمہیں اس بات کا انصرام کرنا اور زیادہ لازم ہے اور تم (اللھم صلی علی
محمد صلی اللہ علیه وسلم) کہو یا اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما۔
(وسلموا تسلیما) ''اور تم یقیناً سلام پڑھو۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تم رسول اللہ
...ملی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کرو۔
یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مطلقا نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔
ایک قول یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو اس وقت درود
سلام پڑھنا لازم ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(ورغم انف رجل ذکرت عنده فلم یصل علی. فدخل النار فابعده الله)
''اس شخص کی ناک گرد آلود ہو۔ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود
شریف نہ پڑھے تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور فرمادے گا۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کرتے ہوئے آپ کے علاوہ پر بھی درود شریف
پڑھنا جائز ہے لیکن آپ کے علاوہ کسی پر مستقلاً درود شریف پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ
عرف عام میں درود وسلام پڑھنا ذکر رسول کی علامت بن چکا ہے اسی وجہ سے محمد عزوجل کہنا

مکروہ ہے اگرچہ آپ کی ذات اقدس عزیز بھی ہے اور جلیل بھی۔ (قاضی بیضاوی)

فرشتے کی ڈیوٹی:

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اللہ تعالٰی خلق ملکا اعطاہ سمع الخلائق کلھا وھو قائم علی قبری الی یوم القیامۃ فما من احد من امتی یصلی علی صلوۃ الا سماہ باسمہ واسم ابیہ وقال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان فلان بن فلان صلی علیک)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کو تمام مخلوق کی آواز کو سننے کی طاقت عطا فرمائی وہ میرے روضہ انور پر قیامت کے دن تک کھڑا ہے۔ میری امت کا کوئی شخص جب مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس شخص کا نام بمع اس کے والد کے نام کے لے کر کہتا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بن فلاں نے آپ کی ذات پر درود شریف پڑھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ قرآن مجید کی آیت (ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی) کا کیا مطلب ہے؟ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ ایک پوشیدہ علم ہے اگر تم مجھ سے اس کے بارے میں نہ پوچھتے تو میں تمہیں اس کی خبر نہ دیتا۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دو فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جب کسی مسلمان کے ہاں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اے درود شریف پڑھنے والے تیری بخشش فرمائے باقی فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

اور جب کسی مسلمان کے ہاں میرا نام نامی اسم گرامی لیا جائے اور وہ میری ذات اقدس پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیری بخشش نہ کرے باقی فرشتے اس کو سن کر بھی جواب میں آمین کہتے ہیں۔ (ابوالسعود رحمہ اللہ تعالیٰ)

دعا کب رد کی جاتی ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ما من دعاء الا بینہ و بین السماء حجاب حتی یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا صلی علیہ یخرق ذلک الحجاب ویدخل الدعاء وان لم یصل رجع دعاءہٗ)

کوئی دعا نہیں مگر اس دعا اور آسمان کے درمیان ایک حجاب ہے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھا جائے جب آپ کی ذات پر درود شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور دعا مقام مقبولیت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف نہ پڑھا جائے تو وہ دعا رد کی جاتی ہے۔

حکایت: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ایک شخص تشہد کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھول گئے انہیں خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بزرگ سے فرمایا کہ تو میری ذات پر درود شریف پڑھنے کو کیوں بھول گیا ہے؟

اس صالح شخص نے جواباً عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حمد و ثناء میں مصروف ہونے کی وجہ سے آپ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنے کو بھول گیا۔ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(اما سمعت قول اللہ : الا عمال موقوفۃ والدعوات محبوسۃ حتی یصلی علی وقال لوجاء عبد یوم القیامۃ بحسنات اھل الدنیا ولم تکن فیھا صلاۃ علی ردت ولم تقبل)

کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا! کہ اعمال موقوف ہو جاتے ہیں۔ دعائیں روک دی جاتی ہیں یہاں تک کہ مجھ پر درود شریف پڑھا جائے اور ارشاد فرمایا اگر کوئی بندہ قیامت کے دن آئے اور اس کے پاس تمام دنیا والوں کے برابر نیکیاں ہوں اور اس میں حضور نے فرمایا کہ میری ذات پر درود شریف پڑھنا شامل نہ ہو تو اس کی وہ عبادت رد کر دی جائے گی اور اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی:

ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اولیٰ الناس بی یوم القیامۃ اکثر ھم علی صلوٰۃ)

بے شک بروز قیامت لوگوں میں سے سب سے میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو بکثرت میری ذات پر درود شریف پڑھے گا۔

آپ ہر کسی کو پہچانتے ہیں:

ایک زاہد کو خواب میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی وہ زاہد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائی۔ اس زاہد نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أ أنت علی عضبان؟

اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کیا آپ مجھ پر ناراض ہیں؟

(فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام. لا)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی میں جواب دیا۔

اس زاہد نے پھر عرض کیا۔

(اما تعرفنی ؟ وانا فلان الزاھد)

کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ میں فلاں زاہد ہوں۔

(فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم اعرفک)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھے نہیں پہچانا۔

اس زاہد نے پھر عرض کیا۔

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سمعت العلماء یقولون ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعرف امۃ کما یعرف الابوان ولد ھما.)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے علماء کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح کہ ماں باپ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

(فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم. صدق العلماء ان النبی اعرف منھما بامۃ ای بالذی یصلی علی نبیہ بقدر صلاتہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء نے سچ فرمایا کہ ایک نبی اپنی امت کو ان کے ماں باپ سے بھی زیادہ جانتا ہے لیکن اس کو جو اپنی طاقت کے مطابق نبی پر درود شریف پڑھتا۔ (زہرۃ الریاض)

قبر کا عذاب دور:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے عرض کیا اے شیخ میری بیٹی قضائے الٰہی سے وفات پا چکی ہے آپ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ جس کی برکت سے خواب میں مجھے اپنی بیٹی نظر آ جائے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک درود شریف پڑھنے کے لئے اس عورت کو بتایا (اس کے پڑھنے سے) اس عورت نے نیند کی حالت میں اپنی بیٹی کو انتہائی عذاب کی حالت میں دیکھا کہ اس کے اوپر لک کا لباس ہے اس کی گردن میں طوق پڑا ہوا ہے اس کے دونوں پاؤں میں آگ کی بیڑیاں لگی ہوئی ہیں۔

وہ عورت بیدار ہوئی اور روتی ہوئی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی نیز اس سارے واقعہ کو بیان کیا جو اس نے خواب کی حالت میں دیکھا تھا اس کو سن کر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے جملہ ساتھی زار و قطار رونے لگے۔

پھر ایک مدت گزرنے کے بعد حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں دیکھا کہ وہ فوت شدہ لڑکی جنت میں ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر کے اوپر ایک خوبصورت چیز تھی۔ جس کی روشنی سے مشرق و مغرب کے درمیان کی ہر چیز چمک رہی تھی۔

اس لڑکی نے عرض کیا اے شیخ! کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے؟ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نفی میں جواب دیا۔

تو اس لڑکی نے کہا کہ میں اس عورت کی بیٹی ہوں جس کو آپ نے درود شریف پڑھنا سکھایا تھا۔

(فقال الحسن رحمۃ اللہ علیہ بای سبب نلت ھذا المنزل؟)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس سبب سے آپ کو یہ مقام ملا ہے؟

(فقالت یا شیخ مربمقبر تنا رجل ‘ فصلی علی النبی علیه الصلوٰة والسلام مرة وجعل ثوابها لنا وکان فی مقبرتنا خمس مائة وخمسون انسانا معذبین ‘ فنودی ارفعوا عنهم العذاب ببرکة صلاة هذا الرجل علی النبی علیه الصلوٰة والسلام)

اس لڑکی نے عرض کیا یا شیخ! ہمارے قبرستان کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اور اس کا ثواب ہماری ارواح کو بخش دیا۔ ہمارے اس قبرستان میں پانچ سو پچپن انسان تھے جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ اسی وقت ہاتف غیبی سے آواز دی گئی کہ تم اس شخص کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھنے کی برکت سے ان سب سے عذاب کو اٹھا لو۔ (زبدة الواعظین)

جنتی کون؟:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جاء نی جبرائیل علیه السلام وقال یا محمد صلی الله علیه وسلم لایصلی علیک احد الا صلی علیه سبعون الف ملک ومن صلت علیه الملئکة کان من اهل الجنة)

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر جو شخص بھی درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار فرشتے اس پر درود شریف پڑھتے ہیں اور جس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے درود شریف پڑھیں وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عصمہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے ابو عصمہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ابو عصمہ نے جواباً عرض کیا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس سبب سے رب ذوالجلال نے آپ کی بخشش کی۔ ابو عصمہ نے عرض کیا کہ جب بھی میں کوئی حدیث ذکر کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ضرور درود شریف پڑھتا۔ (زبدة الواعظین)

چار فرشتے خدمت پر مامور:

ایک حدیث شریف میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام حاضر ہوئے ان میں سے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیک فی کل یوم عشر مرات انا آخذ بیدہ وامرہ علی الصراط کالبرق الخاطف)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ کی ذات پر ہر دن میں دس مرتبہ درود شریف پڑھے میں اس کے ہاتھ کو پکڑ لوں گا اور اسے پل صراط سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزار دوں گا۔

جبرائیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو۔

حضرت میکائیل علیہ السلام نے عرض کیا:

(انا اسقیہ من حوضک) ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شخص کو آپ کے حوض سے پانی پلا دوں گا۔''

حضرت اسرافیل علیہ السلام نے یوں بارگاہ نبوی میں عرض کیا۔ (انا اسجد اللہ تعالیٰ ما ارفع راسی حتی یغفر اللہ تعالیٰ لہ) ''میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا اس وقت تک اپنا سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش نہ دے۔''

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضور کی بارگاہ میں عرض کیا۔ (انا اقبض روحہ کما اقبض ارواح الانبیاء علیہم السلام) ''میں اس درود شریف پڑھنے والے کی روح اس طرح قبض کروں گا جس طرح کہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح قبض کرتا ہوں۔

حکایت: حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک خادم تھا جو سلطان وقت کی خدمت کرتا تھا اور وہ محض ایک فاسق و فاجر قسم کا آدمی تھا۔ میں نے ایک رات اس شخص کو خواب میں دیکھا اور (دیکھ کر حیران رہ گیا) اس کا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہے۔

میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔

(یا نبی اللہ ھذا العبد من الفاسقین) ''اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ

شخص تو فاسق لوگوں میں سے ہے۔

فکیف وضع یدہ فی یدک اُس نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں کیسے رکھ لیا ہے؟

(فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قد غفرلہ وانا اشفع لہ الی اللہ تعالیٰ)
''پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اس کی بخشش ہو چکی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی سفارش کروں گا۔

(فقلت یا نبی اللہ بای سبب نال تلک المنزلۃ؟) ''میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کس سبب سے اس نے یہ مرتبہ حاصل کیا؟

(فقال بکثرۃ الصلوٰۃ علی انہ کان فی کل لیلۃ حین یجیئ الی فراشہ یصلی علی الف مرۃ)
''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے یہ جب بھی ہر رات اپنے بستر پر لیٹنے کے لئے آتا تو میری ذات پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا۔ (تحفۃ الملوک)

بہشتی ہونے کا پروانہ مل گیا:

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص کو دیکھیں گے جس کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء دیں گے آقا الصلوٰۃ والسلام فرمائیں (لبیک ابو البشر) حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ کی امت کے ایک شخص کو فرشتے جہنم کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس اپنے غلام کو تلاش کرنے کے لئے روانہ ہوں گے اور اس کو پالیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے اے میرے رب کے فرشتو! ٹھہر جاؤ۔

فرشتے عرض کریں گے۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔

(لایعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون) ''جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے وہ اس بارے میں نافرمانی نہیں کرتے اور فرشتے وہی کچھ

کرتے ہیں جس کے کرنے کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔“

فرشتے اسی دوران ایک آواز سنیں گے۔ (وہ نداء رب ذوالجلال کی طرف سے ہوگی) (اطیعوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم) ”تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو“

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اس کو میزان کی طرف دوبارہ لے چلو۔ اس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا چنانچہ اس کی برائیاں اس کی نیکیوں سے بڑھ جائیں گی۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آستین مبارک سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالیں گے اس میں وہ درود شریف ہوگا جو اس نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر اپنی دنیاوی زندگی کے دوران پڑھا ہوگا حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اس پرچی کو نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے جس کے رکھنے کی برکت سے نیکیاں زیادہ اور گناہ کم ہو جائیں گے۔

وہ گنہگار آدمی خوش ہو کر بارگاہ رسالت میں عرض کرے گا۔

بابی وامی من انت؟

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کون ہیں؟

فیقول انا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

فیقبل الرجل قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویقول یا رسول اللہ ماتلک الرقعہ؟

وہ آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو بوسہ دے گا اور عرض کرے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کاغذ کا ٹکڑا (پرچی) کیا ہے؟

فیقول النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام: ھی صلاتک التی صلیت علی فی الدنیا وانا حفظتھا لک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے یہ وہ تیرا درود شریف پڑھنا ہے جو تو نے اپنی دنیاوی زندگی میں میری ذات پر پڑھا تھا اور میں نے تیرے لئے محفوظ رکھا۔

فیقول العبد یا حسرتا علی ما فرطت فی ذنب اللہ

وہ بندہ عرض کرے گا ہائے افسوس مجھے اپنی ذات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں زیادتی کی۔ (کنز الاخبار)

فرشتوں کا کام:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اللہ تعالیٰ خلق ملائکتہ بایدیھم اقلام من ذھب و قراطیس من فضۃ لایکتبون شیئاً الا الصلوٰۃ علی وعلی اھل بیتی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت پیدا کی ہے جن کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کے اوراق ہیں۔ وہ فرشتے ان قلموں کے ساتھ ان اوراق پر میری ذات پر اور میری اہل بیت پر درود شریف کو لکھتے ہیں۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو گیا:

ایک روایت میں ہے کہ ایک یہودی نے مسلمان کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس مسلمان نے میرا اونٹ چوری کیا ہے اس یہودی نے چار منافق گواہ پیش کیے جنہوں نے جھوٹی گواہی دی۔ (گواہوں کی گواہی کے بعد) حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ صادر فرمایا، کہ اونٹ اس یہودی کو دے دیا جائے اور اس مسلمان کے چوری کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

مسلمان نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے معبودؑ اے میرے مولا تو جانتا ہے کہ میں نے اس اونٹ کو نہیں چرایا۔

بعدازاں مسلمان نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا میرے بارے حکم فرمانا حق ہے۔ لیکن آپ میرے بارے میں اس اونٹ سے دریافت فرمالیں۔

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاجمل لمن انت؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اونٹ تو کس کا ہے؟

فقال الجمل بلسان فصیح یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا لھذا المسلم وان ھؤلاء الشھود لکاذبون.

اونٹ بزبان فصیح عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مسلمان کی ملکیت ہوں اور بے شک یہ گواہ جھوٹے ہیں۔

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یا مسلم اخبرنی ماذا تفعل حتی انطق

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان تو مجھے اس بات کی خبر دے کہ تو

الله تعالیٰ الجمل فی حقک :

کون سا نیک عمل کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں اونٹ کو بولنے کی قدرت عطا فرمائی

فقال المسلم یا رسول الله صلی الله علیه وسلم. انا لا انام اللیل حتی اصلی علیک عشر صلوات.

مسلمان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رات کو اس وقت تک نہیں سوتا جب تک کہ آپ کی ذات پر دس مرتبہ درود شریف نہ پڑھ لوں۔

فقال النبی صلی الله علیه وسلم نبحوت من القطع فی الدنیا و تنجو من عذاب الآخرة فی العقبی ببرکة صلاتک علی.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے غلام تو نے دنیا میں ہاتھ کٹنے سے نجات حاصل کی اور تو میری ذات پر درود شریف پڑھنے کی وجہ بروز قیامت آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کرے گا۔

(درۃ الواعظین)

صبح وشام کرنے کا کام :

ایک حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(من صلی علی عشرا اذا اصبح و عشرا اذا امسیٰ آمنه الله تعالیٰ الفزع لم الاکبر یوم القیامة و کان مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصا یقین.)

جس شخص نے میری ذات پر دس مرتبہ صبح کے وقت اور دس مرتبہ شام کے وقت درود شریف پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن بڑی مصیبت سے محفوظ رکھے گا اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ یعنی انبیاء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا۔

چہرہ چمک اٹھا :

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا حرم کعبہ میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حرم میں جس جگہ بھی بیٹھتا ہے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھ رہا ہے حتیٰ کہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے' میدان عرفات میں' منیٰ میں وہ اسی وظیفہ میں مصروف ہے۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ ہر مقام پر الگ الگ پڑھنے کے لئے دعائیں ہیں ہر مقام پر پڑھنے کے لئے نماز ہے لیکن تو ہر جگہ پر درود شریف ہی پڑھ رہا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ ایسا کرنے کا ایک سبب ہے۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا کہ اس ضمن میں جو بھی قصہ ہے وہ مجھے سناؤ۔

اس نے بتایا کہ میں خراسان سے اپنے والد گرامی کے سمیت بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ جب ہم کوفہ میں پہنچے تو میرے والد گرامی بیمار ہوئے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اپنے والد کے چہرے کو ایک چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا کچھ وقت گزرنے کے بعد جب میں نے اپنے والد کے چہرے سے اس چادر کو ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے والد کا چہرہ گدھے کے چہرے کی طرح بن چکا تھا۔ میں بڑا غمگین ہوا اور اپنے آپ سے کہا۔ کہ ان کی اس حالت کو لوگوں کے سامنے کس طرح ظاہر کروں کہ میرے والد کی یہ حالت بن چکی ہے پھر مجھے اونگھ آ گئی۔ نیند کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ روشن چہرے والی شخصیت تشریف فرما ہوئی اور ان کے چہرے اقدس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس آنے والے نے اپنے چہرہ انور سے نقاب کو ایک طرف کیا اور مجھ سے فرمایا کہ اس قدر زیادہ پریشان ہونے کی کیا وجہ ہے۔

میں نے ان کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اس قدر مصیبت کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں تو اور کیا کروں۔ وہ میرے والد کی لاش کی طرف تشریف لے گئے ان کے چہرے پر دست شفقت پھیرا تو وہ جس عذاب میں مبتلا تھے۔ آپ نے ان کو اس عذاب سے نجات عطا فرمائی۔

میں اس آنے والے محبوب کے قریب ہوا ان کے چہرے اقدس سے نقاب کو ایک طرف کیا ان کی زیارت کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ جیسا کہ چودہویں رات کا چاند طلوع ہو گیا ہو۔

میں نے ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے آپ کے دامن

شفقت کو تھام لیا اور عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے اس قصہ کی خبر دیں ماجرا کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا والد سود خور تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ سود کھانے والے کو دنیا میں یا آخرت میں گدھے کی شکل میں تبدیل کر کے عذاب دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کی شکل کو دنیا میں ہی گدھے کی شکل پر بنا دیا۔

تیرا باپ اپنی دنیا کی زندگی میں اپنے بستر پر سونے سے پہلے میری ذات پر رات میں ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھتا تھا۔ جب اس پر یہ حالت طاری ہوئی تو مجھے اس فرشتہ نے خبر دی جو مجھ پر میری امت کے اعمال کو پیش کرتا ہے اس فرشتہ نے تیرے والد کی اس حالت کے بارے میں جب مجھے خبر دی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں میری سفارش کو قبول فرمایا۔

بدترین بخیل:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی) ''بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔ (مشارق)

گناہ ختم ہو گئے:

حدیث شریف میں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلی علی مرۃ لم تبق من ذنوبہ ذرۃ)

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اس کے گناہوں میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(من صلی علی صلاۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ عشر صلوات و حطت عنہ عشر خطیئات ورفعت لہ عشر درجات)

جس شخص نے میری ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا دس اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور دس اس کے درجات بلند کیے جائیں گے۔ (کذافی المصابیح)

حدیث کی تشریح:

الشیخ المظہر نے فرمایا: بادشاہ اور معزز لوگوں کی عادت ہے کہ وہ ان کی عزت کرتے ہیں۔ جو ان کے دوستوں کی عزت کرے اور اس شخص کو بلند مقام عطا کرتے ہیں جو ان کے دوستوں کو بلند مقام عطا کرے پس بے شک اللہ تعالیٰ تمام بادشاہوں کا بادشاہ تمام معززین سے بڑھ کر معزز ہے تو وہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ وہ اس طرح کا فضل و کرم کرے۔ جو شخص اس کے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام سے بڑھ کر جانے تو اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب انسان پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ اور وہ اپنے کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت گناہوں کا مٹ جانا اور درجات کی بلندی جیسے انعام و کرام کو حاصل کرے۔

بعض بزرگان دین نے اس حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس بارگاہ احدیت سے فیض محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کے واسطے سے نصیب ہوتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تمام مراکز کا مرکز ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا اس سے معلوم ہوا کہ طالب کے اوپر لازم ہے کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی کر کے آپ کی ذات والا صفات پر ہمیشہ درود شریف بھیج کر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں مناسبت حاصل کرے۔

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کا قرب حاصل کرتا آپ کی اتباع کے طفیل اس شخص پر رب ذوالجلال کی بارگاہ سے دس رحمتیں نازل کی جاتی ہیں۔ اس بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سے دس حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں قرب کے درجات میں سے اس کے دس درجات بڑھا دیئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) ''جس شخص نے ایک نیکی کی اس کے لئے اس کی مثل دس نیکیاں ہیں۔''

صلی اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی:

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذکر کو بلند کرے اور آپ کی شریعت کو ظاہر فرما

کر دنیا میں آپ کو عظمتیں عطا فرمائے اور آخرت میں آپ کی امت کے بارے آپ کی شفاعت کو قبول فرما کر ان کو معزز و مکرم کرے۔

چند بزرگان دین کے اقوال:

حلیمی نے کہا۔ صلوٰۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کر کے اس کی ذات کا قرب حاصل کرنا ہے۔

عبد السلام نے کہا کہ ہما، ا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر درود شریف پڑھنا یہ کوئی ہماری طرف سے سفارش نہیں ہے۔ جس طرح کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کی سفارش کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس شخص کا بدلہ چکانے کا حکم فرمایا ہے جو کہ ہم پر احسان کرے اور ہم پر انعام و اکرام کی بارش کرے اس بات سے تو ہم عاجز آ گئے کہ ہم دعا کے ذریعے اس کا بدلہ دے سکیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا جب اس نے ہمارے عجز کو جان لیا کہ یہ لوگ اپنے نبی کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے تو حکم یہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھا جائے تا کہ ہمارا آپ کی ذات پہ یہ درود پاک پڑھنا آپ کے احسانات اور ان کا جو ہم پر فضل و کرم ہے اس کا بدلہ ہو جائے۔

ابن شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھنے کے حوالے سے مناسب بات یہ ہے کہ ہم وہ اعمال کریں جن کو جمہور نے پسند فرمایا اور وہ وجوب ہے کہ جب بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک جاری ہو تو درود شریف پڑھا جائے اگرچہ ایک مجلس میں ہزار مرتبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کیوں نہ ذکر کیا جائے کیونکہ احادیث مبارکہ میں اسی طرح آیا ہے۔

عقل مند کیا کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من ذکرت عندہ فلم یصل علی فدخل النار فا بعدہ اللہ فلا یلو من الانفسہ.)

جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات اقدس پر درود شریف نہ

پڑھے۔ تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے گا۔ وہ بدنصیب آدمی اپنے آپ کو ہی ملامت کرتا ہوگا۔ (رواہ ابن خزیمہ وابن حبان)

درود شریف کے بارے میں بکثرت احادیث موجود ہیں لیکن جو عقلمند ہے اس کے لئے اتنی احادیث ہی کافی ہیں۔ جن کو ذکر کر دیا گیا ہے۔

عقل سلیم رکھنے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ شب و روز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھے۔ بالخصوص جمعہ کے دن اور رات میں اس نیک کام کی کثرت کرے۔

جلسہ نمبر ۴۶

امانت کی خیانت کیا ہے؟

انا عرضنا الا مانه علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً

ترجمہ : ''بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔''

(سورۃ الاحزاب آیت ۷۲)

امانت کی خیانت کیا ہے؟

آیت کی تفسیر:

(انا عرضنا الامانة علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان)

"بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں' زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور اس امانت سے ڈرے اور اس کو انسان نے اٹھا لیا۔"

طاعت کی عظمت کے ساتھ وعد سابق کا ذکر ہے۔ اس کا نام امانت رکھا اس لحاظ سے کہ اس کو ادا کرنا واجب ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ امانت بڑی باعظمت ہے اس حیثیت سے کہ اگر اس امانت کو بڑے بڑے اجسام والی چیزوں پر پیش کیا جاتا اگر وہ چیزیں شعور اور ادراک والی ہوتیں تو ان کو اٹھانے سے وہ خوفزدہ ہوتیں اور انکار کر دیتیں۔ جب کہ انسان نے ضعیف البنیاد اور کمزوری کے باوجود اس کو اٹھا لیا۔ یقیناً جو اس امانت کی رعایت رکھنے والا ہے اور اس کے حقوق کو ادا کرنے والا ہے تو وہ دارین کی بھلائی کے ساتھ کامیابی حاصل کرے گا۔

(انه کان ظلوماً جهولاً)

"بے شک انسان حد سے تجاوز کرنے والا اور نادان ہے۔"

حد سے بڑھنے والا اس لحاظ سے کہ اس نے امانت کو پورا نہ کیا اور نہ ہی اس کے حق کی رعایت کی۔

انسان نادان اس حوالے سے ہے کہ وہ اس کی عاقبت کی حقیقت نہ جان سکا۔ غلبہ کا اعتبار کرتے ہوئے یہ جنس کے لئے صفت ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ امانت سے مراد اطاعت ہے جو امور طبعیہ اور اختیار یہ سب کو شامل ہے۔

امانت کو پیش کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایسے امور کو چاہنا جو پسندیدہ افعال کو شامل ہو

اس کے علاوہ دوسرے سے اس فعل کا صادر ہونا اس میں خیانت کو اٹھائے اور اس کی ادائیگی سے رکا رہے۔

ایک قول یہ ہے کہ جب اللہ تعالٰی نے ان بڑے بڑے اجسام کو پیدا کیا تو ان میں منہ کو پیدا کیا اور ان سے فرمایا میں نے ایک فریضہ کو فرض کیا اور میں نے اس شخص کے لئے جنت کو پیدا فرمایا۔ جو میری اطاعت کرے اور جو میری نافرمانی کرے اس کے لئے دوزخ کو پیدا فرمایا۔

ان اجسام نے جواب دیا کہ ہم اسی حکم کے پابند ہیں جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ہم نہ تو کسی فریضہ کو اٹھا سکتے ہیں نہ ہمیں ثواب کی ضرورت ہے اور نہ ہی عذاب کی۔ جب اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اسی طرح ان پر بھی اس امانت کو پیش کیا انہوں نے اس کو اٹھا لیا۔ اس کو اٹھا کر وہ اپنی جان کے ساتھ زیادتی فرمانے والے تھے جو بسب نادانی کے ان پر مشقت آنی تھی اور انجام کی پریشانی ہونی تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ امانت سے مراد عقل یا تکلیف ہے اور ان پر ان کے پیش کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کا اعتبار کرنا ان کی استعداد کے ساتھ نسبت کرتے ہوئے اور اس کا انکار کرنا طبعی انکار کی وجہ سے جو کہ عدم لیاقت اور استعداد کی وجہ سے ہوا اور انسان نے اس کو اٹھا لیا یعنی اس کی قابلیت اور اس کی استعداد کو۔

انسان کو (ظلوماً جھولاً) اس اعتبار سے فرمایا گیا کہ اس پر قوت غضب اور شہوت کا غلبہ ہے۔ (قاضی بیضاوی)

سو حاجتوں کا پورا ہونا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان للّٰہ تعالیٰ ملٰئکۃ سیاحین فی الارض یبلغوننی عن امتی السلام فاذا صلی احد علی من امتی فی الیوم مائۃ مرۃ. تعالیٰ لہ قضی اللہ مائۃ حاجۃ سبعین منھا فی الآخرۃ و ثلاثین فی الدنیا.)

بے شک اللہ تعالٰی نے زمین میں سیر کرنے والے فرشتوں کی ایک جماعت بنائی ہے جن کا کام یہ ہے کہ وہ میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے ہیں جب میرے غلاموں میں سے کوئی شخص دن میں سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کی سو

حاجتیں پوری فرماتا ہے جن میں سے ستر حاجتیں آخرت میں اور تیس حاجتیں دنیا میں پوری ہوں گی۔

نور کا کلمہ:

بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (انا عرضنا الامانۃ) میں امانت سے مراد توحید ہے جو کہ کلمہ شہادت' کلمہ نور اور کلمہ تقویٰ ہے۔ اس کو امانت سے تعبیر فرمایا اس بات پر خبردار کرنے کے لئے کہ اس میں جن چیزوں کا ذکر ہے وہ سارے کے سارے حقوق مرعیہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مکلفین میں ودیعت رکھا ہے اس پر ان کو امین بنایا ہے اور ان پر واجب کیا کہ وہ اس امانت کو حسن طاعت اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے قبول کریں۔ امانت کی رعایت رکھنے اس کی حفاظت کرنے اور اس کو ادا کرنے کا حکم فرمایا نیز یہ کہ اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی چیز خلل نہ ڈالے۔ (ابوسعود)

چوبیس کلمات:

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں چوبیس حرف ہیں دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں۔ جب ایک انسان مختصر وقت میں ان کلمات کو اخلاص کے ساتھ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(قد غفرت ذنوبک صغیرھا و کبیرھا خفیھا وجھرھا و عمدھا وسھوھا بحرمۃ ھذہ الکلمات)

اے بندے! ان کلمات کی حرمت کے سبب سے میں نے تیرے صغیرہ وکبیرہ' ظاہر و پوشیدہ' قصداً کیے ہوئے اور بھول کر کیے ہوئے سب گناہوں کو بخش دیا۔ (حیات القلوب)

آدم علیہ السلام نے امانت کو کیوں اٹھایا:

ایک قول یہ ہے کہ جب امانت کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا۔

(یا رب! ان السموت والارض والجبال مع عظمھا وسعتھا لم یطقن عملھا ابین. فکیف احمل مع ضعفی؟ فقال اللہ تعالیٰ الحمل منک والقررۃ منی' فحملھا)

اے میرے رب' بے شک زمین و آسمان اور پہاڑ اپنی عظمت اور وسعت کے باوجود اس امانت کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے اور انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اپنے ضعف کی وجہ سے اس امانت کو کیسے اٹھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اٹھانا تیری طرف سے ہے اور اس کو اٹھانے کی طاقت دینا میری جانب سے ہو گا (یہ سن کر) حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کو اٹھا لیا۔ (تفسیر حنفی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم:

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا: (**خذھا ولا تخف**)
"اس عصاء کو آپ تھام لیں اور خوفزدہ نہ ہوں۔"

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصاء فرعون کو ایک بہت بڑا سانپ نظر آیا یہاں تک کہ سارے فرعون کے کارندے ڈر گئے جب کہ وہی عصاء حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایک لکڑی نظر آئی اور بالکل خوفزدہ نہ ہوئے اسی طرح اس آیت (انا عرضنا الامانة) "میں ذکر کردہ امانت اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بڑی کر کے دکھائی جس کی وجہ سے ان سب نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس کو دیکھ کر ڈر گئے اور وہی امانت انسان کو ہلکی کر کے دکھائی جس کو اس نے اٹھا لیا (زہرۃ الریاض)

انسان نے امانت کیوں اٹھائی:

اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ کہ زمین و آسمان نے اپنے اجسام اور شان کے عظیم ہونے کے باوجود اس امانت کو قبول نہ کیا اور انسان نے اپنے ضعف اور کمزوری کے ہوتے ہوئے بھی اس کو اٹھا لیا؟

علماء فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بڑی بڑی اشیاء نے جنت کی لذت نہیں چکھی تھی اور انسان جنت کی نعمتوں کی لذت کو چکھ چکا تھا تو اس نے اس امانت کو اٹھا لیا تا کہ وہ جنت تک پہنچ سکے۔ (تفسیر حنفی)

آیت میں مذکور امانت سے کیا مراد ہے:

مفسرین کے اس کی مراد کے بارے میں آٹھ اقوال ہیں۔

۱- بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد پانچ نمازیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا: (حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطی و قوموا للہ قانتین) ''تم نماز کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی اور تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے قیام کرو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین و من ترکھا فقد ھدم الدین)

''نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا تحقیق اس نے دین کو گرا دیا''۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب نماز کا وقت داخل ہوتا تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ اس بارے میں جب آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس امانت کا وقت آ گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ لیکن انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا پس میں نے اسے اپنی کمزوری کے باوجود اٹھا لیا پس میں نہیں جانتا کہ میں اس امانت کو ادا کر سکوں گا یا نہیں۔ (بہجۃ الانوار)

۲- بعض نے کہا کہ امانت سے مراد اعضاء بدن ہیں۔ آنکھ امانت ہے جس کو حرام سے روکنا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم) ''اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مومنین سے فرما دیجئے کہ تم اپنی آنکھوں کو پست رکھو۔'' (النور: ۳۰)

پیٹ امانت ہے۔ اس میں حرام کو داخل کرنے سے اپنے آپ کو روکنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (و لا تاکلوا الربا) ''اور تم سود نہ کھاؤ۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

(ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا و سیصلون سعیرا) ''بیشک وہ لوگ جو یتیموں کے مال کو ظلماً کھاتے ہیں گویا کہ وہ اپنے پیٹوں کو آگ سے بھر رہے ہیں اور عنقریب ان کو بھڑکایا جائے۔ (النساء: ۱۰)

زبان امانت ہے جس کو غیبت اور بے حیائی کی باتوں سے روکنا واجب ہے۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ (و لا یغتب بعضکم بعضاً) ''تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کرے۔'' (سورۃ الحجرات ۱۲،۱۱)

کان امانت ہے جس کو بے حیائی اور برائی کی باتوں سے روکنا واجب ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا: (ولا تقف ما لیس لک بہ علم) ''جس چیز کا تجھے علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑو۔'' (بنی اسرائیل: ۳۶)

اسی طرح ہاتھ' پاؤں' شرمگاہ امانت ہیں جن کو حرام سے روکنا لازم ہے۔ (بہجۃ الانوار)

۳۔ بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ امانت سے مراد قرآن مجید فرقان حمید ہے اے انسان تجھ پر لازم ہے کہ تو اس کی تلاوت کرے' اس کو سیکھنے اور سکھانے کو اپنے اوپر ضروری کر لے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوح محفوظ سے فرمائے گا۔

اے لوح! وہ امانت (قرآن مجید) یہاں ہے۔ جس کو میں نے تیرے پاس بطور ودیعت کے رکھا؟ تو نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ لوح عرض کرے گا کہ میں نے اس امانت کا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو وکیل بنا کر اسے ان کے سپرد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے اسرافیل علیہ السلام تو نے میری امانت کے ساتھ کیا کیا؟

حضرت اسرافیل علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے یا اللہ میں نے اس امانت کو حضرت میکائیل علیہ السلام کے اور انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے فرمائیں گے اے جبرائیل علیہ السلام تو نے میری امانت کے ساتھ کیا کیا؟ وہ عرض کریں گے اے میرے رب میں نے اس امانت کو تیرے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہو گا کہ انتہائی محبت و پیار کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے آؤ۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میری امانت آپ تک پہنچا دی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے ہاں۔

رب ذوالجلال کی طرف سے فرمان ہو گا اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے:

یا اللہ! میں نے تیری وہ امانت اپنی امت تک پہنچا دی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اے میرے فرشتو! پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو پیش کیا جائے تاکہ میں ان سے اپنی امانت کے بارے میں سوال کروں۔

امت کے غم خوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے! اے میرے رب ذوالجلال میری امت ضعیف و ناتواں ہے وہ اس بات پر قادر نہیں کہ تیری بارگاہ کے سامنے حاضر ہو سکے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے یا اللہ مجھے حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس جانے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے کا اذن مل جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس تشریف فرما ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے۔

(یا آدم انت ابو البشر وانا نبیھم) اے آدم علیہ السلام آپ تمام لوگوں کے باپ اور میں ان کا نبی ہوں۔ اگر ان لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچی تو اس کا ہمیں غم ہوگا۔ میری امت کے آدھے گناہ آپ اٹھالیں اور آدھے میں اٹھالیتا ہوں تاکہ امت محمدیہ "علیہ التحیۃ والثناء" کے سارے لوگ حساب وکتاب سے نجات حاصل کرلیں۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو اپنی ذات میں مشغول ہوں اس بات پر میری قدرت نہیں ہوسکتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاکر عرش کے نیچے آجائیں گے اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھ دیا اور بہت زیادہ روئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے لگے اور بارگاہ خداوندی میں حضور عرض کرنے لگے۔

(یارب لا اسئلک نفسی ولا فاطمة بنتی ولا الحسن والحسین بل ارید امتی)

اے میرے رب میں تجھ سے اپنی ذات اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔ بلکہ میں اپنی امت کو چاہتا ہوں۔

(فیقول اللہ تعالیٰ بلطفه وکرمه. یا محمد صلی اللہ علیه وسلم ارفع راسک وسل تعط واشفع اعطیت امتک ما ترضیٰ وفوق ماترضیٰ قال اللہ تعالیٰ (ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ)

اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے فرمائے گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے سر مبارک کو اٹھائیں مانگیں عطا کیا جائے گا اور آپ شفاعت کریں آپ کی امت کو اتنا کچھ دیا

جائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے بلکہ جتنا سے آپ راضی ہوں گے اس سے بھی زیادہ عطا کیا جائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''عنقریب آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ (تفسیر حنفی)

جیسا کہ ایک شاعر نے کہا۔

(انا المطلوب فاطلبني تجدني، وان تطلب سوای فلم تجدني)

''میں مطلوب ہوں تو مجھے طلب کر تو مجھے پالے گا اور اگر تو نے میرے علاوہ کسی اور کو طلب کیا تو تو مجھے نہیں پا سکے گا۔''

۴۔ بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد روزہ ہے کیونکہ روزہ اسلام کا رکن ہے۔ جس نے روزہ رکھا تو اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے روزہ کو ترک کر دیا تو تحقیق اس نے دین کو گرا دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون) ''تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

حدیث شریف میں آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صام رمضان ایمانا و احتساباً غفر له ماتقدم من ذنبه)

جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب سمجھتے ہوئے رمضان المبارک کا روزہ رکھا تو اس کی زندگی کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔ (مطالع الانوار)

۵۔ بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد زکوۃ ہے اور وہ [illegible] اور مال کو پاک کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها) ''اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے زکوۃ کا مال وصول کریں۔ اس کے ذریعے ان کو پاک اور صاف ستھرا کریں۔

نیز ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

(اقیموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة) ''تم نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔''

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایک دن ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کہ انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا اے میرے رب کتنی اچھی یہ شخص نماز پڑھ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(یا موسیٰ لو صلی کل یوم و لیلة الف رکعة. واعتق الف رقبة و حج الف حجة و شیع الف جنازة لا ینفعه حتی یودی زکاة ماله)

اے موسیٰ علیہ السلام اگرچہ یہ شخص ہر دن اور ہر رات میں ہزار حج ادا کرے اور ہزار جنازہ میں شریک ہو تو یہ سب چیزیں اس وقت تک اسے نفع نہیں دیں گی جب تک کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ (تفسیر قرطبی)

۶۔ بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد حج ہے اور اسلام کے ارکان میں سے ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا)

''اور اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم ہے (لیکن اس شخص پر) جو راستے کی طاقت رکھتا ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من ملک زاداً وراحلة ولم یحج' فلیمت علی ای حال شاء یهودیا اونصرانیا)

جو شخص زاد راہ اور سواری کا مالک ہو لیکن اس کے باوجود وہ حج نہ کرے پس چاہئے کہ وہ جس حال پر بھی چاہے مرے چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔

(مجمع اللطائف)

۷۔ بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد تمام قسم کی امانات ہیں۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها)

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کردو۔''

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا ایمان لمن لا امانة له)

اس شخص کا کوئی ایمان نہیں۔ جسے امانت کا پاس نہیں۔

حضرت مالک ابن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا میں نے اس کے چہرے پر ایک سیاہ قسم کا نقطہ دیکھا۔ جب میں نے اس کے بارے میں سوال کیا میرے بھائی نے کہا کہ میرے پاس فلاں یہودی کے اُتنے اتنے دراہم بطور امانت کے تھے میں اس کی وہ امانت اس تک نہ پہنچا سکا۔ پس یہ سیاہ نقطہ اسی وجہ سے ہے اے میرے بھائی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اس امانت کو فلاں جگہ سے لے اور وہ یہودی کو واپس لوٹا دے۔ حضرت مالک بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح کو میں بیدار ہوا تو میں نے اس طرح کیا جس طرح میرے بھائی نے مجھے کہا تھا۔ دوسری مرتبہ اس بھائی کو خواب میں دیکھا تو اس کے چہرہ سے وہ سیاہ نقطہ ختم ہو چکا تھا۔ نیز اس نے کہا کہ اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کہ آپ نے مجھے عذاب سے چھٹکارا دلا دیا۔ (تفسیر عیون)

۸۔ بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد اہل و عیال ہیں۔ اے مخاطب! تجھ پر لازم ہے کہ تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وامر اھلک بالصلوٰۃ) ''تم اپنے اہل و عیال کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔''

حدیث شریف میں اس مضمون کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مروا اولاد کم بالصلوٰۃ اذا بلغوا سبعاً واضربوھم علیھا اذا بلغوا عشراً)

تم اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب کہ ان کی عمر سات برس ہو اور ان کو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مارو جب ان کی عمر دس برس ہو جائے۔

اے مخاطب! تجھ پر لازم ہے کہ تو ان کو حرام کاموں سے اور کھیل کود کے کاموں سے بچائے اس لئے کہ تجھ سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ)

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (تفسیر عیون)

ایک عابد نے طویل عرصہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک دن اس نے وضو کیا۔ دو رکعت نماز نفل پڑھی اس نے اپنے سر اور ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھایا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ یا اللہ میری اس عبادت کو قبول فرما۔ رحمان کی جانب سے ایک نداء دینے والے نے نداء کی۔

(لا تنطق یا ملعون فان طاعتک مردودة) "اے ملعون چپ رہ بے شک تیری اطاعت مردود ہے۔" اس عابد نے کہا (لم ذلک یا رب) اے میرے رب میری اطاعت کیوں مردود ہے؟

(قال المنادی! ان امرئتک فعلت فعلا مخالفاً لاری وانت راض عنها) منادی نے کہا کہ تیری بیوی نے خلاف شرع ایک کام کیا تو اس کو سمجھتے ہوئے بھی اس سے راضی ہے۔

وہ عابد گھر آیا کام کے متعلق اپنی بیوی سے دریافت کیا تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں نے لہو ولعب کی ایک محفل میں شرکت کی بیہودگی کی بات کو سنا اور نماز کو چھوڑ دیا۔

بیوی کی یہ بات سننے کے بعد عابد زاہد نے اپنی بیوی سے کہا کہ میری طرف سے تجھے طلاق ہے، آج کے بعد میں کبھی بھی تجھے نہیں چھوؤں گا۔ بیوی کو طلاق دینے کے بعد وضو کیا دو رکعت نماز نفل ادا کی پھر اپنے سر اور ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھایا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ اس کو میری طرف سے قبول فرما اس وقت ہاتف غیبی سے نداء دی گئی کہ اب تیری اطاعت کو قبول کر لیا گیا۔ (عیون)

منافق کی نشانیاں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ یعنی تین خصلتوں سے اس کا نفاق ظاہر ہوتا ہے۔

۱۔ (اذا حدث کذب) جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے۔

ایک مومن آدمی جو اپنے ایمان میں سچا ہے اسے چاہئے کہ وہ جھوٹ بولنے سے احتراز کرے کیونکہ جھوٹ بولنا قیامت کے دن چہرے کے سیاہ ہونے کا سبب ہے۔ جیسا کہ

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الکذب یسود الوجہ) جھوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے چہرے کے سیاہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس عذاب میں بروز قیامت گرفتار ہوگا اس کی وجہ یہ ہے انسان جب ایسی چیز کے بارے میں کچھ کہتا ہے جو سچی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تکذیب ہوتی ہے اس کی اپنی جانب سے اس کا ایمان اسے جھٹلاتا ہے اور اس کا اثر اس کے چہرے پر ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ) ''اس دن بعض چہرے سفید اور بعض سیاہ ہوں گے۔''

ایک حدیث شریف میں اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

(اذا کذب العبد کذبۃ تباعد عنہ الملک عنہ میلا من نتن ماجاء)

جب بندہ کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس سے فرشتہ ایک میل کی مسافت دور ہو جاتا ہے۔ اس بدبو کی وجہ سے جو اس سے نکلتی ہے۔ (کذافی الجامع الصغیر)

۲- (واذا وعد اخلف) ''جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے'' منافق کی دوسری نشانی یہ ہے کہ جب وہ کسی سے وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا۔

۳- (واذا اؤتمن خان) ''جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔''

یعنی جب اسے امین بنایا جائے کوئی چیز بطور امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں وہ خیانت کرتا ہے۔

ان تین چیزوں کو ذکر فرمایا گیا۔ مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے اور ان کو ان سے بچنے کی تلقین کرنے کے لئے کہ مومنین خصائل ذمیمہ کو اپنی عادت نہ بنالیں اور قبیح عادات سے اپنے آپ کو بچائیں کہ جو اس کو نفاق تک پہنچا دیں۔

کیا بندے اور اس کے رب کے درمیان بھی نفاق؟ :

علماء فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح یہ نفاق کی عادات بندوں کے درمیان ہوئی اس طرح

اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان بھی ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روحوں سے خطاب فرمایا تو فرمایا۔ (الست بربکم قالوا بلی) "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا کیوں نہیں۔" (یعنی تو ہمارا پروردگار ہے۔)

سب نے اس کی ربوبیت کا اقرار کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سب سے عہد و پیمان لیا اور عہد پر استقامت اختیار کرنے کا وعدہ کیا اگر بندہ اپنے اس اقرار پر قائم نہ رہے تو وہ اس جہان میں جھوٹا اور وعدہ خلاف ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان امانت :

اسی طرح امانت بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ہوتی ہے جس طرح کہ وہ امانت بندوں کے درمیان ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک امانت عطا فرمائی ہے اور وہ امانت کیا؟ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اطاعت اور اپنی عبادت کرنے کا حکم دینا۔ تو جس خوش نصیب نے ان چیزوں کو ادا کیا اس نے امانت کو ادا کیا اور جس بدنصیب نے ان کو ترک کر دیا گویا کہ اس نے امانت میں خیانت کی۔

جلسہ نمبر ۴۷

قرآن پڑھنے کی فضیلت

ان الـذين يتلون كتاب الله و اقاموا الصلوٰة و انفقوا مما رزقنٰهـم سـرا و عـلانية يـرجـون تـجـارـة لن تبور ليوفيهم اجورهم و يزيدهم من فضلهٖ انه غفور شكور.

ترجمہ : " بیشک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں۔ جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں تاکہ ان کے ثواب انہیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

(سورۃ فاطر آیت ۲۹، ۳۰)

قرآن پڑھنے کی فضیلت

آیت کی تفسیر:

(ان الذین یتلون الکتاب)

''بے شک وہ لوگ جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں۔'' یعنی قرآن کے پڑھنے پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں یا جو کچھ اس میں موجود ہے اس کی اتباع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ چیز ہی ان کی علامت اور نشان بن جاتی ہے۔

کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام نازل کردہ کتابیں ہیں۔ اس لحاظ سے امم سابقہ کی جھٹلانے والوں کے حال کی تخصیص کے بعد تصدیق کرنے والوں کی تعریف ہوگی۔

(واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقناھم سرا و علانیۃ)

''اور وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ نیز جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا اس میں سے پوشیدہ طور پر اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں''۔

جس طرح بھی ان کو موقع ملتا ہے خرچ کرتے ہیں اس بات کا لحاظ نہیں کرتے کہ خرچ کرنے کا ان کو موقع کس طرح مل رہا ہے؟

(یرجون تجارۃ)

''وہ تجارت کی امید رکھتے ہیں۔''

وہ اطاعت و فرمانبرداری کر کے حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

(لن تبور)

''وہ تجارت ختم نہیں ہوگی۔''

یہ ماقبل کلمہ تجارۃ کی صفت ہے مطلب یہ ہے کہ خرچ کرنے سے نہ تو وہ مال کم ہوگا اور نہ ہی نقصان سے ہلاک ہوگا۔

(لیوفیھم اجورھم)

''ان کو اس چیز کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔''

ان کے مال سے کمی وغیرہ کو دور کر دیا جائے گا جو مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس کے خرچ کرنے کی وجہ سے ان کے اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ جو جو بھی وہ نیکی کے کام کرتے ہیں۔ وہ مراد ہیں کہ ان کا پورا پورا انہیں اجر ملے گا۔ اس وجہ سے وہ اچھے انجام کی امید رکھتے ہیں۔

(ویزید هم من فضله)

''اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مزید اس میں اضافہ فرمادیتا ہے۔''

یعنی جوان کے اعمال کے مقابلہ میں ہے۔

(انه غفور شکور)

''بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور شکر ادا کرنے پر اجر عطا فرمانے والا ہے۔''

ان لوگوں کی کوتاہیوں سے درگذر کرنے والا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا بدلہ عطا کرنے والا۔ (قاضی بیضاوی)

سارا وقت درود شریف پڑھنا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ ایک آدمی نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذات پر بکثرت درود شریف پڑھتا ہوں۔

مزید آپ فرمائیں:

(فکم اجعل لک من صلاتی؟)

''کہ میں آپ کی ذات پر کتنا وقت درود شریف پڑھوں؟

قال ما شئت	حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے فرمایا جتنا تو چاہے
قال الربع؟	اس نے عرض وقت کا چوتھا حصہ
قال ماشئت فان	آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جتنا تو چاہے۔
زدت فهو خیر لک	اگر تو اسے بھی زیادہ پڑھے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔
قال الثلثین؟	اس نے عرض کیا دو تہائی وقت درود پڑھوں

قال. ماشئت وان زدت فهو خیر لک

فرمایا جتنا کہ تو چاہے اگر اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لئے مفید ہے۔

قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجعل کلھا لک. قال اذن تکفی همک و یغفر ذنبک

وہ عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا سارا وقت آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔ حضور نے فرمایا تب وہ درود تیرے غموں کو دور کرنے کے لئے کافی ہوگا اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (شفاء شریف)

برے آدمی کا اچھا انجام:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص دنیاوی اعتبار سے بڑا خوشحال تھا۔ لیکن اس کی سیرت بری تھی البتہ اس میں یہ بات تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف انتہائی شوق اور محبت سے پڑھتا تھا۔ نہ تو وہ درود پڑھنے سے غافل ہوتا اور نہ ہی اس میں کوتاہی کرتا جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا روح کے پرواز کرنے میں تنگی محسوس کی اور اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ جو بھی اس شخص کو دیکھتا وہ خوفزدہ ہو جاتا جب اس پر موت کی شدت مزید سخت ہوئی تو اس نے اپنے غم خوار آقا کو نداء دی اور عرض کیا۔

(یا ابا القاسم انی احبک و مکثر من الصلوٰۃ علیک)

اے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے محبت کرتا اور آپ کی ذات والا صفات پر بکثرت درود شریف پڑھتا ابھی اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دستگیری فرمائی۔ کسی نے کیا خوب نقشہ کشی کی۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اس غمزدہ غلام کا ابھی کلام پورا نہیں ہوا تھا کہ آسمان سے ایک پرندہ زمین پر اترا۔ اپنے پروں کے ساتھ اس شخص کے چہرے کو چھوا۔ پروں کے لگنے کی دیر تھی کہ چہرہ سفید ہو گیا اسی دوران مشک کستوری جیسی خوشبو پھیل گئی اور وہ شہادت کی موت مر گیا۔

جب لوگ اسے قبر کی طرف لے گئے لحد میں اتارا۔ لوگوں نے آسمان سے ایک آواز

سنی۔

(ان ھذا العبد لم یوضع فی قبرہ الا اکفانہ وان الصلوٰۃ التی کان یصلیھا علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قد اخذتہ من قبرہ ووضعتہ فی الجنۃ)

قبر میں اس بندے کا صرف کفن ہی موجود ہے جو یہ محبت و ذوق سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتا تھا اس درود پاک نے اسے قبر سے اٹھا کر جنت میں رکھ دیا۔

دفن کرنے کے لئے جتنے لوگ موجود تھے وہ سب کے سب یہ منظر دیکھ کر تعجب کرنے لگے بالآخر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جب رات کا وقت ہوا تو ایک شخص نے اس مرنے والے کو خواب میں دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان ٹہل رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کر رہا ہے۔

(ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اے ایمان والو تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود وسلام پڑھو۔" (موعظہ)

اہل اللہ کون ؟:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اہل اللہ کی عزت کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ کے بھی اہل ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(اھل اللہ فی الدنیا الذین یقرء ون القرآن)

"دنیا میں اہل اللہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں۔"

(الا من اکرمھم فقد اکرمہ اللہ واعطاہ الجنۃ ومن اھانھم فقد اھانہ وادخلہ النار)

خبردار! جس نے اہل اللہ کی عزت کی اللہ تعالیٰ اس کو معزز و مکرم کرے گا اور اسے

جنت عطا فرمائے گا۔ جس نے اہل اللہ کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے گا اور اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

(یا ابا ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ما عند اللہ احد اکرم من حامل القرآن. الا وان حامل القرآن عند اللہ اکرم من کل احد الا الانبیاء)

اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حامل قرآن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی معزز نہیں۔ خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ سب سے بڑھ کر معزز حامل قرآن ہی ہے۔

حضور کی امت کا افضل آدمی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا:

(الا اعلمکم بافضل امتی یوم القیامۃ؟)

''کیا میں تمہیں قیامت کے دن اپنی امت کے افضل ترین آدمی کی خبر نہ دوں؟''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس آدمی کے بارے میں خبر دیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ لوگ جو قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے جبرائیل علیہ السلام میدان محشر میں نداء دو کہ جو بھی قرآن مجید پڑھا ہو کھڑا ہو جائے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ وہ نداء دیں گے تو سارے قرآن پڑھے لوگ رب ذوالجلال کے سامنے صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی کلام نہیں کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا۔

(اقرء وا وارفعوا اصواتکم)

''تم پڑھو اپنی آواز کو بلند کرو۔''

ان میں سے ہر ایک آدمی قرآن مجید سے وہ کچھ پڑھے گا جس کو پڑھنے کی اللہ تعالیٰ اسے توفیق عطا فرمائے گا۔

(فکل من قرء رفعت لہ الدرجات کل واحد علی حسن صوتہ و

نغمته وخشوعه و تدبره و تامله)

ہر ایک جب قرآن مجید کو پڑھے گا تو ان میں سے ہر ایک کے درجات اس کی اچھی آواز اچھے لہجے، خشوع وخضوع اور غور وفکر کے اعتبار سے بلند کئے جائیں گے۔

پھر رب ذوالجلال ارشاد فرمائے گا۔

اے حاملین قرآن! کیا تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو جنہوں نے دنیاوی زندگی میں تمہارے اوپر احسان کیا ہو۔

وہ سارے کے سارے عرض کریں گے "ہاں" اے ہمارے رب سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

(اذھبوا الی المحشر فکل من عرفتموہ یدخل معکم فی الجنۃ)

تم سب کے سب میدان محشر کی طرف چلے جاؤ ہر وہ شخص جس کو تم پہچانتے ہو وہ بھی تمہارے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے۔

دل کسی کے قابو میں نہیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن صحابہ کی جماعت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اسی دوران دیہات سے ایک آدمی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اس نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بیٹھے ہوئے صحابہ کرام کو سلام عقیدت پیش کیا بعداز سلام کہا۔ اے لوگو! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں نیز ہمیں دنیا اور اس کے خطرات کے ساتھ آزمایا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے برحق ہونے کی قسم کہ جب ہم صرف ایک رکعت نماز ادا کرتے ہیں تو دنیا کے خیالات اس میں بھی داخل ہو جاتے ہیں تو وہ نماز اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے کیسے قبول فرمائے گا۔ حالانکہ وہ دنیاوی معاملات کے ساتھ ملی جلی ہوتی ہے؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو اللہ تعالیٰ ایسی نماز کو قبول فرماتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف دیکھتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا آپ اس

بات پر قادر ہیں کہ آپ دو رکعت نماز نفل ادا کریں اور آپ کے دل میں کوئی دنیاوی خیال نہ آئے اور وہ نماز خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اس میں کوئی غم کوئی خیال و وسوسہ داخل نہ ہو۔ اگر آپ ایسی نماز پڑھ لیں تو میں آپ کو دو شامی چادریں عطا کروں گا۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ میں اس بات پر قادر ہوں۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے درمیان سے اٹھے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اس دوران نداء دی گئی کہ یہ نماز حضور قلب کے ساتھ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھی جا رہی ہے آپ نے پہلی رکعت کا رکوع کیا۔ پہلی رکعت کو مکمل کرنے کے بعد دوسری رکعت شروع کی جب دوسری رکعت کا رکوع کیا۔ اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہوئے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ اسی دوران آپ کے دل میں خیال آیا کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قطوانیہ چادر عطا فرماتے تو یہ میرے لئے شامی دو چادروں سے زیادہ بہتر تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا تشہد میں بیٹھے اور سلام پھیرا۔

(فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ماتقول یا ابا الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

''آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم کیا کہتے ہو؟

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے برحق نبی ہونے کی قسم کوئی آدمی بھی اس بات پر قادر نہیں کہ وہ دو رکعتیں خالص اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھ سکے (اور اس کے دل میں کسی قسم کا خیال نہ آئے) آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(صلوا فرضکم ولا تتکلموا فی صلاتکم فان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوٰۃ مشوبۃ باشغال الدنیا ولکن صلوا واستغفروا ربکم)

تم اپنی فرض نماز پڑھو نماز کے دوران کسی سے کلام نہ کرو۔ پس بے شک اللہ تعالیٰ ایسی نماز کو قبول نہیں کرتا جو دنیاوی امور کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ لیکن تم نماز پڑھو اور اپنے رب سے بخشش طلب کرو۔

(وابشرکم بان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ رحمۃ ینشرھا علی امتی یوم القیامۃ ما من عبد ولا امۃ صلی الصلوٰۃ المفروضۃ الا کان تحت ظل تلک الصلوٰۃ یوم القیامۃ)

اور میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا فرمائی ہیں

قیامت کے دن ان کو میری امت پر پھیلایا جائے گا کوئی مرد اور عورت ایسا نہیں کہ فرض نماز کو پڑھے مگر یہ کہ وہ قیامت کے دن اس نماز کے سائے کے نیچے ہوں گے۔ (موعظہ)

جنت کس کی مشتاق ہوگی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات میں نے رب ذوالجلال کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرامتک ان یکرمواثلاثة الوالد و العالم و حامل القرآن)

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ ان تین اشخاص کی عزت کریں۔'' ۱۔ والد۔ ۲۔ عالم۔ ۳۔ حامل قرآن

(یا محمد حذرهم من ان یغضبوهم او یهینوهم ' فان غضبی یشتد علی من یغبضمم)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو اس بات سے ڈرائیں کہ یہ لوگ اپنے والدین کو ناراض کریں۔ یا ان کی اہانت کریں۔ جس شخص پر اس کے والدین ناراضی ہوتے ہیں میرے ناراضگی ان کے لئے اور زیادہ ہو جاتی ہے۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اهل القرآن هم اهلی جعتلهم عند کم فی الدنیا اکراماً لاهلها ولو لا کون القرآن محفوظا فی صدورهم لهلکت الدنیا ومن علیها)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل قرآن وہ میرے اہل ہیں۔ میں نے ان کو تمہارے پاس دنیا میں رکھا اہل دنیا کی عزت کی وجہ سے اگر قرآن ان کے سینوں میں محفوظ نہ ہوتا تو دنیا اور جو مخلوق اس کے اوپر ہے وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حملة القرآن لا یعذبون ولایحاسبون یوم القیامة.)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاملین قرآن کو نہ عذاب دیا جائے گا اور نہ ہی قیامت کے دن ان سے حساب لیا جائے گا۔

(حاملی القرآن اذا مات تبکی علیه سماواتی واراضی وملائکتی)

حاملین قرآن میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو اس پر آسمان والے زمین والے اور میرے فرشتے روتے ہیں۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلاثۃ انت وصاحبیک ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما و حامل القرآن)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنت تین لوگوں کے لئے مشتاق ہو گی۔

۱- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲- آپ کے دو جانثار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۳- حامل قرآن۔ (من الموعظۃ الحسنۃ)

سب سے بہتر انسان:

حضرت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خیر کم من تعلم القرآن و علمہ)،

تم میں سے بہترین انسان وہ ہے۔ جو قرآن مجید کو پڑھے اور اسے پڑھائے۔

قرآن کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ نبی پاک صاحب ولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من قرء حرفا من کتاب اللہ تعالیٰ فلہ بہ حسنۃ. والحسنۃ بعشر امثالھا بھا لا اقول آلم حرف ولکن اقول الف حرف ولام حرف ومیم حرف)

جس شخص نے کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس حرف پڑھنے کے بدلے نیکی ہے اور ایک نیکی کو دس گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ آلم ایک حرف ہے بلکہ میں یہ فرماتا ہوں کہ الف ایک حرف ہے لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔ (رواہ الترمذی)

بلندی و پستی قرآن کے سبب:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اللہ یرفع لھذا القرآن اقواماً ویضع بہ اٰخرین)

بے شک اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے قوموں کو بلندی عطا فرماتا ہے اور اس کے ذریعے دوسری اقوام کو پست کرتا ہے۔ (رواہ مسلم وابن ماجہ)

کلام اللہ کا مقام:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(من شغلہ القرآن عن ذکری و مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین و فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ.)

جس شخص کو قرآن مجید کی تلاوت میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کردے تو میں اس کو اس سے بڑھ کر عطا کروں گا۔ جو میں کسی مانگنے والے کو عطا کرتا ہوں۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام اللہ کی فضیلت تمام کلاموں پر اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر بزرگی حاصل ہے۔ (رواہ الترمذی)

قرآن پڑھنے والے کی مثال:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال اس تربوز کی طرح ہے جس کی خوشبو اور ذائقہ دونوں ہی پسندیدہ ہیں۔

اس مومن کی مثال جو قرآن مجید کو نہیں پڑھتا اس کھجور کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو تو نہیں البتہ اس کا ذائقہ اچھا ہے۔

اس منافق کی مثال جو قرآن کو پڑھتا ہے اس پھول کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔ ایک روایت میں منافق کی جگہ فاسق کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثال اس مومن کی جو قرآن مجید کو پڑھتا ہے اس نارنگی کے پھل کی طرح ہے جس کی خوشبو اور ذائقہ دونوں ہی بہترین ہیں۔

مثال قرآن کو نہ پڑھنے والے مومن کی کھجور کی طرح ہے۔ جس میں خوشبو تو نہیں لیکن اس کا ذائقہ اچھا ہے۔

مثال اس فاجر آدمی کی جو قرآن مجید کو پڑھتا ہے اس پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔ مثال اس فاجر کی جو قرآن مجید کو نہیں پڑھتا اندرائن کی طرح ہے جس کا نہ ذائقہ اچھا ہے اور نہ ہی خوشبو۔

ضروری بات:

ان احادیث میں قرآن پڑھنے والے مومن کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۱- باطنی۔ ۲- ظاہری

باطنی صفت سے مراد دلی اعتقاد ہے جس کو میٹھا مزہ فرمایا گیا ظاہری صفت سے مراد یہ ہے کہ اس کا اثر لوگوں تک پہنچتا ہے اسے خوشبو کی طرح فرمایا گیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والے مومن کا ظاہر اور باطن دونوں ہی اچھے ہیں۔

جو مومن قرآن مجید کو نہیں پڑھتا اس کا باطن ایمان کے سبب سے اچھا ہے مگر ایمان کا ظاہری اثر نہیں ہے۔ جب کہ منافق قرآن پڑھنے والے میں ظاہری اثر ہے مگر باطنی نہیں۔ اس لئے کہ اس کا اعتقاد درست نہیں ہے اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کا نہ ظاہر اچھا ہے اور نہ ہی باطن۔

اچھی اور بری مجلس کا اثر:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مثل الجلیس صالح کمثل صاحب المسک ان لم یصبک لشئ اصابک ریحہ)

نیک ساتھی کی مثال کستوری والے شخص کی طرح ہے اگرچہ تجھے اس میں سے کوئی چیز نہ ملے اس کی خوشبو تجھ تک ضرور پہنچے گی۔

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں
سودا بھاویں مول نہ لیئے ملے انتر ہزاراں
برے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے بھانویں کنج کنج بیہے چنڑگاں پہن ہزاراں

برے ساتھی کی مثال راکھ اٹھانے والے کی طرح ہے اگرچہ اس کی چنگاریوں میں سے تجھ تک کچھ نہ پہنچے لیکن اس کا دھنواں تجھ تک ضرور پہنچے گا۔ (رواہ ابو داؤد)

قرآن شفاعت کرے گا:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

(اقرء وا القرآن فانه یاتی یوم القیامة شفیعا لا صحابه)

تم قرآن پڑھو بے شک قیامت کے دن قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔ (رواہ مسلم)

کسی کے دکھ کو دور کرنے کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مومن سے دنیا کی تکالیف میں سے کسی ایک تکلیف کو دور کرتا ہے یعنی اس کا غم دور کر دیتا ہے اپنے مال کے ذریعے سے یا اس کی امداد کر کے اچھی رائے دے کر یا اشارہ کر کے ہی اس کی پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔

حدیث پاک میں مومن کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے کہ گمان یہی ہے کہ دنیا میں ہی وہ تکالیف سے رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص سے آخرت کی بڑی تکالیف میں سے ایک تکلیف کو دور فرمائے گا۔

جس شخص نے کسی تنگدست کے لئے آسانی پیدا کی تنگدست سے مراد عام ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر یعنی جو فقیر آدمی قرض دینے والا ہو تو وہ اسے مہلت دے کر آسانی پیدا کرے۔ یا قرض کا کچھ حصہ معاف کر کے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من ستر مسلما ستره اللہ تعالیٰ فی الدنیا و الآخرة)

جس شخص نے کسی مسلمان کا پردہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی امداد فرماتا ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہتا ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کا قبیح فعل دیکھ کر اس کی پردہ پوشی کرتا ہے یعنی اسے رسوا نہیں کرتا یا اس نے ننگے آدمی کا پردہ کرا دیا یعنی اسے کپڑے پہنا دیئے۔

اس طرح جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ہمیشہ امداد کرتا ہے اس کی حاجات کو پورا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کی ضروریات کو پورا کرنے کا اپنے فضل سے انتظام فرماتا ہے۔

اس طرح حدیث شریف میں آتا ہے۔

(من سلک طریقا یلتمس فیه علما سهل اللہ به طریقا الی الجنة)

جو شخص ایسے راستہ پر چلے جس میں وہ علم کو طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ذریعے جنت کی طرف جانے والے راستے کو آسان بنا دے گا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سفر طلب کے لئے کرتا ہے اس میں جو علم بھی وہ حاصل کرے۔ قلیل و کثیر دونوں کو شامل ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلب علم کے لئے سفر کرنا مستحب ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام علم کے حصول کے لئے تشریف لے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا)

حضرت جابر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مہینہ کی مدت تک سفر کرتے رہے اور حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف ایک حدیث جا کر حاصل کی۔

جو شخص حصول علم کے لئے اتنی مشقت برداشت کرتا ہے تو یہ اس کے جنت تک پہنچنے کا ذریعہ اور سبب ہے۔

نیز اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی بڑی بڑی مشکلات کو آسانی کے اندر تبدیل فرما دے گا جس طرح کہ پل صراط سے جلدی گزر جانا۔ جنت میں ٹھہرنا وغیرہ۔

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(وما اجتمع جماعة فی مسجد من مساجد اللہ یتلون کتاب اللہ

ویتدا رسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وجفت بھم الملئکۃ وذکر اللہ فی من عندہ ومن بطأبہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ)

جو جماعت بھی اللہ کی مساجد میں سے کسی ایک مسجد میں جمع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے۔ وہ خوش نصیب لوگ اکٹھے بیٹھ کر قرآن کا درس سنتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ان پر سکون نازل ہوتا ہے نیز رب ذوالجلال کے فرشتے ان کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیتے ہیں۔ جس شخص کو اس کا عمل پیچھے دھکیل دے گا اس کا نسب اس کے لئے پیش قدمی نہیں کرے گا۔

حدیث کی تشریح:

مساجد میں ذکر کر کے غیر مسلموں کی عبادتگاہوں سے احتراز کیا۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادتگاہوں میں داخل ہونا مکروہ ہے۔ قرآن مجید کی قرأت کرنے کے ساتھ ساتھ بعض لوگ دوسروں کے الفاظ کو درست کراتے ہیں یا قرآن پاک کے معانی کو بیان کرتے ہیں۔ تفسیر بیان کر کے معانی قرآن کی وضاحت کرتے ہیں۔

اس جماعت پر خالق کائنات کی طرف سے سکینہ نازل ہوتا ہے یعنی اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے ساتھ انسان کو سکون حاصل ہو یہاں پر مراد یہ ہے کہ آدمی کو تلاوت کرنے کا ذوق اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ اسے دل کی صفائی اور نورانیت میسر آتی ہے اس کے دل سے نفسانی تاریکی دور ہو جاتی ہے اس کے دل پر ضیائے رحمانی کا نزول ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ سکینہ ایک فرشتہ کا نام ہے جو مومن کے دل پر اترتا ہے اور اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اطاعت و فرمانبرداری پر اسے برانگیختہ کرتا ہے نیز وہ فرشتہ فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے سکون اور اطمینان کو اس بندے کے دل پر اتارتا ہے۔

رحمت کے ڈھانپ لینے سے مراد یہ ہے کہ رحمت اس بندے کا احاطہ کر لیتی ہے رب ذوالجلال کی طرف سے برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

فرشتوں کے گھیرنے سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اس کے اردگرد چکر لگاتے ہیں ان کے آس پاس رہتے ہیں۔ قرآن کے درس اور اس کی تلاوت کو سنتے ہیں وہ فرشتے اس جماعت کو آفات و بلیات سے محفوظ رکھتے ہیں ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کا اپنے پاس فرشتوں کی جماعت میں ذکر کرتا ہے اور خالق کائنات ان فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم میرے بندوں کو دیکھو کہ جو میرا ذکر کر رہے ہیں میری کتاب کی تلاوت میں مصروف ہیں۔ انسانوں کی جماعت کے لئے اس سے بڑھ کر کیا شرافت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا ذکر اپنے فرشتوں کے درمیان کرتا ہے۔

جس کا عمل اسے پیچھے دھکیل دے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ان کو مؤخر کر دیا جائے گا عمل صالح کو چھوڑنے اور برائیوں کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے اس کا نسب اس کے لئے پیش قدمی نہیں کرے گا اس کا یہ مفہوم ہے کہ نسبی شرافت اسے کوئی نفع نہ دے گی۔ اس کی وجہ سے اس کی کوتاہیوں کو درگزر نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرب نسب سے، خاندان اور رشتہ داروں کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ قرب خداوندی نیک اعمال سے نصیب ہوتا ہے۔ (کذا فی شرح المصابیح)

جلسہ نمبر ۴۸

دوزخ میں کفار کے عذاب کا منظر

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطن انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون ھذا جھنم التی کنتم توعدون اصلوھا الیوم بما کنتم تکفرون

ترجمہ: ''اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا کہ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے اور بیشک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا تو کیا تمہیں عقل نہ تھی یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا۔ آج اسی میں جاؤ بدلہ اپنے کفر کا۔''

(سورۃ یٰسین آیت ۵۹ تا ۶۴)

دوزخ میں کفار کے عذاب کا منظر

آیت کی تفسیر:

(وامتازوا الیوم ایھا المجرمون)

''اور اے مجرموں تم آج کے دن ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاؤ''

مومنین سے الگ تھلک ہو جاؤ یہ اس وقت کہا جائے گا۔ جب ایمانداروں کو بہشت کی طرف لے جایا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(الم اعھد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبدوا الشیطان)

اے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔

یہ ان تمام میں سے ہے کہ جو ان کو جھڑکنے کے لئے اور حجت کو لازم کرنے کے لئے کہا جائے گا اور متوجہ کیا اُن کی طرف ہر اُس چیز کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے طور پر تیار کی گئی ہے۔ نیز حکم دینے والی ہے ایسی جھڑکنے والی عبادت کا اس کے غیر کی عبادت کرنے سے اور اس چیز کو شیطان کی عبادت قرار دیا کیونکہ وہ ہی ان چیزوں کا حکم دینے والا اور اس کو مزین کرنے والا ہے۔

(انہ لکم عدو مبین) ''بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

آیت کریمہ کا یہ حصہ اس بات پر دلیل ہے کہ شیطان کی عبادت کرنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ یہ چیز ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر زیادہ سے زیادہ برانگیختہ کرنے والی ہے۔

(ھذا صراط مستقیم) ''یہ بالکل سیدھا راستہ ہے۔''

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے لئے کیا تیار کیا گیا ہے یا اس میں اشارہ عبادت کی طرف۔ کیونکہ توحید جو ہے وہ بھی صراط مستقیم کا بعض راستہ ہے۔

(ولقد اضل منکم جبلا کثیراً افلم تکونوا تعلمون)

''اور تحقیق شیطان نے تم سے پہلے بڑے بڑے لوگوں کو گمراہ کیا۔ پس تم ان کو

جانتے نہیں تھے۔"

تھوڑی سی عقل رکھنے والے اور ادنی درجے والے شخص کو متنبہ کرنا کہ جس کے لئے اس شیطان کی گمراہی واضح ہو چکی ہو اور اس کی عداوت ظاہر ہو چکی ہو۔

(ھذہ جھنم التی کنتم توعدون اصلوھا الیوم بما کنتم تکفرون)

"یہ وہ جہنم ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا آج تم اس میں چکھو اس چیز کی وجہ سے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔"

یعنی دنیا میں کفر کرنے کی وجہ سے آج قیامت کے دن تم اس کی گرمی کو دیکھو۔

(قاضی بیضاوی)

جہاں بھی ہو درود پڑھو:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اے مخاطب جب بھی تو مسجد میں داخل ہو تو حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا تتخذوا بیوتکم قبوراً وصلوا علی حیث کنتم)

"تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ تم میری ذات اقدس پر درود شریف پڑھو جہاں بھی تم ہو۔"

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حدیث میں ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(اکثر و امن الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فان صلاتکم معروضۃ علی)

"جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف پڑھنے کی کثرت کرو۔"

کیونکہ تمہارے درود شریف کو میری ذات پر پیش کیا جاتا ہے۔ (شفاء شریف)

مزید تفسیری نکات:

(وامتازوا) "تم جدا ہو جاؤ۔"

یعنی حکم ہوگا کہ اے کفار تم ایمانداروں سے الگ تھلگ ہو جاؤ۔ کیونکہ مومنین دنیا میں تم سے اذیتیں برداشت کرتے رہے اب تم ان سے دور ہو جاؤ۔ تاکہ وہ تم سے نجات حاصل کریں۔ نیز اسی دوران منادی سے نداء دینے کے لئے کہا جائے گا تو وہ ان کلمات کے

ساتھ نداء دے گا۔

(ایھا المجرمون امتازوا فان المومنین قد فازوا)

''اے مجرمو! تم الگ ہو جاؤ پس بیشک ایماندار کامیاب ہو گئے۔''

(ایھا المنافقون امتازوا۔ فان المخلصین قد فازوا)

''اے منافقو! جدا ہو جاؤ یقیناً مخلص لوگ کامیاب ہو چکے۔''

(ایھا العاصون امتازوا فان المطیعین قد فازوا)

''اے گنہگارو! دور ہو جاؤ بلاشبہ اطاعت کرنے والے کامیاب ہو چکے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما) ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے تحقیق اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔''

یعنی وہ خوش نصیب انسان دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرے گا کہ ہر بندہ اس کی تعریف کرے گا اور آخرت میں وہ سعادت مند ہو گا۔ (قاضی بیضاوی)

ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ان الشیطان لکم عدوا) ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے۔'' یعنی شیطان کی دشمنی پرانی اور عام ہے۔

(فاتخذوہ عدوا) ''تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو۔'' اور اپنے تمام حالات میں شیطان سے بچنے کی کوشش کرو۔

(انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر) ''بے شک شیطان اپنی جماعت کو بلاتا ہے تاکہ لوگ دوزخی بن جائیں۔'' (قاضی بیضاوی)

شیطان کا عبادت سے روکنا:

حضرت عبد اللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف فرما ہوئے تو اچانک کیا دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر شیطان موجود ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان سے فرمایا:

(ما الذی جآء بک الی باب مسجدی؟)

''وہ کون سی چیز ہے جو تجھے میری مسجد کے دروازے پر لے آئی؟''

شیطان نے جواباً کہا کہ مجھے یہاں اللہ تعالیٰ لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیوں؟ شیطان نے کہا مجھے یہاں اس لئے لایا گیا تا کہ جو آپ چاہیں مجھ سے سوال کریں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان سے سب سے پہلے نماز کے بارے سوال کیا۔

(قال یا ابلیس لم تمنع امتی عن الصلوٰۃ بالجماعۃ؟)

"میری امت کو نماز باجماعت ادا کرنے سے کیوں منع کرتا ہے؟"

(قال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرجت امتک الی الصلوٰۃ تاخذنی الحمی الحارۃ فلا یرتفع ذلک حتی یتفرقوا اذوب کالرصاص)

"شیطان نے کہا۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کی امت نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے گھر سے نکلتی ہے تو مجھے شدید قسم کا بخار ہو جاتا ہے اور وہ بخار اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے منتشر نہ ہو جائیں نیز میں سیسہ کی طرح پگھلتا رہتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ابلیس لم تمنع امتی عن قرأۃ القرآن ؟ قال عند قرأتہم اذوب کالرصاص)

"اے ابلیس تو میری امت کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے کیوں منع کرتا ہے؟"

شیطان نے کہا کہ جب آپ کے غلام قرآن مجید کو پڑھتے ہیں تو میں سیسہ کی طرح پگھلتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ابلیس لم تمنع امتی عن الجہاد؟) "اے ابلیس! تو میری امت کو جہاد کرنے سے کیوں منع کرتا ہے؟"

(قال اذا خرجوا قیدت بقید علی قدمی حتی یرجعوا)

"شیطان نے کہا کہ جب غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ تو میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے قید کر دیا جاتا ہے اور ایسی کیفیت رہتی ہے یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ابلیس! لم تمنع امتی عن الحج؟)

''اے ابلیس! تو میری امت کو حج کرنے سے کیوں منع کرتا ہے؟''

(قال اذا خرجوا الی الحج اسلسل واغل واذا هموا بالصدقة یوضع علی راسی المنشار فینشرنی کما ینشر الخشب)

''شیطان نے کہا کہ جب آپ کی امت کے لوگ حج کرنے کے لئے جاتے ہیں تو مجھے زنجیریں پہنا کر قید میں ڈالا جاتا ہے اور میرے گلے میں طوق ڈالا جاتا ہے اور جب وہ صدقہ کا ارادہ کرتے ہیں تو میرے سر پر آرا رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ میرے سر کو اس طرح چیر دیا جاتا ہے جس طرح کہ لکڑی کو چیرا جاتا ہے۔'' (زہرۃ الریاض)

بروز قیامت شیطان کا برا حشر ہوگا:

ایک حدیث شریف میں ہے:

جب دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو اس وقت شیطان کے لئے ایک آگ کا منبر رکھا جائے گا۔ آگ کا اسے لباس پہنایا جائے گا آگ کا تاج پہنایا جائے گا۔ آگ کی بیڑیاں اس کے پاؤں میں ڈالی جائیں گی۔ پھر شیطان سے کہا جائے گا۔

(یا ابلیس اصعدالمنبر اخطب لا هل النار)

''اے شیطان منبر پر چڑھ کر تو دوزخیوں سے خطاب کر۔''

شیطان منبر پر چڑھ کر دوزخیوں سے خطاب کرے گا۔

(یا اهل النار فیسمع صوته جمع من النار فیتو جهون جمیعا الیه فینظرون)

''اے دوزخیو! جب وہ اتنا کلمہ کہے گا تو اس کی آواز کو سارے دوزخ والے سن لیں گے سب اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس کی طرف دیکھیں گے۔

شیطان خطاب کرتے ہوئے کہے گا:

(یا معشر الکفار و المنافقین (ان اللہ وعدکم و عدالحق فریقین) بانکم تموتون ثم تحشرون ثم تحاسبون ثم تفرقون فریقین (فریق فی الجنة و فریق فی السعیر) انکم ظننم ان لا تز ولوا من الدنیا و تبقوا فیها

(وما کان لی علیکم من سلطان) الا انی اوسوس لکم فاستجبتم لی واتبعونی فالجرم علیکم (فلا تلو مونی ولوموا انفسکم) فانکم احق بالملامة

منی کیف لا تعبرون اللہ تعالیٰ وھو خالق کل شئ؟

(یقول ما اقدر علی ان انجیکم من عذاب اللہ ولا انتم تقدرون علی ان تنجونی انی تبرات الیوم مما قلت لکم فانی مطرود و مردود من حضور رب العالمین

اے کفار اور منافقین کے گروہ! جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ سچا وعدہ فرمایا۔''

اس چیز کا کہ تم مرو گے پھر اٹھائے جاؤ گے پھر تم سے حساب لیا جائے گا پھر تمہارے دو گروہ بنا دیئے جائیں گے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے ''ان میں سے ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں۔''

جب کہ تم نے یہ گمان کیا تھا کہ تم اس دنیا سے کبھی بھی نہ جاؤ گے اور تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ باقی رہو گے۔ قرآن نے فرمایا کہ شیطان کہے گا ''میرے لئے تمہارے سامنے کوئی دلیل نہیں تھی۔''

شیطان اقرار کرے گا کہ میں تمہیں وسوسوں میں مبتلا کرتا تھا تم نے میری بات کو قبول کیا میری اتباع کی لہٰذا اس میں سارے کا سارا تمہارا ہی جرم ہے۔

ارشاد خداوندی ہے وہ کہے گا۔ ''اے لوگو! تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ تم اپنے آپ کو ملامت کرو۔'' کیونکہ تم میری بانسبت ملامت کے زیادہ حقدار ہو تم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں نہ کی حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے؟

شیطان کہے گا کہ مجھے اس بات کی قدرت حاصل نہیں ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلا سکوں اور نہ ہی تم اس بات پر قادر ہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلا سکو۔ میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا آج میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ میں دھتکارا گیا ہوں اور تمام جہانوں کے رب کی بارگاہ سے مردود قرار دیا جا چکا ہوں۔

جب دوزخی شیطان کا یہ خطاب سن لیں گے۔ (لعنوه جمعیا ثم تضربه الزبانیة برمح من النار فتلقیه من فوق منبر فی النار الی اسفل سافلین موبداً فیها مع من تبعه من اهل النار. وتقول لهم الزبانیة. لاموت لکم ولا راحة لکم خالدین فیها)

''تو سب کے سب جہنمی شیطان کو لعنت کریں گے پھر دوزخ کے فرشتے شیطان کو

دوزخ کی آگ سے بنے ہوئے نیزوں کے ساتھ ماریں گے منبر سے اسے نیچے گرائیں گے اور اسے دوزخ کے بالکل نچلے درجے میں پہنچا دیں گے شیطان اس میں اپنے دوزخی ساتھیوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ دوزخ کا فرشتہ ان جہنمیوں سے کہے گا نہ تم پر موت طاری ہوگی اور نہ ہی تمہیں راحت نصیب ہوگی بلکہ تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ (زہرۃ الریاض)

دشمن کا آخری حملہ ناکام:

ابو زکریا زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ کا جب آخری وقت آیا موت کی سکرات کے دوران ان کا ایک دوست ان کے پاس آیا اور انہیں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کی تلقین کی۔

ابو زکریا نے اپنے چہرے کو پھیر لیا اور کلمہ نہ پڑھا دوست نے دوسری مرتبہ تلقین کی اس نے دوسری دفعہ بھی اسی طرح کیا جب دوست نے تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کے لئے کہا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں کلمہ نہیں پڑھتا اس کا دوست اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ڈر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب انہیں افاقہ ہوا تو ابو زکریا زاہد نے آنکھیں کھولیں اور کہا کیا تم لوگوں نے مجھے کچھ کہا؟

دوستوں نے کہا کہ ہاں ہم نے آپ پر تین مرتبہ کلمہ پڑھنے کے لئے کہا آپ نے دو مرتبہ اعراض کیا اور تیسری مرتبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ ابو زکریا زاہد نے کہا کہ میرے پاس شیطان آیا اور اس کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا۔ میرے دائیں جانب وہ آ کر کھڑا ہو گیا اس پیالے کو حرکت دینے لگا اور ساتھ ہی کہا کہ کیا تجھے پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں شیطان نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ میں نے اس سے اعراض کیا پھر وہ شیطان پاؤں کی جانب سے میرے پاس آیا اور مجھے اسی طرح کہا اور تیسری مرتبہ کہنے لگا کہ لا الہ الا اللہ پڑھو میں نے اسے کہا کہ میں نہیں کہتا۔ اس نے پانی کا پیالہ زمین پر پھینک دیا اور پیٹھ دے کر بھاگ گیا میں تو شیطان کو وہ جواب دے رہا تھا نہ کہ تم لوگوں کو اور ساتھ ہی پڑھنے لگے۔

(اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ (زہرۃ الریاض)

حکایت: پہلے زمانہ میں شیطان کو کسی نے دیکھا۔ دیکھنے والے آدمی نے کہا اے ابو مرہ (شیطان کی کنیت) میں کون سے اعمال کروں کہ تجھ جیسا ہو جاؤں۔ شیطان نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے ایسی چیز کو مت طلب کر تو اس بات کو کیوں حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں (میں تمہاری طرح ہو جاؤں) شیطان نے کہا کہ اگر تو میری طرح ہونا چاہتا ہے تو اس کا نسخہ یہ ہے۔

۱۔ تو نماز میں سستی کر۔

۲۔ قسم اٹھانے کی پرواہ نہ کر چاہے سچی ہو یا جھوٹی اس۔آدمی نے کہا کہ میں نے اپنے رب ذوالجلال سے وعدہ کیا ہے کہ میں نماز کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی کبھی جھوٹی قسم اٹھاؤں گا۔

شیطان نے کہا کہ آج تک تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے اس طرح حیلہ کر کے نصیحت حاصل نہیں کی البتہ میں نے پختہ عہد کر لیا ہے کہ میں آدمی کو کبھی بھی نصیحت نہیں کروں گا۔ (کنز الاخبار)

چار چیزیں ترک کریں:

حکماء نے فرمایا کہ جو شخص عارف باللہ بنتا اور شیطان سے نجات حاصل کرنا چاہے تو وہ اپنے اور معرفت کے درمیان چار چیزوں کو ترک کر دے۔

۱۔ شیطان اور اس کی چاہت کو چھوڑے۔

۲۔ نفس اور خواہشات نفس کا قلع قمع کرے۔

۳۔ حرص اور جو کچھ حرص تقاضہ کرے اس کو ترک کرے۔

۴۔ دنیا اور چاہت دنیا سے کنارہ کش ہو جائے۔

ابلیس تیرے دین کے خاتمہ کا متمنی ہے تاکہ تو اس کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر) ''شیطان کی مثال جب کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ تو کفر کر۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

(الشیطان یعدکم الفقر) ''شیطان تمہارے ساتھ فقر و محتاجی کا وعدہ کرتا ہے۔''

نفس ترک اطاعت اور معصیت کو چاہتا ہے یہ ایک معیوب چیز ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے غیب کو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی زبانی اس طرح بیان فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

(ان النفس لا مارۃ بالسوء) ''بے شک نفس انسانی برائی کا حکم دیتا ہے۔''

حرص خواہشات کا تقاضہ کرتا ہے خدمت کر کے بزرگی حاصل کرنے کے ترک کا مقتضی ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(و اما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی) ''اور وہ شخص جو اپنے رب کی بارگاہ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو حرص و ہوس سے روکا۔''

دنیا چاہتی ہے کہ انسان آخرت کے عمل پر دنیا کے عمل کو ترجیح دیتا ہے جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(فاما من طغی و آثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی) ''پس بہر حال وہ شخص جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی پس بیشک دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔''

خلاصۂ کلام:

جب بندے اور اس کے درمیان سے یہ چار چیزیں اٹھا دی جاتی ہیں تو عارف اپنے مقصود تک پہنچ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات ہے۔ جو شخص شیطان اور اس کی چاہت کی پیروی کرے جو کچھ وہ اس کے دین کے زوال میں سے چاہتا ہے تو اس شخص کا عذاب شیطان کے عذاب کی طرح ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

جس شخص نے شیطان اور اس کی چاہت کی پیروی کی اور وہ مصیبت ہے اسے عذاب تو ہوگا لیکن وہ ختم کر دیا جائے گا۔

جس شخص نے ھوی و ہوس کی یعنی اپنی خواہشات کی پیروی کی تو اس کا عذاب سخت ترین ہوگا۔

جس شخص نے دنیا اور چاہت دنیا کی پیروی کی وہ ہے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا ایسے انسان کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: (خسر الدنیا و الآخرہ) ''وہ دنیا اور آخرت میں

ذلیل و رسوا ہوا۔"

جس نے شیطان کی بات مانی اس نے اپنے مولیٰ کو اپنے اوپر ناراض کر لیا۔

جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

(ومن یعش عن ذکر الرحمن بقیض له شیطانا. فهو له قرین)

"اور جو شخص رحمان کے ذکر سے اعراض کر کے زندگی گزارے ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا کیا ہی برا ساتھی ہے۔"

جس بدنصیب نے نفس کی بات مانی اس کی پرہیزگاری جاتی رہی۔ جس نے خواہشات کو قبول کیا اس کی عقل جاتی رہی جس نے دنیا کو قبول کیا۔ تو اس کی آخرت برباد ہوئی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(بئس للظلمین بدلا) "ظلم کرنے والوں کے لئے کتنا ہی برا بدلا ہے۔"

(زہرۃ الریاض)

قابل دید منظر:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایماندار دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے اور اس سے محفوظ رہ جائیں گے تو پھر وہ اپنے دوزخ میں جانے والے بھائیوں کے بارے میں رب ذوالجلال سے جھگڑا کریں گے اور ان کا یہ جھگڑا کرنا سخت ہوگا اس جھگڑے کے مقابلہ میں جو انسان اپنے ایک بھائی سے اپنے دنیا کے معاملے میں کسی دوسرے سے کرتا ہے۔

کامیاب لوگ بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے تو نے ان کو دوزخ میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا تم جاؤ اور جس جس کو تم پہچانتے ہو اسے باہر نکال لو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ لوگ جائیں گے اور وہ ان کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے اور آگ نے ان کی صورت کو نہ کھایا ہوگا ان میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کو آگ نے نصف پنڈلی تک پکڑ رکھا ہوگا ان میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے۔ جن کو آگ نے کندھوں تک گھیر رکھا ہوگا۔ وہ ان سب کو باہر نکال لیں گے۔

پھر وہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کریں گے یا اللہ تو نے ہمیں دوزخ سے ان لوگوں کو نکالنے کا حکم دیا ہے جن کو ہم پہچانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم ان لوگوں کو بھی دوزخ سے باہر نکال لو۔ جن کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو اس سے مراد مکمل ایمان ہے اس لئے کہ بعض اوقات بعض شے کا نام لے کر مراد اس سے مکمل شے لی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ولحم الخنزیر) ''اور خنزیر کا گوشت'' اس سے مراد سارا خنزیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (فتحریر رقبۃ مومنۃ) ''مومن گردن کا آزاد کرنا'' اس سے مراد پورا غلام ہے۔

حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کی تصدیق نہ کرے اسے قرآن مجید کا یہ فرمان پڑھنا چاہئے۔ (ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ) ''بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔''

ایک قول یہ ہے کہ کامیابی حاصل کرنے والے لوگ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے ان کو دوزخ سے نکال لیا اب دوزخ میں کوئی آدمی بھی ایسا نہیں بچا کہ جس میں خیر ہو اور وہ دوزخ میں رہ گیا ہو۔ بعد ازاں رب ذوالجلال کے اذن سے فرشتے۔ انبیاء کرام ایماندار لوگ شفاعت کریں گے البتہ ارحم الراحمین کی ذات اقدس باقی بچ جائے گی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر دوزخ میں سے ایک مٹھی یا دو مٹھیاں لوگوں کی بھری جائیں گی جس کے نامہ اعمال میں کوئی بھی نیکی نہیں تھی۔ وہ سارے کے سارے جل چکے تھے۔ ان کو ایک چشمے کی طرف لے جایا جائے گا اس چشمہ کا نام عین الحیاۃ (زندگی کا چشمہ) ہے وہ سارے لوگ اس میں غسل کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ان کو اس چشمہ حیات سے باہر نکالا جائے گا ان کے جسم موتیوں کی طرح چمکتے ہوں گے ان کی گردنوں میں ایک مہر ہوگی جس میں لکھا ہوگا۔

(ھٰؤلاء عتقاء الرحمان) ''یہ وہ ہیں جن کو رحمان نے آزاد فرمایا:

ان سے رب ذوالجلال فرمائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ اور اس کی نعمتوں میں سے جس چیز کی تم تمنا کرو وہ تمہارے لئے ہے۔

وہ لوگ بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے۔ (ربنا اعطیتنا مالم تعط احدا من العالمین) ''اے ہمارے رب تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا جو تمام جہان والوں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

(ان لکم عندی افضل منه) ''بے شک تمہارے لئے میرے پاس اس سے بھی افضل چیز موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عرض کریں گے۔

(ربنا ما افضل من ذلک؟) ''اے ہمارے رب اس سے بڑھ کر اور افضل کیا چیز ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمائے گا۔

(رضائی فلا اسخط علیکم ابداً)

''میری رضا میری خوشنودی میں تم پر کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔'' (زہرۃ الریاض)

دوزخیوں کے جانے کا منظر:

اللہ تعالیٰ نے مجرموں کے جرم۔ ان کی قباحت کے بڑے ہونے اور ان کی اہانت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(الی جهنم ورداً) (وتسوق المجرمین)

''اور مجرموں کو لے جایا جائے گا۔'' جیسا کہ جو پاؤں کو ہانکا جاتا ہے۔

(الی جهنم ورداً) ''دوزخ کی طرف گروہ بنا کر۔'' (ورد۔ وارد) کی جمع ہے۔

جہنمیوں کو جہنم کی طرف پیدل' پیاسے ہانکا جائے گا پیاس کی وجہ سے ان کی انتڑیاں باہر نکل رہی ہوں گی۔

(لا یملکون الشفاعة) ''وہ شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے۔'' [illegible] اور مجرم سب کو شامل ہے۔

(الا من اتخذ عند الرحمن عهداً) ''مگر وہ شخص کہ جس نے رحمان سے عہد کیا۔'' اس سے مراد وہ خوش نصیب انسان ہے جس نے اپنی دنیاوی زندگی میں کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا۔ یعنی اس دن صرف مومن ہی شفاعت کریں گے۔

ایک معنی اس کا یہ ہے کہ کوئی شفاعت کرنے والا شفاعت نہیں کرے گا سوائے مومن کے یا وہ شفاعت کرے گا۔ جس کو اذن مل چکا ہوگا۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن) ''کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اس کو جس کو رحمان کی طرف سے اذن مل چکا ہوگا۔'' یعنی کوئی سفارش نہیں کرے گا مگر اہل ایمان میں سے وہ شخص سفارش کرے گا جو مامور من اللہ ہوگا۔ (قاضی بیضاوی)

کسے عذاب نہیں ہوگا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من جاء بالصلوٰت الخمس یوم القیامة قد حافظ علی وضوئها ومواقیتها ورکوعها وسجودها لم ینقص منها شیئاً فله عند الله تعالیٰ عهدان لا یعذبه. ومن جاء وقد انقص منها شیئا فلیس له عهد ان شاء رحمه وان شأ عذبه)

جو شخص پانچ نمازیں لے کر قیامت کے دن آئے گا ان نمازوں کے لئے وضو کرنے ان کے اوقات' ان کے رکوع اور ان کے سجود کی حفاظت کی ہوگی تو اس کے اجر میں سے کوئی چیز کم نہ ہوگی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم پر ہے کہ اس شخص کو عذاب نہ دے۔

اور جو شخص قیامت کے دن آیا اور اس نے ان چیزوں میں سے کسی ایک کے بارے پانچ نمازوں کے سلسلے میں کمی کی ہوگی۔ تو اس کے لئے کوئی عہد نہیں ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اس آدمی پر رحم فرمائے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

جلسہ نمبر ۴۹

خلیل اللہ علیہ السلام کی قربانی

وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین رب ھب لی من الصلحین فبشرنہ بغلم حلیم فلما بلغ معہ السعی قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذا تری قال یابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شآء اللہ من الصبرین فلما اسلما وتلہ للجبین ونادینہ ان یابراھیم قد صدقت الرء یا انا کذالک نجزی المحسنین.

ترجمہ: ''اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا الٰہی مجھے لائق اولاد دے تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو''۔ (سورۃ الصّفت آیت ۹۹ تا ۱۰۵)

خلیل اللہ علیہ السلام کی قربانی

آیت کی تفسیر:

(وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین)

''اور اسی نے کہا کہ بیشک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔ عنقریب وہ میری رہنمائی فرمائے گا''۔

میں اس جگہ کی طرف جاؤں گا جہاں جانے کا میرا رب مجھے حکم فرمائے گا اور وہ ملک شام ہے کیونکہ اس مقام کی طرف جانے میں میرے دین کی بہتری ہے۔

(رب ھب لی من الصالحین)

''اے میرے رب مجھے نیک اولاد عطا فرما''۔

یعنی وہ نیک لوگوں میں سے ہو تاکہ وہ میری دعوت دینے، اطاعت کرنے میں مدد کرے اور تنہائی میں مجھے مانوس رکھے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرزند صالح کے لئے دعا۔

(فبشرناہ بغلام حلیم)

''پس ہم نے ان کو ایک حلم والے لڑکے کو خوش خبری دی بیٹے کی بشارت ملی جس غلام کی بشارت دی گئی وہ مذکر ہوگا اور حد بلوغ کو پہنچے گا۔

(فلما بلغ معه السعی)

''پس جب وہ ان کے ساتھ ہاتھ بٹانے کی عمر کو پہنچ گیا''۔ جب آپ نے اسے حاصل کر لیا کام کاج کرنے میں ان کے ساتھ مدد کرنے کے لائق ہو گیا اس کا بلوغ ان کے ساتھ نہیں تھا گویا کہ آپ نے فرمایا جب وہ سعی کی عمر کو پہنچ گیا۔ پھر کہا گیا کس کے ساتھ؟ کہا گیا اسی ساتھ۔

(قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں''۔

اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ذبح کرنے کو دیکھا ہو یا اس کی تعبیر کو آپ نے دیکھا ہو۔

(فانظر ماذ تری)

''پس تم بتاؤ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے''۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس بارے میں حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ کیا اور وہ یقینی بات تھی کیونکہ جتنے مصائب ان پر نازل ہو چکے تھے۔ وہ وہی جانتے تھے اگر انہوں نے جزع فزع کی تو ان کے قدم ثابت رہیں گے۔ اگر وہ ہر قسم کے غم سے محفوظ رہے تو اس سے انہیں امن نصیب ہوگا تاکہ وہ اس ضمن میں اپنے نفس کو مطمئن کرنے کے ساتھ اپنا بوجھ ہلکا کر سکیں۔ اس مصیبت کے پیش آنے سے پہلے ہی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے ان کے لئے ثواب تحریر کیا جائے گا۔

(قال یا ابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین)

''حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے ابا جان اس چیز کو کر گزریئے جس کے کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے''۔ چاہے آپ مجھے ذبح کر دیں تب بھی یا اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کریں۔ تب بھی

(فلما اسلما)

''پس جب دونوں نے حکم مانا''۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ذبیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو سپرد کر دیا۔

(وتلہ للجبین)

''اور اسے پیشانی کے بل لٹا دیا''۔

ایک پہلو پر پچھاڑنے کے بعد ان کی پیشانی کو زمین پر رکھا۔ جبیں کے جس حصہ کو زمین پر رکھا وہ اس کی پیشانی کی دو طرفوں میں سے ایک طرف تھی۔

(ونادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین)

''اور ہم نے نداء دی اے ابراہیم علیہ السلام آپ نے خواب سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں''۔

ذبح کرنے کا سبب:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایک ہزار بکری' تین سو گائے اور ایک سو اونٹ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ذبح کئے۔ آپ کی اس قربانی سے جہاں لوگ متعجب ہوئے وہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو بھی تعجب ہوا۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے راہ خدا میں قربان کیا۔ میرے نزدیک تو یہ کچھ بھی نہیں ہے قسم بخدا اگر میرا بیٹا بھی ہو تو میں اسے بھی راہ خدا میں ذبح کر دوں۔ ایسا کام کرنے کا میرا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہو جائے۔ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات فرمائی اس کے بعد ایک عرصہ دراز گزر گیا اس عرصہ کے گزرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل کو اپنی یہ بات بھول گئی۔

جب مقدس سرزمین پر آپ تشریف فرما ہوئے تو آپ نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نیک فرزند کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور آپ کو ولد صالح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو آپ کی والدہ ماجدہ نے جنم دیا۔

(فلما بلغ معه السعی)

''پس جب حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے ساتھ کوشش کرنے کی عمر کو پہنچ گئے''۔

جب ان میں اتنی صلاحیت ہوگئی کہ وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ چل پھر سکیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی عمر اس وقت سات برس تھی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کی عمر تیرہ برس کی تھی۔

آیت کریمہ میں لفظ معه بیان کیا ہے۔ یعنی جب آپ کی عمر اس حد کو پہنچ گئی کہ جس میں انسان کام کاج کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

نذر پوری کرنے کا حکم:

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ملا۔

(اوف بنذرک)

"آپ اپنی نذر کو پورا کریں"۔

آٹھ ذوالحجہ کی رات ہوئی آپ رات کو سوئے ہوئے تھے آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔

(یا ابراھیم اوف بنذرک

"اے ابراہیم علیہ السلام اپنی نذر کو پورا کریں"۔

جب صبح ہوئی تو آپ شک فرمانے لگے یعنی غور فکر کرنے لگے کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا شیطان کی جانب سے؟ آٹھویں ذوالحجہ کو چونکہ غور وفکر کیا گیا اس لئے اسے یوم الترویہ کہتے ہیں۔ جب دن گزرا رات ہوئی تو آپ نے دوسری مرتبہ خواب دیکھا صبح ہوئی۔ تو آپ نے پہچان لیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی ہے نو ذوالحجہ کو یہ آپ کو معلوم ہوا اس لئے اس دن کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے اور جس مقام پر یہ واقع پیش آیا۔ اسے مقام عرفات کہا جاتا ہے۔

پھر آپ نے تیسری رات وہی خواب دیکھا آپ قربانی کرنے کو سمجھ گئے اس لئے دسویں ذوالحجہ کو یوم النحر کہا جاتا ہے۔

جب آپ نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو قربان گاہ کی طرف لے جانے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے فرمایا۔

آپ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو اچھے سے کپڑے پہنا دیں کیونکہ میں نے ان کو ایک دوست کی دعوت پر لے کر جانا ہے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو خوبصورت لباس پہنایا ان کو تیل لگایا ان کے سر کے بالوں میں کنگھی کی۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ساتھ ایک رسی اور چھری اٹھا لی اور اپنے فرزند ارجمند کو لے کر منی کی جانب چل پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے جب سے لعنتی شیطان کو پیدا کیا وہ اس دن کے علاوہ کسی دن بھی سب سے زیادہ پریشان نہیں ہوا اور نہ ہی فکر مند ہوا۔

شیطان کا ناکام لوٹنا:

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اپنے والد ماجد کے آگے آگے جا رہے تھے اسی

دوران شیطان حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا کہ کیا آپ اپنے بیٹے کے خوبصورت قد ان کی اچھی صورت اور ان کی سیرت کی لطافت کونہیں دیکھتے؟ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ سب کچھ دیکھتا اور جانتا ہوں لیکن اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے۔

جب شیطان حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے مایوس ہوگیا تب وہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا آ کر کہنے لگا۔ کہ آپ کیسے بیٹھی ہوئی ہیں حالانکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام آپ کے بیٹے کو اپنے ساتھ اس طرف لے کر گئے ہیں تاکہ وہ اس کو ذبح کر دیں۔ حضرت ہاجرہ نے شیطان کو جواباً فرمایا کہ میرے سامنے جھوٹ مت بول کیا تو نے کوئی ایسا باپ دیکھا ہے جو اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔

شیطان نے کہا کہ ذبح ہی تو کرنا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے ساتھ چھری اور رسی لے کر گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آخر وہ کیوں اسے ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا کہ ان کا خیال یہ ہے کہ ایسا کرنے کا ان کے رب نے حکم دیا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کو کسی باطل کام کے کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا میں تو ان کے فرمان پر اپنی جان کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں تو میں اپنے فرزند ارجمند کو کیسے نہ قربان کروں گی جب شیطان ان کی طرف سے بھی مایوس ہوگیا۔

تب شیطان حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ خوش ہیں اور کھیل رہے ہیں حالانکہ آپ کے والد کے پاس چھری اور رسی ہے وہ آپ کو ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے سامنے جھوٹ نہ بولو میرے والد گرامی مجھے کیوں ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا ان کا خیال یہ ہے کہ ان کے رب نے ان کو ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے سنا اور اپنے رب کی اطاعت کی۔

جب شیطان نے کوئی دوسری بات کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور شیطان کو دے مارا جس سے اس کی بائیں آنکھ پھوٹ گئی۔ شیطان نامراد و ناکام ہوکر واپس لوٹ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جگہ پر شیطان کو بھگانے اور حضرت سیدنا اسماعیل ابن خلیل الرحمان علیہ السلام کی اقتداء کرنے کی وجہ سے پتھر پھینکنے کا حکم فرمایا۔ جب باپ بیٹا چلتے

چلتے مقام منیٰ میں پہنچے تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے

(یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری)

''اے میرے بیٹے میں نے نیند کی حالت میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں تم بتاؤ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے''۔

یعنی آپ نے فرمایا کہ اس ضمن میں تمہاری جو رائے بھی ہو اس کا میرے سامنے کھل کر اظہار کرو کیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرے گا۔ یا اس کام کے کرنے سے پہلے تو معافی طلب کرے گا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے یہ کلمات اپنے فرزند ارجمند کے لئے بطور آزمائش کے تھے کہ وہ اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مثبت جواب دیتے ہیں یا نہیں۔ لیکن کلام مجید کی روانگی بتاتی ہے کہ فرمانبردار بیٹے نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر فوراً عرض کیا۔

(یا ابت افعل ماتو مر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین)

''اے ابا جان کر گزریئے جس چیز کے کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے''۔ وہ کام ذبح کرنے کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ قلندر لاہوری نے اسی مقام پر فرمایا:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

جب اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے کا یہ جواب سنا تو آپ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما دیا ہے۔ جب انہوں نے ان کلمات طیبات کے ساتھ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی تھی۔

(رب ھب لی من الصالحین ''اے میرے رب تو مجھے نیک فرزند عطا فرما''۔

چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد کثیر کی۔

چند گزارشات:

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں چند گزارشات کیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ اے میرے ابا جان! میرے ہاتھ باندھ دینا کہیں میرے حرکت کرنے کی وجہ سے

آپ کو اذیت نہ پہنچے۔

۲- میرے چہرے کو زمین کی طرف کر دینا یعنی مجھے منہ کے بل لٹا دینا تا کہ آپ کو میرا چہرہ نظر نہ آئے کہیں آپ مجھ پر رحم فرمائیں (اور قربانی نہ کرسکیں)

۳- میرے کپڑوں کو میرے جسم پر باندھ دینا تا کہ میرے خون میں سے ان پر کچھ لگ نہ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا اجر و ثواب کم ہو جائے اور میری والدہ ماجدہ اس کو دیکھ کر غمزدہ نہ ہوں۔

۴- آپ اپنی چھری کو تیز کر لیں میرے حلق پر اسے جلدی جلدی گزارنا۔ تا کہ میرے لئے آسانی ہو جائے کیونکہ موت بہت ہی سخت ہے۔

۵- میری اس قمیص کو میری والدہ ماجدہ کے پاس لے جانا تا کہ وہ اس کو دیکھ کر مجھے یاد کر لیا کریں۔

۶- میری یہ قمیص میری والدہ ماجدہ کے سپرد کر دینا اور انہیں فرمانا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے صبر سے کام لیں۔

۷- آپ نے میری امی جان کو اس بات کی ہرگز خبر نہیں دینی کہ آپ نے مجھے کیسے ذبح کیا اور کیسے میرے ہاتھوں کو باندھا۔

۸- میری والدہ ماجدہ کے پاس کوئی بچہ داخل نہ ہو اس کو دیکھ کر میرے بارے میں ان کا غم تازہ نہ ہو۔

۹- جب آپ میری عمر کے کسی لڑکے کو دیکھیں تو اس کی طرف نظر نہ کرنا۔ تا کہ آپ غمزدہ اور پریشان نہ ہوں۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کی ان گزارشات کو سننے کے بعد فرمایا:

(نعم العون انت یا ولدی علی امر اللہ تعالیٰ)

''اے میرے بیٹے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے میرا بہترین معاون و مددگار ہے''۔

رقت انگیز منظر:

جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا

قرآن نے اس کی اس طرح منظر کشی کی ہے۔

(فلما اسلما وتله للجبين)

''پس جب دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور اسے پیشانی کے بل لٹا دیا''۔

باپ اور بیٹا دونوں نے رب ذوالجلال کے فرمان کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے حکم کو مان لیا باپ قربان کرنے کے لئے اور بیٹا قربان ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ جس طرح بکری کو ذبح کرنے کے لئے ایک پہلو پر لٹایا جاتا ہے باپ نے بیٹے کو اسی طرح لٹا دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل نے اپنے بیٹے کو منہ کے بل لٹا دیا تاکہ وہ اس کو نہ دیکھ سکے کہیں ایسا معاملہ نہ ہو جائے کہ دل میں نرمی پیدا ہو۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان رکاوٹ بن جائے یہ سارا واقعہ منیٰ میں ایک چٹان پر پیش آیا اور ایک قول یہ ہے کہ بلند جگہ پر یہ واقعہ پیش آیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے چھری کو اپنے فرزند ارجمند کے حلقوم پر رکھا۔ پوری قوت کے ساتھ اس کو چلایا لیکن آپ اس نرم و نازک گلہ کو نہ کاٹ سکے۔

اس دوران اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے فرشتوں کی نظروں سے پردے دور کر دیئے جب فرشتوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں تو وہ سارے کے سارے سجدہ میں گر گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم میرے بندے کو دیکھو کہ وہ میری رضا کے حصول کے لئے اپنے بیٹے کے گلے پر کس طرح چھری چلا رہا ہے حالانکہ تم نے کہا تھا جب کہ میں نے تم سے فرمایا (انی جاعل فی الارض خليفه) ''بے شک میں زمین میں ایک اپنا نائب بنانے والا ہوں''۔

فرشتوں نے جواب میں کہا تھا (اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء و نحن نسبح بحمدك و نقدس لك)

''کیا تو زمین میں ایسے کو اپنا خلیفہ بناتا ہے جو فساد برپا کرے گا خون ریزی کرے گا۔ ہم تیری حمد و ثنا کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں''۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مشورہ:

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا

اے میرے ابا جان! میرے ہاتھ اور پاؤں کو کھول دیں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مجبوری کی حالت میں نہ دیکھے یہ نہیں کہ میں اس کے فرمان پر مجبور ہو کر عمل کر رہا ہوں بلکہ آپ چھری کو میری گردن پر رکھیں تا کہ فرشتوں کو معلوم ہو جائے حضرت خلیل علیہ السلام کا بیٹا اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے اور اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنے والا ہے۔

پس آپ نے بغیر باندھنے کے اپنے ہاتھ اور پاؤں کو قائم کر لیا۔ اس کے چہرے کو زمین کی طرف پھیر دیں نیز اپنی قوت کے ساتھ چھری کو چلائیں اور اسی چھری کو تبدیل کر دیں لیکن اس کے باوجود اس چھری نے اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گلہ کو ہرگز نہ کاٹا۔

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے والد بزرگوار! میرے ساتھ آپ کی محبت کی وجہ سے آپ کی قوت کمزور ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے آپ میرے ذبح کرنے پر قادر نہیں ہو رہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسی دوران اس چھری کو پتھر کے اوپر مارا تو وہ پتھر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

(تقطع الحجر ولم تقطع اللحم)

''اے چھری تو پتھر کو تو کاٹ دیتی ہے لیکن تو گوشت کو نہیں کاٹتی''۔

(فتکلم السکین بقدرۃ اللہ تعالیٰ. فقال یا ابراھیم انت تقول اقطع، واله العالمین یقول لا تقطع، فکیف امتثل امرک عاصیا لربک)

''اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چھری کو بولنے کی طاقت مل گئی۔ اس نے کہا اے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام آپ حکم دیتے ہیں کہ تو کاٹ دے اور تمام جہانوں کا رب حکم دیتا ہے کہ مت کاٹ تو میں آپ کے رب کے حکم کی نافرمانی کر کے آپ کے حکم کو کیسے بجا لا سکتی ہوں۔

قربانی منظور ہو گئی:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو یہ بشارت عظمیٰ ملی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرويا انا كذلك نجزي المحسنين)

''اور ہم نے نداء دی کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا بے شک ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں''۔

رب ذوالجلال کی طرف سے یہ نداء ملی کہ اے ابراہیم علیہ السلام جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا تھا اسے سچ کر دکھایا اور تو نے میرے بندوں کو بتا دیا کہ تو نے اپنے بچے کی محبت پر میری رضا مندی کو ترجیح دی لہٰذا تو ایسے کر کے محسنین میں سے ہو گیا ہے اور ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح کے بدلے سے نوازتے ہیں۔

(ان هذا لهو البلاء المبين و فديناه بذبح عظيم)

''بے شک یہ کھلی اور واضح آزمائش تھی اور ہم نے ذبح عظیم کے ساتھ اس کا فدیہ دیا''۔

یعنی اپنے فرزند کو ذبح کرنا یہ اختیار ظاہر یا بالکل واضح آزمائش ہے کہ جس میں مخلص اپنے علاوہ سے ممتاز ہو جاتا ہے یا یہ مشکل ترین محنت ہے کہ جس سے بڑھ کر زیادہ مشکل ترین اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جس چیز کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا ہم نے اس مامور کو ذبح کے لئے خالص کر لیا اور وہ ذبح عظیم جنت سے منگوایا گیا اور وہ مینڈھا تھا۔ جسے ہابیل نے قربان کیا اور اس کی قربانی کو شرف قبولیت عطا کیا گیا اور وہ جنت میں زندہ تھا۔ یہاں تک کہ اسے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کے طور پر لایا گیا اور وہ مینڈھا بہت بڑے جسم والا تھا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اس مینڈھے سمیت تشریف لائے اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل کے حلق پر چھری چلا رہے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر تعجب کرتے ہوئے کہا۔ اللہ اکبر' اللہ اکبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کی تحسین فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء کے طور پر ان کلمات کو قربانی کے دنوں میں کہنا ہم پر واجب فرما دیا۔

اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا:
(لو تمت تلک الذبیحة لصار ذبح الناس ابناء ھم سنة)
اگر وہ ذبیحہ مکمل ہو جاتا یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے تو لوگوں پر ہر سال اپنے بیٹوں کو ذبح کرنا لازم ہو جاتا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ مسئلہ مستنبط فرمایا اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو اس پر بکری کو ذبح کرنا لازم ہو جائے گا۔

باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد محترم سے عرض کیا۔

انت سخی او انا؟	اے ابا جان آپ زیادہ سخی ہیں یا میں؟
فقال ابراھیم علیہ السلام انا:	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں زیادہ سخی ہوں۔
قال اسماعیل علیہ السلام بل انا:	حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا بلکہ میں زیادہ سخی ہوں۔
لان لک ابنا آخر ولیس لی الا روح واحدة	اس لئے کہ آپ کے تو میرے علاوہ اور بھی بیٹے ہیں جب کہ میری صرف ایک روح ہے
قال اللہ تعالی انا اسخی منکما حیث اعطیت الفداء لکما وانجیتکما من عذاب الذبح.	اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ میں تم دونوں سے زیادہ سخی ہوں اس طرح کہ میں نے تم دونوں کا فدیہ عطا فرمایا اور تم دونوں کو ذبح ہونے کے عذاب سے نجات عطا فرمائی۔

مشکوٰۃ الانوار

فرشتوں کا تعجب:

ایک روایت میں ہے کہ فرشتوں نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے اس مرتبہ اور مقام پر تعجب فرمایا کہ جوان کو عزت و کرامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو گی اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے ان کے لئے ایک مینڈھا بھیجا۔ جس کو حضرت جرائیل علیہ السلام اپنی گردن پر اٹھا کر لائے اور جوان کے لئے بطور فدیہ کے قربان کیا گیا۔ بلکہ رب ذوالجلال نے یہاں تک فرمایا:

(فوعزتی و جلالی لو ان جمیع الملئکۃ حملوا علی اعناقھم فداء لہ لما کان مکافاۃ لقولہ (یا ابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین)

پس مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر سارے کے سارے فرشتے اکٹھے ہو کر اپنی اپنی گردنوں پر بطور فدیہ ایک ایک مینڈھا اٹھالیں تو وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس قول کا بدلہ نہیں ہو سکتے جو انہوں نے فرمایا ''اے ابا جان! وہ کر گزریئے جس کے کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ایک اور روایت:

اس ضمن میں علماء کرام نے یہ روایت بھی نقل فرمائی کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے خواب دیکھا آپ نے سو موٹی تازی بکریاں منتخب فرمائیں اور ان کو ذبح کیا آگ آئی اور اسے کھا گئی آپ نے خیال فرمایا کہ انہوں نے بات کو پورا کر دیا ہے۔

لیکن تیسری رات آپ نے خواب دیکھا جس میں ایک کہنے والا کہہ رہا تھا۔

(ان اللہ تعالیٰ یامر ان تذبح ولدک اسماعیل) ''بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح فرمائیں۔

(فانتبہ وضم ابنہ الی نفسہ وبکی حتی اصبح) ''آپ بیدار ہوئے اپنے بیٹے کو سینے کے ساتھ چمٹا لیا اور روئے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (مجالس الاسرار)

خلیل واقعی خلیل ہے:

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اے ہمارے رب تو نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو کیسے اپنا خلیل بنایا ہے حالانکہ ان کے پاس مال، اولاد اور زوجہ محترمہ ہے۔ ان تمام کے ساتھ مشغول رہتے ہوئے وہ تیرے خلیل کس طرح بن سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت اور اس کے مال کو نہ دیکھو۔ بلکہ ان کے دل اور اعمال کو دیکھو میرے خلیل کے دل میں میرے علاوہ کسی کی محبت نہیں ہے اگر تم چاہتے ہو تو ان کے پاس جاؤ اور تجربہ کرلو۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ایک انسان کی شکل وصورت بنا کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس بارہ ہزار کتے شکار کرنے اور بکریوں کی حفاظت کے لئے موجود تھے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے پاس کتنی زیادہ بکریاں موجود تھیں۔

آپ کے پاس جتنے بھی کتے تھے ان میں سے ہر ایک کے گلہ میں سونے کا پٹہ تھا۔ ان کتوں کو سونے کے پٹے اس لئے پہنا رکھے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ دنیا نجس ہے اور اس کا حقدار صرف پلید (کتا) ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ایک بلند ٹیلہ پر تشریف فرما تھے اور اپنی بکریوں کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آکر ان کو سلام کیا اور عرض کیا یہ مال کس کا ہے؟ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن اس وقت یہ میرے قبضہ میں ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اسی اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک بکری بطور عطیہ مجھے عنایت فرمائیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس مال میں سے تہائی مال لے لیں۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ اسلام نے ذکر خداوندی کرتے ہوئے کہا۔

(سبوح قدوس ربنا و رب الملئکۃ والروح)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے میرے اللہ کا ذکر دوبارہ سناؤ اور

بقیہ مال میں سے نصف مال لے لو۔

حضرت ..ر ائیل علیہ السلام نے دوسری مرتبہ ذکر کیا۔

(سبوح قدوس ربنا و رب الملئکۃ والروح)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تیسری مرتبہ میرے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور سارا کا سارا مال بطور عطیہ مجھ سے لے لو اس مال کے چرواہے اور کتے بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے وہی ذکر تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل کے سامنے کیا۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ چوتھی مرتبہ مجھے میرے اللہ کا ذکر سناؤ اور مجھے اپنی غلامی میں لے لو۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے چوتھی مرتبہ ذکر کیا۔

(فقال اللہ تعالیٰ یا جبرائیل کیف وجدت خلیلی؟)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تو نے میرے خلیل کو کیسا پایا؟

(فقال نعم الخلیل یا رب)

''حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب کیا ہی خوب آپ کے خلیل کے کیا کہنے۔ یا اللہ خلیل واقعی خلیل ہے۔

(فنادی ابراھیم علیہ السلام! یا رعاۃ الغنم سوقوا الغنم خلف صاحبھا ھذا الی این یرید فانکم صرتم لہ)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نداء دی اے بکریاں چرانے والو تم بکریوں کو ان کے اس مالک کے پیچھے لے کر جاؤ جہاں لے جانے کا وہ ارادہ رکھتے ہوں۔ کیونکہ تم آج کے بعد ان کے ہو چکے ہو۔

(فاظھر نفسہ جبرائیل علیہ السلام فقال یا ابراھیمؑ لا حاجۃ لی فی ذلک وانا جئت لاجربک)

''حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنے آپ کو ظاہر فرمایا۔ انسانی شکل سے ملکوتی شکل کو اختیار کیا اور فرمایا کہ مجھے ان بکریوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو تجربہ کرنے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا تھا۔

(فقال ابراھیم علیہ السلام. انا خلیل اللہ لا استرد ھیبتی منک)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوں تجھے تحفہ

دے کر میں تجھ سے واپس ہرگز نہیں لوں گا''۔

(فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ان یبیعھا و یشتری بھا الصیاع و العقار ویجعلھا وقفا یا کل منہ الفقیر و الغنی الی یوم القیامۃ)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے میرے خلیل علیہ السلام ان بکریوں کو فروخت کر کے اس کی قیمت کے ساتھ زمین اور جائیداد خرید لیں اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر وقف کر دیں تا کہ اس سے فقیر اور مالدار قیامت کے دن تک کھاتے رہیں۔ (مشکوٰۃ الانوار)

مالدار کون؟:

بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص بیس مثقال سونا اور دو سو درہم چاندی کا ضروریات اصلیہ کے علاوہ مالک ہو تو وہ مالدار ہے۔ اس پر قربانی کرنا واجب ہے اگر اس سے کم مال کا مالک ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔

نیز فرمایا کہ زمین کا مالک بھی مالدار ہے اگر اس کی قیمت دو سو درہم کا برابر ہو۔ انگور والا بھی مالدار ہے اگر اس کی قیمت بھی اتنے کے برابر ہو۔ اس لئے کہ انگور طبیعت کی تازگی کے لئے ہے نہ کہ ضرورت کے لئے اس لئے کہ انسان جو ہے وہ کبھی بغیر انگوروں کے بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ (کذا فی زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۵۰

صبر حضرت ایوب علیہ السلام

واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الشیطن بنصبٍ وعذابٍ

ترجمہ: ''اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگا دی۔ (سورۃ ص آیت ۴۱)

صبر حضرت ایوب علیہ السلام

آیت کی تفسیر:

(واذکر عبدنا ایوب)،

''اور آپ ہمارے بندے حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کریں''۔

ان کا پورا نام اس طرح ہے۔ حضرت ایوب بن عتیق بن اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(اذ نادیٰ ربہ)

''جب انہوں نے اپنے رب کو ندا دی''۔

(انی مسنی الشیطان بنصب و عذاب)

''بے شک مجھے شیطان نے تھکاوٹ اور عذاب کے ساتھ چھوا ہے''۔

اس آیت میں حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے کلام کی حکایت بیان کی گئی ہے جس کلام کے ساتھ انہوں نے اپنے رب ذوالجلال کو نداء کی اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ یہ کہتے کہ بے شک اس عذاب نے ان کو چھوا۔ اس چیز کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کے ذریعے ان کو تکلیف پہنچائی۔ جب انہوں نے اپنے دل میں وسوسے پیدا کئے جس طرح کہ کہا گیا کہ انہوں نے اپنے مال کی کثرت پر خوشی کا اظہار کیا یا یہ کہ ایک مظلوم نے ان سے فریاد کی لیکن آپ نے اس کی امداد نہ فرمائی یا ایک کافر کی ملک کے کنارے میں ان کے مویشی تھے پس وہ بے دین ہو گیا۔ لیکن انہوں نے اس کے ساتھ جہاد نہ کیا یا ان سے ان کے صبر کا امتحان لینے کیلئے سوال ہوا۔ اس صورت میں گناہ کا اعتراف ہو گا یا ادب کی رعایت کرتے ہوئے ایسا کیا یا انہوں نے اس چیز کا اظہار اپنے متبعین کے سامنے کیا یہاں تک کہ انہوں نے برائی کی اور اپنے ملک سے ان کو نکال دیا۔

تھکاوٹ اور عذاب سے مراد یہ ہے کہ جو وہ اپنی بیماری کے دوران وسوسے کرتے تھے۔ کیونکہ ان پر بڑی بڑی مصیبتوں کا نزول ہوا مہربانی کی وجہ سے خاموشی اختیار کی حالانکہ وہ تو ان کو جزع فزع پر برانگیختہ کرتی تھی۔ (قاضی بیضاوی)

کوئی گناہ نہ رہا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(من صلی علی مرة صار لاذنب له ذرة وحبة) ''جو خوش نصیب میری ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے تو وہ اس طرح ہو جائے گا کہ اس پر ایک دانہ اور ذرہ کے برابر بھی گناہ نہ رہے گا''۔

بیت الحمد:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔
(اذا مات ولد العبد قال اللہ تعالیٰ للملئکته : أقبضتم ثمرة قلبه؟ فیقولون نعم فیقول اللہ تعالیٰ : ماذا قال عبدی؟ فیقولون حمدک و شکرک واسترجعک فقال : انا للہ وانا الیه راجعون فیقول اللہ تعالیٰ: ابنوا لعبدی بیتا فی الجنة وسموہ بیت الحمد)
جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کیا تم نے اس بندے کے دل کے پھل کی روح قبض کی ہے؟ فرشتوں کی طرف سے جواب ملتا ہے۔ ''ہاں'' اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ اس بندے نے تیری حمد کی تیرا شکر ادا کیا اور استرجاع پڑھتے ہوئے اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور بے شک ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور بیت الحمد (حمد کا گھر) اس کا نام رکھو۔ (زبدۃ الواعظین)

توراۃ کی چار سطریں:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے توراۃ میں چار سطریں دیکھیں جن میں مسلسل یہ لکھا ہوا تھا۔
(احدھا۔ من قرء کتاب اللہ تعالیٰ فظن ان لن یغفرله فھو من المستھزئین بآیات اللہ) ''ان میں سے ایک یہ تھی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھ کر گمان کیا کہ

اس کی بخشش نہ ہوگی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ استہزاء کیا۔

(الثانی. من تواضع لغنی لغناه فعبد ذهب ثلثادینه)

''دوسری بات یہ تھی کہ جس نے کسی مالدار کے سامنے اس کی دولت کی وجہ سے عاجزی کی تو اس کا دوتہائی دین ضائع ہو گیا''۔

(الثالث من حزن علی مافاته سخط قضاء ربه)

''تیسرا یہ کہ جو شخص فوت شدہ چیز پر غمگین ہوا اس نے اپنے رب کی قضا کو ناراض کیا۔

(الرابع. من شکا مصیبة انما یشکو ربه)

''چوتھا یہ کہ جس نے اپنی مصیبت کی شکایت کی گویا کہ اس نے اپنے رب کی شکایت کی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(ان اعظم الجزاء مع اعظم البلاء، وان الله تعالیٰ اذا احب عبدا ابتلاه واذا صبر احتباه واذا رضی اصطفاه)

''بے شک مراتب کی بلندی مصائب کے بڑے ہونے کی وجہ سے ہے یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند کرتا ہے تو وہ اسے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب وہ آدمی اس مصیبت پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے چن لیتا ہے اور جب وہ بندہ اس مصیبت پر خوش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔

آزمائش میں کامیابی:

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے اچانک ایک سفید رنگ کا پرندہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے کندھوں پر آ کر بیٹھ گیا اور اس نے عرض کیا۔

(یا نبی الله احفظنی الیوم من القتل)

''اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ آج میرے قتل سے حفاظت فرمائیں''۔

(قال ممن؟) ''آپ نے فرمایا کس سے؟''

(قال من الصقر یرید ان یاکلنی ودخل فی کمه)

''اس نے کہا اس شکرہ سے جو مجھے کھانا چاہتا ہے اس پرندے نے یہ کہا اور آپ کی آستین میں داخل ہو گیا''۔

اچانک آپ نے کیا دیکھا کہ شکرا آ گیا اور اس نے عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ میرے شکار کو مجھ سے نہ روکیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ذبح کرتا ہوں۔ اس شکرے نے کہا کہ بکری کا گوشت میرے لائق نہیں ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو میری ران کے گوشت میں سے کھا لے۔ اس شکرے نے کہا کہ میں اپنے شکار میں سے ہی کھاؤں گا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سفید پرندے کو اپنی پیٹھ پر بٹھا دیا اس دوران شکرا آیا اور آپ کے سینے پر چڑھ گیا اور اس نے اپنی چونچ کو آپ کی دونوں آنکھوں میں مارنے کا ارادہ کیا۔ نیز اس نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ اس پرندے کے مقابلے میں اپنی آنکھوں کو ہلکا سمجھتے ہیں سفید پرندہ آپ کی آستین مبارک سے اڑ گیا وہ شکرا بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔

پھر وہ دونوں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں دوبارہ حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے نے کہا کہ مجھے حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں۔ ہمیں ہمارے رب نے حکم فرمایا کہ ہم آپ کے رب کے فیصلہ کے بارے میں آپ کو آزمائیں کہ کیا آپ اس پر صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

تین صبر اور ان کا اجر:

حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مصیبت ایک ہے جب وہ مصیبت کسی پر پہنچتی ہے اگر وہ اس پر صبر نہ کرے تو وہ دو مصیبتیں بن جاتی ہیں۔

۱۔ ایک مصیبت۔ ۲۔ مصیبت کے اجر کا ضائع ہونا اور یہ اس مصیبت سے بھی بڑھ کر مصیبت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الصبر ثلاثة: صبر على المصيبة و صبر على الطاعة و صبر عن المعصية)

''صبر تین ہیں''۔

۱- مصیبت پر صبر کرنا۔

۲- اطاعت پر صبر کرنا۔

۳- مصیبت سے صبر کرنا۔

جس شخص نے مصیبت پر کیا اس کے لئے تین سو درجات ہیں۔ ہر ایک درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

جس شخص نے اطاعت پر صبر کیا اس کے لئے چھ سو درجات لکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا اوپر والی زمین سے لے کر نیچے ساتویں زمین تک فاصلہ ہے۔

جس شخص نے مصیبت پر صبر کیا اس کے لئے نو سو درجات ہیں ہر ایک درجہ سے دوسرے درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک فاصلہ ہے۔

(زبدۃ الواعظین)

صبر کرنے کا حق ادا کر دیا:

حضرت ایوب بن عیص بن اسحاق علیہ السلام رومی تھی آپ کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام عقلمند، حلیم اور صاحب نظافت و حکمت آدمی تھے آپ کے والد ماجد ایک رئیس آدمی تھے۔ وہ بہت سارے اونٹوں، گائے، بکریوں، گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے مالک تھے۔ ملک شام کی سرزمین میں آپ سے بڑھ کر کوئی مالدار نہیں تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا سارا مال حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی ملکیت میں آ گیا اور آپ ہی اس کے مالک بن گئے۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی پوتی رحمہ بنت افرائیم کے ساتھ نکاح کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو بارہ دفعہ اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا اور ہر دفعہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف نبی بنا کر معبوث فرمایا آپ کی قوم کے لوگ موضع حوران اور موضع رتیتہ میں رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن اخلاق اور مہربانی کے ساتھ اس قدر نوازا تھا کہ کوئی مخالف بھی آپ کی تکذیب نہیں کرتا تھا

آپ کی اور آپ کے آباؤ و اجداد کی شرافت کی وجہ سے کسی ایک کو انکار کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اپنی شریعت کو بیان فرمایا ان کے لئے مساجد بنوائیں ان کے پاس سرائیں تھیں۔ جہاں وہ فقراء، مساکین اور مہمانوں کو ٹھہراتے تھے۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام یتیم کے لئے ایک مشفق باپ کی طرح بیوگان کے لئے ایک شفیق شوہر کی طرح کمزوروں کے لئے ایک مہربان بھائی کی طرح ہوتے تھے۔ آپ اپنے وکلاء اور کارندوں سے فرماتے کہ تم پھلوں اور کھیتی سے کسی کو منع نہ کرو۔ آپ کے مال مویشی میں ہر سال بے تحاشہ اضافہ ہوتا جاتا تھا اتنا کچھ ہونے کے باوجود آپ تکبر و غرور ہرگز نہ کرتے تھے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے۔

(الهی هذه عطاياک لعبادک فی سبحن الدنيا)

''یا اللہ یہ تیرے عطیات اس دنیا کے قید خانہ میں تیرے بندوں کے لئے ہیں۔

(فكيف عطاياک فی الجنة لا هل كرامتک فی دار ضيافتک)

''تیری مہمان نوازی کے گھر جنت میں اہل کرامت کے لئے تیرے عطیات و انعامات کس قدر ہوں گے؟''

رب ذوالجلال کی طرف سے اس قدر فضل و انعام ہونے کے باوجود آپ کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے غافل نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی آپ کی زبان مبارک اپنے مولا کے ذکر سے رکتی تھی۔

شیطان نے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے ساتھ حسد کیا اور اسی حسد کے مارے کہنے لگا کہ بے شک حضرت ایوب علیہ السلام دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گئے اس نے پروگرام بنایا کہ آپ کی دنیا اور آخرت دونوں یا ان میں سے کسی ایک میں لازمی فساد پھیلانا چاہیے۔

لعنتی شیطان کو ان دنوں میں آسمانی دنیا تک جانے کی اجازت ہوتی تھی کہ وہ ساتویں آسمان کی بلندی تک جا پہنچتا تھا اور جہاں بھی ٹھہرنا چاہتا ٹھہر سکتا تھا ایک دن وہ بلندی پر چڑھا جس طرح کہ اس کا چڑھنے کا معمول تھا۔

شیطان لعین سے رب العزت نے فرمایا:

(یالعین کیف رأیت عبدی ایوب و هل نلت منه شیئاً)

''اے لعین تو نے میرے عبد خاص حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو کیسے دیکھا کیا تو نے اس سے کوئی چیز پائی؟''

خداوند قدوس کا یہ فرمان سن کر شیطان نے کہا۔

(الهی ان ایوب یعبدک لانک اعطیته السعة فی الدنیا والعافیة. ولو لاذلک لم یعبدک فهو عبد العافیة)

''الٰہی بے شک حضرت ایوب علیہ السلام تیری عبادت کرتے ہیں کیونکہ تو نے ان کو دنیا میں وسعت اور عافیت عطا فرمائی ہے۔ اگر یہ چیز ان کے پاس نہ ہوتو وہ تیری عبادت نہ کریں۔ کیونکہ وہ تو عافیت کا بندہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس لعین سے جواباً ارشاد فرمایا:

(کذبت فانی اعلم انه یعبدنی ویشکرلی وان لم یکن له سعة فی الدنیا)

اے لعنتی! تو نے جھوٹ بولا بے شک میں جانتا ہوں کہ حضرت ایوب علیہ السلام میری عبادت کرتے ہیں اور میرا شکر ادا کرتے ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے پاس وسعت نہ بھی ہو۔ تب بھی وہ عبادت کے اندر اسی طرح مصروف رہیں گے۔

شیطان نے عرض کیا اے میرے رب تو مجھے ان پر تسلط عطا فرما پھر آپ دیکھیں کہ میں کیسے ان کو آپ کا ذکر بھلا دیتا ہوں اور آپ کی عبادت کرنے سے دور کر دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو آپ کی زبان اور روح کے علاوہ ہر ایک چیز پر تسلط عطا فرما دیا۔ شیطان ادھر سے اجازت وصول کرنے کے بعد واپس لوٹا اور ایک سمندر کے کنارے چلا گیا اس بدبخت نے اس قدر زوردار چیخ ماری کہ کوئی جنوں میں سے باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس کی آواز کو سن کر اس مقام پر پہنچ گیا اور سارے کے سارے جن شیطان کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے آ کر کہا کہ اے ہمارے سردار آپ کو کیا ہوا؟ آپ کو کوئی مصیبت آ پہنچی ہے؟

مصائب کا آغاز:

شیطان نے اپنے کارندوں سے کہا کہ میں نے اس طرح کی فرصت پائی ہے حضرت

سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے کے بعد سے لے کر مجھے اس طرح کی فرصت کبھی نہیں ملی تم سب حضرت ایوب علیہ السلام کے خلاف میری مدد کرو۔ جتنا جلدی ہو سکے تم سب کے سب پھیل جاؤ اور حضرت ایوب علیہ السلام کا جتنا مال ہے سب کو ہلاک کر دو اور جلا دو۔

شیطان نے اپنے کارندوں کی یہ ڈیوٹی لگائی اور خود حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس چلا گیا آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔

شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا۔

(أتعبد ربک فی ضرک و قدارسل ناراً من السماء علی جمیع اموالک حتی صارت رماداً) ''کیا آپ اتنے نقصان کے باوجود اپنے رب کی عبادت کر رہے ہیں حالانکہ آسمان سے آپ کے تمام مال پر آگ بھیج دی گئی ہے (جس نے سارے مال کو جلا دیا) اور وہ سارے کا سارا مال راکھ بن چکا ہے۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے شیطان کے ساتھ کوئی کلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ نماز پڑھنے سے فارغ ہو گئے۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ نے کہا

(الحمد للہ الذی اعطانی ثم اخذ منی. ثم قام وشرع فی صلاتہ)

''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے مال و دولت عطا فرمایا پھر اس کو مجھ سے لے لیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنی نماز پڑھنی شروع کر دی۔

لعنتی شیطان ناکام' ذلیل اور اپنے فعل پر نادم ہو کر واپس چلا گیا۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے کل چودہ بچے تھے جن میں سے آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں وہ سب ہر دن صبح کا کھانا اپنے بھائی کے گھر میں کھاتے تھے ایک دن وہ اپنے بڑے بھائی ہرمل کے گھر میں موجود تھے۔ سارے شیاطین وہاں جمع ہو گئے اور گھر کا احاطہ کر لیا۔ انہوں نے اس گھر کو حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد کے اوپر گرا دیا۔ ایک ہی دسترخوان پر سارے کے سارے مر گئے کسی کے منہ میں لقمہ تھا تو کسی نے اپنے ہاتھ میں پیالہ پکڑا ہوا تھا اور وہ سب اسی حالت میں فوت ہو گئے۔

شیطان پھر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے پاس جا پہنچا آپ کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا۔

(أتعبد ربک و قد طرح علی اولادک البیت فماتو اجمیعا. فلم یکلمه بشئ حتی فرغ من صلاته)

کیا آپ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ آپ کی ساری اولاد کے اوپر گھر کو گرا دیا گیا ہے اور وہ سب کے سب مر گئے ہیں۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اس لعنتی کو کسی چیز کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ اپنی نماز پڑھنے سے فارغ ہو گئے۔

بعد از فراغت نماز آپ نے فرمایا:

(یالعین. الحمد لله الذی اعطانی ثم اخذ منی فالاموال والا ولا دفتنة للرجال والنساء فاخذها منی لا فرغ لعبادة ربی)

اے لعنتی! تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے عطا فرمایا پھر مجھ سے لے لیا۔ مال اور اولاد مردوں اور عورتوں کے لئے آزمائش ہے اللہ تعالیٰ نے میرے مال اور اولاد کو مجھ سے لے لیا تاکہ میں اپنے رب کی عبادت دنیا کے تمام معاملات سے فارغ ہو کر کروں۔

اب بھی شیطان' ناکام' نامراد اور ذلیل و رسوا ہو کر واپس لوٹا

تیسری مرتبہ شیطان پھر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے پاس آیا آپ نماز ادا کرنے میں مصروف تھے۔ جب آپ نے سجدہ فرمایا تو اس لعنتی نے آپ کے ناک اور منہ میں پھونک ماری جس سے حضرت ایوب علیہ السلام کا بدن پھول گیا۔ آپ کو بہت زیادہ پسینہ آ گیا آپ نے اپنی طبیعت کو بہت ہی بوجھل محسوس کیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی رحمہ نامی بیوی نے عرض کیا آپ کی یہ حالت مال کے غم اور اولاد کی مصیبت کی وجہ سے ہے آپ ساری ساری رات عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ایک گھڑی نہ تو آپ آرام کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے آپ کو سکون پہنچاتے ہیں۔

آزمائش بڑھتی گئی:

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم پر چیچک نکل آئی اور اس نے سر سے لے کر پاؤں تک آپ کے تمام جسم کو گھیر لیا۔ جسم سے پیپ بہنی شروع ہو گئی اور آپ کے جسم میں

کیڑے پڑ گئے آپ کے قریبی رشتہ دار اور دوست ایک ایک کر کے آپ سے دور ہو گئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں ان میں سے دو نے آپ سے طلاق مانگ لی ان کے طلاق مانگنے پر آپ نے ان دونوں کو طلاق دے دی صرف آپ کی ایک زوجہ محترمہ حضرت رحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی رہ گئی وہ آپ کی خدمت کرتی اور دن رات آپ کے پاس رہتی تھی۔

ایک دن آپ کی بیوی کی جتنی قریبی رشتہ دار عورتیں تھیں وہ ان کے پاس آئیں اور آ کر کہنے لگیں۔

(یا رحمة نحن نخشی ان یسری بلاً ایوب علیه السلام الی اولادنا. اخرجیه من جوارنا. والا اخرجناک کرها)

''اے رحمہ! ہمیں یہ ڈر ہے کہ کہیں حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت ہماری اولاد تک نہ پہنچ جائے آپ ان کو ہمارے قرب و جوار سے دور لے جائیں ورنہ ہم تمہیں مجبور کر کے یہاں سے نکال دیں گی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ رحمہ وہاں سے تشریف لے جانے لگی اور اپنے کپڑوں کو اپنے اوپر باندھ لیا پھر آپ نے بلند آواز کے ساتھ یہ کلمات کہے۔

ہائے مسافری' ہائے جدائی انہوں نے ہمیں اپنے شہر سے نکال دیا اور اپنے گھروں سے دور کر دیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ رحمہ نے آپ کو اپنی پشت پر اٹھایا (اور وہاں سے چل پڑیں) حالت یہ تھی کہ آپ زار و قطار رو رہی تھیں اور آپ کا چہرہ آنسو سے تر تھا۔ آپ وہاں سے روتی ہوئی ایک ایسے میدان کی طرف گئیں۔ جہاں لوگ اپنا کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے۔ اس دیہات والے باہر نکلے جب انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کا حال دیکھا تو انہوں نے آپ کی بیوی سے کہا۔

(احملی عنا زوجک والا ارسلنا علیه ملابنا حتی یا کلوه)

''تم اپنے شوہر کو یہاں سے اٹھا کر چلی جاؤ ورنہ ہم ان پر اپنے کتوں کو چھوڑ دیں گے جو ان کو کھا لیں گے۔

آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کو اٹھایا جب کہ آپ رو رہی تھیں حضرت ایوب علیہ السلام کو لے کر وہ ایک ایسے مقام پر پہنچیں جہاں سے دو راستے الگ الگ ہو رہے تھے۔

وہاں آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کو بٹھا دیا بعد میں وہ ایک کلہاڑا اور رسی لے کر آئیں۔ وہاں انہوں نے لکڑیوں کا ایک گھر بنا لیا پھر آپ راکھ لائیں اور ان کے نیچے اس کو بچھا دیا حضرت ایوب علیہ السلام کا تکیہ بنانے کے لئے وہ ایک پتھر لے کر آئیں پھر آپ ایک بڑا پیالہ لے کر آئیں جس کے ساتھ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلاتے تھے۔

آپ کی زوجہ محترمہ ایک گاؤں کی طرف جانے لگیں۔ تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو ایک نصیحت کرنے کے لئے واپس بلا لیا جب وہ واپس آئیں تو آپ نے فرمایا اگر آپ مجھ سے جانا چاہیں اور آپ مجھے یہاں چھوڑنا چاہیں (تو آپ جا سکتی ہیں)

(فقالت رحمة لا تخف یا سیدی فانی لا ادعک مادامت روحی فی جسدی)

رحمۃ نامی آپ کی بیوی نے عرض کیا اے میرے سردار آپ ہرگز خوفزدہ نہ ہوں جب تک میرے جسم میں روح موجود ہے میں آپ کو بالکل نہیں چھوڑوں گی۔

آپ اس گاؤں میں تشریف لے گئیں، ہر دن وہ ایک روٹی کو حاصل کرنے کے لئے دن بھر مزدوری کرتیں اور آ کر حضرت ایوب علیہ السلام کو کھلا دیتیں۔ جب اس کا گاؤں والوں کو علم ہوا کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی ہے تو انہوں نے ان کو کھانا دینا چھوڑ دیا مزید یہ کہ اس گاؤں والوں نے کہا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ ہمیں آپ سے گھن آتی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمۃ روئیں اور انہوں نے کہا۔

(یا رب تری حالی قد ضاقت بی الارض والناس قد فزرونا فی الدنیا ولا تقدزنا انت یا رب فی الآخر وطرد و نامن دارنا ولا تطردنا من دارک یوم القیامة)

اے میرے رب تو میرے حال کو دیکھ رہا ہے کہ مجھ پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی ہے۔ لوگوں نے دنیا میں ہم سے نفرت کر لی ہے اے میرے پروردگار! بروزِ قیامت تو ہم سے نفرت نہ فرمانا لوگوں نے ہمیں اپنے گھروں سے دھتکار دیا تو ہمیں قیامت کے دن اپنے گھر سے نہ دھتکار دینا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی ایک نان بائی کی عورت کے پاس گئی اور ان سے کہا کہ میرے محبوب حضرت ایوب علیہ السلام بھوکے ہیں۔ آپ مجھے بطور قرض کے روٹی دے دیں اس عورت نے کہا کہ تم یہاں سے دور چلی جاؤ کہیں میرے شوہر تمہیں نہ دیکھ لے لیکن

یہ کہ آپ مجھے اپنے بالوں کی زلفوں سے ایک زلف دے دیں۔ آپ کی لمبی لمبی بارہ زلفیں تھیں۔

آپ کی زوجہ محترمہ ایک حسین وجمیل خاتون تھیں ان کے حسن و جمال میں ان کے جداعلیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی جھلک تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام ان زلفوں سے بڑی محبت فرماتے تھے آپ کی باوفا بیوی نے مقراض لیا اس سے زلفوں میں سے ایک کو کاٹا اور اس عورت کو چار چپاتی روٹیوں کے بدلے میں دے دیا۔ نیز آپ کی زوجہ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

(یا رب ان هذا فی طاعة زوجی و فی طعام نبیک ایوب علیه السلام بعت ذوائبتی)

اے میرے رب! بیشک یہ سارا کچھ اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور تیرے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کے طعام کی وجہ سے ہوا کہ میں نے اپنی زلفوں تک کو بیچ دیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے جب بالکل صحیح روٹی کو دیکھا تو آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا اور آپ نے سوچا کہ شاید میری بیوی نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا ہے۔ تو آپ نے قسم اٹھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی تو میں اپنی بیوی کو سو کوڑے لگاؤں گا یہ وہی ہے جس کے کفارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث)

''اے ایوب علیہ السلام آپ اپنے ہاتھ گھاس کے اتنے تنکے لے لیں اس کے ساتھ ان کو ماریں اور حانث نہ ہوں''۔

جب حضرت رحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ سارا قصہ بیان کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام روئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

(یا رب ذهبت حیلتی حتی بلغ من امری ان زوجة نبیک باعت شعرها وانفقته علی نفسی) ''اے میرے رب میرا حیلہ چلا گیا یہاں تک کہ میرا معاملہ اس نہج تک جا پہنچا کہ تیرے نبی کی بیوی نے اپنی زلفیں بیچ دیں اور ان کو میری ذات پر خرچ کیا۔

آپ کی وفا شعار بیوی نے عرض کیا کہ اے میرے سردار آپ آج کے دن پریشان نہ ہوں اگر میں نے اپنے بال کاٹ دیئے ہیں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اگ آئیں گے۔

حضرت رحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روٹی کو توڑا اور حضرت ایوب علیہ السلام کو کھلایا اور آپ کے پاس بیٹھ گئیں۔

آزمائش اپنے عروج پر:

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام صبر کے اس اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔

(کان ایوب علیہ السلام کلما سقطت دودۃ من بدنہ وضعھا علی جسدہ و یقول! کلوا مما رزقکم اللہ تعالیٰ' فلم یبق لحمہ علی بدنہ حتی بقیت عظامہ و عروقہ واعصابہ فاذا طلعت علیہ الشمس نفذ شعاعھا من قدامہ الی خلفہ فما بقی من جسدہ الشریف الا قلبہ و لسانہ و کان لا یخلو قلبہ من شکر اللہ ولسانہ من ذکر اللہ)

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم سے جب کوئی کیڑا گر جاتا تو آپ سے اٹھا کر اپنے جسم پر رکھ دیتے اور اس سے فرماتے اللہ تعالیٰ نے تمہارا جو رزق یہاں رکھا ہے اس میں سے کھاؤ۔ حتی کے آپ کے جسم پر گوشت بالکل باقی نہ رہا۔ بلکہ آپ کے جسم کی صرف ہڈیاں، رگیں اور پٹھے رہ گئے جب سورج طلوع ہوتا تو اس کی شعاعیں آپ کے جسم کے اگلے حصہ سے پچھلے حصہ کی طرف نکل جاتی تھیں۔ آپ کے جسم شریف پر سوائے زبان اور دل کے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا دل شکر سے اور آپ کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بند نہیں ہوتی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کی بیماری کے اٹھارہ برس باقی رہ گئے۔ تو ایک دن آپ کی زوجہ محترمہ حضرت رحمۃ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے کریم نبی ہیں اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے تو وہ آپ کو ضرور شفا عطا فرماتا۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے خوشحالی میں کتنے سال گزارے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اسی سال حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب سے دعا کروں حالانکہ میری مصیبت کی مدت میری خوشحالی کی مدت کو نہیں پہنچی۔ جب کہ آپ کے جسم مبارک پر بالکل گوشت نہ رہا تو آپ کے بدن پر جتنے کیڑے تھے انہوں نے اس میں ایک دوسرے کو کھانا شروع کر دیا صرف دو کیڑے باقی رہ گئے وہ آپ کے سارے بدن میں گھومے گوشت کو طلب کیا انہوں نے

جب آپ کے دل اور زبان کے سوا کسی چیز کو نہ پایا تو ان میں سے ایک کیڑا آپ کے دل کی طرف چلا گیا اور اسے کاٹنے لگا دوسرے نے آپ کی زبان کا رخ کیا اور اسے کاٹنے لگا اس وقت حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں فریاد کی اور عرض کیا۔

(انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین)

"بے شک مجھے سخت تکلیف نے چھوا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے"۔

یہ آپ کی طرف سے شکایت نہیں تھی اور نہ ہی اس سے آپ صبر کرنے والوں کی جماعت سے خارج ہوئے اس لئے رب ذوالجلال نے آپ کے حق میں فرمایا:

(انا وجدنا صابرا) "بے شک ہم نے ان کو صبر کرنے والا پایا"۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے مال کے چلے جانے اور اولاد کی ہلاکت پر کوئی جزع فزع نہیں کی اگر آپ نے پریشانی کا اظہار کیا ہے۔تو صرف اس وجہ سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر مجھ سے منقطع نہ ہو جائے گویا کہ وہ اپنے مالک کی بارگاہ میں یوں عرض کناں تھے۔

(یا رب اصبر علی کل بلأ منک ما دام قلبی مشغولا لحبک و لسانی بذکرک واذا ذهب هذان العضوان تحصل القطیعة وانا لا اصبر علی قطیعتک وانت ارحم الراحمین)

اے میرے رب تیری طرف سے مجھ پر جو بھی آزمائش آئے میں اس پر صبر کروں گا لیکن یہ اس وقت تک ہے جب تک میرا دل آپ کی محبت میں مشغول رہے میری زبان تیرے ذکر میں مصروف رہے جب یہ دونوں عضو (زبان' دل) ضائع ہو گئے تو مجھ سے تیرا ذکر منقطع ہو جائے گا اور میں اس بات پر صبر نہیں کر سکتا کہ مجھ سے تیرا ذکر جاتا رہے اور تو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

اے ایوب علیہ السلام! تیری زبان میرے لئے دل اور کیڑے میرے لئے تکلیف میری طرف سے تو پریشان کیوں ہوتا ہے؟۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اس چیز کو مجھ سے ستر انبیاء نے طلب کیا لیکن میں نے اس کے لئے آپ کی عزت اور

کرامت کی وجہ سے آپ کو منتخب فرمایا۔ یہ صورۃ تو آپ کے لئے آزمائش ہے لیکن حقیقتاً یہ آپ کے لئے کوئی آزمائش نہیں ہے۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے پریشانی کا اظہار صرف اس لئے کیا کہ کہیں ان کی زبان اور دل کو کھا ہی نہ لیا جائے کیونکہ آپ انہی دو چیزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے جب ان دونوں کو کھا لیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں مصروف نہ رہ سکتے تھے۔ (دراصل پریشانی اس بات کی تھی)

بدن کے ساتھ لگنے والے کیڑوں کی شان:

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ دونوں کیڑے حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے گر پڑے۔ ان میں سے ایک پانی کے اندر گرا اور وہ لوتھڑا بن گیا جس کے ذریعے بیماریوں سے شفا طلب کی جاتی۔ دوسرا کیڑا خشکی میں گرا جس نے شہد کی مکھی کی صورت اختیار کر لی جس سے شہد نکلتا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے شفا رکھی۔

راحت کا دور شروع:

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی بارگاہ میں حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام جنت سے دو انار لے کر حاضر ہوئے آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کیا میرے رب نے میرا ذکر فرمایا ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی ہاں اور ساتھ ہی بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور اس نے ان دونوں اناروں کو کھانے کا حکم فرمایا ہے جب آپ ان کو تناول فرمائیں گے تو اس سے آپ کا گوشت اور ہڈیاں درست ہو جائیں گی جب آپ دونوں انار کھا چکے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کھڑے ہو جائیں۔

(وقال ارکض برجلک) ''اور عرض کی کہ آپ اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائیں''۔

جب آپ نے اپنا دایاں پاؤں زمین پر مارا تو اس سے گرم پانی نکلا۔ جس سے آپ نے غسل فرمایا پھر بائیں پاؤں سے آپ نے ٹھوکر لگائی اس سے ٹھنڈا چشمہ جاری ہو گیا آپ نے اس میں سے پیا۔ اس چشمہ سے پانی پینے کی دیر تھی کہ آپ کی ظاہری اور باطنی تمام تکلیفیں دور ہو گئیں اچانک آپ کا جسم مبارک پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت بن گیا

آپ کا چہرہ مبارک چاند سے بھی زیادہ روشن ہو گیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(فاستجبنا له فكشفنا مابه من ضرو آتيناه اهله و مثلهم معهم رحمة من عندنا وذكرى للعبدين)

''پس ہم نے ان کی دعا کو قبول فرمایا ان سے تمام تکالیف کو دور کر دیا ہم نے ان کو اولاد عطا فرمائی اس کی مثل اور ان کو اپنی طرف سے رحمت عطا کی جو عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے''۔

مقاتل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو زندہ کر دیا اور ان کی مثل ان کو رزق عطا فرمایا۔

ضحاک کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں ان کو اٹھاؤں؟

حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ ان کو جنت میں رہنے دے۔ اس قول کی بناء پر اللہ تعالیٰ ان کے اہل کو انہیں آخرت میں عطا کرے گا اور انہی کی مثل آپ کو دنیا میں بھی عطا فرمائے۔ بایں طور کہ اس طرح آپ کی اولاد ہوئی یہ رب ذوالجلال کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے نعمت تھی اور عبادت گزاروں کے لئے نصیحت ہے تاکہ وہ اس سے جان لیں کہ سب سے زیادہ مصائب انبیاء پر آئے۔ پھر اولیاء پر پھر ان کی مثل پھر ان کی مثل لوگوں پر ان کے ساتھ اس طرح کیا گیا جس طرح کہ انہوں نے کہا اور ان کو صبر کرنے کا اجر دیا گیا جس طرح کہ انہوں نے صبر کیا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا راستہ محنت کا راستہ ہے۔ جو عطیات کے راستہ کی بانسبت زیادہ قریب کرنے والا ہے۔

دوست کو پہچاننے کا انوکھا انداز:

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ دارالشفاء میں محبوس تھے ان کے پاس ان کے دوستوں کی جماعت زیارت کرنے کے لئے آئی اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے محبت کرنے والے ہیں اور آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی طرف پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ جب آپ نے سنگ باری کی تو وہ سارے کے

سارے بھاگ گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں میرے ساتھ محبت ہوتی تو تم میری طرف سے پہنچنے والی مصیبت پر صبر کرتے۔

صابر کا مقام:

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(صبر ساعة علی المصيبة خير من عبادة سنة)

''مصیبت پر ایک گھڑی کے لئے صبر کرنا ایک سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے''۔

یہی وجہ ہے بزرگان دین نے فرمایا صبر کرنے والا شکر کرنے والے سے افضل ہے اس لئے کہ شکر کرنے والا زیادتی کا حقدار ہوتا ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(لئن شكرتم لازيدنكم)

''اگر تم شکر کرو تو تحقیق میں نعمتوں میں اور اضافہ فرما دوں گا''۔

اور جو صبر کرنے والا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ان اللہ مع الصابرين) ''بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

حضرت محمد بن مسلمہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لاخير لعبد لايذهب ماله ولايسقم جسمه ان اللہ تعالیٰ اذا احب عبداً ابتلاه واذا ابتلاه صبر)

کسی بندے کے لئے خیر نہیں کہ نہ ہی اس کا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ ہو اور نہ ہی اس کے جسم کو کوئی تکلیف ہو بے شک جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اور جب اسے مبتلا کرتا ہے تو اسے صبر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔(کذافی زبدۃ الناصحین)

صبر کی اقسام:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الصبر ثلاثة) ''صبر کی تین قسمیں ہیں۔یعنی اس کے مُتَعَلَّق کے اعتبار سے''۔

(فصبر على المعصية) ''مصیبت میں صبر کرنا''۔

یہاں تک کہ اس کی وجہ سے ناراضگی نہ حاصل کر لے۔

(صبر علی الطاعة) "اطاعت پر صبر کرنا"

اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کو ادا کرے۔

(صبر عن المعصية) "معصیت سے صبر کرنا"۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ کے کام میں مبتلا نہ ہو۔

جس شخص نے معصیت پر صبر کیا یعنی ہلاک کرنے والی چیزوں پر اس طرح کہ ان کو اپنے اچھے عزائم کے ساتھ ٹال دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے لکھ دیتا ہے یعنی اس کا اندازہ یا اس کا اجر لوح محفوظ میں اور صحائف میں لکھنے کا حکم دیتا ہے اور اس کے لئے تین سو درجات ہوں گے یعنی اسے جنت میں بلند ترین درجات نصیب ہوں گے ان میں سے دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا۔ جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان کا فاصلہ ہے۔

جس شخص نے طاعت پر صبر کیا یعنی اطاعت کو بجا لایا تکلیف کی مشقتوں کو برداشت کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو چھ سو درجات عطا فرمائے گا دو درجوں کے درمیان اس طرح فاصلہ ہو گا جس طرح کہ اوپر والی زمین سے لے کر ساتویں زمین تک کا فاصلہ ہے۔

جس شخص نے گناہوں پر صبر کیا یعنی ان کو ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کو نو سو درجات عطا فرمائے گا ان دو درجوں کے درمیان ایسے طرح فاصلہ ہو گا۔ جس طرح کہ زمین کی اوپر والی حد سے لے کر عرش کی آخری حد تک کا فاصلہ ہے اور یہ اعلیٰ ترین مخلوق کے مراتب ہوں گے۔

محرمات سے صبر کرنا یہ نفس کی مخالفت کی مشکلات کا اعلیٰ مرتبہ ہے طبیعت جس چیز کو پسند نہ کرتی ہو اسے اس کا عادی بنانا ہے۔

اس سے کم درجے کا صبر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر صبر کرنا یعنی ان کو ادا کرنا۔ اس لئے کہ ان میں سے اکثر فضیلت والے نفس کو پسند ہوتے ہیں۔

اس سے کم درجے کا صبر۔ مکروہ بات پر صبر کرنا اس لئے کہ یہ صبر نیک اور فاجر ہر کوئی بجا لاتا ہے چاہے وہ اختیاراً ہو یا اضطراراً۔ (کذا فی التیسیر شرح جامع الصغیر)

حظیرۃ القدس میں کون ہوں گے:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ

کہا قسم بخدا اس مسلمان کو جو تکلیف ہوئی ہے اگر وہ اس پر صبر کرے تو اسے کوئی ضرر نہ ہو گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخ میں کافر کا ٹھکانہ بھی دکھایا فرشتے نے کہا قسم بخدا کافر کو دنیا میں جو کچھ بھی ملا ہے جب وہ اس مقام پر پہنچے گا تو اسے وہ کوئی بھی نفع نہ دے گا۔

(مثنوی شریف - از مولانا روم)

جلسہ نمبر ۵۱

دوزخ کا بیان

وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتی اذا جاء وھا فتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم ایت ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ھذا قالوا بلٰی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین قیل ادخلوا ابواب جھنم خلدین فیھا فبئس مثوی المتکبرین

ترجمہ : ” اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے یہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے تھے کہیں گے کیوں نہیں مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اترا فرمایا جائے گا جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانہ متکبروں کا“۔

(سورۃ الزمر آیت ۸۰تا ۸۲)

دوزخ کا بیان

آیت کی تفسیر:

(وسیق الذین کفروا الی جهنم زمرا)

''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا''۔

مختلف گروہ بنا کر ان کو لے جایا جائے گا ان میں سے بعض بعض کے قدموں پر چلیں گے گمراہی اور شرارت میں ان کے اقدام جدا جدا ہونے کی وجہ سے۔

(زمراً۔ زمرۃ) کی جمع ہے اس کا لغوی معنی آواز ہے جب لوگوں کی جماعت اکٹھی ہو تو ان میں آواز موجود ہوتی ہے۔

یا یہ کلمہ عرب کے قول (شاۃ زمرۃ قلیلۃ الشعر و اجل زمر قلیل المروۃ) سے ماخوذ ہے۔

(حتی اذا جاء وھا فتحت ابوابھا)

''جب دوزخی جہنم تک پہنچ جائیں گے تو جہنم کے دروازوں کو کھول دیا جائے گا''۔

دوزخ کے دروازوں کو اس لئے کھولا جائے گا تاکہ جہنمی اس میں داخل ہو جائیں۔

حتی کہ بعد اس جملہ کو ذکر کیا گیا جس کی حکایت بیان کی گئی۔

(و قال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ھذا)

''(ان کو جھڑکتے ہوئے) دوزخ کا داروغہ کہے گا کہ کیا تمہاری جنس میں سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے کہ وہ تمہارے رب کی آیات کو پڑھتے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے''۔

تو یہ ان کے جہنم میں داخل ہونے کا وقت ہوگا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شریعت کے آنے سے پہلے کسی کو تکلیف نہیں دی جائے گی کیونکہ اس داروغہ نے رسولوں کے آنے اور کتابوں کی تبلیغ کے ذریعے ان کو جھڑکا اور اس چیز کو اس کا سبب قرار دیا۔

(قالوا بلى ولكن حقت كلمة العذاب على الكافرين)
''وہ دوزخی لوگ کہیں کیوں نہیں (یعنی رسول آئے تھے اور کتابیں بھی لائے) لیکن عذاب کفار کے لئے ثابت ہو چکا تھا''۔

اللہ تعالیٰ کا عذاب وہ کہیں گے کہ ہمارے لئے ثابت تھا یہ ان پر بدبختی کا حکم ہے کہ وہ دوزخی ہی ہیں اسم ظاہر کی جگہ یہاں پر ضمیر کو ذکر کیا گیا تاکہ اختصاص حاصل ہو جائے کہ یہ عذاب صرف کفار کے لئے ہے اور وہ ظاہر کلمہ کیا ہے علماء فرماتے ہیں۔ رب ذوالجلال کا یہ فرمان ہے۔

(لا ملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين)
''تحقیق میں دوزخ کو تمام جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا''۔

(قيل ادخلوا ابواب جهنم خالدين فيها فبئس مثوى المتكبرين) ''ان سے کہا جائے گا کہ تم جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو تکبر کرنے والوں کے لئے کیا ہی برا ٹھکانہ ہے''۔

المتکبرین پر الف لام جنس کا ہے۔ مخصوص بالذم محذوف ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور اس کا اس بات پر علامت ہونا حق سے تکبر کرنے کی وجہ سے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کلمہ عذاب ان کے لئے ثابت ہو چکا تھا۔ کیونکہ کفار کا تکبر کرنا اور ان کے تمام برے کام اس چیز کا سبب تھے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان الله اذا خلق العبد للجنة استعمله بعمل اهل الجنة حتى يموت على عمل من اعمال اهل الجنة فيدخل به الجنة.)

(واذا خلق العبد للنار استعمله بعمل اهل النار حتى يموت على عمل من اعمال اهل النار فيدخل به النار)

بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اسے جنتیوں جیسے کام کرنے کی توفیق مل جاتی ہے چنانچہ وہ اہل جنت کے اعمال میں سے کسی ایک عمل پر فوت ہو جاتا ہے اور وہ شخص جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوزخ کے لئے پیدا کرتا ہے تو اس سے دوزخیوں جیسے کام ہی ہوتے رہتے ہیں چنانچہ جہنمیوں کے اعمال میں سے کسی ایک عمل پر اسے موت آ

جاتی ہے اور وہ بدنصیب انسان دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

عجیب وغریب فرشتہ:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلی علی تعظیما جعل اللہ تعالیٰ من تلک الکلمة ملکا له جناحان جناح بالمشرق و جناح بالمغرب ورجلاہ تحت الارض وعنقه ملتوية تحت العرش يقول اللہ تعالیٰ له صل علی عبدی كما صلى على النبی صلی اللہ علیه وسلم فیصلی علیه الی یوم القیامة)

جو شخص مجھ پر میری عظمت کے پیش نظر درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکات سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے اس فرشتہ کے دو پر ہیں۔ ایک اس کا پر مشرق میں جب کہ اس کا دوسرا پر مغرب میں ہے اور اس کے دونوں پاؤں زمین کے نیچے ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ٹکرا رہی ہے اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے فرماتا ہے کہ تو میرے اس بندے پر درود پڑھ جس طرح کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے دن تک وہ فرشتہ اس بندے پر درود شریف پڑھتا رہے گا۔

دوزخیوں کی کیا حالت ہو گی:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جہنم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی ان کے منہ پر مہر لگی ہو گی۔

جب دوزخ کے دروازے پر پہنچیں گے تو دوزخ کا داروغہ ان کا زنجیروں اور طوقوں سمیت استقبال کرے گا وہ طوق ان کے منہ پر رکھے جائیں گے اور وہ ان کے پیچھے سے نکل جائیں گے۔ ان کے دائیں ہاتھوں کو ان کی گردنوں پر باندھ دیا جائے گا اور ان کے بائیں ہاتھ ان کے سینوں میں داخل کر دیئے جائیں گے اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ان کو کھینچا جائے گا اور انہیں بیڑیوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا اس بیڑی میں ہر کافر کے ساتھ اس کا شیطان ساتھی باندھ دیا جائے گا اور اسے سامنے کی طرف کھینچا جائے گا۔ فرشتے ان کو لوہے کے گرزوں کے ساتھ ماریں گے جب بھی وہ باہر نکلنے کا ارادہ کریں

گے تو انہیں دوزخ میں واپس لوٹا دیا جائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها ٥ قیل لهم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم به تکذبون)

"جب وہ جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو انہیں واپس لوٹا دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم دوزخ کے عذاب کو چکھو۔ جس عذاب دوزخ کا تم انکار کیا کرتے تھے"۔ (دقائق الاخبار)

مسلسل رونا:

حضرت ابو یزید رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ہمیشہ روتے رہتے تھے اور آپ کے آنسو بندھی نہیں ہوتے تھے جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو حضرت ابو یزید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ان اللہ تعالیٰ لو اوعدنی ان اذنبت حبسنی فی الحمام ابداً لکان حقا علی ان لا تنقطع دموع عینی فکیف و قد اوعدنی ان یحبسنی فی النار التی قد او قد علیها ثلاثة آلاف سنة)

بے شک اللہ تعالیٰ اگر مجھ سے وعدہ فرماتا کہ اگر میں گناہ کروں تو وہ مجھ کو ہمیشہ کے لئے حمام میں بند کر دے گا تو مجھ پر یہ حق بنتا ہے کہ میرے آنسو بالکل نہ رکیں تو کیسے میرے آنسو رک سکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے دوزخ میں قید رکھے گا۔ وہ دوزخ کہ جس کی آگ کو تین برس تک جلایا گیا۔ (مشکوۃ)

دوزخ کیسی ہے:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أتانی جبرائیل علیه السلام فقلت یا جبرائیل صف لی جهنم قال : ان اللہ خلق النار فاوقدها الف عام حتی احمرت ثم اوقدها الف عام حتی ابیضت ثم اوقدها الف عام حتی اسودت فهی سوداء کاللیل المظلم لا یسکن لهبها ولایطفأ جمرها)

میرے پاس حضور سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے میں نے ان سے کہا کہ آپ

مجھے بتائیں کہ جہنم کیسی ہے؟ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا بے شک اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا فرمایا اور اسے ایک ہزار سال تک جلایا یہاں تک کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا پھر اسے ایک ہزار سال تک مزید بھڑکایا تو اس کا رنگ سفید ہو گیا پھر اسے مزید ایک سال کے لئے بھڑکایا تو اس کا رنگ انتہائی سیاہ ہو گیا۔

اب وہ جہنم تاریک رات کی طرح انتہائی سیاہ ہے نہ تو اس کی لپٹ ختم ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے انگارے بجھتے ہیں۔

دنیا کی آگ:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو دوزخ کے داروغہ مالک کی طرف آگ لینے کے لئے بھیجا تاکہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کھانا پکا سکیں۔

مالک داروغہ دوزخ نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام آپ کو کتنی آگ درکار ہے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ صرف ایک کھجور کی مقدار آگ چاہئے۔

مالک نے کہا کہ اے جبرائیل علیہ السلام اگر میں اتنی مقدار تجھے آگ دے دوں تو اس کی گرمی سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمین پگھل جائیں گی۔

مالک نے پھر پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام کتنی مقدار میں آپ کو آگ چاہئے؟ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ نصف کھجور کی مقدار آگ دے دیں۔ مالک نے کہا کہ اگر میں آپ کو نصف کھجور کے برابر آگ دے دوں تو نہ آسمان سے ایک قطرہ پانی اترے گا اور نہ ہی زمین سے کوئی سبزہ اگے گا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ میں کتنی آگ لے کر آؤں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام صرف ایک ذرہ کے برابر آگ لے لو۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے ایک ذرہ کے برابر آگ لی اور اسے ستر نہروں میں ستر بار دھویا پھر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس آگ کو ایک بلند پہاڑ پر رکھا اس آگ کے ذرہ کو رکھنے کی دیر تھی کہ سارا پہاڑ جل گیا اور آگ اپنے مقام کی طرف لوٹ گئی اور اس کا دھواں پتھروں اور لوہے میں آج تک موجود ہے یہ دنیا کی

آگ اس ذرہ کے دھواں میں سے ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الالباب) ”اے عقل والو عبرت حاصل کرو۔

پانچویں مرتبہ جواب نہیں ملے گے:

حضرت محمد بن کعب فرماتے ہیں۔ دوزخی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف سے پانچ مرتبہ بلائے جائیں گے جن میں سے چار دفعہ جواب ملے گا لیکن جب وہ پانچویں مرتبہ پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا دوزخی عرض کریں گے۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین فاعترفنا بذنوبنا فھل الی خروج من سبیل)

کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا اب ہم اپنے گناہوں پر حقر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ نہیں۔ (المومن ۱۱)

اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرمائے گا۔

(ذلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفر تم وان یشرک بہ تومنوا فالحکم للہ العلی الکبیر)

یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے تو حکم اللہ کے لئے ہے۔ جو سب سے بلند اور بڑا۔ (المومن ۱۲)

پھر وہ عرض کریں گے۔

(ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون)

اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آ گیا۔ (السجدۃ ۱۲)

اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔

(اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال)

تو کیا پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔ (ابراہیم ۴۴)

پھر وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔

(ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل)

اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔(فاطر ۳۷)

اللہ تعالیٰ ان سے جواباً ارشاد فرمائے گا۔

(اولم نعمر کم مایتذ کرفیہ من تذکر وجاء کم النذیر؟ فذوقوا فما للظلمین من نصیر)

اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔(فاطر: ۳۷)

پھر دوزخی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔

(ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین. ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون)

اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔

(المومنون: ۱۰۶-۱۰۷)

اللہ تعالیٰ انہیں اپنے اس فرمان کے ساتھ جواب دے گا۔

(اخسئوا فیہا ولا تکلمون)

دھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔(المومنون ۱۰۸)

اس کے بعد ان کے ساتھ کبھی بھی کلام نہیں کیا جائے گا اور یہ عذاب کی سختی کی انتہا ہو گی۔

جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(لا یذوقون فیہا بردا ولا شرابا الا حمیما و غساقا)

اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ۔(النباء ۲۴'۲۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لو ان دلواً من ذلک الغساق القی علی الدنیا لاحرق اھل الدنیا کلھا)

اگر دوزخیوں کے جلتے ہوئے پیپ میں سے ایک ڈول دنیا پر گرا دیا جائے تو یقیناً تمام دنیا والے جل جائیں۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا۔

(کلما نضجت جلو دھم بدلنا ھم جلو داغیرھا لیذوقوا العذاب)

جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔(النساء:۵۶)

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تاکلھم النار کل یوم سبعین الف مرۃ و کلما اکلتھم قیل لھم عودو افیعو دون کما کانوا ولا یموتون فیھا)

ان دوزخیوں کو ہر روز ستر ہزار مرتبہ آگ کھائے گی جب آگ ان کو کھا لے گی تو ان سے کہا جائے گا پہلے والی حالت پر دوبارہ لوٹ آؤ پس وہ جس طرح پہلے تھے اس طرح بن جائیں گے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان پر موت طاری نہ ہوگی۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت)

اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔(ابراہیم ۱۷) (مشکوۃ الانوار)

جہنم کو لانے کا منظر:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جہنم کو ساتویں زمینوں کے نیچے سے لایا جائے گا اور اس کے اردگرد فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہوں گی۔ ہر صف ستر ہزار مرتبہ آدمیوں اور جنوں سے بڑی ہوگی وہ جہنم کو اس کی لگاموں سے کھینچیں گے۔ جہنم کے چار پائے ہوں گے ہر دو پائے کے درمیان لاکھ لاکھ برس کی مسافت ہوگی جہنم کے تیس ہزار سر ہوں گے ہر سر میں تیس ہزار منہ ہوں گے اور ہر منہ میں تیس ہزار داڑھیں ہوں گی ہر ایک داڑھ تیس ہزار احد پہاڑ جیسی ہوگی۔ ہر منہ میں دو لب ہوں گے ان میں سے ہر ایک لب دنیا کے طبقوں کی مثل ہے ہر ایک لب میں لوہے کی ایک زنجیر ہے اور ہر زنجیر میں ستر ہزار حلقہ ہیں۔ ہر ایک حلقہ کو متعدد فرشتوں نے تھام رکھا ہوگا پس جہنم کو عرش کے بائیں جانب سے لایا جائے گا۔(دقائق الاخبار)

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اذا کان یوم القیامۃ یقول الکفار (ربنا ارنا اللذین اضلانا من الجن

والانس نجعلهما تحت اقدا منا لیکونا من الاسفلین)

جب قیامت کا دن ہو گا تو کفار عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب ہمیں وہ دونوں (بدبخت) دکھا۔ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا وہ جن ہو اور انسان ہم ان دونوں کو اپنے قدموں کے نیچے روند دیں تا کہ وہ انتہائی نچلے طبقہ میں سے ہو جائیں۔

شیطان کی ذلت و رسوائی :

مقاتل نے کہا کہ دوزخ میں ابلیس کے لئے منبر رکھا جائے گا تو وہ اس پر چڑھ جائے گا اس کے اردگرد کفار اور شیطان کے متبعین جمع ہو جائیں گے وہ کہیں گے اے ملعون تو نے ہمیں حق کے راستے سے گمراہ کیا۔

(وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولو موا انفسکم)۔

اور شیطان کہے گا جب ہو چکے گا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا۔ وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا۔ مگر یہ کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو۔

نیز شیطان کہے گا میں تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں لایا تھا اور نہ ہی تم نے مجھے دیکھا تھا اس لئے (فلاتلومونی ولوموا انفسکم)

''پس تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ تم اپنے آپ کو ملامت کرو''۔ (ابراہیم ۲۲)

(درۃ الواعظین)

جہنم کا دردناک عذاب :

بیان کیا جاتا ہے کہ دوزخی ہزار سال تک جزع فزع کریں گے پھر کہیں گے ہم جب دنیا میں صبر کرتے تو ہمیں کشادگی نصیب ہو جاتی چنانچہ وہ ایک ہزار سال تک صبر کریں گے لیکن ان کے عذاب میں تخفیف نہیں ہو گی۔

پس وہ کہیں گے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(سواء علینا اجزعنا ام صبرنا مالنا من محیص)

''ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں''۔

(ابراہیم ۲۱)

اس کے بعد دوزخی مالک داروغہ دوزخ اور اس کے نگہبان کو بلائیں گے آہ وزاری کریں گے چیخ و پکار کریں گے اے مالک! ہم پر وعید ثابت ہو چکی ہم پر سخت تخن ہو چکا ہے ہمارے چمڑے پگھل چکے ہیں اگر تو ہمیں یہاں سے نکال دے تو ہم گناہ کا کام ہرگز نہیں کریں گے۔

جہنم کا داروغہ مالک اور اس کا نگہبان کہے گا۔

(اولم تک تاتیکم رسلکم بالبینات قالوا بلی)

''کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لاتے تھے بولے کیوں نہیں''۔

(مؤمن ۵۰)

پس انہیں کہا جائے گا۔

(فادعوا وما دعاء الکافرین الا فی ضلال)

''تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو''۔ (المومن ۵۸)

چنانچہ وہ دوزخی کہیں گے۔

(ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین)

''کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے''۔

(المومنون ۱۰۶)

جتنا عرصہ وہ دوزخی دنیا میں رہے اس کی دہری مدت گزارنے جتنا عرصہ ان کو جواب نہیں ملے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے اس فرمان کے ساتھ رد فرمائے گا۔

(قال اخسؤا فیھا ولا تکلمون)

''رب فرمائے گا دھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو''۔

(المومنون ۱۰۸)

جہنمیوں کی مایوسی:

جب انہیں بارگاہ خداوندی سے جواب نہیں ملے گا تو وہ مایوس ہو جائیں گے دوزخ سے نکلنے سے مایوس ہونے پر وہ اللہ تعالیٰ سے ہزار برس تک بارش طلب کریں گے عرض کریں گے اے ہمارے رب تو ہم پر بارش برسا۔

جب بارش طلب کریں گے تو ان کے سامنے سرخ رنگ کا بادل ظاہر ہو گا پس وہ گمان کریں گے کہ ابھی ان پر بارش برسائی جائے گی۔

ان پر خچروں جیسے بچھوؤں کی بارش برسے گی جب ان بچھوؤں میں سے کوئی ان کو کاٹے گا تو سو سال تک اس کا درد ختم نہ ہو گا پھر وہ ہزار سال تک اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں بارش کے لئے سوال کریں گے تو ایک سیاہ رنگ کا بادل ظاہر ہو گا وہ کہیں گے کہ اس بادل سے بارش برسے گی۔ بختی اونٹ کی گردن کی طرح ان پر سانپ برسیں گے جس دوزخی کو وہ سانپ پکڑیں گے تو ہزار سال تک ان کا درد ختم نہیں ہو گا یہ اللہ تعالٰی کے اس فرمان کا مطلب ہے۔

(زدنٰھم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون)

''ہم نے عذاب پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا''۔ (النحل ۸۸) (مشکوۃ الانوار)

دوزخ کے سات طبقات:

بعض اہل علم نے بیان فرمایا کہ دوزخ کے سات طبقات ہیں۔

۱۔ ان میں سے پہلا ''سعیر'' ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(فسحقا لا صحاب السعیر) ''تو پھٹکار ہو دوزخیوں کو''۔ (الملک ۱۱)

جہنم کے اس طبقہ میں جھوٹے لوگ ہوں گے۔

ہم دوزخ کے اس طبقہ اور اس کے باقی طبقات سے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگتے ہیں۔

۲۔ دوزخ کا دوسرا طبقہ ''لظی'' ہے جو زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے بنایا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

(کلا انھا لظی o نزاعۃ للشوی) (المعارج: ۱۵-۱۶)

''ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی''۔

۳۔ ان طبقات میں سے تیسرا ''سقر'' ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(عن المجرمین o ما سلککم فی سقرہ قالوا لم نک من المصلین o ولم نک نطعم المسکین o)

''مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے''۔

شریعت کے امور میں سے افضل ترین امر نماز ہے۔

۴- دوزخ کے چوتھے طبقہ کا نام ''جحیم'' ہے جیسا کہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

(فا ما من طغیo و آثر الحیوۃ الدنیاo فان الجحیم ھی الماوٰی) ''تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے''۔

(النازعات ۳۷'۳۹)

جہنم کا یہ طبقہ اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۵- دوزخ کے پانچویں طبقہ کو ''جہنم'' کہتے ہیں جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا:

(وان جھنم لموعد ھم اجمعین) ''اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے''۔

(الحجر ۴۳)

۶- دوزخ کے چھٹے طبقہ کا نام ''ھاویہ'' ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(فامه ھاویهo وما ادرک ماھیہ o نار حامیةo)

''وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی''۔

۷- جہنم کے ساتویں طبقہ کو ''الحطمۃ'' کہتے ہیں جس کو چغل خوروں کے لئے بنایا گیا ہے جیسا کہ کتاب اللہ میں مذکور ہے۔

(کلا لینبذن فی الحطمة)

''ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا''۔ (اعرجیہ)

ہیبت ناک آواز:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

(کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعنا صوتا مع الھیبة والشرۃ فقال علیه الصلوٰۃ والسلام : أتدرون ماھذا؟ قلنا اللہ ورسوله اعلم)

(قال ھذا حجر ارسل فی جھنم منذسبعین عاما. والآن انتھی الی قعرھا)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اس دوران ہم نے شدت اور ہیبت والی آواز کو سنا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس آواز کو جانتے ہو؟ صحابہ کرام فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ ستر سال سے دوزخ میں ایک پتھر کو گرایا جا رہا تھا جو ابھی اپنی جگہ پر پہنچا ہے۔

دوزخیوں کی بھوک:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یلقی علی اھل النار الجوع. فیعدل الم الجوع ما فیھا من العذاب فیستغیثون بالطعام فیطعمون الزقوم کما قال اللہ تعالیٰ (ان شجرت الزقوم ٥ طعام الاثیم ٥ کا المھل یغلی فی البطون ٥ کغلی الحمیم٥) وکذا قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما)

دوزخیوں کو ایسی بھوک لگے گی کہ اس بھوک کی شدت عذاب کی شدت کے برابر ہو گی دوزخی کھانا طلب کریں گے تو ان کو زقوم کھلایا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بے شک تھوہر کا پیڑ۔ گنہگاروں کی خوراک ہے گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارے" اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس طرح فرمایا۔ (الدخان ۴۳'۴۴)

زبانیہ فرشتہ کی طاقت:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ زبانیہ فرشتے میں سے ہر ایک' ایک ہی دفعہ چالیس ہزار دوزخیوں کو جہنم کی طرف دھکیلے گا۔

زبانیہ ایسے فرشتے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے نرمی اور مہربانی کو ہرگز پیدا نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں ان فرشتوں کے ہاتھوں سے اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل محفوظ فرمائے۔ (آمین)

کفار کے عذاب میں تجدد:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کفار کے عذاب کے تجدد میں اللہ

تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:
(بدلنا هم جلود اغیرها) ''ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے''۔
(النساء ۵۶)
آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے سفید چمڑے کو قراطیس کی طرح بدل دیں گے۔
ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیت (کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلوداً غیرها)
''جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے''۔ پڑھی گئی (النساء ۵۶)
حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک گھڑی میں ان کی کھالوں کو سو مرتبہ تبدیل کیا جائے گا۔
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔
حضرت حسن سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ جلایا جائے گا جب ان کے چمڑے پک جائیں گے اور ان کے گوشت کو کھا لیا جائے گا تو انہیں کہا جائے گا کہ پہلے والی حالت پر ہو جاؤ۔ تو وہ پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔ (کذافی الدر المنثور)

دوزخی کی داڑھ:

امام مسلم نے ایک روایت ذکر کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(ضرس الکافر کجبل احد و غلظ جلده مسیرة ثلاثة ایام)
کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کے چمڑے کی موٹائی تین روز کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (کذافی اللباب)

جلسہ نمبر ۵۲

جنت کا بیان

وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراً حتی اذا جاء وھا وفتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا سلام علیکم طبتم فادخلوھا خلدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین ٥

ترجمہ: ''اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچے گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا''۔ (سورۃ الزمر آیت ۷۳،۷۴)

جنت کا بیان

آیت کی تفسیر:

(وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا)

''اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی''۔

عزت وکرامت کے گھر کی طرف ان کو جلدی لے جایا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کو سوار کر کے لے جائیں گے کیونکہ وہ سوار ہو کر ہی جنت کی طرف پہنچیں گے۔

طبقات کی رفعت اور بزرگی کے لحاظ سے ان کے مراتب مختلف ہوں گے۔

(حتی اذا جاء وھا و فتحت ابوابھا)

''یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے''۔

اہل جنت کی اس وقت جو عزت وتکریم کی جائے گی وہ بیان نہیں ہو سکتی جنتیوں کے آنے سے پہلے بہشت کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہوں گے اس حال میں کہ وہ انتظار میں ہوں گے۔

(وقال لھم خزنتھا سلم علیکم طبتم فادخلوھا خالدین)

''اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر' تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے''۔

رضوان جنت کی طرف سے ان کو یہ خوشخبری ملے گی کہ آج کے بعد تمہیں ناپسندیدہ چیز سے پالا نہیں پڑے گا۔ خوش ہو جاؤ کہ تم گناہوں کی میل کچیل سے پاک صاف ہو چکے ہو اب جنت میں ہمیشہ رہنا یہ تمہارا مقدر ہے۔ جنتیوں کے خوش ہونے کا سبب ان کا جنت میں داخل ہونا اور اس میں ہمیشہ رہنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے معاف کر دینے کی وجہ سے گنہگاروں کو جنت میں داخل ہونے سے روکنے والا کوئی نہیں ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں ماضی کی تمام آلائشوں سے صاف ستھرا فرما دے گا۔

(وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ

حیث نشاء فنعم اجر العاملین)

''اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں۔ جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا''۔

جنتی لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور ثواب کے حاصل کرنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں گے۔

زمین کی وراثت سے مجازاً وہ مکانات مراد ہوں گے جو انہیں دنیاوی زندگی میں رہنے کے لئے ملے تھے۔

اس کی وراثت سے مراد اس کی ملکیت ہے جو ان کے اعمال کے سبب سے ان کو ملے گی۔

ایک اس کا مطلب مفسرین نے یہ ذکر فرمایا زمین میں تصرف کی قدرت ان کو اس طرح عطا ہوگی۔ جس طرح ایک وارث آدمی کو ملنے والی وراثت میں اسے قدرت حاصل ہوتی ہے۔ جنت میں اتنے وسیع مقامات ہیں کہ جن میں داخل ہونے سے ان کو منع نہیں کیا جائے گا بلکہ جہاں بھی وہ ٹھکانہ بنانا چاہیں گے ان کو اجازت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامیاب لوگوں کو جنت کا ملنا یہ عمل کرنے والوں کی بہترین جزاء ہے۔ (قاضی بیضاوی)

بہت بڑا اجر:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلی علی فی کل جمعة مائة مرة غفر اللہ ذنوبه ولو کانت مثل زبد البحر)

''جو شخص ہر جمعہ کے دن میری ذات پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(زبدۃ الواعظین)

جنت کا راستہ کون بھول گیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

(من نسی الصلوٰة علی نسی طریق الجنة)

''جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا۔ وہ جنت کا راستہ بھول گیا''۔

جنت کے آٹھ دروازے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن کو سونے اور جواہرات کے ساتھ مزین کیا گیا۔

پہلا دروازہ: جنت کے پہلے دروازے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے یہ انبیاء' رسل' شہداء اور سخیوں کا دروازہ ہے اس دروازے سے یہ لوگ داخل ہوں گے۔

دوسرا دروازہ: دوسرا دروازہ ان نمازیوں کے لئے ہے جو اپنی نمازوں اور وضو کو مکمل کرتے ہیں۔

تیسرا دروازہ: تیسرا دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

چوتھا دروازہ: جنت کا چوتھا دروازہ ان خوش نصیب لوگوں کے لئے ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

پانچواں دروازہ: پانچواں دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا قلع قمع کرنے والے ہیں۔

چھٹا دروازہ: جنت کے چھٹے دروازے سے وہ لوگ داخل ہوں گے جو حج اور عمرہ ادا کرنے والے ہیں۔

ساتواں دروازہ: جنت کے ساتویں دروازے سے مجاہدین جنت میں داخل ہوں گے۔

آٹھواں دروازہ: جنت کا آٹھواں دروازہ ان کامیاب لوگوں کے لئے ہو گا جو حرام کی طرف دیکھنے سے اپنی نظروں کو بچانے والے۔ نیکی کا کام کرنے والے' والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے صلہ رحمی کرنے والے اور ان کے علاوہ جتنے نیکی کے کام ہیں ان کو بجالانے والے ہیں۔ (دقائق الاخبار)

آٹھ جنتیں: صاحب دقائق الاخبار نے نقل کیا بہشت آٹھ ہیں۔

۱- (دارالجلال وھی من اللؤلؤ الابیض) ''دارالجلال جو کہ انتہائی سفید موتیوں سے

بنا ہوا ہے''۔

۲- (دار السلام وهی من اليا قوت الاحمر) ''دار السلام جس کو یا قوت احمر سے تعمیر کیا گیا ہے''۔

۳- (دار القرار وهی من الذهب الاحمر) ''دار القرار جو سرخ سونے سے بنا ہوا ہے''۔

۴- (جنة المأوی وهی من الزبر جد الا خضر) ''جنت ماوٰی جو سبز زبرجد سے بنی ہوئی ہے۔

۵- (جنة الخلد وهی من المرجان الاصفر) ''جنت خلد جسے زرد مرجان سے بنایا گیا ہے''۔

۶- (جنة النعيم وهی من الفضة البيضاء) ''جنت نعیم جس کو سفید چاندی سے تیار کیا گیا ہے''۔

۷- (جنة الفردوس وهی لبنة من فضة ولبنة من ذهب ولبنة من يا قوت ولبنة من زبر جد و ملاطها المسک) ''جنت الفردوس کو اس طرہ مزین فرمایا گیا ہے کہ اس کی ایک اینٹ چاندی کی ایک سونے کی ایک یا قوت کی ایک زبر جد کی اور اس کا گارا کستوری کا ہے۔

۸- (جنة عدن وهی من درة بيضاء ومشرفة علی الجنان كلها ولها بابان من ذهب وما بينهما كما بين السماء والارض وبناء ها لبنة من ذهب ولبنة من فضة و ترابها العنبر و ملاطها المسک و فيها انهار تجری فی جميع الجنان و مصی الانهار من اللؤلؤ وماء ها ابرد من الثلج واحلی من العسل وفيها نهر الكوثر وهو نهر محمد صلی الله عليه وسلم و فيها نهر الكافور و نهر التسنيم و نهر الرحيق المختوم ونهر الماء ونهر اللبن و نهر العسل) ''جنت عدن کو اس طرح سجایا گیا ہے کہ وہ سفید موتیوں سے بنی ہوئی ہے اور تمام جنتوں سے بلند و بالا ہو گی اس جنت کے سونے کے دو دروازے ہیں۔ ان دو دروازوں کے درمیان کا فاصلہ اس قدر ہے جس طرح کہ زمین و آسمان کا درمیانی فاصلہ ہے۔اس کی عمارت میں ایک اینٹ سونے اور ایک چاندی کی لگی ہوئی ہے اس کی مٹی عنبر کی اور اس کا گارا کستوری کا ہے۔

جنت عدن میں نہریں ہیں جو تمام جنتوں میں جاری ہیں ان نہروں کے آس پاس کی دیواریں موتیوں کی بنی ہوئی ہیں۔ ان نہروں کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

جنت عدن میں ایک نہر کوثر ہے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہر ہے۔ نیز اس جنت میں نہر کافور نہر تسنیم' نہر رحیق مختوم' پانی کی نہر دودھ کی نہر اور شہد کی نہر ہے۔ (دقائق الاخبار)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار نہریں دیکھیں:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے آسمانوں کی طرف سیر کرائی گئی تو مجھ پر تمام جنتوں کو پیش کیا گیا اس میں میں نے چار نہریں دیکھیں۔ ۱- پانی کی نہر۔ ۲- دودھ کی نہر۔ ۳- شراب کی نہر۔ ۴- خالص شہد کی نہر۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

(مثل الجنة التي وعد المتقون فيها انهار من ماء غير آسن وانهار من لبن لم يتغير طعمه وانهار من خمرلذة للشربين وانهار من عسل مصفى)

''احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں۔ جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں۔ جس کے پینے میں لذت ہے اور ایسی شہد کی نہریں ہیں۔ جو صاف کیا گیا ہے''۔ (محمد: ۱۵)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں؟ اور کہاں جا رہی ہیں۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہریں حوض کوثر کی طرف جا رہی ہیں۔ لیکن مجھے اس بارے خبر نہیں کہ یہ کہاں سے آ رہی ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کریں کہ وہ آپ کو ان کے بارے میں بتائے اور دکھائے کہ یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں اپنے رب کریم کی بارگاہ میں دعا کی۔

چنانچہ ایک فرشتہ حاضر ہوا اس نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی آنکھیں بند فرمائیں حضور فرماتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں کو بند کیا۔

اس فرشتہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھوں کو کھولیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی آنکھوں کو کھولا تو اچانک میں ایک درخت کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اس درخت کے پاس میں نے سفید موتیوں کا ایک گنبد دیکھا۔ سبز یاقوت کا اس کا دروازہ تھا سرخ سونے کا اسے تالا لگا ہوا تھا۔ اگر ساری دنیا وما فیہا کو جمع کر کے اس گنبد کے اوپر رکھا جائے تو وہ ایسے معلوم ہو گا۔ جیسے پہاڑ کے اوپر ایک پرندہ بیٹھا ہوا ہو یا ایک انڈہ ہے جس کو اس کے اوپر گرا دیا گیا ہے۔

حضور فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ چاروں نہریں اس گنبد کے نیچے سے نکل رہی ہیں میں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ فرشتے نے عرض کیا کہ آپ اس میں داخل ہوں؟ حضور فرماتے ہیں میں نے فرمایا کہ میں اس میں کیسے داخل ہو سکتا ہوں۔ حالانکہ اس کے اوپر تالا لگا ہوا ہے۔؟

فرشتے نے کہا اس کی چابی آپ کے ہاتھ میں ہے حضور نے فرمایا وہ چابی کہاں ہے۔
فرشتے نے عرض کیا اس تالے کی چابی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بسم اللہ شریف پڑھی تالا کھل گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ چاروں نہریں اس گنبد کے چار ستونوں سے نکل رہی تھیں۔

آپ نے جب وہاں سے باہر نکلنے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے فرشتے نے عرض کیا۔

(یا محمد هل رأیت فقلت رأیت فقال انظر ثانیا فنظرت فاذاً علی ارکان القبة مکتوب بسم الله الرحمن الرحیم)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دیکھا حضور فرماتے ہیں۔ میں نے جواباً فرمایا ہاں! میں نے دیکھا فرشتے نے عرض کیا دوسری مرتبہ دیکھیں جب میں نے دوبارہ دیکھا۔ تو اس گنبد کے ستونوں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی۔

(فرایت نهر الماء یخرج من میم بسم الله ونهر اللبن من هاء الله ونهر الخمر من میم الرحمن و نهر العسل من میم الرحیم فعرفت ان ماخذ هذه الانهار من البسملة فقال الله تعالیٰ: یا محمد صلی الله

علیه وسلم من ذکرنی بهذه الاسماء من امتک فانی اسقیه من هذه الانهار)

میں نے دیکھا کہ پانی کی نہر بسم اللہ کی میم سے دودھ کی نہر لفظ اللہ کی ہاء سے شراب کی نہر رحمٰن کی میم سے شہد کی نہر رحیم کی میم سے نکل رہی ہے میں نے پہچان لیا کہ ان نہروں کا ماخذ بسم اللہ شریف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو مجھے میرے ان ناموں کے ساتھ یاد کرے۔تو میں اس خوش نصیب کو ان نہروں سے سیراب کروں گا۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اپنی خواہش پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو ترجیح دینا:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ اے جبرائیل علیہ السلام جاؤ دیکھو میں نے اپنے بندوں اور دوستوں کے لئے کیا چیز پیدا فرمائی ہے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے اور اس جنت کے اردگرد چکر لگایا۔ حورعین میں سے ایک دوشیزہ نے بعض محلات میں سے جھانکا اور حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھ کر اس نے تبسم کیا۔ اس کے دانتوں کی چمک کی وجہ سے جنت عدن روشن ہوگئی۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ اللہ رب العزت کا نور ہے۔ اس دوشیزہ نے آواز دی ! اے اللہ کے امین اپنے سر کو اوپر اٹھائیں۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنے سر کو اٹھایا اس کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

سبحان الذی خلقک	پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے پیدا کیا۔
فقالت الجارية يا امين الله أتدری لمن خلقت؟	اس دوشیزہ نے عرض کیا! اے اللہ کے امین آپ جانتے ہیں کہ مجھے کس کے لئے پیدا کیا گیا؟
فقال جبرائيل عليه السلام لمن خلقت؟	حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ کس کے لئے تو پیدا کی گئی ہے؟

فقالت خلقني الله تعالىٰ لمن آثر رضاء الله تعالىٰ علي هوى نفسه

اس دوشیزہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے لئے خوش بخت انسان کے لئے پیدا کیا ہے جو اپنی خواہشات نفس پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو ترجیح دے۔ (مکاشفۃ القلوب)

جنت کے درخت کیسے ہیں؟:

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کے درختوں کے بارے میں سوال کیا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی ان کے پتے نہیں گریں گے اور نہ ہی ان کے تازہ پھل ختم ہوں گے۔

جنت کے درختوں میں سے سب سے بڑا درخت ''طوبیٰ'' ہے جس کی بنیادیں موتیوں کی اس کا درمیان سرخ یاقوت کا اور اس کی چوٹی سونے کی ہے۔ اس درخت کی ٹہنیاں زبرجد کی اس کے پتے سندس کے اور اس پر سو ہزار ٹہنیاں ہیں اس کی آخری ٹہنی عرش کی ساق کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اس کی نچلی ٹہنی آسمان دنیا تک پہنچی ہوئی ہے۔ جنت میں نہ ہی ایسا کوئی کمرہ ہے اور نہ ہی کوئی گنبد ہے کہ جس پر اس درخت کی ٹہنیوں کا سایہ نہ ہو۔

اس درخت پر ایسے پھل لگے ہوئے ہیں جن کی نفس خواہش کرتا ہے دنیا میں اس کی مثال دیکھنی ہو۔ تو وہ سورج ہے جس کی جڑیں آسمان میں ہیں اور س کی روشنی ہر جگہ پر موجود ہے۔ (دقائق الاخبار)

عجیب وغریب میدان:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ پل صراط کے پیچھے میدان ہیں۔ جس میں عمدہ قسم کے درخت ہیں۔ ہر درخت کے نیچے پانی کے دو چشمے ہیں۔ جو جنت سے نکلتے ہیں ایک دائیں طرف سے اور دوسرا بائیں طرف سے ایماندار لوگ جب پل صراط سے بخیر وعافیت گزر جائیں گے تو وہ ان دو چشموں میں سے ایک سے پانی پئیں گے جس کی برکت سے ان سے دھوکہ، خیانت، گندگی، خون اور پیشاب ختم ہو جائے گا۔ ان کا ظاہر و باطن پاک صاف ہو جائے گا پھر ایمان دار لوگ دوسرے چشمے پر آئیں گے اس میں وہ غسل کریں گے تو ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے جس طرح کہ چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ ان کے

نفوس ریشم کی طرح نرم ہو جائیں گے ان کے جسم کستوری کی طرح خوشبودار ہوں گے۔ جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو آگے سے حوریں نکلیں گی ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے شوہر کے ساتھ معانقہ کرے گی اور اس کے گھر میں داخل ہو جائیں گی ہر گھر میں ستر تخت ہوں گے ہر ایک تخت پر ستر بچھونے ہوں گے ہر ایک بچھونا پر اس کی بیوی ہوگی جس پر ستر قسم کے ریشمی حلے ہوں گے ان ریشمی حلوں کی لطافت کی وجہ سے ان سے بیوی کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان چیزوں کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حورعین کس طرح کی ہوگی:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حورعین کے چہروں کو چار رنگوں سے پیدا فرمایا:

۱۔سفید ۲۔سبز ۳۔زرد ۴۔سرخ

ان کے جسموں کو زعفران، کستوری اور کافور سے بنایا۔ ان کے بالوں کو قرنفل سے ان کے پاؤں کی انگلیوں سے لے کر گھٹنے تک کو خوشبودار زعفران سے پیدا فرمایا ان کے گھٹنوں سے لے کر ان کی چھاتی تک کو عنبر سے بنایا ان کی گردن سے لے کر سر تک کو کافور سے پیدا فرمایا۔

اگر حورعین میں سے کوئی ایک اس دنیا کے اوپر تھوک دے تو ہر طرف کستوری ہی کستوری ہو جائے۔ حورعین کے سینے کے اوپر اس کے شوہر کا نام اور اللہ تعالیٰ کے مبارک اسماء میں سے ایک اسم مبارک لکھا ہوا ہوگا ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں کنگن ہوں گے اور ان کی انگلیوں میں دس موتیوں اور جواہرات کی انگوٹھیاں ہوں گی۔ (دقائق الاخبار)

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور مکان کی تعمیر:

حدیث شریف میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ایک محل تیار کر رہے تھے۔ جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اچانک میں نے دیکھا کہ فرشتے تعمیر کرنے سے رک گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ تم اس محل کی تعمیر کرنے سے کیوں رک گئے؟ فرشتوں نے کہا کہ اس کا خرچ پورا ہو چکا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کا

خرچ کیا ہے؟ فرشتوں نے عرض کیا اس کا خرچ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

اس محل کا مالک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف تھا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے رک گیا تو ہم اس کی تعمیر کرنے سے رک گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(من کان یرید حرث الآخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا و مالہ فی لآخرۃ من نصیب ٥) ''جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں''۔ (الشوریٰ ۲۰)

جنت کی طرف جانے کا منظر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: (وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا) ''اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی''۔

اہل جنت کو مختلف گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جایا جائے گا فضیلت اور درجات کی بلندی کے لحاظ سے ان کے گروہ مختلف ہوں گے یہ حساب و کتاب سے پہلے ہوگا یا اس کے بعد آسانی کے طور پر ہوگا یا سختی سے اور یہ اس کے مطابق ہوگا جس طرح کہ اس آیت سے پہلے دوسری آیت میں اسے ذکر فرمایا گیا۔

(واشرقت الارض بنور ربھا و وضع الکتب و جایئ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون٥)

''اور زمین جگمگا اٹھے گی۔ اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا''۔ (الزمر ۶۹)

اہل جنت کو پیچھے سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے چلانے والے ہوں گے وہ فرشتے ان کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ لے جائیں گے نہ انہیں تھکاوٹ ہوگی اور نہ ہی پریشانی بلکہ وہ خوشی اور مسرت کے ساتھ جلدی جلدی اس اعزاز و اکرام والے گھر کی طرف بڑھ رہے ہوں گے۔

ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے آپ کو شرک جیسے عظیم گناہ سے بچاتے تھے اور یہی

اہل جنت کے کام ہیں۔ جو ان کو وہاں لے جانے کا سبب بنیں گے۔ ان سے درجہ میں بڑھ کر وہ لوگ ہوں گے جن کے حق میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

(وازلفت الجنة للمتقين غير بعيد) ''اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی''۔ (ق ۳۱)

ان لوگوں سے درجات کے اعتبار سے بڑھ کر وہ خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کے بارے میں خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

(يوم نحشر المتقين الى الرحمن وفدا) ''جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر''۔ (مریم ۸۵)

ایک گروہ اہل جنت کا وہ ہوگا جس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور ایک گروہ ان خوش بخت لوگوں کا ہوگا کہ جنت خود ان کے قریب ہو جائے گی۔

حقیقت میں وہ لوگ جن کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

جن کے جنت قریب ہوگی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جنت کا ارادہ کرنے والے ہوں گے اور اہل وفد سے مراد وہ جنتی لوگ ہوں گے جو سب سے سبقت کرنے والے ہوں گے۔

جب صور پھونکا جائے گا:

جب واپسی کا صور پھونکا جائے گا لوگوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی قبر پر اٹھ کر بیٹھ جائے گا ان میں سے ہر ایک عمل اس کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا تو اٹھ! اور میدان حشر کی طرف چل۔

جس شخص کا عمل عمدہ ہوگا تو اس بندے کے لئے وہ خچر کی شکل اختیار کرے گا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کا عمل گدھے کی شکل اختیار کر لے گا۔

ان میں سے کچھ لوگ اس طرح کے ہوں گے کہ ان کا عمل مینڈھے کی شکل اختیار کرے گا کبھی وہ اس کو اٹھائے گا اور کبھی اسے گرائے گا۔

ان لوگوں میں سے ہر ایک کے سامنے نور ہوگا۔ جو چراغ کی طرح، ستارے کی طرح، چاند کی طرح اور سورج کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس نور کی روشنی کی کمی اور زیادتی ان کے

اعمال اور حالات کی درستگی کے اعتبار سے ہو گی ان کے دائیں طرف بھی اس طرح کا نور ہو گا لیکن ان کے بائیں طرف نور کی بجائے سخت تاریکی ہو گی۔ جس میں کفار اور شک کرنے والے گریں گے جب کہ مؤمن اس نور کے عطا ہونے پر اور اس تاریکی میں راستہ ملنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائیں گے۔

لوگوں میں سے کچھ لوگ اپنے قدموں پر چل رہے ہوں گے اور ان میں سے کچھ اپنے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر چل رہے ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کیسے اکٹھا کیا جائے گا؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں گے ایک اونٹ پر پانچ آدمی سوار ہوں گے اور ایک اونٹ پر دس آدمی سوار ہوں گے۔

یہ اس وقت ہو گا کہ جب وہ عمل کرنے میں شریک ہوں گے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے اعمال سے اونٹوں کو پیدا فرماتا ہے جن پر وہ سوار ہوں گے جیسا کہ ایک اونٹ کو چند آدمی مل کر خریدتے ہیں اور پھر باری باری اس پر سوار ہوتے ہیں۔

اے مخاطب تو ایک ایسا نیک عمل کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے وہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ خالص تیرے لئے ہی اونٹ ہو اور اس میں کوئی شریک نہ ہو۔

اس سے عمل کے ثواب میں شرکت بھی معلوم ہو گئی پس بہتر یہ ہے کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کے نام پر الگ الگ قربانی کا جانور ذبح کرے تاکہ اس میں دوسرے کو شریک کئے بغیر صرف اسی ایک آدمی کو اس کا ثواب ملے۔

ایک کامیاب انسان:

علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تفسیر روح البیان میں ایک روایت ذکر کی ہے۔

بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جس کو اپنے باپ کی طرف سے وراثت میں بہت زیادہ مال و اسباب ملا۔ اس نے ایک باغ کو فروخت کیا اور اس سے جتنی رقم حاصل ہوئی اس کو مساکین پر خرچ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لئے یہ باغ ہیں اسی طرح اس نے بہت سارے دراہم کمزور لوگوں پر خرچ کیے اور کہا کہ میں نے ان کے ساتھ بہت سے غلام

اور لونڈیاں خرید لی ہیں۔ ایسے ہی اس نے بہت سے غلام آزاد کر دیئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ میرے خدام ہیں ایک دن اس نے اندھے آدمی کو دیکھا کہ کبھی وہ چلتا ہے اور کبھی گر پڑتا ہے اس نیک آدمی نے اسے ایک سواری خرید کر دے دی۔ تاکہ وہ اس کے اوپر سوار ہو کر چلتا پھرتا رہے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری یہ سواری ہے جس کے اوپر میں سواری کروں گا۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(والذی نفسی بیدہ لکانی انظر الیھا و قد جیئ بھا الیہ مسرجہ یرکبھا ویسیر بھا الی الموفق)

مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میں اس سواری کی طرف دیکھ رہا ہوں اس آدمی کے پاس اس سواری کو اس حال میں لایا گیا کہ اس کے اوپر لگام اور زین رکھی ہوئی ہے۔ وہ آدمی اس کے اوپر سوار ہے اور اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا ہے۔ (علامہ الشیخ اسمٰعیل حقی۔ تفسیر روح البیان ج ۸ ص ۱۴۴۔ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

جلسہ نمبر ۵۳

فرشتوں کا مؤمنین کیلئے بخشش طلب کرنا

الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم ویؤمنون به ویستغفرون للذین امنوا ربنا وسعت کل شئ رحمة و علماً فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقهم عذاب الجحیمo

ترجمہ: ''وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راہ پر چلے۔ (سورہ المومن آیت ۷)

فرشتوں کا مومنین کیلئے بخشش طلب کرنا

آیت کی تفسیر:

(الذین یحملون العرش ومن حولہ)

''جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں''۔

عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو کروبیین کہتے ہیں۔ جن کا تعلق فرشتوں کے اعلیٰ طبقات کے ساتھ ہے۔فرشتوں کو جب وجود عطا ہوا تو سب سے پہلے انہی کو وجود دیا گیا۔ ان فرشتوں نے خاص طور پر عرش کو اٹھایا۔عرش کے اردگرد جو کچھ ہے وہ ان سے مخفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مجازاً اسے مخفی فرمایا گیا کیونکہ وہ ہی ان کی حفاظت اور تدبیر کرتے ہیں نیز اس بات سے کنایہ ہے کہ وہ عرش والے کے قریب ہیں اور اس کے ہاں ان کا عظیم مرتبہ ہے اور اس کے حکم کے نافذ کرنے میں یہ واسطہ ہیں۔

(یسبحون بحمد ربھم و یؤمنون بہ و یستغفرون الذین آمنوا)

''اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں''۔

ایمان والے اللہ تعالیٰ کی جلال و اکرام کی جامع صفات کے ساتھ تعریف اور اس کا ذکر کرتے ہیں۔تسبیح کو اصل اور حمد کو حال قرار دیا اس لئے کہ تعریف تسبیح کے علاوہ ان کے حال کا تقاضہ کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کا اظہار کرتے ہوئے ان کے ایمان کی خبر دی نیز اس میں اہل ایمان کی عظمت بھی ہے اور اس آیت کریمہ کو لانے کا مقصد بھی یہی ہے رب ذوالجلال نے اپنے اس فرمان ''کہ وہ ایمانداروں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں''۔ کے ساتھ اس بات کی وضاحت فرما دی۔

آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ عرش کو اٹھانے والے عرش میں رہنے والے فرشتے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں برابر ہیں۔

فرشتوں کے بخشش طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا شفاعت کرنا توبہ کرنے پر

لوگوں کو برانگیختہ کرنا لوگوں کو ایسی باتوں کا الہام کرنا کہ جو ان کے لئے بخشش کو واجب کرتی ہوں۔ نیز اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ ایمان میں مشارکت خیر خواہی اور شفاعت کو واجب کرتی ہے۔ اگرچہ اجناس مختلف ہی کیوں نہ ہوں اس لئے کہ یہ قوی ترین مناسبت ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(انما المومنون اخوۃ)۔ ''مسلمان مسلمان بھائی بھائی ہیں''۔ (الحجرات ۱۰)

(ربنا وسعت کل شیئٍ رحمۃ و علما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم○)

اے ہمارے رب تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے رب۔

(ربنا۔ یستغفرون) کا بیان ہے یا اس سے حال ہے۔ خداوند قدوس کی رحمت اور اس کا علم وسیع ہے۔ اللہ کے علم اور اس کی رحمت کے وصف میں گہرائی تک جانے کی اصل کو زائل کر دیا گیا ہے نیز اس کے عموم میں مبالغہ کرنے کا احتمال کے زائل کر دیا۔

آیت کریمہ میں لفظ رحمت کو لفظ علم پر مقدم کیا گیا کیونکہ اس مقام پر مقصود بالذات یہی چیز ہے فرشتے بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ جن لوگوں کی توبہ اور ان کے راہ حق کے اختیار کرنے کو تو جانتا ہے۔ اس کی بخشش فرما انہیں عذاب جہنم سے محفوظ فرما۔ ایک دفعہ ذکر کرنے کے بعد تاکید کی طرف اشارہ کرنے کے لئے تصریح ہے۔ نیز اس میں عذاب کی سختی پر بھی دلالت ہے۔ (قاضی بیضاوی)

عرش اور حاملین عرش کا حال:

حضرت امام محمد بن محمود سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (الذین یحملون العرش) کی تفسیر میں دو بزرگوں کے اقوال نقل فرمائے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کے پاؤں بالکل نچلی زمین میں ہیں اور ان کے سر عرش سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں ان میں اتنی عاجزی ہے کہ وہ شرم وحیا کی وجہ سے اپنی نظروں تک کو نہیں اٹھاتے۔

۲۔ حضرت جعفر بن محمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر کی طرف دیکھا۔ تو وہ سرخ ہو گیا پھر دوسری مرتبہ اس کی طرف دیکھا تو وہ پگھل گیا اور وہ اپنے رب کی ہیبت کی وجہ سے کانپ اٹھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری مرتبہ اس کی طرف دیکھا تو وہ پانی ہو گیا پھر چوتھی مرتبہ دیکھا تو اس کا آدھا حصہ منجمد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نصف سے عرش اور اس کے نصف سے پانی کو پیدا فرمایا۔ پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا اسی وجہ سے وہ قیامت کے دن تک کانپتا رہے گا۔

امام قرطبی رحمتہ اللہ کی وضاحت:

حضرت امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بارے اہل تفسیر نے یہ فرمایا ہے کہ عرش ایک تخت کی مانند ہے اس کا جسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ فرشتوں کو اسے اٹھانے کا حکم دیا۔ اس کی تعظیم کی وجہ سے فرشتوں کو اس طرف منہ کر کے عبادت کرنے اور اس کا طواف کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین بیت اللہ شریف کو پیدا فرمایا اور انسانوں کو اس کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے اور اس کا طواف کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک عرش کو چار فرشتے اٹھاتے ہیں۔ ہر ایک فرشتہ کے چار منہ ہیں۔ ان کے پاؤں اس چٹان پر لگے ہوئے ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے جو کہ پانچ سو سال کی مسافت کے فاصلہ پر ہے۔

ابو اللیث سمرقندی کی تحقیق:

حضرت امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف کی اس آیت (ثم استوی علی العرش) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ متشابہات میں سے ہے جس کی تاویل کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

حضرت یزید بن مروان سے اس کی تاویل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔

یہ بھی مذکور ہے کہ ایک آدمی نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ

تعالیٰ کے فرمان (الرحمٰن علی العرش استوی) کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سوال کرنے والے کو فرمایا کہ میں تجھے گمراہ سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ اسے باہر نکال دو۔ حضرت محمد بن جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

ہر وقت درود وسلام پڑھنے میں کچھ مضائقہ ہے؟:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر جاتا ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام قیام اللیل فرماتے اور ساتھ ہی فرماتے اے لوگو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ رادفہ آنے والی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(یوم ترجف الراجفة o تتبعها الرادفة o قلوب یومئذ واجفة)

''جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں گے''۔ (النزعات ۶ تا ۸)

جب پیچھے آنے والی آئے گی اس میں موت آجائے گی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ذات پر بکثرت درود شریف پڑھتا ہوں۔

فکم اجعل لک من صلاتی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ذات پر کتنا وقت درود پڑھوں؟

قال صلی اللہ علیہ وسلم: ماشئت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جتنا تم چاہو۔

قال الربع.؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا وقت کا چوتھائی حصہ؟

قال. ماشئت، وان زدت فھو خیرلک

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جتنا وقت تم چاہو اگر اس سے زیادہ وقت درود پڑھو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

قال. الثلث

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہائی وقت؟

قال. ماشئت وان زدت فھو خیرلک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ وقت درود پڑھو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

قال. النصف؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھا وقت درود شریف پڑھوں گا۔

قال. ماشئت وان زدت فھو خیرلک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ وقت درود شریف پڑھو۔ تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

قال. الثلثین؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تہائی وقت درود شریف پڑھوں گا؟

قال. ماشئت وان زدت فھو خیرلک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ وقت درود شریف پڑھ سکو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجعل صلاتی کلھا لک؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا وقت آپ کی ذات پر درود شریف ہی پڑھوں گا؟

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: اذن تکفی ھمک ویغفر ذنبک

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تب تو تیرے غموں کو دور کرنے کے لئے یہی درود کفایت کرے گا اور تیرے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ (شفا شریف)

صاحب تفسیر خازن کا قول:

اللہ تعالیٰ کے فرمان (ویؤمنون بہ) کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر خازن فرماتے

ہیں کہ وہ ایماندار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے اور اس کی مثل کوئی بھی نہیں۔

سوال: جولوگ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں تو وہ اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس پر ایمان لانے کے بعد ہی ہوتی ہے تو آیت کریمہ میں یؤمنون بہ کہنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: ایمان کی شرافت اس کی فضیلت پر تنبیہ کرنے کے لئے ان کلمات کو ذکر فرمایا گیا نیز اس میں ایمان کے بارے میں ترغیب دلانا مقصود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے جلال' جمال اور اپنی صفات کمال کی وجہ سے مؤمنوں سے پردہ میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ایمان کے ساتھ صفت ذکر فرمائی۔ (تفسیر خازن)

صاحب کی تفسیر کشاف کا موقف:

صاحب تفسیر کشاف نے اس آیت کے تحت ایک سوال اور جواب ذکر کر کے اس کی وضاحت فرمائی۔

سوال: فرشتوں کا مؤمنین کے لئے بخشش طلب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ حالانکہ وہ توبہ کرنے والے نیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے بخشش کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا؟

جواب: یہ شفاعت کا مرتبہ بیان کرنے کے لئے ہے ثواب اور کرامت کی زیادتی ہی اس کا فائدہ ہے۔ (تفسیر کشاف)

ایک جواب یہ بھی ہے کہ فرشتوں کا مؤمنوں کے لئے بخشش طلب کرنا ان کے اس قول کے مقابلہ کی وجہ سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدما ونحن نسبح بحمدك و نقدس لك)

کیا ایسے کو نائب کرے گا جو ان میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں"۔

جب فرشتوں سے یہ بات سرزد ہو گئی اور انہوں نے اس کا ازالہ نہ کیا اس بات کا تدارک کرنے کے لئے انہوں نے دوسری مرتبہ بخشش طلب کی یہ ان کے علاوہ دوسرے کو

متنبہ کرنے کے لئے ہے۔ پس ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ جب بھی وہ کسی ایک کے بارے میں گفتگو کرے تو اپنی سابقہ بات پر معذرت کرنے کے لئے اس سے معذرت کرے۔ (تفسیر خازن)

جنت کے پانچ خزانے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا تو حاملین عرش کو اسے اٹھانے کا حکم فرمایا عرش کا اٹھانا ان کے لئے بوجھل بن گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا تم سبحان اللہ کہو فرشتوں نے جونہی سبحان اللہ کہا تو وہ بوجھ ان کے لئے ہلکا ہو گیا۔ فرشتے طویل زمانے تک یہ کلمہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور آپ کو چھینک آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو الحمدللہ کے کلمات کو القاء فرمایا چنانچہ حضرت ابو البشر نے الحمد اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یرحمک اللہ لھذا خلقتک یا آدم) ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اے حضرت آدم علیہ السلام میں نے اسی واسطے آپ کو پیدا کیا۔

فرشتوں نے کہا کہ الحمد اللہ ایک عظیم کلمہ ہے ہمیں اس کے ورد سے غافل نہیں ہونا چاہیے چنانچہ انہوں نے سبحان اللہ کے ساتھ الحمد اللہ کا بھی اضافہ کر لیا اور وہ طویل زمانے تک سبحان اللہ اور الحمد اللہ کہتے رہے ان کے لئے عرش کا اٹھانا پہلے کی بہ نسبت آسان ہو گیا۔

سبحان اللہ والحمد اللہ وہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ہی سب سے پہلے بتوں کو بنایا اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ وہ اپنی قوم کو لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم دیں اور اپنی قوم سے خوش ہو جائیں۔

فرشتوں نے کہا کہ یہ تیسرا بڑا کلمہ ہے انہوں نے اس کلمہ کو پہلے والے دو کلمات کے ساتھ ملا لیا چنانچہ فرشتے ایک طویل عرصہ تک۔

(سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ) کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جب آپ مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ پھر ان کے بیٹے کا فدیہ ایک مینڈھا عطا فرمایا۔ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مینڈھے کو دیکھا تو آپ نے خوش ہو کر اللہ اکبر کہا فرشتوں نے کہا کہ یہ چوتھا عظیم کلمہ ہے۔ انہوں نے اس کلمہ کو پہلے والے تین کلمات کے ساتھ ملا لیا اور وہ ایک طویل عرصہ تک۔

(سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر) کہتے رہے۔ جب یہ حدیث حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیان کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا:

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا کہ تم اس کلمہ کو بھی ان چار کلمات کے ساتھ ملا لو۔

گویا کہ یوں کہو

(سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) (تنبیہ الغافلین)

عرش اتنی بلندی پر:

حضرت امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض احادیث میں ہے کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اے میرے رب میں عرش کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ رب ذوالجلال نے اس فرشتہ کو تیس ہزار پر عطا فرمائے وہ ان پروں کے ساتھ تیس ہزار سال تک اڑتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ سے فرمایا کہ تو عرش تک پہنچ گیا ہے؟ اس فرشتہ نے عرض کیا کہ میں نے ابھی عرش کے پائے کے دسویں حصہ کا فاصلہ بھی طے نہیں کیا اور ساتھ ہی اس نے اللہ تعالیٰ سے واپس اپنے مقام کی طرف لوٹنے کی اجازت طلب کی۔ (ہیئۃ الاسلام)

حاملین عرش کی تعداد:

حضرت شہر ابن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کی تعداد آٹھ ہے ان میں سے چار یہ کلمات کہتے ہیں۔

(سبحانک اللھم وبحمدک ولک الحمد علی حلمک و علمک)
"یا اللہ تو پاک ہے تیری تعریف ہے تیرے حلم اور علم کی بناء پر تیرے لئے حمد ہے"۔
چار فرشتے یہ کلمات کہتے ہیں۔
(سبحانک اللھم وبحمدک ولک الحمد علی عفوک بعد قدرتک)
"یا اللہ تو پاک ہے تیری تعریف ہے تیری قدرت کے بعد تیری معافی پر تیرے لئے حمد ہے"۔

حضرت شہر ابن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا گویا کہ وہ انسانوں کے گناہوں کو دیکھتے ہیں۔ جو مؤمن ہیں ان کے لئے وہ بخشش طلب کرتے ہیں نیز وہ اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کا سوال کرتے ہیں۔ (تفسیر خازن)

عجیب سانپ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش عظیم کو پیدا فرمایا تو اس نے خیال کیا کہ میں ہی تمام مخلوق سے بڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑی کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی پس اس عرش نے حرکت کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سانپ کو پیدا فرمایا جس نے عرش کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اس سانپ کے ستر ہزار بازو ہیں ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں۔ ہر پر میں ستر ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہیں ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں۔ ان کے منہ سے ہر روز بارش کے قطروں کی تعداد' درخت کے پتوں کی تعداد' کنکریوں کی تعداد' دنیا کے دنوں کی تعداد اور تمام فرشتوں کی تعداد کے برابر تسبیحات نکلتی ہیں۔ وہ سانپ عرش کے ساتھ لپٹا ہوا ہے اور وہ عرش اس سانپ کا نصف ہے۔ (ہیئۃ الاسلام)

جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو:

بعض اہل علم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے زمین کو پیدا کرنے سے پہلے عرش کی جگہ پر پانی تھا اور عرش اس پانی کے اوپر ٹھہرا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عرش کو حکم ملا کہ وہ اس پانی سے بلند ہو جائے جونہی عرش نے بلندی کی طرف اٹھنا شروع کیا۔ تو پانی بھی اس کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف بلند ہوتا گیا جس جگہ پانی تھا اس جگہ کعبہ بن گیا پانی نے عرش کی اتباع کی اور جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ اس کے ساتھ بلند ہوتا گیا اللہ تعالیٰ نے پانی کو

اپنی جگہ پر واپس چلے جانے کے لئے حکم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اس پانی کی طرف وحی فرمائی کہ اے پانی جب تو نے عرش کی تعظیم کی میری وجہ سے تو اس کے پیچھے چلا تو میں نے تیرا مرتبہ و مقام ہر جگہ سے افضل بنا دیا ہے اور میں نے تجھے تمام مخلوق کا قبلہ بنا دیا اور لوگوں کی ضروریات کے پورا ہونے کو تیرے اندر رکھ دیا اسی وجہ سے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من شیع ضیفا سبع خطوات اغلق عنه سبعة ابواب جهنم و اذا شیعه ثمانی خطوات فتح الله علیه ثمانیة ابواب الجنة حتی یدخلها من ای باب شاء)

جو شخص اپنے مہمان کے ساتھ سات قدم چلے اللہ تعالیٰ اس سے دوزخ کے سات دروازے بند کرے گا اور جب وہ شخص اپنے مہمان کے ساتھ آٹھ قدم چلے تو اللہ تعالیٰ اس پر بہشت کے آٹھ دروازے کھول دے گا یہاں تک کہ وہ ان دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (حقائق)۔

تخلیق اشیاء کی ترتیب:

حضرت امام محمد بن محمود سمرقندی نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اس کے بعد لوح کی تخلیق ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم فرمایا کہ قیامت کے دن تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کو اس لوح پر تحریر کر پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی مشیت کے مطابق جس چیز کے بارے چاہا اس کی تخلیق فرمائی۔ پھر عرش کو اور حاملین عرش کو پیدا فرمایا پھر زمین اور آسمان کی تخلیق فرمائی۔

رب ذوالجلال نے عرش کو اپنے بندوں کی وجہ سے اس لئے پیدا فرمایا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ انہوں نے دعا کرتے ہوئے کس طرف متوجہ ہونا ہے تاکہ وہ دعا میں حیران نہ ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کو پیدا فرمایا تاکہ لوگ جان لیں کہ انہوں نے عبادت میں کس طرف متوجہ ہونا ہے۔

چار مختلف نور:

حضرت امام ثعلبی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

(ویحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمانیة)

''اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے''۔ (الحاقہ ۱۷)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا اور اس سے پہلے صرف تین چیزیں پیدا فرمائیں۔

۱- ہوا۔۲-قلم۔۳-نون (مچھلی)

پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کو مختلف انوار سے پیدا فرمایا ایک سبز نور۔ جس سے سبز اشیاء کا سبز رنگ ہے۔ ایک زرد نور۔ جس سے اشیاء کی زردی ہے۔ ایک سرخ نور۔ جس سے اشیاء کی سرخی ہے۔ ایک سفید نور۔ اور اسی سے پھر تمام انوار کا نور ہے۔

دن کی روشنی بھی اس سفید نور سے ہے پھر اس کے ستر ہزار طبقات بنائے ان طبقات میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اس کی حمد کرتا ہے مختلف آوازوں کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشیاء کو ان آوازوں کے سننے کی اجازت مل جائے تو اس سے پہاڑ اور محلات گر جائیں اور سمندر خشک ہو جائیں۔

ایک آیت کی تفسیر:

حضرت امام ثعلبی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

(وان من شیئ الا عندنا خزائنه)

''اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں''۔ (الحجر ۲۱)

کے ضمن میں فرمایا کہ ہم سے جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے اس کے دادا سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں جتنی چیزیں پیدا فرمائیں ان کی تصویریں عرش میں موجود ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وان من شیئ الا عندنا خزائنه) ''اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں''۔ کی تاویل ہے۔

نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم فرمایا کہ وہ صبح اور شام عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو سلام کریں کیونکہ انہیں تمام فرشتوں پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے۔ (انتہی مانقلہ الثعلبی)

کرسی کا مقام کہاں ہے؟:

حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رب ذوالجلال کے فرمان:

(وسع کرسیه السموت والارض)

''اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین'' (البقرہ ۲۵۵)

کی تفسیر میں دو قول نقل فرمائے۔

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کرسی عرش کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ اور (وسیع) کا معنی ہے کہ کرسی کی وسعت زمین اور آسمان کی وسعت کی طرح ہے۔

۲- حضرت علی اور حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کرسی کے ایک پائے کی لمبائی سات زمین اور آسمان کے برابر ہے اور وہ کرسی اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے رکھی ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کی تخریج ابن جریر، ابن مردویہ اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے کی۔

۱- حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیف عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ابا ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماالسموت السبع فی الکرسی الا کحلقة ملقاة فی فلاة و فضل العرش علی الکرسی کفضل الفلاة علی تلک الحلقة)

اے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتوں آسمان کرسی میں ایک حلقہ کی مانند ہیں جسے ایک چٹیل میدان میں رکھا ہوا ہے عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح ہے جس طرح کہ اس چٹیل میدان کی فضیلت اس حلقہ کے اوپر ہے۔

۲- ابو الشیخ نے حماد سے تخریج کرتے ہوئے بیان فرمایا:

(خلق اللہ العرش من زمردة خضراء و خلق له اربع قوائم من یا قوته حمراء وخق له الف لسان و خلق فی الارض الف امة تسبح کل امة بلسان من السن العرش)

اللہ تعالیٰ نے عرش کو سبز زمرد سے پیدا کیا اور اس کے لئے سرخ یا قوت سے چار ستون بنائے اور اس کے واسطے ایک ہزار زبانیں پیدا فرمائیں زمین میں ہزار امتیں پیدا کیں ان میں سے ہر ایک امت عرش کی زبانوں میں سے ایک زبان کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

۳۔ ابوالشیخ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج کرتے ہوئے فرمایا:

(خلق اللہ تعالیٰ اربعة اشیاء بیدہ آدم علیه السلام والعرش والقلم وجنة عدن وقال لسائر الخلق کن فکان)

اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔

۱۔ حضرت سیدنا ابوالبشر آدم علیہ السلام ۔۲۔ عرش ۔۳۔ قلم ۔۴۔ جنت عدن۔

بعد ازاں سب مخلوق سے فرمایا ہو جا پس وہ ہوگئی۔

۴۔ ابوالشیخ نے حضرت عثمان بن سعد داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جہمیہ کے رد میں تخریج کی انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، بیان کیا آپ نے فرمایا:

(سید السموات العرش) ”عرش تمام آسمانوں کا سردار ہے“۔

حضرت عثمان بن حسن احمد الشاکر نے فرمایا کہ ہم نے اس مقام پر تفصیلی گفتگو کی۔ تاکہ مخلوق پر عرش کے اوصاف مخفی نہ رہیں۔

جلسہ نمبر ۵۴

استقامت کا مقام

ان الـذيـن قـالـوا ربـنـا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملئكة الاتـخـافـوا ولا تـحـزنـوا وابشروا بالجنة التى كنتم توعدون نـحـن اوليـاؤكـم فـى الحيوة الدنيا وفى الاخرة ولكم فيها ماتشتهى انفسكم ولكم فيها ماتدعون نزلاً من غفور رحيم○

ترجمہ: ''بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ (سورۃ حم سجدہ: آیت ۳۰ تا ۳۲)

استقامت کا مقام

آیت کی تفسیر:

(ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا)

''بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے''۔

اپنے رب کی ربوبیت کا اعتراف اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے انہوں نے عمل میں استقامت اختیار کی۔

آیت کریمہ میں لفظ ثم تراخی کے لئے ہے استقامت مرتبہ میں اقرار سے مؤخر ہے کیونکہ اقرار استقامت کا مبدء ہے

یا اس لئے کہ یہ ایک مشکل مرحلہ ہے اس وجہ سے اسے اقرار کے بعد ذکر فرمایا۔

خلفا راشدین سے استقامت کا جو معنی روایت کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے ایمان اخلاص عمل اور فرائض کی ادائیگی پر ثابت قدم رہنا۔ جب یہ سب کچھ ہو گا تو اس کی جزا ذکر فرمائی۔

(تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون)

''ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا''۔

استقامت اختیار کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول اس چیز کو ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے جس چیز کے بارے میں ان کو انشراح صدر حاصل ہو چکا ہوتا ہے نیز ان سے خوف اور غم کو دور کر دیا جاتا ہے۔

ایک قول یہ ذکر کیا گیا کہ فرشتوں کا نزول موت کے وقت یا قبر سے نکلنے کے وقت ہو گا۔ جو خوش نصیب استقامت کو اختیار کریں گے ان کو نہ تو آئندہ کا کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ اپنے گذشتہ اعمال پر غمگین ہوں گے ان کو دنیا میں ہی رسل عظام کی زبانی جنت کا وعدہ دے دیا گیا ہے۔

(نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ ولکم فیھا ماتشھتی انفسکم ولکم فیھا ماتدعون نزلاً من غفور رحیم)

''ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیاوی زندگی میں ہم تمہارے دوست ہیں۔

مفسرین فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہی تمہیں حق کا الہام کرتے ہیں نیکی کا کام کرنے پر برانگیختہ کرتے ہیں۔ جب کہ اس کے مقابل شیاطین تمہیں کفر کرنے کا کہتے ہیں۔

آخرت میں ان کے لئے شفاعت اور بزرگی ہوگی تاکہ کفار اور ان کے ہمراہیوں کے ساتھ دشمنی میں مقابلہ ہو سکے خالق کائنات نے فرمایا کہ تمہارے لئے آخرت میں لذتیں ہیں۔ اس کے علاوہ تمہیں وہ بھی سب کچھ ملے گا جس کو طلب کرنے کی تم تمنا رکھتے ہو یہ چیز پہلے کی بانسبت عام ہے۔

(نزلاً من غفور رحیم) اس آیت میں کلمہ نزلاً تدعون سے حال ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمہیں جو کچھ عطا کیا جائے گا وہ اس کے سوا ہوگا جس کی تم تمنا کرتے ہو تمہیں عطا کردہ ایسی چیزیں ہوں گی جن کا تمہارے دل کے اندر کبھی بھی خیال نہیں گزرا ہوگا جس طرح کہ ایک مہمان کے لئے میزبان اشیاء پیش کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

مفسرین نے اس آیت کریمہ کے شان نزول کے سبب میں یہ روایت ذکر کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

مشرکین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور حضرت عزیز علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور کہنے لگے (نعوذ باللہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے وہ

وحدہ لاشریک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد خاص اور رسول ہیں آپ نے ان کفار سے یہ فرمایا اور اس پر استقامت اختیار کی (تب یہ آیت نازل ہوئی)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ استقامت اختیار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے شریک اور ہمسر اور اولاد کی نفی کی پھر دین میں خالص ہو کر مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور اس کی اطاعت کرنے پر کمربستہ ہو گئے۔

ظاہری اور باطنی استقامت:

عوام کی ظاہری استقامت اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اور ممنوعات سے اپنے آپ کو روک لینا۔

عوام کی باطنی استقامت ایمان لانا اور تصدیق کرنا ہے۔

خواص کی ظاہری استقامت دنیا سے الگ تھلگ رہنا دنیا کی زینت اور اس کی خواہشات کو ترک کر دینا ہے۔

خواص کی باطنی استقامت جنت کی نعمتوں سے تنہائی اختیار کرتے ہوئے۔ رحمان کے دیدار کا شوق پیدا کرنا ہے۔

بعض نے کہا کہ استقامت سے مراد عالم ارواح میں عہد و پیمان لینا ہے۔ (شہاب الدین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی:

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور خوشی کی وجہ سے چمک رہا ہے آپ کے چہرہ اقدس پر خوشی کے اس طرح کے آثار میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھتے تھے چنانچہ میں نے آپ کی بارگاہ اقدس میں اس کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زیادہ خوش ہونے سے کون سی چیز روک سکتی ہے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ابھی مجھ سے ہو کر تشریف لے گئے اور وہ مجھے میرے رب کی طرف سے ایک بشارت دینے کے لئے حاضر ہوئے تھے انہوں نے آ کر مجھے بتایا۔

(ان اللہ تعالیٰ بعثنی الیک ابشرک انہ لیس احد من امتک یصلی علیک الا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والملئکۃ بھاعشرا)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کو خوش خبری سناؤں (انہوں نے کہا) کہ آپ کی امت میں سے آپ کا جو غلام آپ کی ذات اقدس پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ (شفا شریف)

استقامت خلفاء راشدین کی نظر میں:

جب استقامت کے بارے میں خلفاء راشدین سے سوال کیا گیا تو ہر ایک نے یوں اس کی وضاحت فرمائی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ استقامت یہ ہے کہ ہم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استقامت کے بارے میں فرمایا اے مخاطب تو اوامر اور نواہی پر ثابت قدم رہ اور تو لومڑی کی طرح ادھر ادھر مائل نہ ہو۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ استقامت اخلاص کا نام ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ استقامت فرائض کی ادائیگی کو کہتے ہیں۔ (معالم التنزیل)

اہل حق استقامت کے بارے کیا کہتے ہیں:

بعض اہل حق نے فرمایا کہ استقامت کی تین قسمیں ہیں۔

۱- استقامت باللسان: زبان کی استقامت یہ ہے کہ کلمہ شہادت پر ہمیشگی اختیار کرنا۔

۲- استقامت بالجنان: دل کی استقامت یہ ہے کہ ارادہ کی سچائی پر ہمیشگی اختیار کرنا۔

۳- استقامت بالنفس: نفس کی استقامت یہ ہے کہ عبادات اور طاعات پر ہمیشگی اختیار کرنا۔

بعض اہل علم نے فرمایا کہ استقامت چار چیزوں کا نام ہے۔

۱- امر کے مقابلہ میں اطاعت۔ ۲- نہی کے مقابلہ میں تقویٰ۔

۳۔نعمت کے مقابلہ میں شکر۔ ۴۔ جنت کے مقابلہ میں صبر۔

مزید فرمایا کہ یہ چار چیزیں دوسری چار چیزوں کے ساتھ مکمل ہوتی ہیں۔

۱۔ اطاعت اخلاص کے ساتھ تمام ہوتی ہے۔

۲۔ تقوی توبہ کے ساتھ تمام ہوتا ہے۔

۳۔ شکر عاجزی کی معرفت کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔

۴۔ صبر انقطاع کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ (امام نسفی)

استقامت کی دس نشانیاں:

حضرت فقیہ ابو اللیث ثمرقندی رحمتہ اللہ نے فرمایا استقامت کی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے اوپر دس چیزوں کو فرض خیال کرے۔

۱۔ غیبت سے اپنی زبان کو محفوظ رکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ولا یغتب بعضکم بعضا) ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''۔ (الحجرات ۱۲)

۲۔ برے گمان سے اپنے آپ کو بچانا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (اجتنبوا کثیراً من الظن. ان بعض الظن اثم) ''بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے''۔ (الحجرات ۱۲)

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایاکم وسوء الظن فانہ اکذب الحدیث) ''تم اپنے آپ کو برے گمان سے بچاؤ کیونکہ یہ تمام باتوں سے جھوٹی بات ہے۔

۳۔ ٹھٹھہ اور مذاق کرنے سے اجتناب کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرا منھم) ''نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں''۔ (الحجرات ۱۱)

۴۔ حرام چیزوں پہ نظر ڈالنے سے اپنی نگاہوں کو بچانا۔ جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم) ''مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں''۔ (النور ۳۰)

۵۔ استقامت کی ایک علامت زبان کی سچائی ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(واذا قلتم فاعدلوا) ''اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو''۔ (الانعام ۱۵۲)

۶- اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا استقامت کی عظیم نشانی ہے۔
جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا:
(یا ایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم) ''اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو''۔
۷- استقامت اختیار کرنے والا انسان تب کہلا سکتا ہے کہ وہ فضول خرچی سے اجتناب کرے جیسا کہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:
(وآت ذا القربی حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیراً) ''اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اڑا''۔ (بنی اسرائیل ۲۶)
۸- استقامت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنی ذات کے لئے بلندی اور مرتبہ کو طلب نہ کرے جیسا کہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:
(تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین) ''یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے''۔ (القصص ۸۳)
۹- صاحب استقامت کے لئے پانچ نمازوں کی محافظت کرنا لازمی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:
(حفظوا علی الصلوات والصلوٰة الوسطی وقوموا للہ قانتین) ''نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے''۔ (البقرہ ۲۳۸)
۱۰- استقامت کے لئے جو چیز انتہائی ضروری اور لازمی ہے وہ ہے مسلک حق اہلسنت والجماعت پر ثابت قدم رہنا۔ جیسا کہ رب لم یزل نے اپنی لاریب کتاب میں فرمایا:
(وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ) ''اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو یہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ (الانعام ۱۵۳) (تنبیہ الغافلین)

سات ٹہنیوں والا درخت:

حضرت ابوبکر رازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مؤمن کے دل میں ایمان اس درخت کی طرح ہے جس کی سات ٹہنیاں ہیں۔

۱- ایک ٹہنی مومن کے دل تک پہنچتی ہے جس کا پھل ارادہ کی درستگی ہے۔
۲- ایک ٹہنی مؤمن کی زبان تک پہنچتی ہے اور اس کا پھل گفتگو کی سچائی ہے۔
۳- ایک ٹہنی مؤمن کے دونوں پاؤں تک پہنچتی ہے اور اس کا پھل جماعت کی طرف چلنا ہے۔
۴- ایک ٹہنی مؤمن کے دونوں ہاتھوں تک پہنچتی ہے اور اس کا پھل صدقات کا عطا کرنا ہے۔
۵- ایک ٹہنی مؤمن کی دونوں آنکھوں تک پہنچتی ہے جس کا پھل مسرت کی چیزوں کو دیکھنا ہے۔
۶- ایک ٹہنی مؤمن کے پیٹ تک جاتی ہے جس کا پھل حلال کا کھانا اور مشتبہ چیزوں کو ترک کرنا۔
۷- ایک ٹہنی مؤمن کے نفس تک پہنچتی ہے اور جس کا پھل شہوات کو چھوڑنا ہے۔ (رجبیہ)

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کی قبروں سے اٹھائے گا۔ فرشتے مؤمنین کے سروں تک پہنچیں گے اور فرشتے مؤمنین کے سروں سے مٹی کو صاف کریں گے مؤمنین کی پیشانی کے علاوہ ان کی ساری مٹی صاف ہو جائے گی لیکن ان کے سجدہ کرنے کی جگہ کی مٹی صاف نہ ہوگی۔ فرشتے اس جگہ کو بھی صاف کریں گے لیکن ان کی پیشانیوں سے مٹی صاف نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ندا دے کر فرمائے گا۔

(یا ملائکتی لیس ذلک التراب من قبورهم انما هو تراب محاریبهم دعوه علیهم حتی یعبروا الصراط ویدخلوا الجنة حتی ان من نظر الیهم یعرف انهم خواص عبادی)

اے میرے فرشتو! یہ ان کی قبروں کی مٹی نہیں ہے بلکہ یہ ان کے محرابوں کی مٹی ہے تو اس مٹی کو ان پر رہنے دو۔ یہاں تک کہ مؤمنین پل صراط کو عبور کرلیں اور جنت میں داخل ہو جائیں۔ حتی کہ جو بھی ان کو دیکھے وہ جان لے کہ یہ میرے خاص بندے ہیں۔

(زہرۃ الریاض)

تین بشارت دینے والے :

خوش خبری دینے والے تین ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ اپنے اس فرمان کے ساتھ بشارت عطا کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (یبشرھم ربھم برحمۃ منہ و رضوان) (التوبہ ۲۱)

۲- دوسرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری دینے والے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وبشر الصابرین) ''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دیں''۔ (البقرہ ۱۵۵)

۳- فرشتے بھی نزع کے وقت خوشخبری دیتے ہیں جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا (وابشروا بالجنہ التی کنتم توعدون) (حم السجدہ ۳۰) (روضۃ العلماء)

بوقت مرگ پانچ خوشخبریاں :

علماء فرماتے ہیں کہ مرنے کے وقت پانچ طرح سے خوشخبری دی جاتی ہے۔

۱- عام مؤمنین کو اس طرح بشارت دی جاتی ہے کہ تم ہمیشہ کے عذاب کا خوف نہ کرو یعنی تمہیں ہمیشہ عذاب میں نہیں رکھا جائے گا۔ انبیاء اور صالحین شفاعت فرمائیں گے تم ثواب کے فوت ہونے پر غمگین نہ ہو اور تمہیں جنت کی بشارت ہو تمہارا ٹھکانہ بہشت ہے۔

۲- مخلصین لوگوں کو اس طرح خوشخبری دی جاتی ہے کہ تم اپنے اعمال کے رد ہونے کا خوف نہ کرو۔ یقیناً تمہارے اعمال مقبول ہیں تم ثواب کے فوت ہونے کا غم نہ کرو۔ بلکہ ثواب کو تمہارے لئے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا۔

۳- امید رکھنے والوں کو اس طرح خوشخبری دی جائے گی کہ تم اپنے گناہوں کا خوف نہ کرو۔ بے شک تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے توبہ کے بعد جو کچھ تم نے کیا اس کے ثواب کے فوت ہونے پر تم غمگین نہ ہو اللہ تعالیٰ تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل فرما دے گا۔

۴- زاہد لوگوں کو اس طرح خوشخبری سے نوازا جائے گا کہ تم حشر اور حساب و کتاب کا خوف نہ کرو زیادتی کے نقصان پر تمہیں غمگین نہ ہونا چاہیے بلا حساب و بلا عذاب

جنت کے ملنے کی تمہیں بشارت ہو۔

۵۔ وہ علماء کرام جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے علم پر عمل کرتے ہیں ان کو اس طرح خوشخبری سے سرفراز کیا جائے گا کہ تم قیامت کی ہولناکیوں کا خوف نہ کرو جو کچھ تم نے کیا اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا خیر عطا فرمائے گا جنت کی بشارت تمہارے لئے ہے اور ہر اس شخص کے لئے جس نے تمہاری اقتداء کی اور اس شخص کے لئے بھلائی ہے جس کی عمر بشارت پر ختم ہو۔ بشارت پر اس شخص کو ملے گی جو مؤمن ہو اور نیک کام کرنے والا ہو۔

ایسے خوش نصیب لوگوں پر فرشتوں کا نزول ہو گا یہ فرشتوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ تم کون ہو؟ ہم نے تم سے بڑھ کر حسن و جمال اور بہترین خوشبو والا کوئی شخص نہیں دیکھا؟ وہ فرشتے کہیں گے کہ ہم تمہارے مددگار ہیں یعنی تمہارے محافظ ہیں ہم تمہارے اعمال کو دنیا میں لکھتے تھے عقل مند کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ غفلت سے بیدار ہو جائے۔

بیداری کی چار علامتیں:

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ بیداری کی چار نشانیاں ہیں۔

۱۔ انسان دیناوی امور کی قناعت اور تسویف (تاخیر کرنا) کے ساتھ تدبیر کرے۔

۲۔ آخرت کے معاملات کی حرص اور جلدی کے ساتھ تدبیر کرے۔

۳۔ دین کے معاملات کی علم اور اجتہاد کے ساتھ تدبیر کرے۔

۴۔ مخلوق کے معاملات کی نصیحت، محبت اور درگزر کے ساتھ تدبیر کرے۔

بہترین انسان:

دانا لوگوں کا قول ہے کہ بہترین وہ انسان ہے جس میں پانچ خصلتیں ہوں۔

۱۔ اپنے رب کی عبادت کو پابندی کے ساتھ ادا کرے۔

۲۔ ظاہر اور باطن ہر لحاظ سے پیکر اخلاص ہو۔

۳۔ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں۔

۴۔ جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ انسان اس سے مایوس ہو۔

۵۔ موت کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ (تنبیہ الغافلین)

موت کو یاد کرنے کا فائدہ:

موت کے لئے تیار رہنا اور اس کا فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے حاصل ہوتا ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اکثروا ذکر ھازم اللذات وھو الموت) ''لذتوں کو مٹانے والی چیز کا بکثرت ذکر کرو''۔ (اور وہ موت ہے۔)

حدیث کی تشریح:

علماء فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موت ہر لذت کو ختم کرنے والی ہے لہٰذا تم اسے کثرت کے ساتھ یاد کرو تا کہ تم اس کے لئے تیار ہو سکو۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

(اکثروا ذکر ھازم اللذات) ''اگرچہ ایک مختصر کلام ہے لیکن اس میں تمام قسم کی نصیحتیں موجود ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص موت کو حقیقتاً یاد کرتا ہے اس کا دل اس دنیا کی تمام لذتوں سے اکتا جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو آنے والے وقت میں ہر ایک تمنا سے روک لیتا ہے وہ اس طرح کی امیدیں باندھنے کی بجائے دنیا سے الگ تھلگ ہو جاتا ہے۔

ان کے مقابلے وہ لوگ جن کی طبیعتیں اچاٹ ہو چکی ہوں اور ان کے دل غافل ہوں وہ اس بات کے محتاج ہوتے ہیں کہ ان کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے الفاظ کثیر ہوں اور انہیں طویل وعظ کیا جائے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان:

(اکثروا ذکر ھازم اللذات) اور اس طرح رب ذوالجلال کا فرمان:

(کل نفس ذائقۃ الموت) ''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے''۔ (العنکبوت ص ۵۷)

سننے والے اور عبرت حاصل کرنے والے کے لئے یہ آیت اور حدیث پاک ہی کافی ہیں۔ اس لئے کہ موت کو یاد کرنا ہی اس فانی دنیا سے دل کو اٹھا لینے اور ہر لحہ باقی رہنے والے گھر کی طرف متوجہ ہونے کے لئے کافی ہے۔

موت کی حقیقت:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ موت عدم محض اور صرف فنا ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ موت تو جسم کے ساتھ روح کے تعلق کے منقطع اور جدا ہونے کا نام ہے اور ایک حالت سے

دوسری حالت کی طرف تبدیل ہونے کا نام موت ہے اسی طرح ایک دار سے دوسرے دار کی طرف سے منتقل ہونے کا نام موت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(المومنون لا یموتون بل ینقلبون) ''ایماندار لوگ مرتے نہیں بلکہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں''۔

بہت بڑی مصیبت:

موت سب مصائب سے بڑھ کر ایک مصیبت ہے موت کو مصیبت خود خالق کائنات نے فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(فاصابتکم مصیبة الموت) ''پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے''۔ (المائدہ ۱۰۶)

چنانچہ موت بہت بڑی مصیبت ہے اور اس سے بھی بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ انسان اس سے غافل ہو جائے اسے یاد نہ کرے اس کے بارے میں متفکر نہ ہو باوجود اس کے کہ موت کو یاد کرنے میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے درس عبرت ہے۔

علامہ قرطبی کا فرمان:

علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تذکرہ میں بیان فرمایا کہ بے شک امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ موت کا سال موت کا زمانہ اور موت کی بیماری کسی کو معلوم نہیں اس کو اس طرح اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ ہر انسان موت کے لئے تیار رہے لیکن جس شخص کے دل و دماغ پر دنیا کی محبت اور لذتوں میں منہمک ہونا غالب آ چکا ہو تو یقیناً ایسا شخص موت کو یاد کرنے سے غفلت کرے گا اور بالکل اس کا ذکر نہیں کرے گا بلکہ اگر ایسے شخص کے پاس موت کا ذکر کیا جائے تو وہ اسے ناپسند کرتا ہے اور اس کی طبیعت ایسی باتیں سننے سے تنفر ہوتی ہے کیونکہ دنیا کی محبت اس کے دل پر غالب آ چکی ہوتی ہے اور اس کے جسم میں اس کا رچ بس جانا اسے موت کے بارے غور و فکر کرنے سے روک دیتا ہے کیونکہ موت کا ذکر ہی خواہشات کو جدا کرنے کا سبب ہے۔

غافل انسان موت کے ذکر کو پسند نہیں کرتا اگر اسے یاد بھی کرے تو پھر اسے دنیا پر افسوس کھانا یاد آ جاتا ہے اور اس کی برائیاں بیان کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے امن سے دور ہونے کے بعد ہی وہ اس چیز کی کثرت کرتا ہے۔ (مجالس رومی)

راہ مستقیم اختیار کرنے والے کی علامات:

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راہ مستقیم کو اختیار کرنے والے کی چند نشانیاں ہیں۔

۱- بغیر کسی علاقہ (دکھلاوے) کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں کوشش کرنا۔
۲- بغیر لالچ کے عام مخلوق کی خیر خواہی چاہنا۔
۳- ڈرنے والے دل کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت کرنا۔
۴- بغیر شہوت کے دنیا کی چیزوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنا۔
۵- بغیر غفلت کے مرنے کے بعد اٹھنے کے بارے میں غور وفکر کرنا۔

اوپر جس طرح کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے اگر یہ کسی خوش نصیب انسان میں موجود ہوں تو اسے مرنے کے وقت کرامت سعادت اور بزرگی کی بشارت دی جاتی ہے۔ (کذا فی الخالصہ)

ایک بزرگ کی وفات کا منظر:

حضرت شیخ ابو علی الرزوذباری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرنے کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا

(ھذاہ ابواب السماء قد فتحت وھذہ الجنان قد زینت) "یہ آسمان کے دروازے ہیں جن کو کھول دیا گیا یہ جنت ہے کہ جس کو مزین کر دیا گیا ہے"۔

اور ایک کہنے والا یہ کہہ رہا ہے

(یا ابا علی قد بلغناک الرتبۃ القصوی وان لم تسالھا واعطیناک درجۃ الاکابر وان لم ترجھا)

اے ابو علی رحمہ اللہ تعالیٰ ہم نے آپ کو انتہائی اعلیٰ مرتبہ تک پہنچا دیا ہے اگرچہ تو نے اس کا سوال نہیں کیا اور ہم نے تجھے اکابر کا درجہ عطا فرما دیا ہے۔ اگرچہ تو نے اس کی تمنا نہیں کی۔

حکایت:

حضرت سہل ابن عبداللہ التستری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب انتقال ہوا تو لوگ آپ کے جنازے کے لئے حاضر ہوئے۔ اس شہر میں ایک بوڑھا یہودی رہتا تھا۔ جس کی عمر ستر برس

تھی۔ اس نے یک چیخ سنی اور باہر نکلا تا کہ وہ دیکھ سکے کہ باہر کیا منظر ہے۔ جب اس کی نظر جنازے پر پڑی تو اس نے لوگوں سے کہا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم بھی اسے دیکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ تو اس جنازے سے کیا دیکھتا ہے؟ تو اس ستر سالہ بوڑھے یہودی نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان کی طرف سے ایک قوم اترتی ہے اور وہ اس جنازے سے برکت حاصل کر رہی ہے پھر اس بوڑھے یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔ کتنا ہی اچھا اس کا اسلام کو قبول کرنا۔ (کذافی روض الریاحین)

جلسہ نمبر ۵۵

فضیلت توبہ

وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات ویعلم ما تفعلون ویستجیب الذین آمنوا و عملوا الصلحت ویزیدیھم من فضلہ والکفرون لھم عذاب شدید.

ترجمہ: ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور دعا قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے''۔ (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۵ تا ۲۶)

فضیلت توبہ

آیت کی تفسیر:

(وھو الذی یقبل التوبة عن عبادہ)

''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے''۔

جن گناہوں سے انہوں نے توبہ کی' ان سے درگزر فرماتا ہے۔

اس آیت کریمہ کلمہ (یـقبـل) جس کا مصدر قبول ہے۔ یہ دوسرے مفعول کی طرف (مـن) یا (عـن) کے ذریعے متعدی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لینے' رجوع کرنے کے معنی کو متضمن ہے۔ اس آیت مبارکہ میں توبہ کی حقیقت کو بیان فرمایا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ توبہ کے لئے چھ شرائط ہیں:

۱۔ گزرے ہوئے زمانے میں جتنے گناہ ہو چکے ان پر نادم ہونا۔

۲۔ لوٹانے کے ساتھ فرائض کے نقصان کو پورا کرنا۔

۳۔ مظلوموں سے معافی مانگنا۔

۴۔ نفس کو اطاعت کرنے میں اس طرح پگھلانا۔ جس طرح کہ اس نے گناہوں میں اپنے آپ کو پروان چڑھایا۔

۵۔ نفس کو اطاعت کا کڑوہ مزہ چکھانا۔ جس طرح کہ اس نے گناہوں کی حلاوت کو چکھا۔

۶۔ جہاں جہاں نفس نے ہنسی کی اس کے بدلے ہر ایک جگہ پر رونا اور آہ وزاری کرنا۔

(ویعفوا عن السیئات) ''اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے''۔

چاہے وہ صغیرہ گناہ ہوں یا کبیرہ۔ وہ جن سے چاہتا ہے' درگزر فرما دیتا ہے۔

(ویعلم ما تفعلون) ''اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو''۔

نیک کام ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی جزا اور خیر عطا فرماتا ہے اور برے کاموں سے درگزر فرماتا ہے۔

(ویستجیب الذین امنوا وعملوا الصلحت)

''اور دعا قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد دعا قبول کرنا' ثواب عطا کرنا' فرمانبرداری کرنا' یہ مانگنے اور طلب کرنے کی طرح ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں اس پر مرتب ہوتی ہیں۔ جب کوئی ان کو اس طرف بلاتا ہے۔

(ویزیدھم من فضلہ) "اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے"۔

نیک کام کرنے والے اللہ تعالیٰ سے جو مانگتے ہیں۔ انہیں وہ عطا ہوتا ہے ان کا حق ان کے حوالے کیا جاتا ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ ان کو سرفراز کیا جاتا ہے۔

(والکافرون لھم عذاب شدید) "اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے"۔

مؤمنین پر جو فضل ہوتا ہے ان کو جو ثواب دیا جاتا ہے اس کے مقابلے میں کافروں کے واسطے سخت ترین عذاب ہے۔ (الشوریٰ ۲۶/۲۵) (قاضی بیضاوی)

زیارت نبوی سے محروم لوگ :

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا یری وجھی ثلاثۃ عاق الوالدین و تارک سنتی و من ذکرت عندہ فلم یصل علی.

تین لوگوں کو میری زیارت کرنا نصیب نہیں ہوگا۔

۱- والدین کا نافرمان۔

۲- میری سنت کو چھوڑنے والا۔

۳- جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔

کالی کملی والے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا سچ فرمایا۔

شیطان اور اس کی ذرّیت کی مایوسی :

علماء فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید فرقان حمید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

(ورحمتی وسعت کل شیئی) "اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے"۔

(الاعراف ۱۵۶)

تو شیطان لعنتی نے تکبر شروع کر دیا اور کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز کو گھیرے

ہوئے ہے۔ تو میں اشیاء میں سے ایک شے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مجھے بھی حصہ ملے گا۔ اسی طرح شیطان کی ذریت یہود و نصاریٰ نے بھی تکبر کیا۔

جب قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(فسا کتبھا للذین یتقون و یؤتون الزکوٰۃ) ''تو عنقریب میں ان نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا۔ جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں''۔ (ایضاً)

یعنی یہ سب کچھ ان لوگوں کے لئے لکھا جائے گا جو شرک سے بچتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

(والذین بآیاتنا یؤمنون) ''اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں''۔ (ایضاً)

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ہماری آیات کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہ آیات سن کر شیطان لعین اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔

یہودی اور نصرانی کہنے لگے کہ ہم شرک کرنے سے بچتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ (چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حقدار ہیں۔)

آخر کار اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

(الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل)

''وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی، جسے لکھا ہوا پائیں گے، اپنے پاس تورات اور انجیل میں''۔ (الاعراف ۱۵۶)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہ سن کر یہودی اور نصرانی بھی مایوس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص طور پر مؤمنین کے لئے باقی رہ گئی۔ (تنبیہ الغافلین)

پانچ کاموں میں جلدی کریں:

ایک قول یہ ہے کہ عجلت کرنا شیطان کے کاموں میں سے ہے لیکن پانچ جگہوں پر جلدی کرنا سنت ہے۔

۱- میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں۔

۲- بیٹیوں کی شادی کرنے میں جلدی سے کام لیں۔

۳- قرض کی ادائیگی میں ہرگز تاخیر نہ کریں۔

۴- گناہ کرنے کے بعد توبہ کرنے میں بہت ہی عجلت کریں۔

۵- مسافر کے لئے کھانا پیش کرنے میں ہرگز تاخیر نہ کریں۔(تفسیر کبیر)

گناہوں کا علاج :

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا۔

ان لکل داء دواء و دواء الذنوب الاستغفار

بے شک ہر بیماری کا علاج ہے اور گناہوں کا علاج بخشش طلب کرنا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من لم یستغفر اللہ فی کل یوم مرتین فقد ظلم نفسہ.

جو شخص ہر دن میں اللہ تعالیٰ سے دو مرتبہ بخشش طلب نہیں کرتا۔ تحقیق اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

ایک اور حدیث پاک میں اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔

حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

سید الاستغفار ان یقول العبد.

اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی و انا عبدک و انا علی عھدک و وعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت. ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت.

سب سے عظیم استغفار یہ ہے کہ بندہ عرض کرے۔

یا اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔

یا اللہ میں تیرے وعدے اور تیرے عہد پر ہوں۔ جتنی تو نے مجھے قدرت عطا فرمائی۔

اس کے مطابق جو بھی میں نے برا کام کیا۔ اس کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔
تیری طرف سے مجھ پر جتنی نعمتیں ہیں۔ میں ان سب کا اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔
یا اللہ مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا اور کون ہے کہ میرے گناہوں کو معاف فرما سکے۔ (الحدیث)

گناہگار ہونے کے باوجود مقبول بارگاہ:

ایک روایت میں ہے۔
بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ جس نے بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس سال تک ہی رب ذوالجلال کی نافرمانی کی۔ ایک دن اس نے آئینہ میں اپنی شکل دیکھی۔ تو اسے اپنی داڑھی میں ایک سفید بال نظر آیا۔ یہ دیکھ کر وہ غمگین ہوگیا اور خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کی۔
یا اللہ میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی پھر اتنا ہی عرصہ تیری نافرمانی کی۔ کیا اس کے باوجود میری تیری بارگاہ میں واپسی ممکن ہے؟
اس دوران اس نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:
ہم نے تیرے ساتھ محبت کی۔ تو نے ہمیں چھوڑ دیا۔ پس ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔
تو نے ہماری نافرمانی کی۔ ہم نے تجھے مہلت دی۔
اس گناہ گار نے عرض کیا۔ یا اللہ اگر میں تیری بارگاہ میں دوبارہ لوٹ آؤں۔ تو کیا تیری رحمت مجھے قبول فرمالے گی؟
جواب ملا۔ (اے ہمارے سیاہ کار بندے) ہم تجھے قبول فرمالیں گے۔ (حیاۃ القلوب)

نصیحت کرنے کا نرالا انداز:

حضرت شیخ امام ابوالنصر سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ حسین وجمیل نوجوان تھے۔ بہترین لباس زیب تن فرماتے تھے۔ بصرہ شہر کا دورہ کرتے اور لوگوں کے لئے بھلائی کے کام سرانجام دیتے ایک دن آپ حسب معمول چل رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک ایسی خاتون پر پڑی۔ جو حسن و جمال کا پیکر تھی۔
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اس خاتون کے پیچھے چل پڑے تو نیک عورت آپ

کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا:

اما تستحی؟ کیا آپ کو شرم نہیں آتی۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا:

ممن؟ کس سے؟

اس نیک سیرت خاتون نے فرمایا:

فمن یعلم خائنۃ الاعین و ما تخفی الصدور

اس ذات سے جو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے راز کو اچھی طرح جانتی ہے۔

حضرت شیخ امام ابوالنصر سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جواب سن کر وہ اس خاتون کی طرف متوجہ ہونے سے صبر نہ کر سکے اور اپنے آپ پر ان کو کنٹرول نہ رہا۔ چنانچہ اس وجہ سے وہ عورت کا پیچھا کرنے سے باز نہ آئے۔

اس نیک سیرت عورت نے کہا کہ کس وجہ سے تو میرے پیچھے آ رہا ہے؟

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اے خاتون! تیری آنکھوں کی وجہ سے میں اس آزمائش کے اندر مبتلا ہوا ہوں۔

اس عورت نے کہا کہ آپ بیٹھیں، میں آپ کی مطلوبہ چیز کو آپ کو بھیج دیتی ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سمجھ کر بیٹھ گئے۔ جس طرح اس کی محبت میرے دل میں گھر کر چکی ہے۔ اسی طرح میری محبت اس کے دل میں ہے۔

اچانک حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کیا دیکھتے ہیں کہ لونڈی ایک طبق لائی۔ جس کو رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا۔ جب آپ نے اس طبق سے رومال کو ایک طرف کیا اور اسے کھولا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس طبق کے اوپر اس نیک خاتون کی آنکھیں رکھی ہوئی ہیں۔ لونڈی نے آپ کو اپنی مالکہ کی طرف سے یہ بات بتائی کہ میری مالکہ یہ کہتی ہے:

لا ارید عینا یفتتن بسببھا احد۔

مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں ہے جن کی وجہ سے کوئی آزمائش میں مبتلا ہو۔

جب حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ منظر دیکھا اور اس خاتون کی بات سنی تو آپ کا جسم کانپ اٹھا۔

وامسک لحیۃ بیدہ و قال لنفسہ. اف لک من لحیۃ تکون اقل من امرء ۃ. وندم و تاب فی تلک الساعۃ و رجع الی بیتہ باکیا.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی کو پکڑا اور اپنے آپ سے کہا کہ تیری اس داڑھی پر افسوس ہے کہ تو ایک عورت سے بھی (خوف وخشیت الٰہی) میں کم ہے۔ آپ اسی وقت اپنے کیے پر نادم ہوئے۔ توبہ کی اور روتے ہوئے اپنے گھر کی طرف واپس لوٹ آئے۔

جب صبح ہوئی تو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اس نیک عورت کے گھر آئے تاکہ اس سے معذرت کر سکیں۔ آپ نے دیکھا کہ اس عورت کے گھر کا دروازہ بند پڑا ہے اور رونے والیاں اس پر رو رہی ہیں۔ آپ نے اس خاتون کے بارے میں پوچھا؟ تو جواب ملا کہ اس گھر کی مالکہ فوت ہو چکی ہے۔ آپ وہاں سے واپس پلٹے اور تین دن تک مسلسل روتے ہیں۔ تیسری رات خواب میں آپ نے اس نیک عورت کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں بیٹھی ہوئی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے کہا کہ مجھے بھی آپ اس چادر میں کر لیں۔ اس نیک خاتون نے کہا کہ میں نے آپ کو چادر میں کر لیا کیونکہ مجھے آپ کے سبب سے خیر کثیر ملی ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ اس نیک عورت نے یہ نصیحت کی۔

اذا خلوت فاذكر الله تعالى واذا اصبحت و امسيت فاستغفر الله وتب الى الله.

جب تنہائی میسر آئے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جب تو صبح اور شام کرے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس نیک عورت کی نصیحت کو قبول فرمایا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے اس قدر کرم ہوا کہ آپ زہد اور طاعت میں مشہور ہو گئے۔ بلند درجات حاصل کیے۔ خداوند قدوس کی بارگاہ میں اعلیٰ ترین مقام حاصل کیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر اولیاء کرام میں سے تھے۔ (جواہر البخاری)

امت محمدیہ کی چار کرامتیں:

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو چار کرامتوں سے سرفراز فرمایا جو کہ صرف اسی امت کو عطا

ہوئیں۔

۱- اللہ تعالیٰ نے میری توبہ مکہ مکرمہ میں قبول فرمائی جبکہ حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لوگ ہر جگہ توبہ کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

۲- میں نے لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ جب شجر ممنوعہ کے پاس گیا تو مجھے بغیر لباس کر دیا گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ننگے ہو کر گناہ کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو لباس عطا فرما دیتا ہے۔

۳- جب مجھ سے غلطی سرزد ہوئی تو میرے اور میری بیوی کے درمیان جدائی کر دی گئی۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے لیکن ان کے اور ان کے اہل کے درمیان جدائی نہیں کی جاتی۔

۴- حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جنت میں غلطی کی تو مجھے وہاں سے نکال دیا گیا جبکہ امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لوگ جنت سے باہر گناہ کرتے ہیں تو جب وہ توبہ کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تنبیہہ الغافلین)

توبہ کرنے کی برکات:

بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت تھی۔ وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی تھی۔ وہ بدکار عورت اپنے گھر کے دروازے کو کھول کر بالکل سامنے ایک تخت پر بیٹھی رہتی تھی جو بھی انسان اس عورت کو دیکھتا' وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتا۔ جو بھی مرد اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے اس کے پاس جاتا تو وہ دس دینار یا اس سے کچھ زیادہ دے کر اندر جانے کی اجازت ملنے کے بعد وہ اس کے گھر میں داخل ہو جاتا۔

ایک دن اس بدکارہ کے دروازے کے سامنے سے ایک عابد کا گزر ہوا۔ جب اس کی نگاہ اس عورت پر پڑی جو کہ اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ تو وہ عابد اس بدکارہ کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو گیا۔ وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے دل ہی دل میں کوشش کرنے لگا۔ اس کے خیال کو اپنے دل سے دور کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ محبت زائل نہ ہو سکی۔ اپنے آپ پر اسے کنٹرول نہ رہا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس جو کچھ سامان تھا۔ اسے فروخت کیا اور اس عورت کے حصول کے لئے جتنے دینار کی ضرورت تھی ان کو جمع کیا۔ آخرکار وہ اس

بدکار عورت کے گھر آ گیا۔ اس نے کہا کہ اس کے مقرر کردہ وکیل کو سلام کرے، بہر حال اس کے آنے کا جو وقت مقرر ہوا، اس بدکارہ نے وعدہ دے دیا۔

وہ عابد اس وقت مقررہ پر آ گیا۔ اس فاحشہ نے اپنے آپ کو سنوارا اور اپنے گھر میں موجود ایک پلنگ پر بیٹھ گئی۔ رقم ادا کرنے والا عابد بھی وہاں پہنچ گیا اور اس فاحشہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھ گیا۔

جب اس نے اپنے ہاتھ کو فاحشہ کی طرف بڑھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادت، پہلے کرنے والی توبہ کی برکت اور اپنی رحمت کی وجہ سے اس کے ہاتھ کو روک لیا اور عابد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔ اس طرح اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہی بات سوچ کر اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔ اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔

فاحشہ عورت نے جب اس کی طرف دیکھا (تو وہ حیران ہوئی) کہ اس کا رنگ ہی بدل گیا ہے۔ بالآخر عورت اس سے یوں گویا ہوئی۔

ما الذی اصابک؟ تجھے کیا ہوا؟

عابد نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے۔

عورت نے کہا: تیرا برا ہو، جو کچھ ابھی تجھے میسر آیا ہے۔ بکثرت لوگ اس کی آرزو کرتے ہیں۔

کون سی چیز ایسی ہے کہ جس میں تو ابھی مبتلا ہو گیا ہے؟ عابد نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، جو رقم میں تیرے سپرد کر چکا ہوں، اب اس کا خرچ کرنا تیرے لئے حلال ہے تو مجھے صرف باہر نکلنے کی اجازت دے۔

فاحشہ عورت نے اسے کہا کہ تو نے یہ برائی کا کام کبھی نہیں کیا؟

اس عابد نے کہا: ''نہیں''۔

بدکارہ عورت نے کہا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟

عابد نے اپنا اور اپنے گاؤں کا نام بتایا۔ تب اسے باہر جانے کی اجازت مل گئی۔

چنانچہ وہاں سے وہ چلا گیا۔

باہر آنے کے بعد اپنی ہلاکت اور بربادی کی دعا کر رہا تھا نیز وہ زار و قطار رو رہا تھا۔

عابد کے اس عمل کی برکت سے فاحشہ عورت کے دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا۔ اپنے دل میں کہنے لگی کہ یہ شخص پہلا گناہ شروع کرنے لگا کہ اس کے دل اس میں قدر خوف خدا پیدا ہو گیا۔

جبکہ اپنے آپ سے کہنے لگی کہ میں تو سال ہا سال سے اس اس طرح کے گناہ کر چکی ہوں۔ جو عابد کا رب ہے۔ جس سے وہ اس قدر ڈرتا ہے۔ میرا تو بھی وہی رب ہے۔ جب میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں۔ مجھے تو کہیں زیادہ ڈرنا چاہیے۔

بدکارہ عورت نے توبہ کی اور لوگوں کے آنے سے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ پرانا لباس زیب تن کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی۔ رب ذوالجلال کی عبادت کرنے لگی جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

عورت کے دل میں خیال آیا۔ اگر میں نیک آدمی کے پاس چلی جاؤں۔ شاید کہ وہ میرے ساتھ نکاح کرے۔ میں اس کے پاس رہ جاؤں۔ اپنے دین کے معاملات اس سے سیکھوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بارے میں میرا مددگار ثابت ہو۔

رخت سفر باندھا' سامان اٹھایا۔ خادم اپنے ساتھ لیے۔ اس بستی میں آ پہنچی جہاں عابد رہتا تھا۔ وہاں جا کر اس کے بارے میں دریافت کیا۔

عابد کو عورت کے بارے میں خبر دی گئی کہ بستی میں ایک خاتون آپ کے بارے میں پوچھ رہی ہے۔ جب عابد عورت کی طرف آیا۔ عورت نے جونہی اسے دیکھا۔ اپنے چہرے سے پردہ کو ہٹایا تاکہ وہ عابد خاتون کو پہچان سکے۔ جب عابد نے اسے دیکھا تو پہچان لیا۔ اسے وہ سارا منظر یاد آ گیا۔ جو عورت اور عابد کے درمیان رونما ہو چکا تھا۔ عابد نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ غمزدہ عورت باقی رہ گئی اور کہنے لگی کہ میں جس کے لئے آئی تھی وہ مر گیا۔ کیا عابد کے رشتہ داروں میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا ضرورت مند ہو؟ لوگوں نے عورت کو بتایا کہ مرنے والے کا ایک صالح مرد بھائی ہے لیکن وہ تنگدست ہے۔ عورت نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ میرے پاس مال موجود ہے۔ جس کی وجہ سے میں غنی ہوں۔ مرنے والے عابد کا بھائی آیا اور اس نے توبہ کرنے والی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا ان کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے اور وہ سارے توبہ

کرنے کی برکت سے بنی اسرائیل میں انبیاء کرام ہوئے۔ الحمد للہ۔
(کذا نقل عن البخاری علیہ رحمۃ الباری)

چار چیزوں کا عطا ہونا:

حضرت امام زندوستی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو محمد عبداللہ بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ وہ ارشاد فرماتے تھے کہ حکماء نے فرمایا کہ جس کو چار چیزیں مل جائیں، وہ دوسری چار چیزوں کا مستحق بن جاتا ہے۔

۱۔ جس آدمی کو دعا کرنے کی توفیق مل جائے وہ دعا کے قبول ہونے سے محروم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(ادعونی استجب لکم) ''مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا۔'' (المومن ۶۰)

۲۔ جسے بخشش طلب کرنے کی توفیق مل جائے، وہ مغفرت سے محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:
(انہ کان غفارا) ''وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے''۔ (نوح ۱۰)

۳۔ جسے شکر کرنے کی توفیق مل جائے، وہ نعمت کی زیادتی سے محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(لئن شکرتم لا زیدنکم) ''اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا''۔ (ابراہیم ۷)

۴۔ جسے توبہ کرنے کی توفیق مل جائے وہ اس کے قبول ہونے سے محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:
(وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفو عن السیئات) ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے''۔ (الشوریٰ ۲۵)
(کذا فی روضۃ العلماء)

مہمان کا حق:

حضرت ابو ہاشم صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:
میں نے ایک دفعہ شہر بصرہ آنے کا ارادہ کیا۔ ایک کشتی تک پہنچا تا کہ اس پر سوار ہو

سکوں۔ کشتی میں ایک آدمی تھا۔ جس کے ساتھ لونڈی بھی تھی۔

کشتی میں موجود آدمی نے کہا کہ اس کشتی میں گنجائش نہیں ہے۔ میں نے لونڈی سے کہا کہ وہ مجھے اس میں سوار کرا دے۔ جب لونڈی نے اس شخص سے مجھے سوار کرنے کے لئے کہا۔ تو وہ مان گیا اور مجھے سوار کر لیا۔ جب کشتی روانہ ہو گئی تو اس مرد نے ناشتہ کرنے کے لئے مجھے بھی بلایا۔ عورت نے بھی اس سے کہا کہ اس مسکین کو بلا لو تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ناشتہ کر لے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں بھی بطور مسکین کے آیا جب ہم ناشتہ کر چکے۔ اس آدمی نے لونڈی سے کہا کہ شراب لاؤ اور اس نے لونڈی کو حکم دیا کہ وہ مجھے بھی شراب پلائے۔

لونڈی نے کہا کہ مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ جب اس شخص میں شراب نے اثر کیا۔ تو اس نے لونڈی سے کہا کہ باجا لاؤ اور تو لے آ۔ جو کچھ تیرے پاس ہے۔ لونڈی نے باجا پکڑا اور گانا شروع کر دیا وہ شرابی میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ کیا آپ کے پاس بھی اس طرح کی کوئی چیز ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے پاس اس سے بھی بہتر چیز ہے۔ شرابی نے کہا۔ تم بھی کہو۔ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنے کے بعد ان قرآنی ایات کی تلاوت کی۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

(اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت و اذا الجبال سیرت) ''جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں''۔ (التکویر ۱ تا ۳)

آیات قرآنیہ کو سن کر شرابی زار و قطار رونے لگا۔ جب وہ بزرگ اس آیت پر پہنچے۔

(و اذا الصحف نشرت) ''اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں''۔ (التکویر ۱۰)

شرابی نے کہا کہ اے لونڈی آج کے بعد تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد ہے اور تو میرے پاس سے جا سکتی ہے۔

اس کے پاس جو کچھ شراب تھی۔ اسے گرا دیا اور باجا کو توڑ دیا' پھر مجھے بلایا اور میرے ساتھ معانقہ کیا اور کہنے لگا۔ اے بھائی یہ بتاؤ کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے گا؟

حضرت ابو ہاشم صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

(ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین)

''بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو''۔ (البقرہ ۲۲۲)

بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے اسے اپنا بھائی بنا لیا اور چالیس سال تک اس کے ساتھ رہا۔ آخر کار وہ مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تجھے کیا ملا؟ جواب دیا کہ مجھے جنت ملی۔

بزرگ فرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کس سبب سے؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے مجھ پر واذا الصحف نشرت پڑھنے کی وجہ سے۔ خداوند قدوس نے مجھے بہشتی بنا دیا۔

(من الموعظہ)

جلسہ نمبر ۵۶

شعبان المعظم کے فضائل

اللہ لطیف ؐ بعبادہ یرزق من یشآء وھو القوی العزیز من کان یرید حرث الاخرۃ نزدلہ فی حرثہ و من کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب۔

ترجمہ : ''اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے جسے چاہے روزی دیتا ہے اور وہی قوت وعزت والا ہے جو آخرت کی کھیتی چاہے۔ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں''۔

(سورۃ الشوریٰ آیت ۱۹-۲۰)

شعبان المعظم کے فضائل

آیت کی تفسیر:

(اللہ لطیف بعبادہ)

''اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے''۔

رب ذوالجلال اپنے بندوں پر طرح طرح کے احسانات فرماتا ہے کہ انسانی فہم و فراست کی وہاں تک رسائی نہیں۔

(یرزق من یشاء)

''جسے چاہے روزی دیتا ہے''۔

کسی بندے کو رزق کا ملنا مشیت خدا پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ہر ایک کو نوع بہ نوع احسانات کے ساتھ خاص کرتا ہے۔ جس طرح کہ اس کی حکمت کا تقاضہ ہو۔

(وھو القوی العزیز)

''اور وہی قوت وعزت والا ہے''۔

خداوند قدوس غالب قدرت والا جو مغلوب نہ ہو۔ اس پر غالب آنے والا۔

(من کان یرید حدث الآخرۃ)

''جو آخرت کی کھیتی چاہے''۔

جو بندہ آخرت میں ثواب کا ارادہ رکھتا ہو۔ آخرت کے ثواب کو کھیتی کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ کیونکہ آخرت میں یہ فائدہ دنیا کے عمل کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

الدنیا مزرعۃ الاخرۃ. ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے''۔

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''حرث'' کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

الحرث فی الاصل القاء البذر فی الارض و یقال للزرع الحاصل منہ.

''حرث'' اصل میں زمین میں بیج ڈالنے کو کہتے ہیں اور ایک مطلب یہ ہے کہ زمین

سے حاصل ہونے والی کھیتی کو ''حرث'' کہتے ہیں۔

(نزدلہ من حرثہ و من کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب)

''ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں''۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کھیتی میں اس طرح اضافہ ہوتا ہے کہ اسے ایک کے بدلے دس بلکہ سات سو تک اجر بڑھا کر عطا کیا جاتا ہے۔

جو کچھ ہم نے کسی کی قسمت میں لکھا ہے۔ دنیا میں اسے اس کے مطابق مل جائے گا۔ اس لئے کہ اعمال کے ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

(انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی) ''بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر انسان کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ (قاضی بیضاوی)

نوری سمندر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ خلق بحر امن نور تحت العرش ثم خلق ملکالہ جناحان احدھما بالمشرق والآخر بالمغرب وراسہ تحت العرش ورجلاہ تحت الارض السابعۃ فاذا صلی العبد علی فی شھر شعبان امر اللہ تعالی ذلک الملک ان یغمس فی ماء الحیاۃ. فیغمس ذلک الملک ثم یخرج منہ فینفض جنا حیہ فیقطر من کل ریشۃ قطرات، فیخلق اللہ تعالی من کل قطرۃ ملکا یستغفرلہ الی یوم القیامۃ.

(زبدۃ الواعظین)

بے شک اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک نور کا سمندر پیدا فرمایا۔ بعد ازاں دو بازو والے فرشتوں کو تخلیق کیا۔ جس کا ایک بازو مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ اس کا سر عرش کے نیچے اور دونوں پاؤں ساتویں زمین سے بھی نیچے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ جب کوئی میرا غلام شعبان المعظم کے مہینہ میں میری ذات پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ ماء حیات میں غوطہ لگائے۔ وہ فرشتہ حکم خداوندی کے مطابق غوطہ لگاتا ہے۔ پھر اس سے باہر نکلتا ہے۔ اپنے بازوؤں کو جھاڑتا ہے تو اس کے ہر ایک پر سے قطرات ٹپکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ جو قیامت کے دن تک درود شریف پڑھنے والے کے لئے بخشش طلب کرتا رہے گا''۔

لَطِیْف'' کا معنی:

اس لفظ کے علماء نے سات معانی ذکر کیے ہیں:

۱- اللہ لطیف اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو پاکیزہ چیزوں کے ساتھ رزق عطا فرمانے والا ہے۔ ان کو سب کی سب اشیاء (حرام و حلال) عطا نہیں کی گئیں۔

۲- اللہ لطیف بعبادہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر بھی اپنی مہربانی اور رحمت کے سبب رحم فرماتا ہے جو خود اپنی ذات کے اوپر رحم نہیں کرتا اور اس بندے کو اپنی اور پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کا شوق اور ذوق عطا فرماتا ہے اور اسے شوق اطاعت منافقت کو ترک کرنے کے بعد بھی حاصل ہوتا ہے۔

۳- اللہ لطیف بعبادہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور بخشش طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من صوت احب الی اللہ تعالی من صوّت عبد مذنب تاب الی اللہ فیقول لبیک یا عبدی سل ما ترید۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے والے گناہگار بندے کی آواز سے بڑھ کر کوئی آواز پسندیدہ نہیں ہے۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ جو چاہتا ہے تو اس کا سوال کر۔

۴- علماء فرماتے ہیں کہ اللہ لطیف کا معنی ہے رفیق۔

۵- اللہ لطیف کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ احسان فرمانے والا ہے۔ اس طرح کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی جو نافرمانی

کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی رزق عطا فرماتا ہے۔

بقول شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ:

اے کریم کہ از خزانہ غیب گبر و ترسہ وظیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

۶- اللّٰہ لطیف کا معنی ہے کہ وہ ذات جو کثیر کو اپنی عطا سے قلیل کر دیتی ہے اور اپنے بندوں کی اطاعت کے سبب سے قلیل کو کثیر کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: (قل متاع الدنیا قلیل) ''تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے''۔ (النساء ۷۷)

۷- بعض علماء نے اللّٰہ لطیف کا یہ معنی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا محاسبہ کرنے میں لطیف ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بروز قیامت ایک بندہ کو حاضر کیا جائے گا۔ اس کے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے فرمائے گا۔

اما استحییت فی اذ عصیتنی؟

کیا جب تو نے گناہ کیا۔ تو تجھ کو مجھ سے حیا نہیں آتی؟

وہ گناہگار بندہ بآواز بلند رونا شروع کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو اپنی آواز کو پست کر لے تاکہ حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری آواز کو نہ سن سکیں اور نہ ہی ان کو یہ پتہ چلے کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے ان گناہوں کو بخش دوں گا۔ تو وہ زیادہ خوش ہونے کی وجہ سے پہلے سے بھی زیادہ بلند آواز کے ساتھ رونے لگا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی آواز کو سن لیں گے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہگار بندے کے رونے کی آواز سن کر بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔ یا اللہ تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ تو اپنے یہ گناہگار بندہ مجھے ہبہ فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

وھب لک ولا تحزن یا حبیبی.

''میں نے اسے آپ کو ہبہ کر دیا۔ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ غمزدہ نہ ہوں''۔ (زھرۃ الریاض)

شعبان کی منفرد شان:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فضل شعبان علی سائر الشهور کفضلی علی سائر الانبیاء و فضل رمضان علی سائر الشهور کفضل اللہ تعالیٰ علی عباده.

شعبان کی تمام مہینوں پر فضیلت ایسی ہے جیسا کہ میری فضیلت تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ہے اور رمضان المبارک کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کے بندوں پر۔

قرآن مجید میں اس حقیقت کو یوں واضح فرمایا گیا:

(ویختار ما کان لهم الخیرة) ''اور پسند فرماتا ہے ان کا کچھ اختیار نہیں''۔ (القصص ۶۸)

خود نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شعبان المعظم کے روزے رکھتے تھے اور ارشاد فرماتے:

(یرفع اللہ اعمال العباد کلها فی هذا الشهر)

''اللہ تعالیٰ اس ماہ مقدس (شعبان المعظم) میں اپنے تمام بندوں کے اعمال کو اٹھاتا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:

أتدرون لم سمی شعبان؟ قالوا اللہ و رسوله اعلم قال لانه یتشعب منه خیر کثیر.

کیا تم جانتے ہو کہ شعبان المعظم کا نام شعبان کیوں رکھا گیا؟ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان المعظم کو شعبان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں خیر کثیر پھیلتی ہے۔ (روضۃ العلماء)

فقط ایک رحمت کے کرشمے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزء فامسک عندہ تسعۃ و تسعین و انزل فی الارض جزء واحد فمن ذلک تتراحم الخلائق حتی ترفع الدابۃ حافرھا عن ولدھا خشیۃ ان یصیبہ الضرر.

و فی روایۃ لمسلم و اخر تسعۃ و تسعین یرحم اللہ تعالی بھا عبادہ یوم القیامۃ.

اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو اجزاء بنائے ہیں۔ ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس روک لئے اور زمین میں صرف ایک حصہ کو نازل کیا جس کی وجہ سے مخلوق آپس میں ایک دوسرے پر رحم اور مہربانی کرتی ہے یہاں تک کہ چوپایہ جو ہے وہ بھی اپنے بچے سے کھر کو اٹھا لیتا ہے کہ کہیں اس کی وجہ سے بچے کو تکلیف نہ ہو۔

امام مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ان سو حصوں میں سے ننانوے حصہ اپنے پاس روک لئے یعنی ان کو موخر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ (طریقہ محمدیہ)

کن کی بخشش نہیں ہوتی؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان المعظم کی پندرہ کی رات کو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذہ لیلۃ تفتح فیھا ابواب السماء و ابواب الرحمۃ. فقم وصل وارفع راسک ویدیک الی السماء.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ رات ہے جس میں آسمان کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ آپ اٹھیں اور نماز پڑھیں اپنے سر اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میں نے ارشاد فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون سی رات ہے؟

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی : شعبان المعظم کی پندرہ کی رات وہ رات ہے کہ جس میں رحمت کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں ہر شخص کو بخش دیتا ہے۔ جو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ اس قدر فضل وکرم ہونے کے باوجود ان بدبخت انسانوں کی بخشش نہیں ہوتی۔

۱- جادوگر۔ ۲- نجومی۔ ۳- کینہ پرور۔ ۴- شراب کا عادی۔ ۵- زنا کا رسیا۔

۶- سود خور۔ ۷- والدین کا نافرمان۔ ۸- چغل خور۔ ۹- قطع رحمی کرنے والا۔

یہ لوگ جب تک توبہ نہ کریں اور ان برے افعال کو ترک نہ کردیں' ان کی بخشش نہیں ہوتی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف فرما ہوئے۔ نماز پڑھی اور سجدہ کرنے کے دوران زاروقطار روئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

اللھم انی اعوذبک من عقابک و سخطک ولا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک فلک الحمد حتی ترضی.

یا اللہ میں تیری ناراضگی اور تیرے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریف اس طرح نہیں کر سکا۔ جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔ تیرے لئے حمد ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ (زبدۃ الواعظین)

دل کی صفائی کا مہینہ :

حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شعبان میں پانچ حرف ہیں۔ اس کے ہر ایک حرف کے بدلے ایمانداروں کو ایک نعمت عطا کی جاتی ہے۔

۱- شین سے شرف اور شرافت۔

۲- عین سے عزت اور کرامت۔

۳- با سے (نیکی)

۴- الف سے الفت (محبت)

۵- ن سے نور (روشنی)

اسی وجہ سے علماء کرام نے ارشاد فرمایا:

رجب المرجب جسم کو صاف کرنے کے لئے

شعبان المعظم　　دل کو صاف کرنے کے لئے

رمضان المبارک　روح کو پاک وصاف کرنے کے لئے

جو خوش نصیب انسان رجب المرجب میں بدن کو پاک و صاف کرتا ہے وہ شعبان المعظم میں دل کو صاف کرتا ہے اور جو شعبان میں دل کو صاف کرتا ہے وہ رمضان المبارک میں روح کو پاک وصاف کرتا ہے۔

تو جو رجب المرجب میں بدن کو اور شعبان المعظم میں دل کو صاف نہ کرے تو وہ رمضان المبارک میں روح کو کیسے پاک وصاف کرے گا؟

چنانچہ بعض حکماء نے ارشاد فرمایا کہ

رجب المرجب　گناہوں سے بخشش طلب کرنے کے لئے

شعبان المعظم　عیبوں سے دل کی اصلاح کرنے کے لئے

رمضان المبارک　دل کو روشن کرنے کے لئے اور

لیلۃ القدر　　اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے۔ (زبدۃ الواعظین)

ستر انبیاء کے برابر ثواب:

ایک حدیث شریف میں ہے:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام ثلاثة ایام من اول شعبان و ثلاثة من اوسطه و ثلاثة من آخره کتب له ثواب سبعین انبیاء و کان لمن عبدالله تعالیٰ سبعین عاما وان مات فی تلک السنة مات شهیدا.

جس شخص نے شعبان المعظم کے پہلے عشرہ میں درمیانے عشرہ میں اور آخری عشرہ میں تین تین روزے رکھے تو اس کے لئے ستر انبیاء علیہم السلام کا ثواب لکھا جائے گا اور وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو اور اگر اس سال اس کا انتقال ہو گیا تو وہ درجہ شہادت پر فائز ہو گا۔

تعظیم شعبان کا فیضان:

ایک حدیث پاک میں اس طرح ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من عظم شعبان واتقى الله تعالى و عمل بطاعة وامسك نفسه عن المعصية غفر الله تعالى ذنوبه و آمنه من كل ما يكون في تلك السنة من البلايا والامراض كلها.

جس خوش نصیب نے شعبان المعظم کی تعظیم کی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔ رب ذوالجلال کی اطاعت کی۔ اپنے آپ کو معصیت سے روکے رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اور اسے اس سال آنے والی ہر قسم کی مصائب اور بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔

(زبدۃ الواعظین)

دل نہیں مرے گا:

حضرت محمد بن عبداللہ زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

میرے ایک دوست ابوحفص الکبیر کا وصال ہوگیا۔ میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ آٹھ ماہ تک میں اس کی قبر پر نہ جا سکا۔ پھر ایک دن میں نے اس کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ رات کو سو گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا رنگ تبدیل اور چہرہ زرد ہو چکا ہے۔

میں نے اسے سلام کیا لیکن اس نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے اسے کہا۔ سبحان اللہ۔ آپ نے مجھے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ اس نے جواباً کہا کہ سلام کا جواب دینا عبادت ہے اور ہم عبادت کے مکلّف نہیں ہے۔

حضرت محمد بن عبداللہ زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ میں نے ابوحفص کبیر سے کہا کہ مجھے آپ کا رنگ کیوں تبدیل ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ حالانکہ آپ تو حسین و جمیل چہرے والے تھے؟ ابوحفص کبیر نے بتایا کہ جب مجھے قبر میں رکھ دیا گیا تو ایک فرشتہ آیا اور میرے سر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے برائی کے شیخ اس نے میرے گناہوں اور میرے برے اعمال کو گننا شروع کر دیا۔ مجھے لکڑی کے ساتھ مارا۔ میرے جسم سے آگ کے شعلے نکلنے لگے پھر میرے ساتھ میری قبر نے کلام کیا۔ کیا تجھے میرے رب سے حیا نہ آئی؟

پھر قبر نے مجھے اتنا دبایا کہ میری پسلیاں ادھر ادھر ہو گئیں۔ میرے جسم کے جوڑ ٹوٹ پھوٹ گئے اور مجھے شعبان المعظم کی رات آنے تک مسلسل عذاب ہوتا رہا۔ جب شعبان المعظم کا مہینہ شروع ہوا تو میرے اوپر سے ایک ندا دینے والے نے ندا دی کہ اے فرشتے

اس بندے سے عذاب کو اٹھا لے کہ اس بندے نے اپنی زندگی کے دوران شعبان المعظم کی پندرہ کی رات کو عبادت کی اور اس کے دن میں روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اس ایک رات میں عبادت کرنے کی وجہ سے مجھ سے عذاب کو اٹھا لیا۔ مجھے رحمت اور جنت کی خوش خبری دی۔ اسی وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

من احیا لیلة العیدین و لیلة النصف من شعبان لم یمت قلبه حین تموت القلوب.

جس نے دو عیدوں کی راتوں اور شعبان المعظم کی پندرہ کی رات میں عبادت کی تو اس کا دل اس دن بھی نہیں مرے گا۔ جس دن سارے دل مردہ ہو جائیں گے۔

(زهرة الریاض)

حضرت عطا بن یسار کا موقف:

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا:

ما من لیلة بعد لیلة القدر افضل من لیلة نصف شعبان.

لیلۃ القدر کے بعد کوئی رات ایسی نہیں جو مرتبہ اور مقام میں شعبان المعظم کی پندرہویں رات سے افضل ہو۔

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شب برأت کی فضیلت میں دوسری بھی متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔

تابعین کا عمل:

ملک شام میں رہنے والے تابعین جیسے حضرت خالد بن معدان' حضرت مکحول اور حضرت لقمان بن عامر رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نیز ان کے علاوہ دیگر حضرات تابعین شب برأت میں وعظ و نصیحت فرماتے اور اس رات میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرتے۔

جب ان کا یہ عمل مختلف شہروں میں حد شہرت تک پہنچ گیا۔ تو اس ضمن میں ان سے بعض علماء نے اختلاف کیا۔ ان میں سے کچھ علماء ایسے تھے۔ جنہوں نے ان حضرات تابعین کی موافقت کی اور اس بابرکت رات کی ہر لحاظ سے تعظیم کرتے تھے جبکہ اہل حجاز کے اکثر علماء نے اس بات کا انکار کیا بلکہ انہوں نے اس رات میں ہونے والے امور کو بدعت قرار دیا۔

علماء فرماتے ہیں اس بارے میں حق بات یہ ہے کہ مؤمن جب اس خاص رات

(شب برأت) میں مختلف قسم کی عبادات میں مصروف ہوتا ہے جیسا کہ نماز پڑھنا' ذکر کرنا' دعا کرنا یہ سب چیزیں جائز ہیں۔ مکروہ نہیں ہیں۔ بہرحال اس موقع پر مساجد میں اور بڑی بڑی اجتماع گاہوں میں خلق کثیر کو نفلی نماز کے لئے اکٹھا کرنا جیسا کہ ہمارے زمانے میں اس کا عام رواج ہے۔ اس کو علماء نے مکروہ فرمایا ہے۔ چنانچہ اہل شام کے امام' فقیہہ' عالم حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان ہے۔

یہ کام کرنے کیسے ہیں؟ :

کچھ امور ایسے ہیں ان کو اگر شب برأت میں کیا جائے تو علماء نے ان کے عدم جواز کا قول کیا ہے۔

۱- مساجد میں بکثرت چراغ روشن کرنا۔ اس رات میں بڑی اجتماع گاہ میں بکثرت قنادیل کو منور کرنا۔

قنیہ میں ذکر کیا گیا کہ شب برأت میں بازاروں' گلیوں اور مساجد میں بہت زیادہ چراغ جلانا بدعت ہے اور جو شخص ان چیزوں پر رقم خرچ کرتا ہے۔ اسے اس کا ضمان دینا ہوگا۔ اگرچہ وقف کرنے والے نے اس کی اجازت دے دی ہو۔ وہ بھی شرعاً معتبر نہ ہوگی۔ اگر یہ اخراجات وقف کے مال میں سے نہ ہوں۔ بلکہ ویسے کسی نے اپنی خوشی سے یہ اخراجات کئے تو اسے فضول خرچی تصور کیا جائے گا نص قرآنی سے فضول خرچی کرنے میں مال کو ضائع کرنا حرام ہے اور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فضول خرچی کرنے سے منع فرمایا۔ ان اخراجات کو عبادت سمجھ کر کرنا یہ تو اس سے بھی بڑی بدعت ہے اور تمام برائیوں میں سے قبیح ہے۔

۲- شب برأت میں نوافل کو باجماعت ادا کرنا۔ اسے بھی علماء نے بدعت قرار دیا۔ اس سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ نوافل کو باجماعت ادا کرنے کے مکروہ ہونے پر سب فقہاء کا اتفاق ہے۔ البتہ نماز تراویح' نماز استسقاء اور صلوٰۃ کسوف میں اس کی اجازت ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب امام کے علاوہ چار آدمی اور ہوں۔

جو نماز شب برأت میں بکثرت باجماعت ادا کی جاتی ہے جسے ''صلوٰۃ البراۃ'' کہتے ہیں۔ اسے بھی علماء نے بدعت کہا ہے۔ کیونکہ یہ نماز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور مبارک میں نہیں تھی بلکہ اس نماز کی ابتداء چوتھی صدی ہجری

کے بعد ہوئی۔ اس نماز کا آغاز چار سو اڑتالیس ہجری میں مسجد اقصیٰ میں ہوا۔

شب برأت میں باجماعت نوافل کی ابتداء:

امام طرطوسی نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص بیت المقدس میں آیا اور شعبان المعظم کی پندرہ کی رات مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کے لئے قیام کیا۔ اس کے پیچھے ابتداء ایک شخص نے پھر دوسرے نے پھر تیسرے نے پھر چوتھے آدمی نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ جب اس نے اپنی نفلی نماز مکمل کی تو اس کے پیچھے ایک بہت بڑی جماعت نماز پڑھ رہی تھی۔ آئندہ سال جب یہ مذکورہ رات آئی تو حسب معمول وہ شخص آیا۔ نماز پڑھنی شروع کی۔ پھر بھی اس کے ساتھ باجماعت نوافل پڑھنے کے لئے کافی سارے لوگ جمع ہو گئے۔ شہروں میں یہ بات مشہور ہو گئی اور لوگوں نے اس عبادت کو سنت سمجھ لیا۔ جبکہ متاخرین میں سے بڑے بڑے علماء نے اس کی مذمت کی نیز اس بات کی تصریح کی کہ یہ قبیح بدعت ہے جو منکرات پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ان منکرات کو تبدیل کرنے سے عاجز آنے والے شخص کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ شب برأت میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے حاضر نہ ہو۔ اگر اس بدعت سے کوئی مسجد محفوظ اسے نہ ملے تو وہ اپنے گھر میں عبادت کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا سنت ہے اور اہل بدعت کی جماعت کو زیادہ کرنا منھی عنہ ہے اور منھی عنہ کو ترک کرنا واجب ہے۔ فعل واجب متعین ہے۔

بڑے آدمی کی ذمہ داری زیادہ:

جب ایک آدمی اپنے علم اور زہد میں مشہور ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسی مسجد میں حاضر نہ ہو جہاں پر منکرات میں سے کوئی کام کیا جا رہا ہو کیونکہ مشہور آدمی کا ان منکرات کا انکار نہ کرنا اور مسجد میں موجود ہونا عوام کو اس بات میں مبتلا کر دے گا کہ اس کام کا کرنا مباح ہے یا انہیں اس بات کا وہم ہو گا کہ یہ کام مستحب ہیں۔ مشہور آدمی کے آنے سے عوام عظیم شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کا ظن پختہ ہو جائے گا کہ یہ کام شرعاً مستحسن ہیں۔ جب وہ مشہور آدمی اس عادت کو ترک کر دے گا۔ مسجد میں شب برأت میں نہیں آئے گا اور اس نے اپنے دل کے ساتھ اس چیز کا انکار کیا کیونکہ وہ زبان اور ہاتھ کے ساتھ ان منکرات کو تبدیل کرنے سے عاجز تھا۔ ایک تو وہ گناہ سے محفوظ رہے گا دوسرا اس کی کوئی اقتداء نہیں

کرے گا بلکہ زہد و تقویٰ میں مشہور شخص کے نہ آنے کی وجہ سے بعض لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہ افعال اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نہیں ہیں۔ بلکہ بدعت ہیں نہ تو شریعت ان کے کرنے کی اجازت دیتی ہے اور نہ ہی دیندار اس سے خوش ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات کچھ لوگ اس سے منع کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے انہیں ثواب ملے گا کیونکہ انہوں نے وہ کام کیا ہے جس پر وہ قدرت رکھتے تھے۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے دل سے اس کا انکار کیا اور دوسرا وہاں جانے سے انہوں نے اپنے آپ کو روکا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگرچہ شب برأت کے بارے میں بکثرت احادیث مروی ہیں لیکن کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز کو عظیم سمجھے۔ جس سے شریعت نے منع کیا ہے اور اس کی مذمت بیان کی ہے۔ اس کے باوجود بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ شب برأت میں قیام کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس رات میں قیام کرنا ثابت ہے۔

ان مذکورہ شواہد کے پیش نظر اس زمانے کے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ان امور میں مبتلا ہونے بدعات اور نئے نئے امور میں رغبت رکھنے سے اپنے آپ کو بچائے اور بدعات سے اپنے دین کو محفوظ رکھے۔ جن بدعات سے وہ مانوس ہو چکا ہے اور جن کو وہ پروان چڑھاتا ہے کیونکہ یہ زہر قاتل ہے بہت کم ایسے لوگ ہیں جو اس کی آفات سے محفوظ رہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان پر حق ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ بدعات کے اندر ایسی چاشنی ہے جو اہل بدعت کے دلوں میں رچ بس چکی ہے ان کی طبیعتیں اسے اچھا سمجھتی ہیں اور اسے ترک کرنے کا نام نہیں لیتیں۔ (ہذا من مجالس رومی)

نوٹ: صاحب کتاب کے مضمون سے کسی قسم کی پیدا ہونے والی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ادیب اہلسنت استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی کی تحقیق پیش خدمت ہے۔

نوافل کی جماعت فقہائے کرام نے اعلانیہ طور پر منع فرمائی ہے۔ لیکن بعض نفلی نمازیں بالاتفاق باجماعت شرعاً جائز ہیں مثلاً نماز استسقاء، نماز کسوف، سورج گرہن کی نماز، حفاظ کرام کے لئے باجماعت نوافل میں قرآن کریم کی منزل سننا سنانا، نماز تراویح جو سنت مؤکدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارکہ میں باجماعت ایک بار بھی ادا نہیں کی گئی۔ بناء علیہ آج کل عبادت

کا ذوق وشوق بڑھانے کے لئے نماز شبینہ اور نماز تسبیح نے بھی رواج پکڑ لیا ہے۔ یہ ایک عمدہ طریقہ ہے۔

تعلیم امت کے لئے اگر آئمہ مساجد یا عام مسلمان اپنے شوق سے یہ نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں تو انہیں اس الحاد و بے دینی کے اژدھام میں روکنا نہیں چاہیے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے آئمہ کرام کا شامل ہونا باعث برکت ہوگا۔

(زینت المحافل ترجمہ نزہتہ المجالس از علامہ محمد منشا تابش قصوری۔ شبیر برادرز لاہور۔ ج ۱ ص ۵۷۲)

اس نے ... کو تبدیل کرتے ...

جلسہ نمبر ۵۷

دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کے لئے

الا خلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين يعباد لاخوف عليكم اليوم ولا انتم تحزنون الذين امنوا بايتنا وكانوا مسلمين ادخلوا الجنة انتم وازواجكم تحبرون ○

ترجمہ: ''گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گاران سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خاطریں ہوتیں۔

(سورۃ الزخرف آیت ۶۶ تا ۷۰)

دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کے لئے

آیت کی تفسیر:

(الا خلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین)

''گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار''۔

مفسرین فرماتے ہیں الا خلاء کا معنی ہے الاحباء آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے۔ جس سبب سے وہ آپس میں محبت کرتے تھے۔ اس کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ان کی دشمنی ہو جائے گی اور اس وجہ سے وہ عذاب کے حقدار بن جائیں گے لیکن جو پرہیزگار لوگ ہیں۔ ان کی محبت چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی تھی۔ لہٰذا انہیں اس دوستی کا نفع ہمیشہ ہمیشہ ملتا رہے گا۔

(یعباد لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون)

''ان سے فرمایا جائے گا۔ اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو''۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے پرہیزگاروں کو جن کلمات کے ساتھ ندا دی جائے گی۔ اس کی حکایت کی جارہی ہے۔

(الذین آمنوا بایتنا وکانوا مسلمین)

''وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے''۔

جن کو ندا دی جائے گی۔ یہ ان کی صفت ہے۔ یعنی اس سے مراد وہ مسلمان ہیں۔ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ایمان کو قبول کیا''۔

(ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم تحبرون) ''داخل ہو جائیں جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خاطریں ہوتیں''۔

ان ایمانداروں کو یہ حکم ملے گا کہ تم اور تمہاری مؤمن عورتیں جنت میں داخل ہو جائیں۔ ازواج سے مراد وہ ہیں کہ جن سے تم مسرور ہوا اور اس کا اثر تمہارے چہروں پر ظاہر ہو گا۔

تحبرون کا ایک معنی یہ ہے کہ تم حبر سے زینت حاصل کرو۔ اس سے مراد چہرے

اور ہیئت کی زیب و زینت ہے۔

ایک معنی حبــــر کا یہ بھی مذکور ہے کہ تمہاری عزت کی جائے گی اور اس میں مبالغہ کیا جائے گا۔

الحبرة. المبالغة فیما وصف بالجمیل. خوبصورتی کے ساتھ جس چیز کا وصف بیان کیا جائے اس میں مبالغہ کرنا۔ (قاضی بیضاوی)

قیامت کا نور:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زینوا مجالسکم بالصلوة علی فان صلوتکم علی نور یوم القیامة.

تم اپنی مجالس کو میری ذات پر درود شریف پڑھنے کے ساتھ مزین کرو۔ کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود شریف پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہوگا۔ (رواہ صاحب الفردوس)

قابل رشک لوگ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان للہ تعالٰی عبادا یوضع لھم یوم القیامة منابر یصعدون علیھا. ھم قوم لباسھم نور ووجوھھم نور لیسوا بانبیاء ولا شھداء. یغبطھم الانبیاء والشھداء فقالوا من ھم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال المتحابون فی اللہ والمتزاورون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ.

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں۔ جن کے لئے قیامت کے دن منبر رکھے جائیں گے۔ جن پر وہ تشریف فرما ہوں گے۔ وہ ایسے خوش نصیب ہوں گے کہ ان کا لباس اور ان کے چہرے نور کے ہوں گے۔ نہ تو وہ انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء جبکہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے؟

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان سے وہ برگزیدہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے

لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور خالق کائنات کی خوشنودی کے لئے ایک دوسرے سے مل کر بیٹھتے ہیں۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

محبت اور بغض اللہ تعالیٰ کے لئے:

ایک حدیث پاک میں ہے۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ ارشاد فرمایا۔ اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے کبھی میری ذات کے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے؟ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی' تیرے لئے روزہ رکھا' تیرے لئے صدقہ کیا اور تیرا ہی ذکر کیا۔

رب ذوالجلال نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ان الصلوۃ لک برھان. والصوم لک جنۃ والصدق لک ظل والذکر لک نور.

نماز تیرے لئے برہان' روزہ تیرے لئے ڈھال' صدقہ تیرے لئے سایہ اور ذکر تیرے لئے نور ہوگا۔ تم بتاؤ کہ تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے؟

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ مجھے وہ عمل بتایا جائے جو صرف تیرے لئے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے کبھی میری ذات کے لئے کسی سے دوستی کی ہے یا کیا تو نے میری ذات کے لئے کسی سے دشمنی کی ہے؟

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال میں سے جو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے وہ ہے۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ.

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اس کے لئے دشمنی۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ میری وجہ سے کسی سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟

فوعزتی و جلالی الیوم اظلھم بظلی یوم لا ظل الاظلی.

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم آج وہ لوگ میرے سایہ میں رہیں گے۔ آج کا وہ

دن ہے میرے سایہ کے علاوہ کسی کا سایہ نہیں ہے۔ (رواہ الطبرانی)

دونوں دوست جنت میں:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

قیامت کے دن ایک مؤمن آدمی کو لایا جائے گا۔ جب اس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ تو اس کی نیکیوں کے مقابلہ میں گناہوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ چنانچہ اسے دوزخ کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ آدمی بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا۔ اے میرے رب مجھے ایک گھڑی کے لئے مہلت دی جائے تاکہ میں ایک نیکی اپنی والدہ سے بطور ہبہ کے حاصل کرسکوں۔ رب ذوالجلال کی طرف سے اسے مہلت مل جائے گی۔ پس وہ گناہگار شخص اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرے گا۔ اے میری امی جان! آپ کو اس چیز کی قسم ہے کہ جس کی بناء پر آپ نے دنیا میں میری پرورش کی اور مجھ پر ہر طریقہ سے احسان کیا۔ آپ مجھے اپنی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی دے دیں تاکہ میں دوزخ سے نجات حاصل کرسکوں۔ اس کی ماں اسے جواب دے گی۔ اے میرے لخت جگر میں اپنے اس معاملہ میں عاجز ہوں بلکہ میں تو اپنے معاملہ میں حیران اور پریشان ہوں۔ میرے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آج کے دن تجھے چھٹکارا دلا سکوں؟ آخر کار وہ شخص اپنی والدہ سے محروم و مایوس ہو جائے گا۔ اسی طرح وہ شخص حسب مراتب اپنے تمام قریبی رشتہ داروں کے پاس آئے گا اور تمام سے اسے سوائے مایوسی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ اس گناہگار کا ایک دوست اسے دیکھے گا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ اس کا وہ دوست اسے کہے گا کہ میں تجھے اپنی تمام نیکیاں دیتا ہوں۔ تاکہ ہم دونوں میں سے ایک تو کم از کم نجات حاصل کرلے۔ یہ آسان ہے۔ اس بات سے کہ ہم دونوں کو دوزخ میں ڈالا جائے۔ جب اس گناہگار کو دوست کی طرف سے نیکی ملے گی تو اس کے بارے میں حکم ہوگا کہ اسے جنت کی طرف لے جایا جائے۔ پس وہ تیزی سے جنت کی طرف چل پڑے گا۔ راستے میں اسے ایک ندا دینے والے کی طرف سے ندا ملے گی۔ تو کیسا نوجوان ہے کہ تو نے اپنے دوست کو دوزخ میں بھلا دیا ہے کہ تو جنت میں داخل ہو جائے۔ پس وہ سجدہ میں گر جائے گا

اس کے لئے سفارش کرے گا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہو گا کہ ان دونوں کو جنت میں بھیج دیا جائے۔ (موعظہ)

دوست کی زیارت کرنے پر اجر:

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرے۔ اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے واپس آنے تک ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ اسی چیز کے بدلے اس کے ہزار گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس کے رب کے ہاں عرش کے نور کی طرح اس کے لئے ایک نور بلند کیا جاتا ہے۔ (رواہ الحارث ابن ابی اسامہ)

جنتی لوگ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا اخبركم برجالكم من اهل الجنة. قلنا بلىٰ يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال النبى عليه الصلوة والسلام. النبى فى الجنة والصديق فى الجنة والشهيد فى الجنة والرجل يزور اخاره المسلم فى ناحية المصر لايزوره الا لله فى الجنة.

خبردار! میں تمہیں تمہارے جنتی مردوں کے بارے خبر نہ دوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے عرض کیا۔ کیوں نہیں؟ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور بتائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (وہ چار قسم کے لوگ ہیں)

۱- نبی جنت میں۔

۲- صدیق جنت میں۔

۳- شہید جنت میں۔

۴- وہ آدمی کہ جو شہر کے دوسرے کنارے اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرتا ہے اور اس کا یہ ملنا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے وہ بھی جنت میں ہو گا۔ (رواہ ابونعیم الحافظ)

جنت کا عالی شان گھر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان فی الجنة غرفا یری ظاهر ها من باطنها و بالعکس اعدها الله للمتحابین والمتزاورین والمتباذلین فیه.

بے شک جنت میں ایک ایسا کمرہ ہے کہ اس کے اندر بیٹھ کر باہر کی ساری چیزیں اور باہر کھڑے ہو کر اس کے اندر کی ساری چیزیں نظر آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں کے لئے تیار کیا ہے کہ جو آپس میں محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے۔ (رواہ الطبرانی)

سرخ یاقوت کا ستون:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ملاقات اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ وہ (قیامت کے دن) سرخ یاقوت کے ستون پر ہوں گے۔ اس ستون کی چوٹی پر ستر ہزار کمرے ہوں گے اور وہ اہل جنت پر اس طرح روشن ہوں گے جس طرح کہ دنیا والوں پر سورج روشن ہوں گے جس طرح کہ دنیا والوں پر سورج روشن ہوتا ہے۔ اہل جنت کہیں گے کہ تم ہمارے سامنے چلو تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرنے والوں کو دیکھ سکیں جب وہ ان پر چڑھیں گے تو ان کے چہرے اس طرح چمک اٹھیں گے۔ جس طرح کہ اہل دنیا پر سورج روشن ہوتا ہے۔ ان پر سندس سے بنا سبز لباس ہو گا۔ اپنی پیشانیوں کے بل وہ جھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ ان لوگوں کا مقام ہو گا کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ملاقات رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے پڑوسی:

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

جب اولین و آخرین اکٹھے ہو جائیں گے تو ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ دنیا میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کہاں ہیں؟ لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو گا جو کہ جنت میں جانے کا ارادہ کرے گا۔ فرشتے ان سے کہیں گے۔ تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

وہ لوگ کہیں گے۔ ہمارا جنت میں جانے کا ارادہ ہے۔ فرشتے کہیں گے۔ کیا حساب و کتاب سے پہلے؟ وہ لوگ کہیں گے۔ ہاں! فرشتے ان سے پوچھیں گے۔ تم کون ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں۔ فرشتے ان سے پھر کہیں گے کہ تمہارا پڑوس کیا ہے؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

ایک کے طفیل دوسرے کی بخشش:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

جب قیامت کا دن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا کہ دو مؤمن آدمیوں کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ ان دو میں سے ایک گناہگار جبکہ دوسرا فرمانبردار ہو گا۔ ان دونوں کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ وہ کلمہ پڑھ کر فوت ہوئے۔

رضوان جنت کو حکم ہو گا کہ جو فرمانبردار مؤمن ہے اسے جنت کی طرف لے جایا جائے اور اس کا اکرام کیا جائے۔ چنانچہ وہ مطیع کہے گا کہ میں اس بات سے راضی ہوں۔

دوزخ کے داروغے کو حکم ہو گا کہ وہ نافرمان کو جہنم کی طرف لے جائیں اور اسے عذاب دیا جائے۔ جب اسے ان کی طرف سے سخت عذاب دیا جائے گا تو وہ گناہگار کہے گا کہ وہ شراب پیتا تھا۔

مطیع اور فرمانبردار شخص جو ہے وہ خوشی خوشی مسکراتے ہوئے جنت کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ جب وہ جنت کے قریب ہو گا تو اسے اپنے پیچھے کی طرف سے ایک ندا سنائی دے گی۔ تو وہ ندا دینے والا کہے گا۔

باللہ یا صاحبی ویا حبیبی ارحمنی واشفع فی.

قسم باخدا! اے میرے دوست اور اے میرے پیارے آپ مجھ پر رحم کریں اور میرے بارے میں سفارش کریں۔

جب وہ اطاعت گزار شخص اس ندا کو سنے گا تو وہ اپنی جگہ پر ٹھہر جائے گا اور جنت

میں داخل نہیں ہوگا۔

رضوان جنت اس سے فرمائے گا کہ تو جنت میں داخل ہو۔ اس بات پر کہ تجھے دوزخ سے نجات ملی۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر۔ وہ آدمی کہے گا کہ میں جنت میں داخل نہیں ہوتا بلکہ آپ مجھے دوزخ میں لے چلیں۔

رضوان فرشتہ اس سے کہے گا۔ میں تجھے دوزخ کی طرف کس طرح لے جا سکتا ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تجھ کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم دیا ہے نیز مجھے یہ امر ملا ہے کہ میں آپ کی خدمت کروں؟ وہ آدمی اس فرشتے سے کہے گا کہ مجھے تمہاری خدمت کی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرا جنت میں جانے کا ارادہ ہے۔

ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ اے رضوان میں جانتا ہوں کہ میرے اس بندہ کا راز کیا ہے لیکن اس سے سوال کر کہ کیا جو کچھ تمہارے دل میں ہے تو اس کو جانتا ہے۔

رضوان اس سے کہے گا کہ تو جنت میں کیوں داخل نہیں ہوتا اور دوزخ میں جانے پر تو کیوں راضی ہے؟

وہ عرض کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو گناہگار دوزخ کی طرف گیا وہ مجھے دنیا میں پہچانتا تھا۔ اس نے مجھے ندا دی۔ میرے سامنے عذر پیش کیا اور مجھ سے سفارش کرنے کا مطالبہ کیا۔ میں اس بات پر تو قادر نہیں کہ اسے دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں۔ میں تو صرف یہی کر سکتا ہوں کہ اس کے ساتھ دوزخ میں چلا جاؤں اور دوزخ کے عذاب میں ہم دونوں اکٹھے رہیں۔

رحمٰن و رحیم رب کی طرف سے ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔

یا عبدی انت بضعفک لم ترض ان یذھب ذلک الی النار لانہ رآک فی الدنیا رؤیۃ قلیلۃ و کان یعرفک و صاحبک ایاما قلیلۃ فکیف ارضی انا بدخول عبدی النار و قد کان یعرفنی فی جمیع عمرہ واتخزنی الھا سبعین سنۃ. فاذھب الی الجنۃ فقد عفوت عنہ و وھبت. لک.

اے میرے بندے تو اپنی کمزوری کے باوجود اس بات پر راضی نہیں ہوا کہ وہ (تمہارا ساتھی) دوزخ میں جائے۔ اس لئے کہ اس نے آپ کو دنیا کی زندگی میں تھوڑے عرصے

کے لئے دیکھا تھا۔ وہ تجھے جانتا تھا اور تھوڑے ہی عرصہ کے لئے وہ تیرا ساتھی بنا رہا۔ تو میں اپنے بندے کو دوزخ میں بھیجنے پر کیسے راضی ہو سکتا ہوں؟ حالانکہ اس نے اپنی ساری زندگی میں مجھے پہچانا۔ ستر سال تک مجھے معبود سمجھتے ہوئے میری عبادت کرتا رہا۔ تو اپنے ساتھی کو جنت میں لے جا۔ میں نے اس کی خطاؤں کو معاف کر کے اسے تجھ کو ہبہ کر دیا۔ (موعظہ)

حج سے افضل کام:

ایک روایت میں ہے کہ دو بھائی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے ملے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ نے کہاں کا قصد کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کی۔

دوسرے نے پہلے سے سوال کیا کہ آپ نے کہاں کا قصد کیا؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے بھائی کی ملاقات کا ارادہ کیا جس کے ساتھ میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔

پہلے بھائی نے دوسرے سے گزارش کی۔ کیا آپ مجھے اپنے بھائی کی زیارت کرنے کا ثواب میرے حج کے ثواب کے بدلے دے دیں گے؟ دوسرے نے تھوڑی دیر کے لئے اپنے سر کو جھکایا۔ اس دوران ہم نے ایک ہاتف غیبی سے یہ ندا سنی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا:

(زيارة اخ في الله افضل عند الله من مائة حجة نافلة)

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں سو نفل حج کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (موعظہ)

حکایت: بعض علماء نے سورہ یوسف کی ایک آیت کی تفسیر کے ضمن میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے:

(وجاء وا اباهم عشاء يبكون)

''اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے''۔ (یوسف ۱۶)

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی جب اپنے والد حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے۔ انہوں نے آ کر جھوٹ بولا اور اپنے ساتھ ایک بھیڑیئے کو لائے جس کو انہوں نے زبردستی پکڑ رکھا تھا۔ انہوں نے آ کر حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے

عرض کیا کہ اس بھیڑیئے نے ہمارے بھائی حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام اس بھیڑیئے کو علیحدہ لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور بھیڑیئے سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

اے بھیڑیئے کیا تو نے میرے بیٹے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو کھایا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس بھیڑیئے کو بولنے کی قوت عطا فرمائی۔

فقال معاذ اللہ یا نبی اللہ فان لحوم الانبیاء لا تاکلھا الارض ولاالنار ولا السباع ولکن اخذونی قھرا فجاؤ ا بی الیک.

اس بھیڑیئے نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی پناہ' اے اللہ تعالیٰ کے نبی بے شک انبیاء علیہم السلام کے گوشت کو نہ زمین اور درندے کھاتے ہیں اور نہ ہی ان کو آگ جلاتی ہے۔ لیکن انہوں نے مجھے زبردستی پکڑا اور آپ کے پاس لے آئے۔

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

ایھا الذئب کیف و قعت فی ایدھم؟

اے بھیڑیئے! تو ان کے ہاتھ کیسے آ گیا؟

من این اقبلت و این قصدت؟

کہاں سے تو آیا ہے اور کہاں کا ارادہ رکھتا تھا؟

بھیڑیئے نے جواباً حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں جرجان کی سرزمین سے آیا ہوں اور میرے کنعان جانے کا ارادہ ہے۔ جانے کا مقصد یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی سے ملاقات کر سکوں۔

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟

بھیڑیئے نے عرض کیا کہ میرے والد محترم سے میرے دادا نے اور میرے دادا جان نے آپ کے جد امجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے یہ بات بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من زار أخافی اللہ کتب اللہ لہ الف حسنۃ ومحا عنہ الف سیئۃ ورفع لہ الف درجۃ و انجاہ من عذاب یوم القیامۃ بزیارۃ اخیہ. وجمع بینہ و بین اخیہ فی الجنۃ کالسبابۃ مع الوسطی.

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی سے ملاقات کی تو اس کو رب ذوالجلال کی طرف سے ان انعامات سے نوازا جائے گا۔

۱- اللہ اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دے گا۔

۲- رب ذوالجلال اس کے ہزار گناہ معاف فرما دے گا۔

۳- ہزار اس کے درجات بلند کیے جائیں گے۔

۴- خداوند قدوس اسے اپنے بھائی کی زیارت کرنے کے سبب سے قیامت کے دن کے عذاب سے نجات عطا فرمائے گا۔

۵- خالق کائنات اس انسان کو اپنے بھائی کے ساتھ جنت میں اکٹھا کر دے گا۔ جس طرح کہ سبابہ انگلی وسطی کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔

بھیڑیئے نے کہا کہ میں اپنے اس بھیڑیئے بھائی کی زیارت کرنا چاہتا ہوں کہ جس نے میرے ساتھ دودھ پیا۔ اب مجھے اس کے مرنے کی اطلاع ملی ہے۔ اس کی موت نے مجھے مغموم کر دیا۔

قال یعقوب علیہ السلام. اکتبوا ھذا الحدیث عن ھذا الذئب.

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس حدیث کو اس بھیڑیئے کی طرف سے لکھ لو۔

علماء فرماتے ہیں کہ اے ہمارے دینی بھائیو! جب ایک بھیڑیا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر رب ذوالجلال سے ثواب طلب کرنے کے لئے اس کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لئے جنت میں اپنے بھائی کی معیت اختیار کرنے کے لئے اپنے بھیڑیئے بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو ہم کیسے اس بات کو نہیں طلب کرتے۔ بلکہ تم بھی اپنے بھائیوں سے ملاقات کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب' اس کے عذاب سے نجات اور جنت میں اپنے بھائیوں کی معیت کو طلب کرو۔ (موعظہ)

اس قدر زیادہ ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من عبد یزور اخالہ فی اللہ الا قال اللہ تعالی فی ملکوت عرشہ!

عبدی زارنی و علی قراہ ای ضیافتہ لا ارضی لعبدی قری دون الجنۃ.

کوئی ایسا بندہ نہیں کہ جو اپنے بھائی سے ملاقات صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتا ہے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش والے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ملاقات کی۔ مجھ پر اس کی مہمان نوازی ہے۔ میں اپنے بندے کے لئے جنت کے علاوہ کی ضیافت پر راضی نہیں ہوں گا۔ (رواہ صاحب الفردوس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے گھر سے صرف اس لئے نکلتا ہے کہ وہ رب ذوالجلال کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے بھائی سے ملاقات کرے گا۔ خداوند قدوس اپنی رحمت کی وسعت کے سبب سے اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔

فرشتہ اس بندے سے کہتا ہے کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے کہ میں فلاں سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرشتہ کہتا ہے۔ کیا تمہاری اس کے ساتھ کوئی رشتہ داری ہے؟ آدمی عرض کرتا ہے۔ نہیں۔

فرشتہ کہتا ہے۔ کیا اس نے آپ پر کوئی احسان کیا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ اسے ملنا چاہتے ہیں؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے۔ نہیں۔

فرشتہ اس بندے سے کہتا ہے۔ ملنے کا سبب کیا ہے؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے کہ میں اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت رکھتا ہوں۔

فرشتہ کہتا ہے کہ اے بندے میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں۔ سن لو! اللہ تعالیٰ تجھ سے اور اس سے بھی محبت فرماتا ہے۔ (رواہ صاحب الفردوس)

افضل ترین عمل:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ.

تمام اعمال سے افضل ترین عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے عداوت رکھنا۔ (ھذا من حسان المصابیح)

حدیث کی تشریح:

علامہ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ایک مؤمن کے لئے دوستوں کا ہونا ضروری ہے کہ جن کے ساتھ وہ رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر محبت کرے۔ ایک مؤمن کے لئے دشمنوں کا ہونا بھی ضروری ہے کہ جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں تو یہ شخص رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر ان سے دشمنی رکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص کسی سبب سے محبوب ہوگا تو بدیہی سی بات ہے کہ اس کے مخالف امر کے پائے جانے کی وجہ سے وہ مبغوض ہوگا۔ کیونکہ اس کا فعل بغض اور محبت کے درمیان دائر ہے اور یہ دونوں چیزیں اس کے دل میں موجود نہیں۔ جب ان میں سے کسی ایک کا غلبہ ہو جائے تو اس کا اظہار ایک فطری امر ہے۔ جب محبت غالب ہوگی تو اس سے محبت کرنے والوں کے اعمال کا اظہار ہوگا۔ جیسا کہ ایک دوسرے کا قرب حاصل کرنا' ایک دوسرے سے محبت کرنا۔ اس کو ہی دوستی کہا جاتا ہے۔ اگر عداوت کا غلبہ ہو جائے تو پھر اس آدمی سے ناراض رہنے والے لوگوں جیسے افعال کا صدور ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک دوسرے سے دوری اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنا' اسی کا نام دشمنی رکھا جاتا ہے۔

کیا ناراضگی کا اظہار ممکن ؟:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ناراضگی کا اظہار کس طرح ممکن ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایسا کرنا ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ناراضگی کا اظہار یا تو قول کے ذریعے ہوگا یا فعل کے ذریعے۔

قول کے ذریعے ناراضگی کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ انسان دوسرے آدمی سے بات چیت کرنے سے اپنے آپ کو روک لے کہ نہ تو اس کے ساتھ مکالمہ ہو اور نہ ہی کوئی بات چیت ہو اور کبھی اس چیز کا اظہار گالی گلوچ کے ذریعے ہوتا ہے۔

فعل کے ذریعے ناراضگی کا اظہار یہ ہے کہ انسان اپنے دوست کی مدد کرنا چھوڑ دے۔ کبھی اس کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے۔ کبھی اس کے مقاصد پر قدغن لگائے یعنی ایسے ایسے کام کرے کہ جن کی وجہ سے اسے تکلیف پہنچے ایسے کام نہ کرے کہ جن کی وجہ سے اس پر کوئی اثر ہو۔ یہ طریقہ اس وقت اختیار کرنا چاہئے کہ جب وہ جان بوجھ کر گناہ کا

کام کرے۔ چاہے وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں۔

بدی را بدی سہل باشد جزا:

اگر ایک انسان سے کوئی لغزش ہو جائے وہ اس پر نادم ہو۔ اس پر اصرار کرنے والا بھی نہ ہو۔ تو اس بارے بہتر یہ ہے کہ انسان اس سے چشم پوشی کرے اور اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ بالخصوص جب وہ ایسی معصیت ہو۔ جو تیرے ساتھ متعلق ہو یا ایسے شخص سے متعلق ہو جو تیرا تعلق دار ہو تو ایسی لغزش سے اعراض کرنا اچھا ہے۔ اس لئے کہ ایسے شخص کو معاف کر دینا جو تجھ پر ظلم کرے یا تیرے ساتھ برائی کرے۔ یہ سچے لوگوں کے اخلاق کا حصہ ہے۔ جو شخص تیرے علاوہ دوسرے پر ظلم کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ اس کے عیب کو نہ چھپانا۔ یہ اس پر احسان کرنے کے مترادف ہے۔ تو اس موقع پر اس پر احسان نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایسے ظالم پر احسان کرنا' مظلوم کے ساتھ برائی کرنے کے مترادف ہے جبکہ مظلوم رعایت کا زیادہ مستحق ہے۔

ظالم سے اعراض کر کے مظلوم کے دل کو تقویت پہنچانا' ظالم کے دل کو تقویت پہنچانے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ (من مجالس الرومی)

جلسہ نمبر ۵۸

شیطان کی عداوت

یایھا الذین امنوا لا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن ؕ ومن یتبع خطوٰت الشیطٰن فانہ یامر بالفحشاء والمنکر ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا و لکن اللہ یزکی من یشاء واللہ سمیع علیم ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہیں ہوسکتا ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے''۔ (سورۃ النور آیت ۲۱)

شیطان کی عداوت

آیت کی تفسیر:

(یایها الذین آمنوا لا تتبعوا خطوٰت الشیطن ط)

''اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو''۔

شیطان کے قدموں پر چلنے سے مراد یہ ہے کہ بے حیائی کو نہ پھیلاؤ۔

علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں کلمہ خطوٰت کے ''ط'' پر فتحہ کی بجائے نافع، البزی، ابوبکر، ابوعمرو اور حمزہ نے سکون پڑھا ہے۔

(ومن یتبع خطوٰت الشیطن فانه یامر بالفحشاء والمنکر ط)

''اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا''۔

آیت کریمہ کے ان کلمات میں شیطان کی پیروی کرنے سے ممانعت کی علت کو بیان کیا جا رہا ہے۔

الفحشاء کا معنی ہے۔ وہ برائی جس کی قباحت زیادہ ہو۔

المنکر کا معنی ہے کہ جس کو شریعت نے برا کہا ہو۔

(ولولا فضل اللہ علیکم ورحمته مازکی منکم من احد ابدا ولکن اللہ یزکی من یشاء ط واللہ سمیع علیم) (النور ۲۱)

''اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا۔ ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراد ہے۔ ایسی توبہ کرنے کی توفیق کہ جو گناہوں کو مٹانے والی ہے اور گناہوں کے لئے بطور کفارہ کے حدود کو ظاہر فرمانا۔

آخر زمانہ تک اس کی میل کچیل کو ختم نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انتہائی کرم نوازی فرمائی کہ اپنے بندے کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسے قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے اقوال کو سننے والا اور ان کے افعال اور نیتوں کو جاننے والا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

بلا شک و شبہ درود پہنچتا ہے:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اکثرکم علی صلوٰۃ اکثرکم ازواجا فی الجنۃ۔

تم میں سے مجھ پر بکثرت درود پڑھنے والا، وہ بہشت میں سب سے زیادہ بیویاں پانے والا ہوگا۔

حضرت ابن ہشام سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان پہنچا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے غلامو! تم میری ذات پر شب جمعہ اور بروز جمعہ بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ اس درود کو مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور بے شک زمین انبیاء کرام کے اجسام کو نہیں کھاتی۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وما من مسلم یصلی علی الاحملھا ملک حتی یودیھا الی ویسمیہ حتی انہ یقول ان فلانا یقول کذا وکذا۔

جو مسلمان بھی میری ذات پر درود شریف پڑھتا ہے۔ فرشتہ اس درود کو اٹھا کر مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور اس درود پڑھنے والے کا نام لیتا ہے اور ساتھ ہی فرشتہ یہ کہتا ہے کہ فلاں اس اس طرح کہتا ہے۔ (شفا شریف)

تفسیری نکات:

مفسرین فرماتے ہیں کہ (خطوات الشیطن) سے مراد شیطان کی سیرت اور اس کا طریقہ ہے۔

آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ تم شیطان کے راستے پر نہ چلو اور نہ ہی بے حیائی کو پھیلاؤ۔ جھوٹ اور جھوٹی باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ نہ ہی اس کے وسواس اور آثار کی پیروی کرو۔ (شیخ زادہ)

(ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ)

''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی''۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب کشاف نے ذکر فرمایا کہ اس سے مراد توبہ ہے کہ اگر توبہ کرنے کی توفیق نہ ملتی تو رب ذوالجلال آخر زمانہ تک لوگوں سے گناہوں کی میل کچیل سے پاک صاف نہ کرتا لیکن اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنے لطف و کرم کے طفیل ان کی توبہ قبول فرما کر پاک و صاف کرتا ہے۔ (تفسیر کشاف)

دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟:

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ بصرہ کے بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے انہوں نے آ کر عرض کیا۔ اے ابو اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں فرمایا: (ادعونی استجب لکم)

"تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول فرماتا ہوں۔) (البقرہ)

لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم عرصہ دراز سے دعائیں مانگ رہے ہیں لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے بصرہ والو! تمہارے دل دس باتوں کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہیں۔ اس وجہ سے تمہاری دعائیں کیسے شرف قبولیت حاصل کریں۔

آپ نے فرمایا کہ وہ دس باتیں یہ ہیں:

۱۔ (الاول عرفتم اللہ تعالی ولم تؤدوا حقه) تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا لیکن اس کے حق کو ادا نہیں کیا۔

۲۔ (الثانی قرأتم القرآن ولم تعملوا به) تم نے قرآن پڑھا لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔

۳۔ (الثالث ادعیتم حب رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم و ترکتم سنته) تم نے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ تو ضرور کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ترک کر دیا۔

۴۔ (الرابع ادعیتم عداوۃ الشیطان واطعتموه و وافقتموه) تم نے عداوت شیطان کا دعویٰ کیا' اس کے باوجود تم نے شیطان کی اطاعت کی اور اس کی موافقت کی۔

۵- (الخامس ادعيتم دخول الجنة ولم تعملوا لها) جنت میں داخل ہونے کا تم نے دعویٰ کیا لیکن اس کے لئے عمل نہیں کیا۔

۶- (السادس ادعيتم النجاة من النار و رميتم فيها انفسكم) دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کرنے کا دعویٰ تم نے ضرور کیا لیکن تم نے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ میں پھینک دیا۔

۷- (السابع قلتم ان الموت حق ولم تستعدوا له) تم نے کہا کہ بے شک موت حق ہے لیکن اس کے لئے تم نے تیاری نہیں کی۔

۸- (الثامن اشتغلتم بعيوب اخوانكم فلا ترون عيوب انفسكم) تم اپنے بھائیوں کے عیوب تلاش کرنے میں مصروف ہوئے لیکن اپنی ذات کے عیوب کو نہیں دیکھتے۔

ظاہر میں تو اُجلا صحیح ملبوس چمکیلا صحیح
خود کو جو خود میں دیکھ لے میلا ہے تو گندا ہے تو

۹- (التاسع اكلتم نعمة ربكم ولم تشكروا له) تم اپنے رب کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۱۰- (العاشر دفنتم موتاكم ولم تعتبروا بهم) تم اپنے مردوں کو دفن کرتے ہو لیکن عبرت حاصل نہیں کرتے۔ (حیاۃ القلوب)

شیطان کی ذرّیت کا کام:

حدیث شریف میں ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو شیطان اپنے لشکر کو زمین میں پھیلنے اور لوگوں کے پاس جانے کا حکم دیتا ہے اور اپنی ذریت کو یہ حکم کرتا ہے کہ لوگوں کو نماز سے دور کرو۔ جو شخص نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ جاتا ہے اور اسے اس قدر مصروف کرتا ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور نماز مؤخر ہو جاتی ہے۔ اگر وہ یہ کام نہ کر سکے تو شیطان اسے کہتا ہے کہ اس بندے کو تم قراٰت، رکوع، سجود اور ان میں پڑھی جانے والی تسبیحات کو صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنے دو۔

اگر وہ شیطان یہ بھی نہ کر سکے تو پھر اسے نماز کے دوران ہی دنیاوی امور میں مصروف کر دیتا ہے۔

اگر وہ شیطان ان چیزوں میں سے کچھ نہ کر سکے تو وہ ناکام لوٹ جاتا ہے۔
بڑا لعنتی شیطان اپنے کارندوں کو حکم دیتا ہے کہ اس ناکام لوٹنے والے شیطان کو باندھ دیا جائے اور اسے سمندر میں پھینک دیا جائے۔
اگر کوئی شیطان کا چیلا یہ سارے کام کر کے واپس لوٹتا ہے تو بڑا لعنتی شیطان اس کی تکریم و تعظیم کرتا ہے۔(تنبیہ الغافلین)

انسان کا قرب:

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ساتھ شیطان کو قرب حاصل ہے اور ایک فرشتے کو بھی قرب حاصل ہے۔
شیطان کا قرب یہ ہے کہ وہ انسان کو حق کو جھٹلانے اور شر کا وعدہ کرتا ہے۔
فرشتہ کا قرب یہ ہے کہ وہ حق کی تصدیق کرنے اور بھلائی کا وعدہ کرتا ہے۔
اگر ایک خوش نصیب انسان کو فرشتے کا قرب حاصل ہو تو اسے یقین کر لینا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ رب ذوالجلال کی حمد وثنا بیان کرے اور جو انسان دوسری چیز پائے تو اسے شیطان رجیم سے پناہ مانگنی چاہئے۔(مصابیح)

ضروری بات:

علماء فرماتے ہیں۔ اللمۃ. المام سے بنا ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے ''قرب''
فرشتہ اور شیطان ان دو باتوں کی وجہ سے انسان کے قریب ہوتے ہیں۔ وہ دو امور یہ ہیں۔ بھلائی کا وعدہ کرنا اور برائی کا وعدہ کرنا۔
علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دو الہام ہیں جو انسان کے دل میں واقع ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ کے واسطہ سے اور دوسرا شیطان کے واسطہ سے۔
جو فرشتہ کے واسطہ سے انسان کے دل میں واقع ہو اسے الہام کہتے ہیں اور جو شیطان کے واسطہ سے انسان کے دل میں واقع ہو اسے وسوسہ کہتے ہیں اور انسانی دل ان دونوں چیزوں کو جذب کرنے والا ہے کیونکہ انسان اپنی اصل فطرت کے اعتبار سے فرشتہ کے آثار اور شیطان کے آثار کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ دونوں چیزیں برابر ہیں۔ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ مگر جب خواہشات کی پیروی کرے گا اور

شہوات کو پورا کرے گا تو شیطان کے آثار کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور اگر انسانی خواہشات سے اجتناب کرے اور شہوات کی مخالفت کرے تو فرشتہ کے آثار کو ترجیح حاصل ہو جائے گی۔ (سنانیہ)

انسان کے چار دشمن:

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے انسان! تیرے چار دشمن ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے خلاف ہمیں جہاد کرنا چاہیئے۔

۱- انسان کا پہلا دشمن دنیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (**فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا**) ''تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی''۔ (لقمان ۳۳)

۲- انسان کا دوسرا دشمن اس کا نفس ہے اور یہ تمام دشمنوں سے خطرناک دشمن ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(**اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک**) ''اے انسان! تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے''۔

اسی طرح قرآن مجید میں خالق کائنات نے فرمایا:

(**وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء**) ''اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے''۔ (یوسف ۵۳)

نوٹ: بزرگان دین کی یہی تعلیم ہے کہ انسان اپنے اس موذی نفس کو مار لے تو یہ اس کا سب سے بڑا جہاد ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کفار کے ساتھ لڑنے کو جہاد اصغر اور اپنے نفس امارہ کے ساتھ لڑنے کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

کسی شاعر نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا۔

نہنگ و اژدھا شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

۳- انسان کا تیسرا دشمن شیطان الجن ہے۔ جس کے بارے میں بندہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے جیسا کہ خود رب ذوالجلال نے فرمایا:

(ان الشیطان لکم عدو فاتخذہ عدوا) ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو''۔ (فاطر ۶)

۶- انسان کا چوتھا دشمن شیطان الانس ہے۔ جس سے بچنے کا حکم ہے کیونکہ یہ انسان کے لئے شیطان الجن کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان الجن کا کام صرف وسوسہ پر برانگیختہ کرنا جبکہ شیطان الانس معائنہ کرنے' آمنا سامنا کرنے اور برائی پر مدد کرنے کا کام کرتا ہے۔ (تنبیہہ الغافلین)

شیطان کے پندرہ دشمن:

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس سے سوال کریں وہ ان سوالوں کا جواب دے۔

شیطان لعین ایک بزرگ کی شکل اختیار کر کے عصا ہاتھ میں لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کون ہے؟

شیطان نے کہا کہ میں ابلیس ہوں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں آیا ہے؟ شیطان نے کہا کہ مجھے رب ذوالجلال نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور آپ جو مجھ سے سوال کریں' میں ان سوالوں کا جواب دوں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے شیطان میری امت میں سے کتنے لوگ تیرے دشمن ہیں؟

شیطان نے کہا کہ پندرہ میرے دشمن ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱- شیطان نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سب سے پہلے دشمن آپ ہیں۔

۲- انصاف کرنے والا بادشاہ مؤمن۔

۳- تواضع کرنے والا غنی مؤمن۔

۴- سچا تاجر مؤمن۔

۵- خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا عالم۔

۶- خیرخواہ مؤمن۔

۷- رحم کرنے والا مؤمن۔
۸- ایسا توبہ کرنے والا جو اپنی توبہ پر ثابت قدم رہے۔
۹- حرام سے پرہیز کرنے والا مؤمن۔
۱۰- ہمیشہ باوضو رہنے والا مؤمن۔
۱۱- کثیر صدقہ دینے والا مؤمن۔
۱۲- اچھے اخلاق کا مالک مؤمن۔
۱۳- لوگوں کو نفع دینے والا مؤمن۔
۱۴- ایسا حامل قرآن جو ہمیشہ قرآن پڑھتا رہے۔
۱۵- رات کو قیام کرنے والا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

شیطان کے دس دوست:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان سے فرمایا کہ میری امت میں سے تیرے دوست کتنے ہیں؟

شیطان نے جواباً عرض کیا۔ ان کی تعداد دس ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱- ظالم حکمران۔
۲- متکبر غنی۔
۳- خیانت کرنے والا تاجر۔
۴- شراب کا پینے والا۔
۵- چغل خور۔
۶- ریاکار۔
۷- یتیم کا مال کھانے والا۔
۸- نماز میں سستی کرنے والا۔
۹- زکوٰۃ نہ دینے والا۔
۱۰- شیطان نے کہا کہ وہ شخص میرا دوست ہے جو لمبی امیدیں رکھتا ہے۔

آخر میں اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

بنی اسرائیل کے عابد کا عبرتناک انجام:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک عابد تھا۔ جو اپنے گرجا گھر میں عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس عبادت گزار کا نام برصیصا تھا۔ اس قدر وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ تھا کہ وہ مستجاب الدعوات بن چکا تھا۔ لوگ اس کے پاس اپنے مریضوں کو لاتے اور اس کی دعا کرنے سے وہ بیمار تندرست ہو جاتا۔

ابلیس لعین نے ایک دن اپنے شیطانوں کو بلایا اور کہا کہ اس برصیصا عابد کو تم میں سے کون آزمائش میں ڈال کر گمراہ کرے گا؟

شیاطین میں سے عفریت نامی شیطان نے کہا کہ میں اسے آزمائش میں ڈالوں گا۔ اگر میں اسے فتنہ میں مبتلا نہ کر سکا تو میں تم شیاطین میں سے نہیں ہوں گا۔ ابلیس لعین نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے۔

عفریت نامی شیطان بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس گیا جس کی حسین وجمیل بیٹی تھی جو اپنے والدین اور بھائیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ شیطان نے اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اس وجہ سے اس لڑکی کے اہل خانہ انتہائی پریشان ہوئے اور لڑکی پر جنون کی کیفیت طاری ہو گئی اور کئی دن تک اس کی یہی کیفیت رہی۔

چند دن گزرنے کے بعد ایک انسان کی شکل بنا کر وہ شیطان ان کے پاس آیا اور اس نے لڑکی کے گھر والوں سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تندرست ہو جائے۔ جب ان کی طرف سے اثبات میں جواب ملا تو شیطان نے کہا کہ تم فلاں راہب کی طرف جاؤ وہ جب اس کے لئے دعا کرے گا تو یہ تندرست ہو جائے گی۔ چنانچہ اس مجنونہ لڑکی کے گھر والے اسے راہب کے پاس لے گئے۔ جب اس نے دعا کی تو لڑکی بالکل تندرست ہو گئی۔ جب وہ اسے واپس لے کر چلے تو شیطان نے ان سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ یہ لڑکی بالکل تندرست ہو جائے تو تم اسے کچھ دنوں کے لئے راہب کے پاس رہنے دو۔ وہ لڑکی کو لے کر دوبارہ راہب کے پاس گئے اور اسے کہا کہ کئی دنوں تک آپ اسے اپنے پاس رکھیں۔ راہب نے انکار کیا لیکن انہوں نے لڑکی کو اس کے پاس رکھنے پر اصرار کیا اور آخر کار اسے راہب کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

راہب نماز پڑھتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا۔ راہب نے لڑکی کو اپنے پاس بٹھا لیا' اسے

کھانا کھلایا یہاں تک کہ کافی دیر تک اسے اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ ایک دن راھب نے اس کی طرف نظر کی۔ اس کے چہرے اور جسم کو دیکھا تو اسے یوں لگا کہ اسے تو آج تک اس سے زیادہ حسن و جمال والا کوئی نظر نہیں آیا۔ راھب کا دل شیطانی وسوسہ کی وجہ سے لڑکی کی طرف سے مائل ہو گیا اور وہ صبر نہ کر سکا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ راھب نے لڑکی کے ساتھ جماع کر لیا اور وہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔

شیطان نے راھب کے پاس آ کر کہا کہ تو نے اس لڑکی کو حاملہ کر دیا ہے۔ یہ جو تو نے جرم کیا ہے، بادشاہ تجھے ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ اگر تو اپنے اس جرم کو چھپانا چاہتا ہے تو لڑکی کو ذبح کر کے اپنے اس گرجے میں دفن کر دے۔ جب اس کے والدین آ کر تجھ سے اس کے بارے میں معلوم کریں تو ان سے کہنا کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔ چنانچہ جب لڑکی کے اہل خانہ آئے۔ اس کے بارے میں پوچھا تو راھب نے کہا کہ لڑکی فوت ہو گئی ہے تو وہ خاموش ہو گئے اور انہوں نے راھب کی تصدیق کی۔

شیطان کے مشورہ دینے پر راھب نے لڑکی کو ذبح کر کے دفن کر دیا۔ جب لڑکی کے گھر والے آئے اس کے بارے میں پوچھا تو راھب نے کہا کہ آپ کی لڑکی بقضائے الٰہی فوت ہو گئی ہے۔ وہ سب اس کی تصدیق کر کے چلے گئے۔

شیطان لڑکی کے گھر والوں کے پاس گیا اور ان سے جا کر کہا کہ راھب نے تمہاری لڑکی کے ساتھ جماع کیا جب اسے یہ خوف لاحق ہوا کہ تم میں سے کسی کو اس کا پتہ چل جائے گا تو اس نے لڑکی کو ذبح کرنے کے بعد اپنے گرجا گھر میں دفن کر دیا۔

بادشاہ لوگوں کو لے کر دوبارہ راھب کے پاس گیا۔ انہوں نے قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی ذبح کی ہوئی وہاں دفن ہے۔ انہوں نے راھب کو پکڑا اور بطور سزا اسے سولی پر لٹکا دیا۔ جب راھب سولی پر لٹکایا ہوا تھا تو شیطان اس کے پاس آیا اور راھب سے کہا کہ تو اگر اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے سجدہ کرے تو میں تجھے اس سولی سے بچا سکتا ہوں۔ راھب نے کہا کہ میں تجھے اس حالت میں کیسے سجدہ کر سکتا ہوں؟ شیطان نے کہا کہ تو صرف اپنے سر سے اشارہ کر دے میں تیرے اس طرح کرنے سے بھی راضی ہو جاؤں گا۔ راھب نے سر کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اسے سجدہ کیا۔ عفریت نامی شیطان نے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں تمام جہانوں کے رب سے ڈرتا ہوں۔

اس چیز کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں موجود ہے۔

(کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین ٥ فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھاؕ و ذلک جزاء الظلمین ٥)

''شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر۔ پھر جب اس نے کفر کر لیا۔ بولا میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ جو سارے جہان کا رب تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہے اور ظالموں کی یہی سزا ہے''۔ (الحشر ۱۶-۱۷)

صحابی رسول کا فرمان:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اے انسان جب تو نے بنی اسرائیل کے عابد برصیصا کا حال جان لیا کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا تو تجھے یہ بھی جان لینا چاہئے کہ اے انسان! جب تو شہوات کی پیروی کرے' غصہ کا اظہار کرے' تو تیرے دل پر خواہشات کے واسطہ سے شیطان کا تسلط ظاہر ہو جائے گا اور تیرا دل شیطان کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اس لئے کہ خواہشات شیطان کی چراگاہ ہیں۔

لیکن اگر انسان شیطان کے خلاف اپنے نفس سے جہاد کرے' خواہشات اور غضب کی پیروی نہ کرے تو انسان کا دل فرشتوں کے اترنے کی جگہ اور ان کا ٹھکانہ بن جائے گا لیکن جب دلوں میں سے کوئی دل شہوات' غضب' حرص' طمع اور اس کے علاوہ جتنی قبیح انسانی خصلتیں ہیں جو خواہشات سے جنم لیتی ہیں۔ ان سے خالی نہ ہو تو یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی دل اس بات سے خالی ہو کہ وہ شیطان کا مرکز نہ ہو۔ بلکہ وسوسہ کے سبب سے وہ دل شیطان کا ٹھکانہ ہوتا ہے اور اس کے وسوسے اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے کہ جب تک ان وساوس کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر نہ کیا جائے تو اس سے پہلے جو کچھ اس کے دل میں ہے۔ وہ سارے کا سارا ختم ہو جائے اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی یاد باقی رہ جائے اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے متعلق ہیں وہ باقی رہ جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر اور جو چیزیں اس کے متعلق ہیں ان کے علاوہ ہر چیز شیطان کا مرکز بن سکتی ہے۔ پس رب ذوالجلال کا ذکر ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو تمام مصائب سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور جہاں ذکر خدا موجود ہو وہاں شیطان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اے

انسان! تو اس ہدایت کو قبول کر اپنے ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا کہ اللہ تعالیٰ جو کہ بادشاہ اور مددگار ہے' تیری تمام مشکلات کو آسان کر دے۔

دل کی مثال:

علماء فرماتے ہیں کہ دل کی مثال ایک قلعہ کی مانند ہے جس کے بہت سارے دروازے ہیں۔ شیطان ان دروازوں میں سے ہر ایک سے داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا مالک اور متولی بننا چاہتا ہے جبکہ انسان کے لئے اس دل کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ انسان دل کی حفاظت پر اس وقت تک قادر نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دروازوں کی حفاظت نہ کرے۔ داخل ہونے والی چیزوں کو نہ روکے اور دروازوں کو بند نہ رکھے۔ دل میں داخل ہونے والی چیزیں بری صفات ہیں۔ جب ایک آدمی میں کوئی بری صفت پائی جاتی ہے تو وہ شیطانی قوتوں میں سے ایک قوت ہی ہوتی ہے اور اس کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اور اس کے اندر داخل ہونے والی چیزوں میں سے ایک چیز ہوتی ہے۔ (من مجالس الرومی)

توبہ کی شرائط:

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ توبہ کی تین شرائط ہیں:

۱- گناہ سے رجوع کر لینا۔

۲- گناہ پر نادم ہونا۔

۳- ہمیشہ ہمیشہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔

شیر خدا کے نزدیک توبہ کی شرائط:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں داخل ہوا اور کہا: یا اللہ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ یہ بات کہی اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: اے اعرابی! زبان کی تیزی کے ساتھ توبہ کرنا' یہ جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔ یہ جو تو نے توبہ کی ہے' یہ خود ایک اور توبہ کرنے کی محتاج ہے۔

اعرابی نے عرض کیا: اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے لوگوں کی توبہ کس طرح ہوتی ہے؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سچے لوگوں کی توبہ یہ ہے جس میں یہ چھ باتیں پائی جائیں:

۱- زمانہ ماضی میں کئے ہوئے گناہوں پر ندامت۔
۲- جو فرائض ضائع ہو چکے ہوں' ان کا اعادہ۔
۳- ہر ایک ظلم کی معافی۔
۴- نفس کو اطاعت میں اس طرح پگھلانا جس طرح کہ گناہوں میں اسے پروان چڑھایا گیا۔
۵- نفس کو اطاعت کی کڑواہٹ چکھانا جس طرح کہ اسے معصیت کا مزہ چکھایا گیا۔
۶- نفس جس جس جگہ پر ہنسا' اس اس جگہ پر اسے رلانا۔ (کذا ذکرہ الوالسعود)

جب اس کا کرم ہو جائے:

حضرت نجم الدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی اپنے خاص بندے کو اسفل السافلین کی دوری سے اٹھا کر اعلیٰ علیین کا قرب عطا فرمانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی عنایات کے جذبے کے تصرفات کے ساتھ عبادت میں اخلاص عطا فرما دیتا ہے پھر اسے اپنی بارگاہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اس کی طرف قرب حاصل کرنے کے لئے رجوع کو قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔ خود رب ذوالجلال نے فرمایا۔

من تقرب منی شبرا تقربت منه ذرالما و من تقرب فی ذراعا تقربت منه بالما.

جب میرا بندہ ایک بالشت کے برابر میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں ایک ہاتھ کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ کے برابر میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں ایک گز کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔

علماء فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جو بندہ توبہ اور طاعت کے لحاظ سے قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق اور مدد کرنے کے لحاظ سے قریب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ اس میں اضافہ کرے تو میں بھی اضافہ کر دیتا ہوں۔

جلسہ نمبر ۵۹

دار بقا کی طرف روانگی

یا عبادی الذین امنوا ان ارضی واسعة فایای فاعبدون کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون والذین امنوا وعملوا الصلحت لنبوئنهم من الجنة غرفا تجری من تحتها الانهار خلدین فیها نعم اجر العملین ٥

ترجمہ: ''اے میرے بندو! جو ایمان لائے بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف پھرو گے اور بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا۔''

(سورۃ عنکبوت آیت ۵۶ تا ۵۸)

خدا حضرت ... ساتھ توبہ کرنا' یہ ... کی محتاج ہے۔

دارِ بقا کی طرف روانگی

آیت کی تفسیر:

(یعبادی الذین آمنوا ان ارضی واسعة فایای فاعبدون ٥)

''اے میرے بندو! جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو۔'' (العنکبوت ٥٦)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ جب ایک انسان کے لئے ایک شہر میں عبادت کرنا آسان نہ ہو اور لوگوں کے لئے اپنے دین کا اظہار کرنا ممکن نہ ہو تو لوگ ایسے شہر اور مقام کی طرف ہجرت کر جائیں۔ جہاں ان کے لئے یہ سارے کام کرنا آسان ہوں۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من فربدینه من ارض الی ارض ولو کان شبرا استوجب الجنة وکان رفیق ابراهیم و محمد علیهما الصلوة والسلام.

جو شخص ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ کی طرف اپنے دین کی وجہ سے ہجرت کر گیا اگرچہ وہ ہجرت کرنا ایک بالشت کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور اسے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت نصیب ہو گی۔

علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (فاعبدون) پر جو (فا) ہے یہ شرط محذوف کا جواب ہے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری زمین تمہارے لئے وسیع ہے۔ اگر تم ایک زمین پر اخلاص کے ساتھ میری عبادت نہ کر سکو۔ تو تم اس زمین کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاؤ۔ جہاں تم اخلاص کے ساتھ عبادت کر سکو۔

(کل نفس ذائقة الموت. ثم الینا ترجعون)

''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ پھر ہماری ہی طرف پھرو گے۔'' (العنکبوت ٥٧)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اس چیز کا بیان ہے۔ موت نے یقینی طور

پر ہر نفس تک پہنچتا ہے اور جزا و سزا کے لئے اسے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اس لئے ہر جاندار کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ وہ اس دن کے لئے تیاری کرے اور اس ضمن میں اسے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

(والذین آمنوا وعملوا الصلحت لنبوئنھم من الجنة غرفا تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا نعم اجر العلمین٥)

''اور بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا۔'' (العنکبوت ۵۸)

الفاظ کے معانی:

لنبوئنھم کا معنی ہے۔ لننزلھم ہم اتاریں گے۔

غرفا کا معنی ہے علالی چوبارے۔ امام حمزہ اور قصائی نے لنبوئنھم کو لنثوینھم پڑھا ہے۔ اب اس کا معنی ہوگا کہ ہم انہیں ضرور ضرور ٹھہرائیں گے۔ کیونکہ ثوی. ثواءً ثواء کا معنی ہوتا ہے مقیم کرنا۔

اسی طرح نعم کو فنعم پڑھا گیا۔ اس صورت میں مخصوص بالمدح محذوف ہوگا۔ جس پر اس کا ماقبل دلالت کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

حضرت مقاتل، اور امام کلبی رحمھما اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ مکہ کے کمزور مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کو یہ حکم دیا گیا کہ اگر تم مکہ مکرمہ میں تنگی کی حالت میں ہو۔ اپنے ایمان کا اظہار نہیں کر سکتے تو تم وہاں سے مدینہ طیبہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کر جاؤ کیونکہ میری زمین یعنی مدینہ منورہ کی سرزمین وسیع اور امن والی ہے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان ارضی واسعة کا مطلب ہے کہ میری زمین وسیع ہے۔ تم اس کی طرف ہجرت کر جاؤ۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم ایک زمین میں گناہ کے کام کر رہے ہو تو وہاں سے نکل جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری زمین وسیع ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں یہ حکم ہے کہ جب تم ایک جگہ پر گناہ کا کام کرنے پر مجبور ہو اور وہاں کے حالات کو بدلنا تمہارے بس میں نہیں ہے تو تم ایسے علاقہ کی طرف ہجرت کر جاؤ جہاں عبادات کرنا تمہارے لئے انتہائی آسان ہو۔

آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی۔ جو ہجرت نہ کر سکے اور مکہ میں پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے یہ کہا کہ اگر ہم نے ہجرت کی تو ہم بھوک اور معیشت کی تنگی کی وجہ سے مر جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا اور مدینہ منورہ کی طرف سے خروج کو ترک کرنے کی وجہ سے ان لوگوں پر عذاب نازل نہیں کیا۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ان ارضی واسعة کا معنی یہ ہے کہ رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ میرا رزق تمہارے لئے وسیع ہے۔ پس تم اس کے حصول کے لئے اپنے ٹھکانوں سے نکلو۔ (معالم التنزیل)

تفسیری نکات :

(کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون)

''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف پھرو گے۔'' (العنکبوت ۵۷)

ذائقة الموت کا ایک معنی مفسرین نے یہ بیان فرمایا۔ موت کی کڑواہٹ کو محسوس کرنا' جدائی کے غم کو تھوڑا تھوڑا کر کے برداشت کرنا' جس طرح کہ چکھنے والا چکھی جانے والی چیز کی لذت کو محسوس کرتا ہے لیکن یہ اس بات پر مبنی ہے کہ چکھنا قلیل و کثیر دونوں کی صلاحیت رکھتا ہے۔ (کما ذھب الیه الراغب)

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اصل چکھنا منہ کے ساتھ ہے۔ بالخصوص اس چیز میں جو حصول کے اعتبار سے قلیل ہو۔

اب معنی یہ بنے گا کہ نفوس موت کے ایک جز کے ملنے کے ساتھ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کے لئے ایک روح' ایک جسم اور لطیف بخارات ہوتے ہیں۔ ان لطیف بخارات اور جسم کے درمیان حیوانی روح ہوتی ہے۔ جب تک یہ لطیف بخارات اس طور پر باقی رہتے ہیں کہ جن کے ساتھ روح اور جسم کا تعلق برقرار رہے تو

حیات (زندگی) قائم رہتی ہے اور جب وہ بخارات اتنی صلاحیت کے نہ رہیں، تعلق ختم ہو جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے اور روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے۔

اچانک روح کو جدا کر دیا جائے تو یہ صورت موت ہے۔ بدن میں روح کے ظاہر ہونے کی کیفیت کو نہیں پہچانا جا سکتا اور جب وہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے یہی اس بندہ کی موت کا وقت ہے مگر یہ کہ جب وہ مکمل طور پر علیحدہ ہو جائے۔ اس صفت کے جو لوگ ہیں ان کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ آخر کار انسان نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی جزاء کی طرف لوٹنا ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان کی یہ حالت ہے کہ اس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ زادراہ کے حصول کے لئے اور اس کے لئے تیاری کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرے۔ جو اچھا علاقہ ہو اس کی طرف ہجرت کرے اور آسانی کے ساتھ سفر کے اخراجات کو برداشت کر سکے۔ یہ ہجرت کرنے کا کلمہ بھی اس وقت ہے کہ جہاں وہ رہتا ہے وہ دارالشرک ہے اور اس کے اپنے وطن کی سرزمین جو ہے گناہوں کی زمین ہو، بدعتیں وہاں عروج پر ہوں اور انسان ان بدعات کو تبدیل کرنے کی اور ان سے روکنے کی قدرت نہیں رکھتا تو جہاں اطاعت کرنے والے لوگوں کی سرزمین ہو۔ اس طرف ہجرت کر جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے۔ (روح البیان)

نورٌ علیٰ نور:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری ذات پر درود شریف پڑھنے والے کے لئے صراط کے نور میں سے نور ہو گا اور نور والوں میں سے جو صراط پر ہو گا تو وہ اہل نار میں سے ہرگز نہیں ہو گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔

مرنے والے کی روح ارواح میں کب جاتی ہے؟:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا مات المؤمن جاء روحه حول داره شهرا فينظر الى من خلف

عیال کیف یقسم مالہ وکیف یودی دیونہ فاذا اتم شھرا رد الی حفرتہ فیحوم حول قبرہ سنۃ و ینظر من یاتیہ ویدعولہ و من یحزن علیہ. فاذا اتم سنۃ رفع روحہ الی حیث یجتمع فیہ الارواح الی یوم ینفخ فی الصور.

جب ایک مومن مر جاتا ہے تو اس کی روح ایک ماہ تک اپنے گھر کے اردگرد چکر لگاتی ہے اور مرنے والا اپنے عیال کو دیکھتا ہے کہ کیسے اس کے مال کو تقسیم کرتے ہیں؟ اور کیسے اس کے قرض کو ادا کرتے ہیں۔ جب ایک مہینہ مکمل ہو جاتا ہے تو اس کی روح قبر کی طرف واپس لوٹتی ہے۔ پھر وہ ایک سال تک قبر کے اردگرد گھومتی رہتی ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے (عزیز و اقارب) میں سے کون اس کی قبر پر آتا ہے اور دعا کرتا ہے اور کون اس کے لئے غمزدہ ہوتا ہے؟ جب ایک سال مکمل ہو جاتا ہے تو پھر اس مرنے والے کی روح کو اس مقام کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جہاں صور کے پھونکنے والے دن تک باقی ارواح مجتمع ہیں۔ (بہجۃ الانوار)

نوٹ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کی روح کو اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے عزیز و اقارب کی کس قدر انتظار ہوتی ہے اور وہ سب چیزوں کو ملاحظہ کر رہی ہوتی ہے کہ کون میرے لئے حزن و ملال میں ہے۔ کون میرے لئے ایصال ثواب کر رہا ہے؟ کون میرے لئے دعائیں کر رہا ہے؟ تو جب ان امور مستحبہ کو کیا جاتا ہے تو یقیناً اس مرنے والے کی روح خوش ہوتی ہے بلکہ کئی لوگ تو اپنا دوست ہی اس کو مانتے ہیں جو ان کے مرنے کے بعد ان کی قبر پر جا کر ان کے لئے دعائے مغفرت و بخشش کرے۔

الحاج محمد علی ظہوری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وہ ظہوری یار میرا وہی غمگسار میرا
جو قبر میری پہ آئے نعت نبی سنائے

(محبوب احمد چشتی)

ترک خوف کا نقصان:

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ وہ کون سا بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے ایمان کے سلب ہونے کا خوف ہے۔

سائل کا سوال سن کر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترک الشکر علی الایمان و ترک خوف سوء الخاتمہ و ظلم العباد.

وہ چیزیں جن کی وجہ سے ایمان کے ختم ہونے کا خوف ہے۔

آپ نے فرمایا۔ وہ تین چیزیں ہیں۔

۱- ایمان ملنے پر ناشکری کرنا۔

۲- خاتمہ بالخیر نہ ہونے کے خوف کو ترک کر دینا۔

۳- بندوں پر ظلم کرنے کے خوف کو ترک کر دینا۔ (کنز الاخبار)

بعد از موت چار فرشتوں کا بھیجا جانا:

بزرگ دین فرماتے ہیں:

یرسل اللہ تعالی الیہ بعد موتہ عند حمل الجنازۃ اربعۃ ملئکتہ فاذا اتوا علی راس قبرہ نادی احدھم انقضت الاجال و القطعت الآمال. و نادی الثانی ذھبت الاموال و بقیت الاعمال و نادی الثالث زالت الاشغال و بقی الوبال و نادی الرابع طوبی لک ان کان مطعمک من الحلال و کنت مشغولا بخدمۃ ذی الجلال.

جب بندہ مر جاتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اور جنازہ اٹھانے کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی طرف چار فرشتے بھیجتا ہے۔ جب وہ اس کی قبر کے سرہانے پہنچ جاتے ہیں تو ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ مدتیں ختم ہوگئیں اور امیدیں منقطع ہوگئیں۔

دوسرا فرشتہ ندا کرتا ہے۔ مال و دولت ختم ہوگیا اور صرف اعمال باقی رہ گئے۔

تیسرا فرشتہ آواز دیتا ہے۔ مصروفیات اختتام پذیر ہوئیں اور وبال باقی رہ گیا۔

چوتھا فرشتہ مرنے والے سے مخاطب ہوتا ہے کہ اے مرنے والے تیرے لئے خوشخبری ہے' اگر تیرا کھانا حلال کا تھا اور تو رب ذوالجلال کی خدمت میں مصروف رہا۔ (بہجتہ الانوار)

اللہ کے سوا کون رزق دے سکتا ہے؟:

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب وسیع رزق عطا فرمایا۔ پرندوں' وحشی جانوروں' جنوں' انسانوں اور ہواؤں پر حکومت عنایت کی تو ان کے دل میں (تمام پر) غلبہ کا احساس ہوا۔ چنانچہ آپ نے رب ذوالجلال سے اجازت طلب کی اور عرض کیا:

یا رب ائذن لی حتی اعطی رزق کل مرزوق سنة کاملة.

اے میرے رب مجھے اجازت دیں تا کہ میں ہر رزق طلب کرنے والے کو مکمل ایک سال تک روزی دوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ اس چیز کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ صرف ایک دن کے لئے مجھے روزی دینے کی اجازت عنایت فرما دیں۔ رب ذوالجلال نے آپ کو ایک دن کے لئے سب مخلوق کو روزی دینے کی اجازت دے دی۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جن و انس کو حکم دیا کہ جو کچھ زمین میں ہے اس کو لے آئیں اور حکم دیا کہ پکائیں جو کچھ پکایا جاتا ہے۔ حاضر کریں جو کچھ حاضر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سب کچھ چالیس دن پکایا اور حاضر کیا گیا پھر آپ نے صبا کو حکم فرمایا کہ وہ کھانا وغیرہ کے اوپر نہ چلے تا کہ کھانا خراب نہ ہو۔ نیز آپ نے حکم دیا کہ تمام کھانے ایک وسیع و عریض میدان میں ترتیب سے رکھ دیئے جائے۔ دسترخوان کی لمبائی ایک میل کی مسافت کے برابر تھی اور اتنا ہی اس کی چوڑائی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ مخلوقات میں سے کس مخلوق سے ابتداء کریں گے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا۔ خشکی اور تری کی مخلوق سے آغاز کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے بحر محیط کے اندر رہنے والی مخلوق میں سے ایک مچھلی کو حکم فرمایا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر آئے۔

مچھلی نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور دسترخوان کی طرف بڑھی اور زبان حال سے کہنے لگی۔

اے حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے میری آج کی روزی آپ کے ذمہ لگائی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کھانا تیرے سامنے ہے تو کھانے کا آغاز کر دے۔

ایک لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ مچھلی نے وہ سارا کچھ نگل لیا پھر اس نے ندا دی۔ اے سلیمان علیہ السلام مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں' میں بھوکی ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تو ابھی سیر نہیں ہوئی؟

مچھلی نے عرض کیا کہ میں ابھی تک سیر نہیں ہوئی۔ اسی وقت حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور عرض کیا۔

سبحان من تکفل برزق کل مرزوق من حیث لا یشعر۔

پاک ہے وہ ذات جو تمام مخلوق کی روزی کی ضامن ہے۔ اس طور پر کہ کوئی جانتا بھی نہیں ہے۔ (بدیع الاسرار)

اللہ کے نبی کا چیونٹی سے سوال:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے سوال کیا۔

کم رزقک فی السنة؟ سال بھر کی تیری کتنی روزی ہے؟

چیونٹی نے اللہ کے نبی کو جواباً عرض کیا۔

حبة من حنطة. گندم کا ایک دانہ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کو ایک شیشی میں ڈالا۔ اس کے ساتھ گندم کا ایک دانہ رکھ دیا نیز آپ نے اس شیشی کا ڈھکن بند کر دیا۔ جب ایک سال گزر گیا تو آپ نے اس شیشی کا ڈھکن کھولا تو آپ نے کیا دیکھا کہ چیونٹی نے سال بھر میں گندم کا نصف دانہ کھایا۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو چیونٹی سے فرمایا کہ تو نے گندم کے دانہ کا دوسرا آدھا حصہ کیوں نہیں کھایا؟

چیونٹی نے کہا کہ جب میرا توکل اللہ تعالیٰ پر تھا تو میں سال بھر میں گندم کا ایک دانہ کھاتی کیونکہ وہ مجھے رزق دینے سے محروم نہیں کرتا لیکن جب میں اس شیشی میں بند تھی اور میرا توکل آپ کی ذات پر تھا تو میں نے گندم کے دانہ کا نصف حصہ چھوڑ دیا۔ یہ سوچ کر کہ اگر آپ نے مجھے اس سال بھلا دیا تو آئندہ سال گندم کے دانہ کا دوسرا آدھا حصہ کھا لوں گی۔ (رجبیہ)

روح کے نکلنے کی کیفیت:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

جب انسان پر نزع کی حالت طاری ہوتی ہے تو ملک الموت کو ندا دی جاتی ہے کہ اسے چھوڑ دیں تاکہ یہ استراحت کر لے۔ روح نکلتے نکلتے جب سینے تک پہنچتی ہے تو حکم ہوتا

ہے کہ اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں تاکہ اسے استراحت ملے۔ جب روح حلقوم تک آ پہنچتی ہے تو پھر ملک الموت کو ندا دی جاتی ہے کہ اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں تاکہ اعضاء ایک دوسرے کو الوداع کر سکیں۔ آنکھ آنکھ کو الوداع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ قیامت کے دن تک السلام علیکم۔ اسی طرح دونوں کان ایک دوسرے کو' دونوں ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کو الوداع کرتے ہیں۔ روح نفس کو الوداع کرتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں اس بات سے کہ ایمان زبان کو اور معرفت دل کو الوداع کرے۔ اس کے بعد بدن کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں کوئی حرکت نہیں ہوتی۔ آنکھوں میں نظر نہیں ہوتی۔ کانوں میں قوت سماعت نہیں رہتی۔ جسم میں روح باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نہ کرے۔ اگر دل بغیر معرفت کے رہ جائے تو قبر میں بندے کا کیا حال ہوگا؟

مرنے والا روح کے نکل جانے کے بعد کسی ایک کو بھی نہیں دیکھتا۔ نہ ماں باپ کو' نہ اولاد کو' نہ دوست احباب کو' نہ بھائی کو' نہ اسے کوئی بچھونا نظر آتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے حجاب نظر آتا ہے۔ خدا نہ کرے اگر اس نے اپنے کریم رب کو بھی نہ دیکھا تو یقیناً اس نے بہت بڑا نقصان اٹھایا۔ (زهرة الرياض)

روح کیوں نہ نکلے:

ایک حدیث پاک میں ہے۔

جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بندہ کہتا ہے کہ میں تجھے یہ روح ہرگز نہیں دوں گا جب تک کہ اس کا حکم نہ دیا جائے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رب نے اس کا حکم دیا ہے۔ جب ملک الموت کی طرف سے یہ جواب ملتا ہے تو روح نکلنے کے لئے اس سے علامت اور دلیل طلب کرتی ہے۔ روح کہتی ہے کہ میرے رب نے مجھے پیدا کیا۔ میرے جسم کے اندر مجھے داخل فرمایا تو اے ملک الموت تو اس وقت تو میرے ساتھ نہیں تھا۔ اب تو چاہتا ہے کہ مجھے میرے جسم سے نکال لے۔

روح کی یہ باتیں سن کر حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس چلے جاتے ہیں اور جا کر عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ تیرا فلاں بندہ اس طرح کہتا ہے اور دلیل طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ (اے عزرائیل علیہ السلام) میرے بندے کی روح

سچ کہتی ہے۔

اے ملک الموت تو جنت کی طرف سے چلا جا۔ وہاں سے ایک عطیہ لے لو جس پر میری علامت موجود ہے اور وہ میرے بندے کی روح کو دکھاؤ۔

حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام جنت میں جا کر اس مطلوبہ چیز کو لیتے ہیں اور اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوتا ہے۔ وہ بندے کی روح کو جا کر دکھاتے ہیں۔ جب بندے کی روح اس علامت کو دیکھتی ہے تو خوشی خوشی جسم سے باہر نکل آتی ہے۔ (زھرۃ الریاض)

اپنا اپنا ٹھکانہ دیکھ لیں گے:

ایک روایت میں ہے۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی روح اپنے جسم سے اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ بہشت میں نہ دیکھ لے۔ مومن اس مکان کی محبت کی وجہ سے نہ تو اپنی اولاد کو دیکھتا ہے اور نہ ہی اپنے ماں باپ کی طرف نظر کرتا ہے۔

منافق کی روح بھی اپنے جسم سے باہر نہیں نکلتی جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں نہ دیکھ لے۔ اس مکان سے انتہائی خوفزدہ ہونے کی وجہ سے منافق نہ تو اپنے والدین کو دیکھتا ہے اور نہ ہی اپنی اولاد کی طرف نظر کرتا ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن جنت میں اپنا مکان کیسے دیکھ لیتا ہے؟ اسی طرح منافق جہنم میں اپنا ٹھکانہ کیسے دیکھ لیتا ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو انتہائی حسین وجمیل صورت پر پیدا فرمایا۔ اس کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پر ہیں اور ان پروں کے درمیان مور کے پروں کی طرح دو سبز پر ہیں۔ جب وہ ان دو پروں کو بقیہ پروں میں سے پھیلاتا ہے تو زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب کو بھر دیتا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے دائیں پر کے اوپر جنت کی صورت بنی ہوئی ہے۔

اسی طرح ان تمام چیزوں کی صورتیں بنی ہوتی ہیں جو وہاں پر حوریں' محلات' خدام اور درجات موجود ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بائیں پر پر دوزخ کی صورت بنی ہوئی ہے اور اس میں

سانپ' بچھو دوزخ میں نیچے اترنے کے لئے درجات اور زبانیہ یعنی وہ فرشتے جو گنا ہگاروں کو دوزخ کی طرف ہانک کر لے جائیں گے۔ ان سب کی صورتیں اس میں موجود ہیں۔

جب کسی آدمی کے مرنے کا وقت آ جاتا ہے تو فرشتوں کی ایک پوری فوج اس کی رگوں میں داخل ہو جاتی ہے اور وہ اس کی روح کو قدموں سے لے کر دونوں گھٹنوں تک نچوڑتے ہیں۔ یہ فوج چلی جاتی ہے پھر فرشتوں کی ایک دوسری فوج آ جاتی ہے جو مرنے والے کی روح گھٹنوں سے اس کے پیٹ تک نچوڑتے ہیں۔ پھر فرشتوں کی یہ فوج چلی جاتی ہے اور ایک تیسری فوج آ جاتی ہے جو اس کی روح کو پیٹ سے لے کر اس کے سینے تک نچوڑتے ہیں یہ فوج اپنا کام کر کے چلی جاتی ہے اور چوتھی فوج داخل ہو جاتی ہے جو مرنے والے کی روح کو سینے سے حلقوم تک نچوڑتے ہیں جب روح یہاں پہنچتی ہے تو یہ مرنے والے پر نزع کا وقت ہوتا ہے۔

اگر مرنے والا مومن ہو تو حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام اس کے لئے اپنے دائیں پر کو پھیلا دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مومن جنت میں اپنے مکان کو دیکھ لیتا ہے اور اس کا عاشق ہو جاتا ہے۔ اس مکان سے عشق و محبت کی وجہ سے نہ وہ اپنی اولاد کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ہی اپنے ماں باپ کی طرف نظر کرتا ہے۔ بلکہ وہ ٹکٹکی لگا کر جنت میں اپنے مکان کو دیکھتا رہتا ہے۔

اگر مرنے والا منافق ہو تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس کے لئے بائیں پر پھیلا دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مرنے والے کو دوزخ میں اپنا مکان نظر آ جاتا ہے۔ اس مکان کے خوف کی وجہ سے وہ نہ تو اپنے والدین کو دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنی اولاد پر نظر کر سکتا ہے بلکہ وہ مسلسل دوزخ میں اپنے ٹھکانے کو دیکھتا رہتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طوبی لمن کان قبرہ روضة من ریاض الجنان وویل لمن کان قبرہ حفرة من حفرة النیران.

خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو اور ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہو۔

(زہرۃ الریاض)

رب سے بڑھ کر کون زیادہ کریم ؟ :

ایک حدیث پاک میں ہے۔

جب جسم سے روح جدا ہو جاتی ہے تو آسمان سے تین صدائیں دی جاتی ہیں۔

اے انسان !

۱- کیا تو نے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے تجھے چھوڑ دیا؟

۲- کیا تو نے دنیا کو جمع کیا یا دنیا نے تجھے جمع کیا؟

۳- کیا تو نے دنیا کو قتل کیا یا دنیا نے تجھے قتل کیا؟

جب میت کو غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹایا جاتا ہے تو اس وقت آسمان سے تین آوازیں دی جاتی ہیں۔

اے انسان :

۱- تیرا قوی جسم کہاں ہے؟ کس چیز نے اسے کمزور کر دیا؟

۲- تیری فصیح و بلیغ زبان کہاں ہے؟ کس نے اُسے خاموش کر دیا؟

۳- تیرے سننے والے کان کہاں ہیں؟ کس چیز نے انہیں بہرہ کر دیا؟

۴- تیرے مخلص دوست کہاں ہیں؟ کس چیز نے تیرے اندر وحشت پیدا کر دی؟

جب میت کو کفن میں رکھا جاتا ہے تو آسمان سے تین صدائیں لگائی جاتی ہیں۔

اے انسان !

۱- تیرے لئے سعادت ہے، اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے اور تیرے لئے ہلاکت ہے، اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ملے۔

اے انسان !

۲- تیرے لئے خیر ہی خیر ہے، اگر تیرا ٹھکانہ جنت ہے اور تیرے لئے ہلاکت ہے، اگر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اے انسان !

۳- تو بغیر زاد راہ کے دور کے سفر کی طرف جانے کے لئے اپنے گھر سے نکلا ہے، جس کی طرف تو نے کبھی بھی نہیں لوٹنا بلکہ تو سخت ہولنا کیوں والے گھر میں رہے گا۔

جب میت کو جنازہ پر رکھا جاتا ہے تو آسمان کی طرف سے تین صدائیں دی جاتی

ہیں۔

اے انسان!

۱۔ تو رشک کے قابل ہے' اگر تیرا عمل اچھا ہے۔

۲۔ تیرے لئے سعادت ہے' اگر تو تائب ہے۔

۳۔ تیرے لئے خیر ہے' اگر تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے۔

جب نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جنازہ کو رکھا جاتا ہے تو اس وقت آسمان سے تین ندائیں دی جاتی ہیں۔

اے انسان!

۱۔ جو تو نے عمل کیا' اس گھڑی اس کو دیکھ لے گا۔

۲۔ اگر تیرا نیک عمل ہوا' تو تو بھلائی کو دیکھے گا۔

۳۔ اگر تیرا برا عمل ہوا' تو تو برائی کو دیکھے گا۔

جب جنازہ کو قبر کے کنارے دفن کرنے کے لئے رکھ دیا جاتا ہے تو اس وقت بھی آسمان سے تین صدائیں دی جاتی ہیں۔

اے انسان!

۱۔ اس ویرانی کے لئے اس آبادی سے کیا زاد راہ لے کر آیا ہے؟

۲۔ اس محتاجی کے لئے اس مالداری سے کیا اٹھا لایا ہے؟

۳۔ اس تاریکی کے لئے اس نور سے کیا لایا ہے؟

جب میت کو لحد میں رکھا جاتا ہے تو قبر سے اس کے لئے تین صدائیں آتی ہیں۔

قبر کہتی ہے اے انسان!

۱۔ تو میری پشت پر ہنسنے والا تھا' میرے اندر آ کر تو رونے والا بن گیا۔

۲۔ میری پشت پر تو خوش تھا' میرے اندر آ کر غمزدہ ہو گیا۔

۳۔ میری پشت پر تو بولنے والا تھا' میرے اندر آ کر تو خاموش ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے ارشاد فرماتا ہے۔

اے میرے بندے! تو قبر میں تن تنہا رہ گیا ہے اور لوگ تجھے قبر کی تاریکی میں چھوڑ کر چلے گئے اور تو نے لوگوں کی وجہ سے میری نافرمانی کی۔ میں آج کے دن تجھ پر اس قدر

رحم فرماؤں گا کہ لوگ حیران رہ جائیں گے جبکہ میری ذات تجھ پر والدہ جو اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے اس سے بھی کہیں زیادہ شفیق و مہربان ہے۔ (کذافی دقائق الاخبار)

حضرت الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر فرماتے ہیں کہ اے انسان دقائق الاخبار کے مضمون پر عمل کرنا بخشنے والے مالک کی مدد کے ساتھ تیرے ذمہ ہے تاکہ تو دارالسلام (جنت) میں نیک لوگوں کا رفیق بن کر رہے۔

جلسہ نمبر ۶۰

فضیلت شب برأت

حم والکتاب المبین انا انزلنه فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین
فیھا یفرق کل امر حکیم ○

ترجمہ : ”قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اُتارا۔ بیشک ہم ڈرسنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔“ (سورۃ الدخان آیت ۱ تا ۴)

فضیلت شب برأت

آیت کی تفسیر:

(حم ٥ والکتب المبین ٥ انا انزلناہ فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین ٥)
''قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں۔'' (الدخان ۱-۳)

کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

واو کے بارے میں دو احتمال ہیں:

۱-واو عطف کے لئے ہے۔ اگر حم مقسم بہ۔

۲-واو قسم کے لئے ہے اور جواب قسم انا انزلناہ فی لیلة مبارکة ہے۔

قرآن مجید کا نزول شب قدر میں ہوا یا شب برأت میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ شب برأت میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا یا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر مکمل قرآن نازل کر دیا گیا۔ پھر موقع محل کے مطابق عرصہ تیئس سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کا نزول ہوتا رہا۔

وہ رات برکت والی اس لئے ہے کہ قرآن مجید کا نزول دینی اور دنیاوی منافع کا سبب ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو برکت والی اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں فرشتوں، رحمت، دعا کی قبولیت، نعمتوں کی تقسیم اور تمام بڑے امور کے فیصلہ کا نزول ہوتا ہے۔

انا کنا منذرین فرما کر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید کے نزول کے مقتضیٰ کو بیان کرنا ہے۔

(فیھا یفرق کل امر حکیم٥) ''اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔''
(الدخان ۴)

لیلۃ البرائۃ میں ہی حکمت بھرے امور کی تقسیم ہوتی ہے یا ایسے امور کی تقسیم ہوتی ہے جن کے ساتھ حکمت ملی ہوئی ہے تو یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ قرآن مجید کو اس میں

نازل کیا جائے کیونکہ حکمت بھرے جتنے معاملات ہیں۔ قرآن مجید ان سب سے عظیم ہے۔ (قاضی بیضاوی)

تفسیری نکات:

حم (حا۔میم) سے کیا مراد ہے؟

۱۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حم قرآن مجید کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

۲۔ ایک قول یہ ہے کہ حم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

۳۔ یہ کلمہ قسم ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ قسم کھاتا ہے۔

۴۔ ایک مفسر کی رائے اس کے معنی کے بارے میں یہ ہے کہ قیامت کے دن تک جو کچھ ہونے والا ہے، اس کا فیصلہ کرنا۔

۵۔ ''حا'' ہر اس نام کی چابی ہے جس کے شروع میں ''حا'' ہو۔ جیسے حکیم. حلیم. میم ہر اس نام کی چابی ہے۔ جس کے شروع میں ''میم'' ہو۔ جیسے متین. ملک. مھیمن.

۶۔ تفسیر ابواللیث میں اس کا معنی یہ ذکر کیا گیا۔ ''حم'' یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بحق الحی القیوم.

(والکتاب المبین) اس کا معنی ہے۔ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے قرآن کے واسطے سے۔

(انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ) لیلۃ مبارکۃ سے مراد شب قدر یا شب برأت ہے۔ صاحب کشاف نے بھی اس سے مراد لیلۃ القدر مراد لی ہے اور کہا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد شعبان المعظم کی پندرہ کی رات ہے۔

(انا کنا منذرین) یہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر جواب قسم کی تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ڈرانے اور دھمکانے کو کافروں کے لئے بطور عقاب اور عذاب کے نازل کیا۔

(فیھا یفرق) اس کا مطلب ہے۔ شب قدر یا شب برأت میں امور کی تفصیل بیان کی جاتی ہے اور ان کو لکھا جاتا ہے۔

(کل امر حکیم) آئندہ سال میں اس شب برأت سے لے کر دوسری شب برأت تک جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے۔ مخلوق کی اجل' ان کا رزق' خیر اور شر جس کا وقوع ہونا ہوتا ہے۔ سب کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ (شیخ زادہ)

حٰـم کی اعرابی حالت:

اگر حـٰم مقسم بہ ہو تو اس صورت میں حـٰم حرف قسم کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے محلا مجرور ہوگا۔ لیکن حرف جار محذوف جان کر اور فعل کا اثر پہنچا کر حـٰم کو منصوب قرار دینا جائز نہیں ہے۔

حرف جار کے حذف ہونے اور اس کے پوشیدہ ہونے میں فرق ہے جو حرف جار مضمر (پوشیدہ) ہو اگرچہ وہ لفظوں میں مذکور نہیں ہوتا لیکن کلام میں اس کا اثر باقی رہتا ہے۔

جو حرف جار محذوف ہو وہ بالکل ہی متروک ہوتا ہے نہ تو اسے لفظ کے اعتبار سے بقا ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا اثر باقی ہوتا ہے۔

جبکہ اس مقام پر حـٰم کا والکتاب پر عطف ہونے کی وجہ سے حرف جار کا اثر موجود ہے۔ لہٰذا اس کو محلاً مجرور کہیں گے نہ کہ منصوب۔

علامہ بیضاوی نے فرمایا وَالاَّ فَلِلْقَسَم اس کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ زادہ نے فرمایا۔ حـٰم کا مقسم بہ بننا درست نہ ہو تو اس صورت میں چاہے وہ سورت کا نام ہو یا اس کے کلمات کو الگ الگ شمار کیا جائے تو مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے اس کو محلاً مرفوع پڑھیں گے۔ (شیخ زادہ)

جنت کا راستہ کون بھول گیا؟:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(من نسی الصلوٰۃ علی فقد اخطاء طریق الجنۃ) جو شخص میری ذات پر درود شریف پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

حدیث پاک میں جو نسیان مذکور ہوا ہے اس کا معنی ترک کرنا ہے جب درود شریف پڑھنے کو ترک کرنے والا جنت کے راستے کو بھولنے والا ہے۔ تو جو خوش نصیب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ وہ جنت کے راستے پر چلنے والا ہو

گا۔

شب برأت میں درود پڑھنا:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذی بعثنی بالحق نبیا من صلی علی فی هذه اللیلة یعطی من ثواب النبیین والمرسلین والملئکة والناس اجمعین.

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر بھیجا۔ جو شخص اس رات (شب برأت) میں میری ذات پر درود شریف پڑھے تو اس کو انبیاء کرام، مرسلین عظام، فرشتوں اور تمام لوگوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ الانوار)

شب برأت کی وجہ تسمیہ:

اسلامی سال کے آٹھویں مہینہ شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات کو شب برأت اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں دشمنوں اور بدبختوں کو جنت سے بری کر دیتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ برأة من الله و رسوله. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے برأت (بیزاری) جبکہ اللہ تعالیٰ نیک اور پرہیز گار لوگوں کو دوزخ سے بری کر دیتا ہے۔

اسی رات میں ایک سال سے دوسرے سال تک کے زمین کے اعمال کو اٹھایا جاتا ہے اور اس رات میں رزق کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(فیها یفرق کل امر حکیم) ”کہ اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔“

شب برأت میں کرنے کا کام:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

اذا کان لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها. فان الله تعالی ینزل فی تلک الساعة الی سماء الدنیا عند غروب الشمس فیقول. هل من سائل؟ فاعطیه سواله وهل من مستغفر؟

فاغفرلہ. وھل من مسترزق فارزقہ؟ حتی یطلع الفجر.

جب شعبان المعظم کی پندرھویں کی رات ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہونے کے وقت (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اس کی طرف سے یہ فرمان ہوتا ہے' ہے کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اس کے سوال کو پورا کر دوں' ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو بخش دوں' ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اسے رزق عطا فرما دوں۔ رب ذوالجلال کی طرف سے یہ آواز آتی رہتی ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (مجالس رومی)

علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب برأت کیسے گزاری:

حضرت ابونصر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان المعظم کی تیرہ کی رات ہوتی تو میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما ہوتے۔ انہوں نے عرض کیا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اٹھیں نماز تہجد کا وقت ہو چکا ہے آپ اپنی امت کے بارے میں اپنے رب سے سوال کریں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا' اسی طرح کیا۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام صبح صادق کے وقت دوبارہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالی قد وھب لک ثلث امتک.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کا ایک تہائی حصہ آپ کو ہبہ کر دیا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گریہ زاری فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ

السلام مجھے باقی دو تہائی امت کے بارے میں خبر دیں۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: میں دو تہائی کے بارے کچھ نہیں جانتا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام شعبان المعظم کی چودھویں کی رات کو پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھیں، نماز تہجد کا وقت ہو چکا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرح کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد وھب اللہ لک ثلثی امتک.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو تہائی امت ہبہ کر دی ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے گریہ زاری فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام مجھے میری ایک تہائی امت کے بارے میں خبر دیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں جانتا۔

پھر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات یعنی شب برأت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البشارۃ لک. فان اللہ تعالی قد وھب لک جمیع امتک من لا یشرک باللہ شیئا.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی تمام امت ہبہ کر دی ہے۔ ہر وہ شخص کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

پھر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارفع راسک الی السماء فانظر ماذا تری.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھائیں جو کچھ دکھائی دیتا ہے اس کو دیکھیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر فرمائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں، آسمان دنیا کے فرشتوں سے لے کر عرش کے فرشتوں تک سب سجدہ میں ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے بخشش

طلب کر رہے ہیں۔

آسمان کے ہر دروازے پر فرشتے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر فرمائی تو دیکھا کہ ہر ایک آسمان کے دروازے پر فرشتہ موجود ہے اور ندائیں لگا لگا کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کے لئے دعائیں کر رہا ہے۔

۱- پہلے آسمان کے دروازے پر فرشتہ ان کلمات کے ساتھ ندا دے رہا تھا۔

طوبی لمن یر کع فی هذه اللیلة.

سعادت ہے اس شخص کے لئے جو اس رات (شب برأت) میں رکوع کرے۔

۲- دوسرے آسمان کے دروازہ پر فرشتہ یہ کہہ رہا تھا۔

طوبی لمن یسجد فی هذه اللیلة.

خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اس رات میں سجدہ کرے۔

۳- تیسرے آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ ندا دے رہا تھا۔

طوبی للذاکرین فی هذه اللیلة.

خیر ہو ان لوگوں کے لئے جو اس رات میں ذکر کرنے والے ہیں۔

۴- چوتھے آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ ندا لگا رہا تھا۔

طوبی لمن دعا ربه فی هذه اللیلة.

قابل رشک ہے وہ شخص جو شب برأت میں اپنے رب سے دعا کرے۔

۵- پانچویں آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ صدا لگا رہا تھا۔

طوبی لمن بکی من خشیة الله فی هذه اللیلة.

سعادت مند ہے وہ شخص جو شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے رویا۔

۶- چھٹے آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ کلمات پکار رہا تھا۔

طوبی لمن عمل خیرا فی هذه اللیلة.

بشارت ہو اس شخص کے لئے جو ہر آنے والی رات میں نیک عمل کرے۔

۷- ساتویں آسمان پر فرشتہ ان کلمات کے ساتھ دعا کر رہا تھا۔

طوبی لمن قرء القرآن فی ھذہ اللیلۃ.

بہتری ہو اس شخص کے لئے جو نصف شعبان کی رات قرآن مجید کو پڑھے۔

پھر ساتویں آسمان پر موجود فرشتہ مزید ندا دیتا ہے۔

ھل من سائل فیعطی سوالہ؟ کیا ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کو منہ مانگی مراد عطا کر دی جائے؟

ھل من داع یستجاب لہ دعائہ؟ کیا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا جائے؟

ھل من تائب فیتاب علیہ؟ کیا ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ کو قبول فرمایا جائے؟

ھل من مستغفر فیغفرلہ؟ کیا ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ اس کو بخش دیا جائے؟

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابواب الرحمۃ مفتوحۃ علی امتی من اول اللیل الی طلوع الفجر، فان اللہ تعالی یعتق من النار فی ھذہ اللیلۃ اکثر من عدد شعر غنم لقبیلۃ بنی کلب.

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر رات کے شروع سے لے کر طلوع فجر تک رحمت کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ شب برأت میں قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے۔(زبدۃ الواعظین)

دعا کی قبولیت کے اوقات:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خمسۃ اوقات لایرد فیھن الدعاء: لیلۃ الجمعۃ و لیلۃ العشر من المحرم و لیلۃ النصف من شعبان و لیلۃ العیدین.

پانچ اوقات ایسے ہیں، جن میں دعا کو رد نہیں کیا جاتا۔

۱۔ جمعۃ المبارک کی رات۔ ۲۔ محرم الحرام کی دسویں کی رات۔ ۳۔ شعبان المعظم کی

پندرہویں کی رات۔ ۴-عیدالفطر کی رات۔ ۵-عید الاضحیٰ کی رات۔ (زبدۃ الواعظین)

محبوب کی تلاش:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوئی ہوئی تھی۔ جب میں بیدار ہوئی تو میں نے اپنے بستر پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پایا اور میں حیرت زدہ ہوگئی۔ میں نے گمان کیا کہ میری باری ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا لیکن میں نے وہاں آپ کو نہ پایا۔ پھر میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر حاضر ہوئی۔ ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر کے اندر سے آواز دی گئی۔ دروازہ پر کون ہے؟ میں نے جواباً کہا کہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوں۔ یہاں اس وقت میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کر رہی ہوں۔ میری یہ بات سن کر اہل بیت کے تمام حضرات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے باہر تشریف فرما ہوئے تاکہ ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں تلاش کریں؟ سب نے کہا کہ ہم آپ کو مساجد میں تلاش کرتے ہیں۔ ہم نے آپ کو سب مساجد میں تلاش کیا لیکن ہمیں آپ نہ ملے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے ہوں گے۔ چنانچہ ہم قبرستان کی طرف آئے تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ قبرستان کے اوپر نور ہی نور ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔ ہم اس طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کی حالت میں گریہ زاری کر رہے ہیں اور آپ کو آس پاس کسی کا احساس نہیں ہے۔ آپ آہ و زاری کر رہے ہیں اور سجدہ کی حالت میں یہ فرما رہے ہیں۔

ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفرلهم فانک انت العزیز الحکیم۔

یا اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو وہ آپ کے سر مبارک کے پاس کھڑی ہو گئیں اور آپ نے زمین سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر انور کو اٹھایا اور عرض کیا۔ اے میرے ابا جان! آپ کو کیا ہوا؟ کیا کوئی دشمن حاضر ہو گیا ہے یا وحی نازل ہو گئی ہے؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ دشمن حاضر ہوا اور نہ ہی وحی نازل ہوئی لیکن آج کی رات شب برأت ہے۔ اس بابرکت رات میں میں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہوں اور آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر قیامت قائم ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا۔ میں اپنے رب سے مانگوں گا اور شفاعت کروں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اردتم رضائی فاسجدوا واعینونی بالدعاء والتضرع۔

اگر تم میری رضا چاہتے ہو تو تم سجدہ کرو نیز دعا اور خشوع وخضوع کے ساتھ میری مدد کرو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا:

یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسجد انت واطلب الرجال

اے علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تو سجدہ کر اور مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر۔

یا فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و یا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسجدا انتما واطلبا الصبیان والنساء۔

اے حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تم دونوں سجدہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے بچوں اور عورتوں کے لئے بخشش طلب کرو۔

فسجدوا و بکوا الی انفجار الصبح۔

سب نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق سجدہ کیا اور صبح صادق کے طلوع ہونے تک رب ذوالجلال کی بارگاہ میں آہ وزاری کی۔

اس روایت کے بعد الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر نے فرمایا:

یا اھل المجلس انتم اولی بالتضرع لان ذنوبکم اکثر فانھم یبکون

لا جلکم فاولی ان تبکوا علی انفسکم.

اے اہل مجلس تم آہ و زاری کرنے کے زیادہ لائق ہو۔ اس لئے کہ تمہارے گناہ زیادہ ہیں۔ یہ سب حضرات تمہارے لئے روتے اور آہ و زاری کرتے تھے۔ تو سب سے بہتر بات یہ ہے کہ تم ہی اپنے نفسوں پر زیادہ سے زیادہ آہ و زاری کرو۔ (روضۃ العلماء)

سنت رسول کی ہے زیارت قبور کی
کیجئے ان کے حق میں بھلائی شب برات

بکثرت لوگوں کی بخشش:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالی ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی سماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم لقبیلۃ بنی کلب.

بے شک اللہ تعالیٰ شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات کو اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پہ نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر اس قبیلہ کا ذکر اس لئے کیا کہ ان کی بکریوں کی تعداد تمام قبائل عرب سے زیادہ تھی۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس رات میں اپنی صفت جلال جو دشمن پر غضبناک ہونے اور گناہگاروں سے انتقام لینے کا تقاضہ کرتی ہے' کو چھوڑ کر صفت جمال جو کہ رحمت اور مغفرت کا تقاضہ کرتی ہے' کو اختیار فرماتا ہے۔

حدیث پاک کے الفاظ کو ان معانی پر اس لئے محمول کیا گیا کہ نزول وصعود' حرکت و سکون جب جگہ گھیرنے والے اجسام کی صفات میں سے ہیں جبکہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور اس کے جگہ گھیرنے سے پاک ہے لہٰذا اس کی ذات کے حق میں نزول' صعود۔ اعلیٰ جگہ سے نچلی جگہ کی طرف سے ممتنع ہوگا۔ اب معنی یہ ہوگا جس کو اہل حق نے ذکر فرمایا۔ نازل ہونے سے مراد اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اس کی رحمت کا نزول مراد ہے۔ ان کی توبہ کو قبول کرنا مراد ہے۔ (شرح)

تین سو رحمت کے دروازوں کا کھلنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شعبان المعظم کی پندرہ کی رات کو میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم هذه الليلة تفتح فيها ابواب السماء و ابواب الرحمة فقم فصل و ارفع راسک ويديک الى السماء.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ رات ہے جس میں آسمان کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس آپ اٹھیں اور نماز پڑھیں۔ اپنے دونوں ہاتھوں اور اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھائیں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فقلت يا جبرئيل عليه السلام ما هذه الليلة؟

میں نے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون سی رات ہے؟

فقال هذه ليلة يفتح فيها ثلث مائة باب من الرحمة والمغفرة فيغفر الله تعالى لجميع من لا يشرک به الا من كان ساحرا او كاهنا او مشاحنا او مذمن خمر او مصر على الزنا او على الربا او عاق لوالديه او نماما او قاطع رحم. فان هؤلاء لا يغفرلهم حتى يتوبوا او يتركوا.

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ رات ہے جس میں رحمت اور بخشش کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک کرنے کے علاوہ ہر کسی کی بخشش فرما دیتا ہے۔ اس قدر فضل و رحمت ہونے کے باوجود نو قسم کے افراد کی بخشش نہیں ہوتی۔

۱- جادوگر۔ ۲- نجومی۔ ۳- چغل خور۔ ۴- کینہ رکھنے والا۔ ۵- شراب کا عادی۔ ۶- زنا پر اصرار کرنے والا۔ ۷- سود پر اصرار کرنے والا۔ ۸- والدین کا نافرمان۔ ۹- قطع رحمی کرنے والا۔

فرمایا: ان لوگوں کی بخشش اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ یہ لوگ ان گناہوں کو ترک نہ کر دیں اور توبہ نہ کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ نماز پڑھی، سجدہ کی حالت میں گریہ زاری فرمائی اور یہ ارشاد فرمار ہے تھے:

اعوذبک من عقابک و سخطک ولا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک فلک الحمد حتی ترضی.

یا اللہ میں تیری سختی اور تیرے عذاب سے تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں جس طرح تیری تعریف کرنے کا حق اور جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے اس طرح تعریف نہیں کر سکا۔ تیرے لئے ہی تعریف ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ (زبدۃ المجالس)

بعض دن رات کی فضیلت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مہینوں، دنوں اور اوقات کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے جس طرح کہ بعض رسولوں اور امتوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے تاکہ لوگوں کے نفوس اور قلوب میں ان دنوں اور راتوں کا احترام پیدا ہو۔ عبادت کرنے کے ساتھ ان کو زندہ کرنے کا لوگوں میں شوق اور ذوق پیدا ہو اور مخلوق ان کے فضائل میں زیادہ سے زیادہ رغبت رکھے۔

بہر حال ان میں سے بعض میں نیکیوں کا بڑھ جانا۔ خاص اللہ تعالیٰ کے عطیات اور اختصاصات ربانیہ میں سے ہے۔

(ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم)

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔'' (الجمعۃ ۴)

قاشانی نے شرح التائیہ میں فرمایا: محبوب کا مشاہدہ کرنے اور اس کے حاضر ہونے کی وجہ سے جن حالات میں یہ چیز حاصل ہو ان احوال کی شرافت کی وجہ سے اس زمانہ کو فضیلت اور شرافت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نیت کے خالص ہونے اور مقصد پر برانگیختہ کرنے کے لحاظ سے اعمال کو بزرگی حاصل ہو جاتی ہے۔

عمل میں نیت کی بزرگی یہ ہے کہ وہ محبوب تک پہنچا دے۔ اس کے لئے خالص نیت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسری غرض ملی ہوئی نہ ہو۔

عمر بن فارض قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

و عندی عیدی کل یوم اری به جمال محیاها بعین قریرة

و کل اللیالی لیلة القدر ان دنت کما کل ایام اللقاء یوم جمعة

۱- میرے نزدیک ہر وہ دن عید کا دن ہے جس میں اپنے محبوب کے جمال کے ساتھ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں۔

۲- تمام راتوں میں سے ہر ایک رات لیلۃ القدر ہے۔ اگر اس کی قدر جانی جائے۔ جس طرح کہ تمام ملاقات والے دن جمعہ کے دن ہیں۔ (من روح البیان)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روزہ کی حالت میں مسجد میں رہنے والے تھے۔ آپ نے ایک بلند و بالا پہاڑ کو دیکھا تو وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی کے اوپر دودھ سے زیادہ سفید ایک چٹان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی اس چٹان کے اردگرد گھومے اور اس کے حسن و جمال کی وجہ سے بڑے متعجب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یا عیسیٰ علیہ السلام أتحب ان ابین لک اعجب من ھذا؟

اے عیسیٰ علیہ السلام کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب چیز آپ کے سامنے ظاہر فرما دوں؟

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جواباً عرض کیا: جی ہاں۔

فانفلقت الصخرۃ فاذا ھو بشیخ فیھا علیه مدرعة من الشعر و بین یدیه عکازۃ و بیدہ عنب. وھو قائم یصلی فتعجب عیسی السلام.

چنانچہ وہ چٹان پھٹ گئی تو اچانک آپ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک بزرگ تشریف فرما ہیں جن کے جسم پر بالوں کا بنا ایک جبہ ہے اس کے سامنے ایک ڈنڈا پڑا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں انگور ہے اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ بزرگ کو اس حالت میں دیکھ کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے۔

فقال یا شیخ ما ھذا الذی اری؟ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے شیخ یہ کیا ہے، جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں؟

قال رزقي في كل يوم.
بزرگ نے عرض کیا: یہ ہر روز کا میرا رزق ہے۔

فقال له منذ كم سنة تعبد في هذه الصخرة؟
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ کتنے عرصہ سے تم اس چٹان میں عبادت کر رہے ہو۔

فقال منذر اربعمائة سنة.
بزرگ نے کہا کہ چار سو سال سے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ کیا تو نے اس سے بھی کوئی افضل مخلوق پیدا فرمائی ہے؟'

فاوحى الله تعالى اليه : لو ان رجلا من امة محمد صلى الله عليه وآله وسلم ادرك شهر شعبان فصلى ليلة النصف صلوة البرأة لهي افضل عندي من عبادة عبدي هذا اربعمائة سنة.

فقال عيسى عليه السلام : ليتني كنت من امة محمد صلى الله عليه وآله وسلم.

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف فرمائی کہ اگر کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے شعبان المعظم کے ماہ مبارک کو پائے اور اس کی پندرہویں کی رات صلوۃ البراۃ (دو رکعت نماز نفل) ادا کرنے تو وہ میرے نزدیک میرے اس بندے کی چار سو سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نئے فرمایا کہ کاش میں حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہوتا۔ (زہرۃ الریاض)

شب برأت کی دعا:

بزرگ فرماتے ہیں کہ شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات (شب برأت) کی دعا یہ ہے:

اللهم ان كنت كتبت اسمي شقيا في ديوان الاشقياء فامحه واكتبني في ديوان السعداء و ان كنت كتبت اسمي سعيدا في ديوان السعداء فاثبته فانك قلت في كتابك الكريم (يمحوا الله ما يشاء و يثبت وعنده ام الكتاب)

یا اللہ اگر تو نے میرا نام بدبختوں کے رجسٹر میں شقی لکھ دیا ہے تو اس کو وہاں سے مٹا

دے اور میرے نام کو خوش نصیب لوگوں کے رجسٹر میں لکھ دے اور اگر تو نے میرا نام سعید لوگوں کے رجسٹر میں سعادت مند لکھ دیا ہے تو اس کو ثابت رکھ کیونکہ تو نے خود ہی اپنی کریم کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اس کے پاس ہے۔''

(الرعد ۳۹)(کذا فی علی القاری علیہ رحمۃ الباری)

شب برأت کے نوافل:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی مائه رکعة فی لیلة النصف من شعبان یقرء فی کل رکعة فاتحة الکتاب و الاخلاص خمس مرات انزل الله تعالی علیه خمس مائة الف ملک مع کل ملک دفتر من نور یکتبون خوابه الی یوم القیامة.

جو شخص شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات ایک سو رکعت اس طریقہ سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ شریف کے بعد پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ پانچ لاکھ فرشتہ نازل فرمائے گا۔ ہر ایک فرشتہ کے پاس ایک نورانی دفتر ہوگا جس میں وہ اس کے ثواب قیامت کے دن تک لکھتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

صلوٰۃ الخیر:

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص شب برأت میں سو رکعت نماز نفل ادا کرے اور ان میں ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے یعنی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ اس سورت کو پڑھے۔

اس صلوٰۃ الخیر کے ثواب کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیس صحابہ کرام نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور ہر نگاہ میں اس بندہ کی ستر حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ان میں سے ادنیٰ حاجت اس خوش نصیب کے گناہوں کی بخشش ہے۔

جلسہ نمبر ۶۱

یوم قیامت کا بیان

وتری کل امة جاثیة کل امة تدعی الی کتابها الیوم تجزون ما کنتم تعملون هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون.

ترجمہ: ''اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانوں کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا آج تمہیں تمہارے کیے کا بدلہ دیا جائے گا ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے جو تم نے کیا۔'' (سورۃ الجاثیہ: ۲۸ تا ۲۹)

یوم قیامت کا بیان

آیت کی تفسیر:

(وتری کل امة جاثیة ط کل امة تدعی الی کتابها ط الیوم تجزون ما کنتم تعملون ٥)

''اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانوں کے بل گرے ہوئے۔ ہر گروہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔''

(الجاثیہ ۲۸)

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

جاثیة جثوة سے مشتق ہے اور اس کا معنی مجثیة ہوتا ہے۔ اجثی یجثی. اجثاء کا معنی ہوتا ہے۔ زانوں کے بل بٹھانا یعنی ایسی جماعت ہو گی جو اس طرح بیٹھی ہو گی۔

نیز فرمایا اس کا معنی ہوتا ہے گھٹنے کے بل بیٹھنے والی جماعت۔

جاثیة میں ایک قرأت جاذیة ہے۔ اس کا معنی ہو گا۔ انگلیوں کے کناروں پر بیٹھنا غیر مطمئن بیٹھنے یا اٹھنے کے لئے تیار ہونے کی وجہ سے۔

آیت قرآنیہ میں کتاب سے مراد صحیفۂ اعمال ہے۔

یعقوب نے کل امة تدعی میں کل کو ان تین وجوہات کی وجہ سے منصوب پڑھا ہے۔

۱- کل امة دوسرا جو ہے یہ پہلے سے بدل ہے۔

۲- یا اس کی صفت واقع ہے۔

۳- یا تری کا یہ دوسرا مفعول ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ آج تمہیں اس چیز کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ یہ ان کے اعمال و اقوال پر محمول ہے۔

(هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق ط انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون)

''ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے جو تم نے کیا۔'' (الجاثیہ ۲۹)

رب ذوالجلال نے بندوں کے اعمال کے صحائف کے لکھنے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی لکھنے والے فرشتوں کو بندوں کے اعمال کے لکھنے کا حکم دیا۔ وہ صحائف بغیر کمی بیشی کے تم پر حق کے ساتھ گواہی دیں گے تم نے جو جو اعمال کئے تمہارے اعمال ہم نے اپنے فرشتوں سے لکھوائے۔ (قاضی بیضاوی)

ایک کلمہ کی تشریح:

(قولہ جاثیۃ) اس کا معنی ہے اکٹھے کرنے والی یا زانو کے بل بیٹھنے والی۔

اہل عرب کہتے ہیں۔ استوفز فی قعدتہ یعنی جب کوئی شخص گھٹنے کے بل غیر مطمئن ہوکر بیٹھے۔ (شیخ زادہ)

جاثیہ جو جثو سے بنا ہے۔ اس کا معنی ہوتا ہے گھٹنوں کے بل بیٹھنا۔ جھگڑا کرنے والے کا کسی کو حاکم کے سامنے بٹھا دینا۔ وہ چونکہ خوفزدہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ مطمئن ہوکر نہیں بیٹھ سکتا۔ (شیخ زادہ)

نستنسخ اس کا معنی ہے ہم اس کا نسخہ لے لیں گے یہ اس وجہ سے ہے کہ دو فرشتے انسان کے عمل کو اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ثابت رکھتا ہے۔ چاہے اس میں ثواب ہو۔ چاہے اس پر عقاب ہو اور اس سے لغو وغیرہ کو پھینک دیا جاتا ہے جیسے اہل عرب کا قول ہے آؤ چلے جاؤ معالم التنزیل میں اسی طرح ہے۔ (سنانیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود سن رہے ہیں:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا:

ان اللہ تعالی وعدنی اذا مت ان یسمعنی صلاۃ من صلی علی وانا فی المدینۃ وامتی فی مشارق الارض و مغاربھا.

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا وصال ہو جائے گا تو وہ مجھے میری ذات پر درود شریف پڑھنے والے شخص کا درود سنائے گا حالانکہ میں مدینہ منورہ کے اندر جلوہ گر ہوں جبکہ میرے غلام زمین کے مشرق ومغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ

نے تمام دنیا کو میری قبر انور کے اندر کر دیا ہے۔ رب ذوالجلال کی تمام پیدا کردہ مخلوق کو میں دیکھتا بھی ہوں اور ان کی آواز کو بھی سنتا ہوں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی علی صلوۃ واحدۃ صلی اللہ بھا عشرا. و من صلی علی عشرا صلی اللہ علیہ مائۃ.

جو شخص میری ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

کامیاب اور ناکام لوگ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تمام لوگوں کو ایک ہی راستے سے جہنم میں جمع کیا جائے گا۔ سب لوگ اور گروہ گھٹنوں کے بل صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے۔

ندا دینے والا ندا دے گا۔ آج کے دن تم معزز لوگوں کو پہچان لو گے۔ حکم ہوگا۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں حکم کے مطابق وہ سب خوش نصیب کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چل پڑیں گے۔

پھر دوبارہ ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ عنقریب آج تم سراپا کرم لوگوں کو پہچان لو گے۔

حکم ہوگا۔ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو ان کی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے۔ خوف اور طمع کی حالت میں اپنے رب کو پکارتے تھے۔ جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اس میں سے خرچ کرتے تھے۔

حکم کی وجہ سے وہ سب سعادت مند لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

پھر تیسری مرتبہ منادی ندا کرے گا۔ عنقریب تم اصحاب کرام کو پہچان لو گے۔

حکم ہوگا۔ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت' زکوۃ ادا کرنے نماز قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بے نیاز نہ کر سکی۔

اس حکم کے پیش نظر وہ سب کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

جب یہ تین گروہ جنت کی طرف چلے جائیں گے اور اپنے اپنے ٹھکانے حاصل کر لیں گے۔

یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد آگ سے ایک گردن نمودار ہو گی جو تمام مخلوق پر چھا جائے گی۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ نیز اس کی فصیح زبان ہو گی جس کے ساتھ وہ کہے گی۔ مجھے تین گروہوں پر مسلط کیا گیا ہے۔

۱- ہر سرکش متکبر پر ان لوگوں کو وہ صفوں میں سے تلاش کر کے اٹھا لے گی۔ ان کو جہنم میں چھپا دے گی۔

۲- پھر وہ آگ دوبارہ نکلے گی اور کہے گی کہ مجھے اس پر مسلط کیا گیا ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی۔ ان سب لوگوں کو صفوں سے نکال کر دوزخ میں چھپا دے گی۔

۳- پھر تیسری مرتبہ وہ آگ نکلے گی:

ابوالمنہاج نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے تصویریں بنانے والوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ وہ ان سب کو صفوں سے نکال کر جہنم میں چھپا دے گی۔

جب ان تینوں گروہوں کو پکڑ لیا جائے گا۔ صحائف پھیلا دیئے جائیں گے۔ میزان مقرر کیا جائے گا اور سب مخلوق کو حساب و کتاب کی طرف بلایا جائے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

اعمال کا لکھا جانا:

اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ استنساخ (لکھنے کو کہنا) لوح محفوظ سے ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کے ہر سال جتنے اعمال ہوتے ہیں فرشتوں کو ان کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ فرشتے اس کو اسی کے موافق پاتے ہیں۔ جس طرح کہ اولاد آدم عمل کرتی ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ استنساخ "لکھنے کو کہنا" یہ اصل سے ہی ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایک کتاب سے کتاب لکھ لے۔ (وسیط)

لوگوں پر سات گواہ:

علماء فرماتے ہیں کہ لوگوں پر سات گواہ ہیں۔

۱- لوگوں پر سب سے پہلے گواہ فرشتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (والملائکۃ یشھدون) ''اور فرشتے گواہ ہیں۔'' (النساء ۱۶۶)

۲- لوگوں پر دوسرا گواہ زمین ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (وقال الانسان مالھا٥ یومئذ تحدث اخبارھا ٥) ''اور آدمی کہے گا اسے کیا ہوا۔ اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔'' (الزلزال ۳-۴)

۳- لوگوں پر تیسرا گواہ زمانہ ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ (ینادی کل یوم انا یوم جدید وانا علی ما تعمل شھید) ''ہر دن ندا دیتا ہے کہ (اے انسان) میں نیا دن ہوں اور تو جو کچھ عمل کرتا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔

۴- لوگوں پر چوتھا گواہ ان کی زبان ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ (یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون) ''جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔''
(النور ۲۴)

۵- لوگوں پر پانچواں گواہ انسان کے اپنے اعضاء ہیں۔ جیسا کہ خود خالق کائنات نے ارشاد فرمایا: (الیوم نختم علی افواھھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون) ''آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔'' (یٰسین ۶۵)

۶- لوگوں پر چھٹے گواہ فرمایا۔ کراماً کاتبین ہیں۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: (وان علیکم لحفظین ٥ کراماً کاتبین ٥ یعلمون ما تفعلون ٥) ''اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں۔ معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔''
(الانفطار ۱۰-۱۱-۱۲)

۷- لوگوں پر ساتویں گواہ دیوان ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ (ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق) ''ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے۔'' (الجاثیہ ۲۹)

حضرت الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے گناہگار

انسان تیرا کیسا حال ہو گا۔ جب اتنے ڈھیر سارے گواہوں نے تیرے خلاف گواہی دے دی۔

چار کامیاب گروہ:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱- جب اللہ تعالیٰ سب مخلوق کو جمع فرمائے گا تو منادی ندا دے گا۔ فضل والے کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جلدی جلدی جنت کی طرف چلیں گے۔ فرشتے ان سے ملیں گے۔ وہ کہیں گے کہ ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں کہ تم جنت کی طرف جلدی جلدی جا رہے ہو تم کون ہو؟ وہ جواباً عرض کریں گے کہ ہم اہل فضل ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہارا فضل کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم پر ظلم کیا گیا لیکن ہم نے صبر کیا جب ہمارے ساتھ برائی کی جاتی تو ہم معاف کر دیتے۔ پس ان سے کہا جائے گا۔ کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ جنت عاملین کا کیا بہترین اجر ہے؟

۲- پھر منادی ندا کرے گا۔ اہل صبر کہاں ہیں؟ ان میں کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف جلدی جلدی چل پڑیں گے۔ فرشتے ان سے ملیں گے۔ وہ فرشتے ان سے کہیں گے ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں کہ تم بڑی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جا رہے ہو۔ تم کون لوگ ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اہل صبر ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہارا کیا صبر ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر کرتے تھے۔ انہیں حکم ہو گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۳- پھر منادی ندا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جنت کی طرف تیزی کے ساتھ چل پڑیں گے۔ فرشتے ان سے ملیں گے وہ کہیں گے کہ ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں کہ تم جلدی جلدی جنت کی طرف جا رہے ہو۔ تم کون ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہارا محبت کرنا کیا ہے؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے کہنے پر خرچ کرتے تھے۔ انہیں

حکم ہوگا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(وضع المیزان للحساب بعد دخول ھو لاء الجنة.)

ان لوگوں کے جنت میں داخل ہو جانے کے بعد حساب و کتاب کے لئے میزان کو رکھا جائے گا۔

فائدہ: حساب و کتاب کی کیفیت مختلف اور اس کی حالت جداگانہ ہو گی۔

آسان حساب و کتاب	مشکل حساب و کتاب
پوشیدہ طور پر	ظاہری طور پر
عزت کے ساتھ	جھڑکنے کے ساتھ
فضل کے ساتھ	عدل کے ساتھ

مومن' کافر' انسانوں اور جنوں کا حساب الگ تھلگ ہو گا۔ البتہ جن کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ ان کا استثناء رہے گا۔

لوگوں کو کس طرح پیش کیا جائے گا:

اللقانی نے فرمایا کہ مجھے بچوں' پاگلوں اور اہل فترت کے حساب و کتاب کے بارے میں کوئی صریح نص نہیں ملی۔

پیش کئے جانے کے مراتب اس طرح ہوں گے۔

سب سے پہلے قبروں سے اٹھایا جائے گا پھر اکٹھا کیا جائے گا۔ پھر تمام جہانوں کے رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر پیش کیا جائے گا یعنی ہر ایک امت اپنے اپنے نبی کے ساتھ ممتاز ہو جائے گی۔ پھر صحائف اڑیں گے پھر انہیں دائیں یا بائیں ہاتھ سے پکڑا جائے گا۔ پھر سوال ہو گا۔ پھر حساب و کتاب اور پھر میزان قائم کیا جائے گا۔

جب تمام مخلوق میدان میں جمع ہو جائے گی اور حساب و کتاب کا ارادہ کیا جائے گا تو ان کے اعمال نامے عقاب کی طرح اڑیں گے۔

رحمٰن کی جانب سے منادی ندا کرے گا۔

یا فلان خذ کتابک بیمینک — اے فلاں تو اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ سے پکڑ۔

یا فلان خذ کتابک بشمالک	اے فلاں تو اپنا اعمال نامہ بائیں ہاتھ سے پکڑ۔
یا فلان خذ کتابک من وراء ظھرک.	اے فلاں تو اپنی پشت کے پیچھے سے اپنا نامہ اعمال پکڑ۔
فلا یقدر احد ان یاخذ کتابہ بیمینہ الا الاتقیاء.	پرہیز گار لوگوں کے سوا کسی کو بھی اپنا نامہ اعمال دائیں ہاتھ مین پکڑنے کی قدرت نہ ہوگی۔
الاتقیاء یعطون کتابھم بیمینھم والاشقیاء بشمالھم والکفار من وراء ظھورھم.	پرہیزگاروں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا بدبختوں کو بائیں ہاتھ میں اور کفار کو ان کی پشت کے پیچھے سے نامہ اعمال دیا جائے گا۔

حساب کے لحاظ سے تین طبقات:

بزرگ فرماتے ہیں کہ حساب وکتاب کے اعتبار سے لوگوں کے تین طبقات ہوں گے۔

۱- ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے حساب وکتاب آسان لیا جائے گا اور وہ پرہیزگار لوگوں کا طبقہ ہے۔

۲- ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے سخت حساب وکتاب لینے کے بعد ان کو ہلاک کر دیا جائے گا وہ کفار کا طبقہ ہے۔

۳- ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے حساب ہوگا انہیں آزمائش میں رکھا جائے گا پھر وہ نجات پائیں گے۔ وہ گناہگاروں کا طبقہ ہے۔

چار سوال:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تزول قدما عبد یوم القیامۃ من یدی اللہ تعالی حتی یسال عن اربعۃ اشیاء عن عمرہ فیما افناہ و عن جسدہ فیم ابلاہ و عن علمہ

ما عمل به و عن ماله من اين اكتسبه وفيم انفقه.

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے سے بندے کے قدم اس وقت نہیں اٹھیں گے۔ جب تک کہ اس سے چار سوال نہ کر لئے جائیں۔

۱۔ زندگی کے بارے میں سوال ہوگا کہ اسے کہاں گزارا؟

۲۔ جسم کے بارے میں سوال ہوگا کہ اسے کہاں کمزور کیا؟

۳۔ علم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کتنا اس پر عمل کیا؟

۴۔ مال کے بارے پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کس طرح خرچ کیا؟

نامہء اعمال کے بارے سوال :

حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

يسـأل عـمـا في كتابه فاذا بلغ آخر الكتاب يقول الله تعالى يا عبدى أعـمـلـت هذا كله ام ملائكتي زادوا عليك في كتابك؟ فيقول لا يارب ولكن عملت ذلك كله فيقول الله تعالى : انا الذي سترتها في الدنيا عليك وانا اغفرهالك اليوم اذهب انى قد غفرتهالك.

جو کچھ انسان کے نامہ اعمال میں ہوگا۔ بندے سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جب نامہ اعمال کے آخر میں پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائے گا :

اے میرے بندے کیا تو نے یہ سارے اعمال کئے ہیں یا میرے فرشتوں نے تیرے اس نامہ اعمال کے اندر اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہے؟

بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا : نہیں اے میرے رب۔ میں نے یہ سارے اعمال کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا : اے میرے بندے میں ہی وہ ذات ہوں جس نے دنیاوی زندگی میں تیرا پردہ رکھا اور آج کے دن میں تیرے ان سب گناہوں کو بخش دوں گا۔ جاؤ میں نے تیرے ان سب گناہوں کو بخش دیا ہے۔

یہ حال تو اس شخص کا ہوگا جس کی حساب و کتاب میں تفتیش ہوگی۔ بعد ازاں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات حاصل کرے گا۔

اور جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو بندوں کے تمام افعال کو لکھتے ہیں اچھے ہوں یا برے' مزاح میں ہوتے ہوں یا سنجیدگی میں' غلطی سے یا بھول کر' تندرستی میں یا بیماری میں۔ یہاں تک کہ بندے کے رونے اور اس کے سانسوں کو' بندہ چاہے مومن ہو یا کافر۔ (اس کا حال جو ہوگا وہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکالمہ :

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سابقہ امتوں اور بنی اسرائیل کے واقعات بیان فرما رہے تھے۔ گفتگو کے آخر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ بات بیان فرمائی۔

اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو میرے پاس بھیجا تاکہ وہ مجھے میری امت کے احوال کے بارے میں خبر دیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو حساب و کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے پھر وہ اس کے ساتھ اسی طرح کلام کریں گے۔ جس طرح ایک جھگڑا کرنے والا دوسرے جھگڑا کرنے والے سے کلام کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے ارشاد فرمایا: اے میرے بھائی اے جبرئیل علیہ السلام کیا کوئی ایک اس بات پر قادر ہے؟

انہوں نے عرض کیا: ''ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا: اے میرے بھائی اے جبرئیل علیہ السلام ان کے بارے میں آپ مجھے خبر دیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تفصیل بہت طویل ہے' میں اپنے رب سے (اس بارے میں) اجازت طلب کرتا ہوں اور پھر آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضری دیتا ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ کچھ وقت کے لئے مجھ سے چلا گیا پھر وہ میرے سامنے آیا لیکن حالت یہ تھی کہ وہ مسکرا رہے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: اے میرے بھائی' اے

حضرت جبرئیل علیہ السلام کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا؟

انہوں نے عرض کیا: اے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت میرے خیال میں اس بارے میں عجیب وغریب حکایات آ رہی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بارے میں آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اس بارے میں سب سے پہلی بات یہ ہے۔

اے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خیال فرمائیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کا اعمال نامہ عطا فرمائے گا۔ جس آدمی کے بارے میں وہ بات سنا رہے تھے۔ فرمایا: وہ بندہ بھی اپنا نامہ اعمال حاصل کرے گا' اس کی طرف دیکھے گا' اس کو پڑھے اور جو کچھ اس میں خیر یا شر ہوگا وہ اسے جان لے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندے کیا تو نے اپنا نامہ اعمال پڑھ لیا ہے۔ وہ عرض کرے گا: ''ہاں'' لیکن جو کچھ میرے نامہ اعمال میں ہے یہ عمل تو میں نے کبھی بھی نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے کیا تیرے علاوہ کسی اور کا یہ نامہ اعمال ہے؟

وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کراماً کاتبین نے تیرے ان اعمال کو شمار کیا اور تو اس وقت غفلت میں تھا۔ وہ بندہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب بے شک لکھنے والے فرشتے وہ تیرے ہی حکم کے پابند ہیں۔ جو وہ چاہتے ہیں' کہہ دیتے ہیں' میرے بارے میں تیری بارگاہ کے اندر وہ کسی چیز کو ترک نہیں کرتے۔ اگر تو نے یہ ضرور کرنا ہی ہے تو تو انصاف کرنے والا حاکم ہے تو مجھے گواہوں کے بغیر اس بارے میں نہ پکڑ۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے کون تیرے بارے میں گواہی دے گا اور وہ سارے میرے حکم کے پابند ہیں حالانکہ تو نے صرف کراماً کاتبین کو خاص کیا ہے؟

وہ بندہ عرض کرے گا: ''ہاں'' میرے رب' میں اپنے بارے میں وہی گواہ قبول کروں گا جو مجھ سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جب ہم تجھ سے ہی گواہ پیش کر دیں تو کیا تو قبول کرے گا اور ان اعمال کا اعتراف کر لے گا؟

وہ بندہ عرض کرے گا: "ہاں" اے میرے رب۔

اللہ تعالیٰ زبان سے حکم فرمائے گا:

بقدرتی انطق ولا تقل الاحقا. فان هذا يوم يموت فيه الباطل.

تو میری قدرت سے بول' صرف سچی بات کہہ کیونکہ آج کا دن وہ دن ہے جس میں باطل مر جائے گا۔

فينطق بكل ما عمل في دار الدنيا من القبيح والحسن.

اس بندے کی زبان دار دنیا میں اس نے جو برا اور اچھا کام کیا ہوگا اس بارے میں وہ بولے گی۔

وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

الهی و سيدی و مولائی انت تعلم انی لا حكم لی علی اللسان وهو طبعه انه لا يزال ناطقا. ولا اقبل شهادة ذلک فانه كان عدوی فی الدنيا. و جميع ما وقع لی من الاثم وقع بسببه و قد قال رسولک صلی الله عليه وآله وسلم مخبراً عنه اللسان عدوا الانسان. وانت تحكم بالعدل لا تقبل شهادة العدو علی عدوه.

اے میرے معبود' میرے مالک' میرے مولا! تو جانتا ہے کہ زبان پر میرا کوئی اختیار نہیں۔ وہ اسی لکھے ہوئے کے تابع ہے اور وہ ہمیشہ بولتی ہے۔ میں اس کی گواہی کو قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ دنیا میں بھی میری دشمن تھی اور جو کچھ مجھ سے گناہ سرزد ہوئے۔ ان سب کا سبب یہی زبان ہے اور تیرے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زبان کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "زبان انسان کی دشمن ہے۔"

یقیناً تو انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور تو دشمن کے خلاف اس کے دشمن کی گواہی کو قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے پاس تجھ سے ہی اس کے علاوہ تیرے بارے اور گواہ موجود ہے۔

وہ بندہ عرض کرے گا: **لا اتكلم بعد ذلک يا رب.**

اے میرے رب اس کے بعد میں کلام نہیں کروں گا۔

فيقول الله تعالی ليديه : انطقا بما فعل عبدی فتنطقان بكل ما فعل بهما و

تشهدان.

اللہ تعالیٰ اس بندے کے دونوں ہاتھوں سے فرمائے گا کہ جو کچھ میرے اس بندے نے تمہارے ساتھ کیا تم اس کے بارے بولو۔ وہ دونوں ہاتھ بولیں گے۔ جو کچھ اس نے ان دونوں کے ساتھ کیا ہوگا اور وہ دونوں ہاتھ گواہی دیں گے۔

وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

الھی و سیدی و مولائی انک ارسلت الینا رسولا فشرع فینا فاتبعناہ باذنک حتی قلت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ.

اے میرے معبود میرے مالک اور میرے مولا بے شک تو نے ہماری طرف اپنے رسول مبعوث فرمائے وہ ہمارے پاس شریعت لائے، ہم نے تیرے اذن سے ان کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ تو نے ارشاد فرمایا:

''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔'' (النساء ۸۰)

اللہ اس بندے سے فرمائے گا:

یا عبدی وما شرع رسولی؟ اے میرے بندے میرے رسول کیا شریعت لائے؟

وہ بندہ بارگاہ میں عرض کرے گا:

پیارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

الشاھد الواحد فی البینۃ لا یکفی. گواہی میں ایک گواہ کافی نہیں۔

والیدان شاھد واحد فلا یکفی وبقی الشاھد الثانی

وہ بندہ عرض کرے گا یا اللہ میرے دونوں ہاتھ ایک گواہ ہیں۔ لہٰذا گواہی کے لئے یہ کافی نہیں لہٰذا دوسرا گواہ باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جب دوسرا گواہ تیرے بارے گواہی دے دی تو کیا تو اقرار اور اعتراف کرلے گا؟

وہ بندہ عرض کرے گا: ''ہاں''

اللہ تعالیٰ اس بندے کے پاؤں سے فرمائے گا:

ما تقولین انطقی بما فعل ذلک العبد واشھدی بالحق

تم کیا کہتے ہو تم بولو جو اس بندے نے کیا اور تم حق کے ساتھ گواہی دو۔

اس بندے کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بولیں اور کہیں گے۔

انه مشی و عمل من حسن و قبیح و تشهد بکل ما فعل.

یہ بندہ ہمارے ساتھ چلا۔ اس نے یہ اچھے اور برے اعمال کیے۔

المختصر جو کچھ اس نے کیا ہو گا' اس سب کی گواہی دے دیں گے۔

آخرکار وہ بندہ اپنے اعضاء پر حیران ہو کر ایک طرف کو متوجہ ہو جائے گا اور اپنے اعضاء کو جھڑکتے ہوئے کہے گا:

یا اعضائی ما انا غیرکم بل انا انتم و انتم انا و انما انا انا زع ربی لاجلکم فما رایت اجھل منکم ادا فع عنکم و انتم تطعمون انفسکم الی النار؟

اے میرے اعضاء میں کوئی تمہارا غیر تو نہیں بلکہ میں تم ہو اور تم میں ہوں۔ میں اپنے رب سے تمہاری وجہ سے منازعت کر رہا ہوں میں نے تم سے زیادہ جاہل کوئی نہیں دیکھا کہ میں تمہارا دفاع کر رہا ہوں اور کیا تم اپنے آپ کو جہنم میں پہنچانے کے متمنی ہو؟

جب یہ اپنے اعضاء کو اس طرح جھڑکے گا تو وہ اسے جواب دیتے ہوئے کہیں گے۔

انت نسبتنا الی الجھل والتقصیر وما رأینا اجھل منک انما نحن مامورین انطقنا اللہ الذی انطق کل شئی.

تو نے ہمیں جہالت اور کوتاہی کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ ہم نے تجھ سے بڑھ کر جاہل نہیں دیکھا۔ ہم تو حکم کے پابند ہیں۔ اس اللہ تعالیٰ نے ہمیں بولنے کا حکم دیا جو ہر چیز بولنے کی قوت دینے پر قادر ہے۔

آخرکار یہ بندہ حیران' شرمندہ اور ہکا بکا رہ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے حکم فرمائے گا کہ اس بندے کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جاؤ۔

وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

یا رب این رحمتک و انت ارحم الراحمین؟

اے میرے رب تیری رحمت کہاں ہے حالانکہ تیری ذات سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والی ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری رحمت ماننے والوں کے لئے ہے اگر تیری طرف سے اعتراف آ جائے تو تجھے انصاف حاصل ہو جائے گا۔

وہ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ میں کوتاہی اور اعتراف کرنے والا ہوں لیکن دوزخ کے

خوف نے مجھے اس طرف مجبور کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا:

یا ملائکتی امضوا بعبدی الی الجنة فانی قد غفرت له وعفوت عنه فیمضون به الی الجنة.

اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جاؤ بے شک میں نے اسے بخش دیا اس کی خطائیں معاف کر دیں۔ وہ فرشتے اس بندے کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔

وہ فرشتے کہیں گے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

(**وکان الانسان اکثر شیئی جدلا**) ''اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''
(الکہف ۵۴)

اے اللہ کے بندے تو اس کی رحمت میں داخل ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(**ادخلوھا بسلام آمنین**) ''ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں۔''
(الحجر ۴۶)

جلسہ نمبر ۶۲

والدین کی خدمت کا ثواب اور نافرمانی کا انجام

ووصینا الانسان بوالدیه احسانا حملته امه کرها و وضعته کرها و حمله وفصله ثلثون شهرا حتی اذا بلغ اشده و بلغ اربعین سنة قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علی والدی و ان اعمل صالحا ترضه و اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک و انی من المسلمین ○

ترجمہ: ''اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا' تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔''

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۵)

والدین کی خدمت کا ثواب اور نافرمانی کا انجام

آیت کی تفسیر:

(ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا ط حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا ط وحملہ وفصلہ ثلثون شھرا ط) ''اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے۔ اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔''

احسانا کا معنی ہے' اچھی وصیت کرنا۔

ماں نے بچے کو مشقت کے ساتھ اٹھائے رکھا یا وہ خود حمل جو ہے وہ تکلیف کا باعث ہے۔

نیز اس آیت کریمہ میں حمل اور بچے کے دودھ چھڑانے کی مدت کو بیان کیا گیا۔

الفصل اس کا معنی ہوتا ہے دودھ چھڑانا' اس سے مراد کل مدت رضاعت ہے۔ اس کلمہ کے ساتھ مدت کو تعبیر کیا گیا جس طرح کہ امد کے ساتھ مدت کو بیان کیا جاتا ہے۔

ماں چونکہ بچے کی تربیت کرتی ہے اس لئے ماں کے بارے میں وصیت کرنے میں مبالغہ کیا گیا۔

(حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علی والدی وان اعمل صالحا ترضہ واصلح لی فی ذریتی ط انی تبت الیک و انی من المسلمین ۵)

''یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا۔ عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ۔ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔'' (الاحقاف ۱۵)

بلغ اشد. مفسرین فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جب بچے کی عمر ۳۳ سال ہو جائے اس کی قوت اور عقل پختہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو بھی اس وقت تک مبعوث نہیں فرمایا جب تک کہ اس کی عمر چالیس سال نہیں ہوگئی۔

اوزعنی کا معنی ہے الھمنی مجھے الہام فرما دے۔ اس کا اصل معنی ہے اولعنی مجھے تو اس کا گرویدہ بنا دے۔ یہ اہل عرب کے قول اور زعتہ بکذا سے ماخوذ ہے۔

نعمت سے مراد دین کی نعمت ہے یا اس سے مراد وہ نعمت ہے جو دین اور غیر دین سب کو شامل ہو۔

وان اعمل صالحا میں صالحا پر تنوین ہے وہ تعظیم کے لئے ہے یا یہ کہ جنس کی ایک نوع ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ یا اللہ اس صلاح کو میری اولاد کے اندر جاری اور ساری فرما بلکہ ان میں راسخ فرما دے۔ خداوند قدوس نے آپ کی اس دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

انی تبت الیک۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یا اللہ جن کاموں سے تو راضی نہ ہو یا جو کام مجھے تیرے ذکر سے مشغول کر دیں میں تیرے لئے مخلص ہو کر توبہ کرتا ہوں۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے والد گرامی حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی اولاد کی شان میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اڑتیس سال کی عمر میں حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ نے چالیس سال کی عمر میں ان سب کے لئے دعا فرمائی۔

مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی ایک صحابی نہیں ہے کہ جس کے والدین اس کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئی ہو یہ شرف صرف اور صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ کے والدین

اولاد اور اولاد کی اولاد سب کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ (من المدارک)

جمعہ کی رات درود پڑھنے کی فضیلت :

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جب جمعہ کی رات ہوتی ہے تو ایک ہزار فرشتہ میرے روضہ انور کی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ جب وہ زیارت کر لیتے ہیں تو مشرق و مغرب میں پھیل جاتے ہیں اور جس شخص سے بھی میری ذات پر درود شریف پڑھنا سنتے ہیں اس کے درود شریف حاصل کر کے عرش کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب یہ درود شریف فلاں بن فلاں کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے فرشتو میں نے اپنے حبیب پر درود شریف پڑھنے والے کے درود کے برابر اس پر رحمتیں برسا دی ہیں۔ اب تم اس درود شریف حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے سپرد کر دو کہ وہ اس کو اپنے پاس محفوظ رکھے۔ جب قیامت کے دن اس درود کا پڑھنے والا آئے گا تو میں اس درود کو اس کے پڑھنے والے کے میزان میں رکھنے کا حکم دوں گا۔ جب اس کے لئے یہ درود شریف اس کے نامہ اعمال میں رکھا جائے گا تو اس کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس درود شریف کا پڑھنے والا جنت کی طرف چلا جائے گا یعنی جنت کا مستحق بن جائے گا۔ (موعظہ)

والدین کی زیارت کا ثواب :

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا :

من مشى لزيارة والديه كتب الله تعالى له بكل خطوة مائة حسنة ومحا عنه مائة سيئة ورفع له مائة درجة. فاذا جلس بين يديهما و تكلم معهما بطيب الكلام اعطاه الله يوم القيامة نورا يسعى بين يديه فاذا خرج من عندهما خرج مغفورا له.

جو شخص اپنے والدین کی زیارت کرنے کے لئے جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قدم کے بدلے سو نیکیاں عطا فرماتا ہے سو اس کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور سو اس کے درجات بلند کرتا ہے۔

جب وہ شخص اپنے والدین کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔ ان کے ساتھ اچھی اچھی گفتگو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدلے قیامت کے دن ایسا نور عطا فرمائے گا جو اس کے آگے آگے چلتا ہوگا۔

جب وہ شخص اپنے والدین کی زیارت کر کے ان سے اٹھ کر واپس چلا جاتا ہے تو وہ اس حال میں نکلتا ہے کہ اس کے گناہوں کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔

والدین کے ساتھ انسان کس طرح پیش آئے:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا:

انا بریئی ممن لم یود حق والدیه. میں اس شخص سے بری ہوں جو اپنے والدین کے حق کو ادا نہ کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ والدین اس کے ساتھ نہ ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب انسان اپنے والدین کی کوئی بات سنے تو اس کے جواب میں ان سے خیر خواہی اور فرمانبرداری کی بات کرے نہ تو انہیں اف کہے اور نہ ہی ان کو جھڑکے۔ بلکہ ان سے نرمی کے ساتھ بات کرے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(**فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریما ۝**) ''تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔'' (بنی اسرائیل ۲۳)

دنیا اور آخرت میں مفید وصیت:

ایک روایت میں ہے۔

ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایسی وصیت فرمائیں جس سے میں دنیا اور آخرت میں نفع حاصل کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟

اس آدمی نے جواباً عرض کیا: ''ہاں''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(اذا اديت حقهما واطعمتهما لک بکل لقمة قصر في الجنة)

جب تو ان دونوں (ماں باپ) کا حق ادا کرے اور ان کو کھانا کھلائے تو تیرے لئے ہر لقمہ کے بدلے جنت میں ایک محل ہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا)

ایک اور آدمی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ محترمہ زندہ ہے۔ میں اس پر خرچ بھی کرتا ہوں جبکہ وہ مجھے اپنی زبان کے ساتھ اذیت دیتی ہے تو میں کس طرح کروں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ادحقها فوالله لو قطعت لحمک ما اديت ربع حقها اما علمت ان الجنة تحت اقدام الامهات؟

تو اپنی والدہ ماجدہ کے حقوق ادا کر اگرچہ تیرے گوشت کو کاٹ دیا جائے تب بھی تو اپنی والدہ کے حقوق میں سے ایک چوتھا حصہ بھی ادا نہیں کر سکتا کیا تو نہیں جانتا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

فسكت الرجل و قال والله لا اقول لها شيئاً. ثم اتى الرجل والدته وقبل قدميها و قال يا والدتي بذلک امرني رسول الله صی الله عليه واله وسلم.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان سن کر وہ شخص خاموش ہو گیا اور اس نے کہا: قسم بخدا میں اپنی والدہ سے کوئی چیز بھی نہیں کہوں گا۔ پھر وہ آدمی اپنی والدہ محترمہ کے پاس آیا' اس کے قدموں کو چوما اور عرض کیا: اے میری امی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طویل حدیث ذکر فرمائی اور اس کے آخر میں فرمایا:

والذي بعثني بالحق نبيا ما من عبد رزقه الله مالا ثم بر والديه الا كان معي في الجنة.

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا پھر وہ اس میں سے اپنے والدین پر خرچ کرے مگر یہ کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

ایک اور آدمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی کے والدین دنیا میں موجود نہ ہوں تو وہ کیا کرے؟
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یتصدق عنهما باطعام الطعام و قرأة القرآن او بالدعاء فان تركها فقد عقهما و من عقهما فقد عصى.

وقال ما من عبد صلى الفريضة و دعا لوالديه بالمغفرة الا استجاب الله تعالى له دعائه و غفرلهٔ ببركة دعائه لهما و لو كان فاسقين.

وہ اپنے والدین کی طرف سے کھانا کھلائے اور قرآن پڑھ کر صدقہ کرے یا فرمایا اپنے والدین کے لئے دعا کرے۔ اگر اس نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تو یقیناً اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی اور جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، تحقیق وہ گناہگار ہوا۔
نیز آپ نے فرمایا کوئی ایسا بندہ نہیں کہ جو فرض نماز کو پڑھے، اپنے والدین کے لئے بخشش کی دعا کرے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اس کی دعا کی برکت سے اس کے والدین کو بخش دیتا ہے اگرچہ وہ دونوں فاسق ہی کیوں نہ ہوں؟ (موعظہ)

ماں کی نافرمانی کی سزا:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں ایک تاجر شخص تھا۔ ایک دن تاجر کے پاس اس کی بوڑھی والدہ کوئی چیز مانگنے کے لئے آئی، جسے وہ اپنی ذات پر خرچ کرنا چاہتی تھی۔
تاجر کی بیوی نے کہا: تیری ماں ہمیں فقیر بنانے پر تلی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ ہر روز ہی کچھ نہ کچھ لینے کے لئے آ جاتی ہے۔ اپنے بیٹے کی بیوی کی یہ بات سن کر تاجر کی ماں زاروقطار رونے لگی اور چلی گئی۔ جبکہ اس کے تاجر بیٹے نے بھی اسے کچھ نہ دیا۔
کچھ عرصہ گزرا کہ وہ تاجر اپنے کاروبار کے سلسلہ میں سفر پر روانہ ہوا۔ سفر کے دوران ڈاکوؤں نے اس پر ڈاکہ ڈالا، جو کچھ اس کے پاس تھا وہ سب کچھ انہوں نے لے لیا۔ پھر انہوں نے تاجر کو پکڑا اس کے ہاتھ کاٹ دیئے، اس کی گردن میں کپڑا ڈال دیا اور وہیں پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ راستہ پر خون میں لت پت اسے چھوڑ کر ڈاکو فرار ہو گئے۔ اس کے پاس سے کچھ لوگوں کا گزر ہوا۔ وہ اسے اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ گئے۔ جب اس کے رشتہ دار اسے ملنے کے لئے آئے تو اس نے خود اعتراف کیا کہ یہ میرے جرم کی سزا ہے۔

اگر میں اپنے ہاتھ سے اپنی والدہ کو درہم دے دیتا تو اس طرح میرے ہاتھ نہ کاٹے جاتے اور نہ ہی میرا مال لوٹا جاتا۔ تاجر کی ماں اپنے بیٹے کے پاس آئی اور اسے کہا:

اے میرے بیٹے! مجھے تجھ پر حسرت آ رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ دشمن نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

تاجر بیٹے نے کہا: اے میری ماں یہ سب کچھ اس گناہ کی وجہ سے ہے جو غلطی میں نے آپ کے ساتھ کی ہے۔ اب میں تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتا ہوں۔

بوڑھی ماں نے کہا: اے میرے بیٹے میں تجھ پر راضی ہوں۔ اسی دوران رات آ گئی۔ جب اس تاجر نے صبح کی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کے ہاتھ پہلی حالت پر بالکل صحیح ہو کر واپس آ چکے تھے۔

یہ ہے ماں کو راضی کرنے کی برکت۔ (موعظہ)

حکایت: ایک بزرگ اپنے فضل کے لحاظ سے بہت مشہور تھا۔ ایک دن اس نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا جبکہ اس کی والدہ اس بات پر راضی نہیں تھی کہ وہ مکہ مکرمہ کا سفر کرے۔ بزرگ اپنی والدہ کو جتنا راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ بالآخر اس نے مکہ مکرمہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ جب وہ روانہ ہوا تو اس کی ماں اس کے پیچھے آئی اور کہا:

یا رب ان ابنی احرقنی بنار الفرقة سلط علیه عقابا و تضرعت وناجت.

اے میرے رب بیشک میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو اس پر سزا کو مسلط کر۔ بزرگ کی والدہ نے بارگاہ الٰہی میں فریاد و مناجات کی۔

جب وہ بزرگ شہروں میں سے ایک شہر میں پہنچا تو وہ رات کے وقت عبادت کرنے کے لئے ایک مسجد میں داخل ہوا۔

ایک چور اس شہر کے گھروں میں سے ایک گھر میں داخل ہوا۔ گھر والے کو پتہ چلا کہ اسکے گھر میں چور ہے۔ جب مالک خانہ نے چور کا تعاقب کیا تو وہ چور مسجد کی طرف بھاگا۔ گھر والوں نے اس کا تعاقب کیا۔ جب وہ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو چور غائب ہو گیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ چور مسجد میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ سب مسجد میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ اسی وقت گھر والوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حاکم شہر کے پاس لے گئے۔

حاکم شہر نے حکم دے دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ کر اس کی

دونوں آنکھیں نکال لی جائیں۔

حاکم شہر کے کارندوں نے اس بزرگ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر اس کی دونوں آنکھیں نکال لیں۔ نیز انہوں نے شہر میں اعلان کرا دیا کہ چور کی یہ سزا ہے۔

بزرگ نے کہا یہ نہ کہو بلکہ اس طرح کہو کہ

هذا جزاء من قصد طواف مكة بلا اذن امه.

یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے اپنی ماں کی اجازت کے بغیر مکہ مکرمہ کے طواف کا ارادہ کیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ واقعی یہ تو شیخ ہے۔ جب انہیں اس حالت کا علم ہوا تو وہ زار و قطار روئے اور افسوس کا اظہار کیا نیز وہ اس بزرگ کو اس کی ماں کے پاس لائے اور اسے گرجا گھر کے دروازے پر رکھ دیا اور اس میں ہی اس کی ماں ندا دے رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

اے میرے رب میں نے اپنے بیٹے کو ایک آزمائش کے ذریعے آزمایا جو اس کو میرے پاس واپس لائی ہے تاکہ میں اسے دیکھ سکوں۔

بزرگ نے ندا دی۔ میں بھوکا مسافر ہوں، مجھے آپ کھانا کھلائیں۔ اس خاتون نے کہا کہ دروازے کی طرف آؤ۔ بزرگ نے کہا کہ میرے پاؤں نہیں ہیں جن کے ساتھ میں آپ کی طرف چل سکوں۔ بزرگ کی ماں نے کہا کہ تم اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھاؤ۔ بزرگ نے کہا کہ میرے دونوں ہاتھ نہیں ہیں۔ بزرگ کی ماں نے کہا کہ اگر میں تجھے کھانا کھلاؤں تو تیرے اور میرے درمیان حرمت ثابت ہو جائے گی۔ بزرگ نے کہا کہ آپ اس بات کا بھی خوف نہ کریں کیونکہ میری دونوں آنکھیں نہیں ہیں۔

بزرگ کی ماں نے ایک تازہ چپاتی روٹی اور ٹھنڈا پانی ایک برتن میں لیا اور اس کی طرف آ گئی۔

جب بزرگ نے اپنی ماں کے آنے کو محسوس کیا تو اس نے اپنے چہرے کو اپنی ماں کے قدموں کے اوپر رکھ دیا اور کہا:

اے میری ماں میں تیرا گناہگار بیٹا ہوں۔ اس کی ماں نے بھی جان لیا کہ واقعی وہ اس کا بیٹا ہے چنانچہ وہ روئی اور اس نے کہا:

يا رب اذا كانت الحالة كذلك ما قبض روحي و روحه حتي

لایری الناس سواد وجهنا. فلم تتم المناجاۃ الاوقد قبض روحهما.

اے میرے رب جب حالت اس طرح ہے تو کیوں میری اور اس کی روح قبض نہیں ہو گی تا کہ لوگ ہمارے چہرے کی سیاہی نہ دیکھ سکتے ابھی اس کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ان دونوں کی روح قبض ہو گئی۔ (من تفسیر انا عرضنا الامانۃ)

جب تک ماں نے معاف نہیں کیا روح نہیں نکلی :

حضرت علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اسی دوران ایک شخص آیا۔ اس نے آتے ہی السلام علیکم کہا۔ ہم نے سلام کا جواب دیتے وعلیک السلام کہا۔

آنے والے شخص نے عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے غلام حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بلا رہے ہیں کیونکہ وہ بیمار ہیں اور ان کا آخری وقت ہے۔

جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سنی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا :

قوموا بنا نزور اخانا عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

صحابہ کرام تم ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم اپنے بھائی حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ سکیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے چلتے جب وہاں پہنچے تو حضور ان کے سر کے پاس تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا :

یا عبداللہ قل : اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فقا لہا فی اذنہ ثلاثا فلم یقلہا.

اے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلمہ شہادت پڑھو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ یہ کلمات ان کے کانوں میں کہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا۔

ان کی یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :

اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم ان کی بیوی کے پاس جاؤ اور جا کر معلوم کرو کہ تمہارا شوہر دنیا میں کیا کرتا تھا اور اس کا کیا شغل تھا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی زوجہ محترمہ کے پاس گئے اور جا کر پوچھا کہ آپ کا شوہر دنیا میں کیا کرتا تھا۔ ان کی بیوی نے جواب دیتے ہوئے کہا:

وحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ما اعرف من یوم تزوجنی انہ ترک الصلوۃ خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولا مضی علیہ یوم الا و تصدق فیہ شیئی الا ان والدتہ غیر راضیۃ عنہ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق ہونے کی قسم، جس دن سے میری ان کے ساتھ شادی ہوئی۔ مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنے کو ترک کیا ہو۔ کوئی دن ان پر ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں وہ صدقہ نہ دیتے ہوں مگر ان کی والدہ ماجدہ ان سے راضی نہیں ہیں۔

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ان حالات کا پتہ چلا تو فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کو میرے پاس لایا جائے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلا رہے ہیں۔

خاتون نے کہا: کس لئے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد فرما رہے ہیں؟

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تاکہ آپ کے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کے درمیان صلح کرا دیں کیونکہ ان کا دنیا سے جانے کا آخری وقت ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق ہونے کی قسم، نہ تو میں جاتی ہوں اور نہ ہی اسے دنیا اور آخرت میں معاف کروں گی۔ ان باتوں کی وجہ سے، جن سے اس نے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ پھر وہ آنے سے رک گئی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر ساری باتیں بتائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ اور ان کی والدہ کو میرے پاس لاؤ۔

وہ دونوں حضرات چلے گئے۔ جب اس خاتون کے پاس پہنچے تو ان دونوں بزرگوں نے کہا: ایتھا العجوز انہ علیہ الصلوۃ والسلام یدعوک.

اے بوڑھی خاتون بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلا رہے ہیں۔

اس نے کہا کہ حضور مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کو میری حاجت ہے؟

ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ تمہیں ہمارے ساتھ لازمی چلنا ہوگا۔ آخرکار وہ ان حضرات کے ساتھ چل پڑی اور حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایتھا العجوز انظری الی ولدک وما ھو علیہ. اے بوڑھی خاتون تو اپنے بیٹے کو دیکھ کہ اس کا کیا حال ہے؟

جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے آپ کی طرف دیکھا تو کہا:

یا ولدی واللہ لا اجعلک فی حل من حقی لا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ.

اے میرے بیٹے! قسم بخدا میں نہ دنیا میں تجھے اپنا حق معاف کروں گی اور نہ ہی آخرت میں۔

بوڑھی خاتون کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایتھا العجوز خفی اللہ عزوجل واجعلیہ فی حل.

اے بوڑھی خاتون اللہ عزوجل سے ڈر اور تو اس کو معاف کر دے۔

اس خاتون نے عرض کیا:

کیف اجعلہ فی حل وھو ضربنی. و طردنی من بیتہ لاجل امرأتہ فھو آزانی وعصانی؟

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسے کیسے معاف کروں حالانکہ اس نے مجھے مارا اور اپنی بیوی کی وجہ سے مجھے گھر سے نکال دیا۔ میرے بیٹے نے مجھے اذیت پہنچائی اور میری نافرمانی کی؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بزرگ خاتون تیری مادری محبت کا یہ تقاضہ ہے کہ تو اس کو معاف کر دے۔

اس خاتون نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو اور آپ کے

تمام ساتھیوں کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کر دیا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا عبداللہ: قل اشھد ان لا الہ الا اللہ.

اے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اب کلمہ شہادت پڑھو۔

انہوں نے بلند آواز کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا پھر اس کے بعد ان کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جب ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھ لی اور ان کو دفن کر لیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا معشر المسلمین الا من کانت لہ والدۃ لم یبرھا. خرج من الدنیا علی غیر الشھادۃ.

اے مسلمانوں کی جماعت، خبردار! جس شخص کی والدہ زندہ ہو اور وہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آئے۔ تو اسے مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب نہیں ہوگا۔ (موعظہ)

والدین کی نافرمانی کا برا انجام:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من رجل مات والداہ وھما غیر راضیین عنہ الا اخرج اللہ روحہ علی غیر الشھادۃ. ولا یخرج من قبرہ الا وعلی وجھہ مکتوب ھذا جزاء من عق والدیہ.

جس آدمی کے والدین اس حال میں فوت ہو گئے کہ وہ دونوں اس پر راضی نہیں تھے تو ایسے انسان کو مرتے وقت کلمہ شہادت نصیب نہیں ہوگا اور جب وہ اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کی پیشانی پر یہ بات لکھی ہوگی کہ یہ اس کے والدین کی نافرمانی کی سزا ہے۔

مال ہونے کے باوجود والدین پر خرچ نہ کرنے کی برائی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من عبد اتاہ اللہ تعالی مالاثم لم یود حق والدیہ الا احبط اللہ

عزوجل عمله و اذاقه العذاب الاليم۔

کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے اور وہ اس کے ساتھ اپنے والدین کا حق ادا نہ کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو برباد کر دے گا اور اسے دردناک عذاب چکھائے گا۔

رب کی رضا اور ناراضگی کہاں ملتی ہے؟:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رضا الرب فی رضا الوالدین وسخط الرب فی سخط الوالدین۔

رب کی رضا والدین کی رضا سے حاصل ہوتی ہے اور رب کی ناراضگی والدین کی ناراضگی سے ملتی ہے۔ (رواہ الترمذی)

علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ انسان اپنے ماں باپ کی اطاعت کرے اور ان کی عزت کرے تو جس خوش نصیب نے اپنے ماں باپ کی اطاعت کی تو گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے ماں باپ کو غضبناک کیا تو اس نے رب ذوالجلال کو ناراض کیا۔ اس وعید شدید سے پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کتنا بڑا کبیرہ گناہ ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں تو اس سے بھی زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے حقوق زیادہ ہیں۔

تو ایک عقلمند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ والدین کی نافرمانی کرنے سے احتراز کرے۔ (کذافی التیسیر)

ایک بزرگ کی نصیحت:

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں والدین کی حرمت کو ذکر نہ کرتا اور ان کے بارے حکم نہ دیتا۔ تب بھی ہر ایک عقلمند آدمی پر اپنی عقل سے ان کے حقوق کی حرمت کو پہچاننا لازمی اور ضروری ہوتا۔ اسی لئے ایک عقلمند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ والدین کی عزت کو پہچانے۔ ان کے حقوق کو ادا کرے۔ ان کی رضا حاصل کرنے میں کوشش کرے۔ وہ ایسا

کس طرح نہیں کرے گا؟ یعنی اسے یہ کرنا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے مرتبہ اور مقام کو اپنی تمام کتابوں تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں ذکر فرمایا اور اپنی تمام کتابوں میں ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں کی طرف وحی بھیجی۔ والدین کی عزت کرنے اور ان کے حقوق کو پہچاننے کا ان کو حکم فرمایا۔

المختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا والدین کی رضا میں اور اپنی ناراضگی کو والدین کی ناراضگی مین رکھ دیا۔ (کذا فی تنبیہ الغافلین)

جلسہ نمبر ۶۳

غیبت اور بدگمانی کی برائی

یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ الحجرات آیت ۱۲)

غیبت اور بدگمانی کی برائی

آیت کی تفسیر:

(یاایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم) ''اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے''۔

مفسرین فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم یکسوئی اختیار کرو۔ بہت زیادہ بچو تاکہ ہر گمان میں احتیاط ہو سکے نیز اسے ہر بات پر غور وفکر کرنا چاہئے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ یہ بات کس قبیل سے ہے۔

ظن (گمان) کی تین قسمیں ہیں۔

۱- پہلی قسم یہ ہے کہ جس کی اتباع کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حسن ظن ہے۔ اسی طرح ایسا ظن کہ عملیات میں سے کوئی چیز قطعی نہ ہو۔

۲- دوسری قسم یہ ہے کہ وہ ظن حرام ہے جیسے الھیات اور نبوات میں گمان کرنا اور جو ان چیزوں کے قطعی مخالف ہو اور مؤمنین کے بارے میں بدگمانی رکھنا۔

۳- تیسری قسم یہ ہے کہ وہ ظن جو کہ مباح ہے جیسا کہ معاشی معاملات میں گمان رکھنا۔

گمان کرنے سے بچنے کی علت یہ ذکر فرمائی کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ ان بعض الظن کو الگ ذکر فرما کر اسی طرف اشارہ فرمایا:

اثم کا معنی ہے۔ الذنب الذی یستحق العقوبة علیه.

اس سے مراد وہ گناہ ہے کہ جس کے کرنے کی وجہ سے انسان سزا کا مستحق ہو۔

اثم کا شروع کا ہمزہ واؤ سے تبدیل شدہ ہے۔

وثم یثم وثما کا معنی ہوتا ہے۔ ''توڑنا۔ کوٹنا'') (مصباح اللغات ۹۲۹)

اثم کو اثم اس لئے کہتے ہیں۔ کانه یثم الاعمال گویا کہ گناہ اعمال کو توڑ دیتا ہے۔

(ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ط)

''اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''۔

عیب ڈھونڈنے سے مراد یہ ہے کہ تم مسلمانوں کی چھپی ہوئی باتوں کو مت کریدو۔

حدیث پاک میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ولا تتبعوا عوارت المسلمین۔ تم مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے نہ پڑو۔

فان من تتبع عوراتهم تتبع اللہ تعالی عورته حتی یفضحه ولو فی جوف بیته.

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑا تو اللہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ باتوں کو آشکار کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ رسوا ہو جائے گا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔

غیبت کا مطلب یہ ہے کہ ولا یذکر بعضکم بعضا بالسوء فی غیبته.

تم میں سے بعض دوسرے بعض کا اس کی عدم موجودگی میں برائی کے ساتھ ذکر نہ کرے۔

(أیحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکر هتموه ط واتقوا اللہ ط ان اللہ تواب رحیم ○)

''کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔

اس آیت کریمہ میں غیبت کرنے والا جس کی غیبت کرتا ہے اس کو ایک مثال دے کر سمجھایا جا رہا ہے کہ یہ کتنی بری بات ہے۔ استفہام تقریری ذکر کر کے اس میں مزید مبالغہ بیان کر دیا نیز فعل کو ان میں سے کسی ایک کی طرف منسوب کرنا۔ یہ عموم کی وجہ سے ہے۔ محبت کو ایسی چیز کے ساتھ معلق کیا جو انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

غیبت کرنے کو انسان کا گوشت کھانے کی طرح قرار دیا اور جو چیز کھائی گئی اسے مردہ بھائی قرار دیا مزید اسے پختہ اور ثابت کرنے کے لئے دوبارہ فکر هتموه فرمایا۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ بات درست ہو یا اسے تم پر پیش کر دیا جائے تو تم بھی یقیناً اسے ناپسند جانو گے۔

تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ جس چیز سے اسے منع کیا گیا وہ اس سے رک گیا اور جو اس سے زیادہ ہو گئی اس کے بارے میں توبہ کر لی تو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ ثواب ہے کیونکہ یہ چیز توبہ میں زیادہ مؤثر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لے تو وہ اس شخص کی طرح بن جاتا ہے جس نے سرے سے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

مفسرین کرام نے اس آیت کے شان نزول میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب یہ بنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر کے دوران دو مالدار شخصوں کے ساتھ ایک ضرورت مند آدمی کو کر دیا تاکہ وہ ان دونوں سے مل کر کھانا کھائے۔ تاکہ سفر کے دوران ان کے لئے ٹھہرنے کی جگہ اور کھانے کا انتظام کرے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دو مذکورہ شخصوں کے ساتھ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا دیا۔

ایک دن وہ سب ایک منزل پر ٹھہرے۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے کھانا وغیرہ تیار نہ کیا۔

ان دونوں (مالداروں) نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ سے بچے ہوئے سالن کے بارے میں سوال کریں۔ جب حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے گئے تو ان دو میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے۔ بے شک وہ تو بمیحہ نامی کنواں پر پہنچ گیا۔ یہ کنواں پانی کی کثرت کے ساتھ مشہور تھا۔ وجہ شہرت یہ تھی کہ اس کا پانی بہت گہرا تھا۔

جب حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان دونوں شخصوں کا حضور کو پیغام پہنچایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ **قل لهما انكما قد اكلتما الادام**.

آپ ان دونوں سے جا کر کہیں کہ تم نے سالن کھا لیا ہے۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف واپس آئے اور انہیں خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم دونوں سالن کھا چکے ہو۔

وہ دونوں شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے سالن نہیں کھایا۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انى لارى حمرة اللحم فى افواهكما لاغتبا بكما صاحبكما.

تمہارے اپنے ساتھی کی غیبت کرنے کی وجہ سے میں تم دونوں کے منہ میں گوشت کی سرخی دیکھ رہا ہوں۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قیامت کا نور:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زینوا مجالسکم بالصلوۃ علی. فان صلاتکم علی نور لکم یوم القیامۃ.

اپنی مجالس کو مجھ پر درود شریف پڑھنے کے ساتھ مزین کرو کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود پڑھنا تمہارے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (رواہ صاحب الفردوس)

تین بدنصیب انسان:

حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لایری وجھی ثلاثۃ : عاق الوالدین و تارک سنتی و من ذکرت عندہ فلم یصل علی.

تین شخصوں کو میری زیارت نصیب نہ ہوگی۔

۱۔ والدین کا نافرمان۔

۲۔ میری سنت کا تارک۔

۳۔ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود نہ پڑھے۔

(یقیناً آپ نے سچ فرمایا)

سو مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی علی یوم الجمعۃ مائۃ مرۃ جاء یوم القیامۃ ومعہ نور لو قسم ذلک النور بین الخلائق کلھم لو سعھم.

جس شخص نے جمعہ والے دن میری ذات پر سو مرتبہ درود شریف پڑھا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہوگا اگر اس نور کو تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو وہ سب کو کافی ہو جائے۔

چار جفا کرنے والے:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اربعۃ من الجفاء: الاول ان یبول الرجل و ھو قائم والثانی ان یمسح جبھتہ قبل ان یفرغ من الصلوۃ۔ والثالث ان یسمع النداء فلا یتشھد مثل ما یتشھد المؤذن۔ والرابع ان ذکرت عندہ لا یصلی علی۔

چار آدمی جفا کرنے والے ہیں:

۱- کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والا۔

۲- وہ جو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی پیشانی کو صاف کرلے۔

۳- وہ شخص جو اذان سنے اور مؤذن کے شہادت دینے کی طرح شہادت نہ دے۔ (یعنی اذان سن کر اس کا جواب نہ دے)

۴- وہ شخص کہ اگر اس کے پاس میرا ذکر کیا جائے تو وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔ (سید علی زادہ)

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی۔

اس شخص کی ناک گرد آلود ہو کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔ (قاضی بیضاوی)

زنا سے بدتر گناہ:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الغیبۃ اشد من الزنا۔ غیبت کا زنا سے بھی زیادہ سخت (گناہ) ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: کیسے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم؟

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

الرجل یزنی ثم یتوب فیتوب اللہ علیہ. واما صاحب الغیبۃ فلا یغفرلہ حتی یغفر صاحبہ.

آدمی زنا کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے جبکہ غیبت کرنے والے کی اس وقت تک بخشش نہیں ہوتی جب تک کہ جس کی غیبت کی ہے وہ معاف نہ کرے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے۔

سب سے آخری جنتی:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

من مات تائبا من الغیبۃ فھو آخر من دخل الجنۃ و من مات مصرا علیہ فھو اول من دخل النار.

جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مر گیا تو وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا اور جو غیبت پر اصرار کرتے ہوئے مر گیا وہ دوزخ میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔ (زبدۃ الواعظین)

غیبت کسے کہتے ہیں؟:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت کسے کہتے ہیں؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان تذکر اخاک بما یکرھہ فان کان ذلک الشیئی فیہ فقد اغتبتہٗ وان لم یکن ذلک الشیئی فیہ فقد بھتہ.

تیرا اپنے بھائی کی ایسی بات کو ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو اگر واقعی وہ بری بات اس میں ہو تو تحقیق تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بری بات اس میں نہ ہو اور تو اس کے باوجود ذکر کرے تو یہ تیرا اس پر بہتان ہوگا۔ (قاضی بیضاوی)

سرورِ کائنات کی ناراضگی:

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لمبے قد کی عورت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی۔ جب وہ واپس چلی گئی تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لمبے قد والی عورت ہے۔ ان کی یہ بات سن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نے غیبت کی ہے اور تو نے گوشت کا ٹکڑا کھایا ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تو وہی بات کی ہے جو اس عورت میں موجود ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو نے وہی بری بات ذکر کی ہے جو عورت میں موجود ہے اور غیبت یہی چیز ہے کہ تیرا اپنے بھائی کی ایسی بری بات کو ذکر کرنا جو واقعی اس میں موجود ہو اور جو بری بات اس میں نہ ہو اور تو اس کو ذکر کرے تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ اس لئے فرمایا کہ غیبت کا زنا سے بھی زیادہ سخت (گناہ) ہے کیونکہ غیبت سے توبہ کرنے کے لئے تین باتوں کی ضرورت آتی ہے۔

۱- سب سے پہلے توبہ کرنے والا ان لوگوں کے پاس جائے گا جن کے سامنے اس نے کسی کی غیبت کی ہے یا اس پر بہتان لگایا وہ جا کر ان سے کہے گا کہ میں نے تمہارے سامنے فلاں کا ذکر اس اس طرح کیا تم یقین کر لو کہ میں نے آپ کے سامنے اس کے بارے میں جھوٹی بات کی ہے۔

۲- دوسرا اس شخص کے پاس جانا ضروری ہے جس پر اس نے بہتان لگایا' اس سے جا کر معافی مانگے۔

۳- تیسرا بہتان لگانے والا اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرے۔

غیبت کن باتوں سے متحقق ہوتی ہے؟:

علماء فرماتے ہیں کہ غیبت ان باتوں کے کہنے سے متحقق ہو جاتی ہے۔

۱- کسی کو صفت نقصان سے یاد کرنا۔

۲- کسی کی عقل کی کوتاہی کو ذکر کرنا۔

۳- کسی کے کپڑوں یا باتوں میں عیب نکالنا۔

۴- کسی کے نسب یا عادات کی برائی بیان کرنا۔

۵- کسی ایسی بات کو ذکر کرنا جو اس کے متعلق ہو جس طرح کہ اس کے بارے میں کہنا کہ اس کی قمیص کی لمبی آستین ہے یا یہ کہنا کہ فلاں کا قد لمبا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصہ میں مروی ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

براحشر:

حضرت علاء بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المازون والمشائون بالنميمة الباغون للبراء العيب يحشرهم يوم القيامة فی وجوه الكلاب.

تکبر کرنے والے، چغل خوری کرنے والے، نیک لوگوں پر عیب لگانے والے ان سب کا حشر قیامت کے دن کتوں کے چہروں جیسا ہوگا۔ (طریقہ محمدیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من مشى بالنميمة بين اثنين سلط الله عليه فی قبره نارا تحرقه الى يوم القيامة.

جو شخص دو آدمیوں کے درمیان چغل خوری کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر ایسی آگ مسلط کر دے گا جو قیامت کے دن تک اسے جلاتی رہے گی۔ (موعظہ)

مؤمن کی ورى كرنے کا گناہ:

حضرت وهب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو آپ نے اپنے ساتھ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا سوار کرلیا۔ ان میں کتا اور بلی بھی موجود تھے۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے سب کو کشتی میں جماع کرنے سے منع کر دیا کہ کہیں اس تنگ سی کشتی میں توالد کا سلسلہ شروع نہ ہو جائے۔

کتے سے صبر نہ ہو سکا اور اس نے جماع کر لیا۔ بلی نے اسے جماع کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس اس کی شکایت کر دی۔

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے کتے اور اس کی ماں کو بلایا' تنبیہہ کرنے کے بعد ان کو جانے کی اجازت دے دی۔

کتے نے دوبارہ وہی حرکت کی یعنی جماع کر لیا۔ بلی دوبارہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس آئی اور کتے کے بارے میں خبر دی کہ اس نے آپ کے منع کرنے کے باوجود جماع کر لیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کتے اور اس کی ماں کو دوبارہ بلایا اور اس سے فرمایا کہ تو نے یہ حرکت دوبارہ کی ہے۔ کتے نے انکار کر دیا جبکہ بلی کا تقاضہ یہ تھا کہ اس نے آپ کے روکنے کے باوجود جماع کیا ہے اور اے اللہ کے نبی میں نے خود اسے اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ آپ کے لئے اس کی نشانی ظاہر کرے گا اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی پھر کتے نے جماع کیا اور یہ جماع کرنے کے لئے اتنا سخت ہوا کہ اس کا جدا ہونا ناممکن ہو گیا۔ یہاں تک کہ بلی تیسری مرتبہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس آئی اور خبر دی کہ حضور جو کچھ میں نے کہا تھا' وہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور آپ نے ان دونوں (کتے اور کتیا) کو دیکھا۔ وہ جماع کرنے میں مصروف ہیں۔ کتا اس سے بڑا شرمندہ اور رسوا ہوا۔ اس نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی اور عرض کیا:

یا رب اجعل لها فضيحة على رؤوس الخلائق وقت الجماع كما فضحتنا.

اے میرے رب تو اس بلی کو تمام مخلوق کے سامنے بوقت جماع رسوا کر جس طرح کہ اس نے ہمیں ذلیل و رسوا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کتے کی دعا کو قبول فرمایا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب بلی کے ساتھ جماع کیا جاتا ہے تو وہ چیختی اور چلاتی ہے یہاں تک کہ اس کی چیخ و پکار کی وجہ سے تمام کو اس کے جماع کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ یہ بلی کے لئے بطور سزا کے ہے کہ جو اس نے کتے کی پردہ دری کی تھی۔ اسی طرح انسان جب کسی مؤمن کا پردہ چاک کرتا ہے تو اللہ

تعالیٰ قیامت کے دن اس بندہ کی پردہ دری فرمائے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

چغل خور کی نحوست:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے جا کر تین دن تک بارش کی دعا کرتے رہے لیکن بارش نہ برسی۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا اللہ تیرے بندے تین دن سے بارش طلب کر رہے ہیں لیکن تو نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰ علیہ السلام میں ایسی قوم کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ جن میں چغل خور آدمی ہو اور وہ چغل خوری کرنے پر اصرار کرنے والا ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب وہ کون شخص ہے، اس کی نشاندہی کر دی جائے تا کہ ہم اسے نکال دیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں تمہیں چغل خوری سے منع کر رہا ہوں تو یہ قبیح کام میں خود کیسے کر سکتا ہوں۔ آخر کار بنی اسرائیل کے سب لوگوں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بارش عطا فرمائی۔ (زبدۃ الواعظین)

چغل خور کی دس سزائیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص زندگی میں ایک مرتبہ چغل خوری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دس سزائیں دے گا۔

۱- وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو گا۔

۲- فرشتے اس کی صحبت کو ترک کر دیں گے۔

۳- مرنے کے وقت اس کی روح شدت سے نکلے گی۔

۴- دوزخ کے بہت زیادہ قریب ہو گا۔

۵- جنت سے بہت دور ہو گا۔

۶- اس پر عذاب قبر انتہائی سخت ہو گا۔

۷- اس کے اعمال برباد ہو جائیں گے۔

۸- اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو تکلیف ہوگی۔

۹- اللہ تعالیٰ اس پر سختی فرمائے گا۔

۱۰- میزان کے وقت بروز قیامت وہ انتہائی مفلس ہوگا۔ (زبدۃ الواعظین)

جس کی غیبت کی جائے نیکیاں اس کو مل جاتی ہیں:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بندے کو قیامت کے دن ایک نامہ اعمال دیا جائے گا اس میں اس کے لئے نیکیاں ہوں گی جب وہ نیکیوں کو دیکھے گا تو بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا۔ اے میرے رب یہ میرے لئے نیکیاں کہاں سے آ گئی ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تیرے نامۂ اعمال کے اندر فلاں شخص کا عمل ہے۔ جس نے لوگوں میں سے تیری غیبت کی اور تجھے علم تک نہیں ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے آ کر کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے مختلف اشیاء سے بھرا ہوا ایک طبق اس کے پاس بطور تحفہ بھیجا اور فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے مجھے اپنی نیکیوں کا تحفہ بھیجا ہے تو اس کے بدلے میں آپ کو یہ تحفہ بھیج رہا ہوں۔

سخت ترین سزا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اغتاب اخاہ المسلم حول اللہ قبلہ الی دبرہ یوم القیامۃ.

جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اگلے حصہ کو پیچھے کی طرف تبدیل کر دے گا۔

تین مصیبتیں:

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایاکم والغیبۃ لان فیھا ثلاث آفات الاولی لایستجاب لہ الدعاء

والثانية لا تقبل له الحسنات والثالثة تزداد عليه السيئات.

اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ اس میں تین مصیبتیں ہیں:

۱- غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

۲- اس کی نیکیاں قبول نہیں کی جاتیں۔

۳- اس پر برائیوں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

غیبت کی بدترین بدبو:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک مردار کی بدبو کی طرح بدبو پھیل گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون سی بدبو ہے؟

صحابہ کرام نے حسب معمول عرض کیا: اللہ و رسول اعلم.

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ریح الذین یغتابون الناس من المومنین.

یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مؤمنین میں سے لوگوں کی غیبت کرتے ہیں۔

سوال: اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ غیبت کی بو اور اس کی بدبو پھیلتی کیوں نہیں۔ جس طرح کہ ہم سے پہلے والی امتوں میں ظاہر ہو جاتی تھی ہمارے زمانے میں اس کا ظہور کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: ہمارے زمانے میں غیبت بکثرت موجود ہے۔ جس کے ساتھ ہمارے ناک بھر چکے ہیں۔ چنانچہ اس کی بدبو جو ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی جیسا کہ ایک آدمی چمڑے رنگنے والوں کے پاس چلا جائے تو اس کی بدبو کی شدت کی وجہ سے ایک گھڑی بھی وہاں نہیں ٹھہر سکتا حالانکہ چمڑے رنگنے والے وہیں رہتے ہیں کھانے کھاتے ہیں لیکن ان کو بدبو محسوس تک نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ناک چمڑے کی بدبو سے بھر چکے ہوتے ہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

غیبت کی چار قسمیں:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ غیبت کی چار قسمیں ہیں:

۱- مباح۔ ۲- معصیت۔ ۳- نفاق۔ ۴- کفر۔

ان میں سے ہر ایک کی وضاحت درج ذیل ہے۔

۱- مباح غیبت سے مراد ان لوگوں کی غیبت ہے جن کا فسق ظاہر و باہر ہو اور بدعتی لوگوں کی غیبت کرنا جیسا کہ ایک روایت میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذکروا الفاجر بما فیہ کی یحذرہ الناس. فاسق فاجر شخص میں جو کچھ ہے اس کو ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے بچ سکیں۔

۲- معصیت غیبت سے مراد عیب والے انسان کا ذکر ایک جماعت میں اس کا نام لے کر کرنا اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ گناہ ہے تو ایسا کرنے والا شخص گناہگار ہے اور اس پر توبہ کرنا ضروری ہے۔

۳- نفاق سے مراد وہ غیبت ہے کہ عیب والے انسان کا ذکر کیا جائے لیکن اس کا نام نہ لیا جائے۔ ایسے شخص کے پاس کہ جو اس کو جانتا ہے بلکہ وہ اس طرح ہے کہ اس سے فلاں شخص مراد ہے جبکہ اس کے بارے دل میں وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ پرہیزگار آدمی ہے یہی تو نفاق ہے۔

۴- وہ غیبت جس کو کفر قرار دیا۔ وہ ہے کہ انسان ذکر کرنے۔ دوسرے شخص کے ایسے عیب کا کہ جو اس میں موجود نہ ہو اور اس کا یہ فعل پوری جماعت کے سامنے ہو۔ اس انسان کا نام لے کر جب اسے غیبت کرنے سے منع کیا جائے تو وہ جواباً یہ کہتا ہے کہ یہ غیبت نہیں ہے بلکہ میں فلاں شخص کے بارے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہی کفر ہے کیونکہ غیبت کرنے والا اس چیز کو حلال سمجھ رہا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

جنت میں داخل نہیں ہوگا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

لا یدخل الجنۃ قتات وفی روایۃ نمام.

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک روایت میں قتات کی بجائے نمام کا لفظ موجود ہے۔ (طریقہ محمدیہ)

برا انجام:

حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے غلام کو بیچا اور خریدار سے کہا کہ یہ غلام چغل خور ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اور کوئی عیب نہیں ہے۔ مشتری نے اس عیب کو حقیر سمجھتے ہوئے اس عیب سمیت غلام کو خرید لیا۔

غلام کچھ دن نئے خریدار کے پاس رہا۔ ایک دن اس نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ آپ کا شوہر آپ سے محبت نہیں کرتا اور اس کا ارادہ ہے کہ وہ رات کے وقت آپ سے چلا جائے۔ تو کیا آپ یہ چاہتی ہیں کہ آپ کا شوہر آپ سے محبت کرے۔ آقا کی بیوی نے اثبات میں جواب دیا۔ چغل خور غلام نے اسے کہا کہ تو استرا لے لے اور جب تمہارا شوہر سویا ہوا ہو تو اس کی داڑھی میں سے چند بال کاٹ لینا۔

پھر وہ چغل خور غلام اس کے شوہر کے پاس آیا اور اسے آ کر کہا کہ آپ کی بیوی کے آپ کے بارے میں اچھے خیالات نہیں ہیں۔ وہ آپ کو اپنا دشمن سمجھتی ہے اور آپ کو قتل کرنا چاہتی ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ بات آپ پر واضح ہو جائے؟ آپ نے کہا: ''ہاں'' اس نے کہا کہ تو اپنی بیوی کے لئے سو جا۔ آقا نے اس طرح کیا۔ اس کی بیوی استرا لے کر آئی تاکہ آس کی داڑھی کے چند بال کاٹ لے جبکہ اس کے شوہر نے اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھا تو اس نے سوچا کہ یہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے استرا لیا اور اس کے ساتھ اس کو قتل کر دیا۔ جب عورت کے ورثاء آئے تو انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کر دیا۔ اسی دوران مرد کے ورثاء آ گئے اور دونوں گروہوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی۔ (موعظہ)

حکایت: حضرت ابواللیث بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ آپ ایک مرتبہ حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی جیب میں دو درہم رکھ لئے کہ اگر وہ مکہ کی طرف آتے اور جاتے ہوئے کسی کی غیبت کریں گے تو ان دو درہم کو صدقہ کر دیں گے۔ جب آپ اپنے گھر کی طرف واپس لوٹے تو وہ دو درہم ان کی جیب میں اس طرح موجود تھے۔ جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

لان ازنی مائۃ مرۃ احب الی من ان اغتاب مرۃ واحدۃ۔

اگر میں سو مرتبہ زنا کروں تو یہ میرے نزدیک ایک مرتبہ کسی کی غیبت کرنے سے زیادہ

پسندیدہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے مزید فرمایا:

من اغتاب رجلا فقيها جاء يوم القيامة مكتوبا على جبهته آيس من رحمة الله. ومن اغتاب نبيا كان كمن قتل نفسا بغير حق ومن اغتيب فبلغه فصبر عليها غفرله نصف ذنوبه.

جس شخص نے کسی فقیہہ آدمی کی غیبت کی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہے۔

جس بدنصیب نے کسی نبی کی غیبت کی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا اور جس شخص کی غیبت کی جائے' اسے یہ بات پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کے نصف گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی غیبت کرتا ہے اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اور مجلس سے اٹھنے سے پہلے پہلے توبہ کرے' قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا ذكر احدكم اخاه المسلم بسوء فليستعذ بالله تعالى فانه كفارة.

جب تم میں سے کوئی ایک اپنے مسلمان بھائی کو برائی کے ساتھ یاد کرے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنی چاہئے۔ اس کا یہ تعوذ پڑھنا اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گا۔

پانچ وہ مقامات جہاں غیبت کی اجازت ہے:

علماء فرماتے ہیں کہ پانچ مقامات ایسے ہیں جہاں غیبت کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔

۱- مظلوم بادشاہ وقت کے پاس جا کر ظالم کے ظلم کا ذکر کرے تاکہ اس سے وہ ظالم کے ظلم کو دور کرے لیکن بادشاہ کے علاوہ کسی کے پاس اس چیز کا ذکر نہ کرے۔

۲- فتویٰ طلب کرنے والا ظالم کے حال کو بیان کرے' جب وہ اس کی برائی بیان کرنے کی طرف محتاج ہو اور تحقیق یہ حضرت ابوسفیان کی بیوی کے بارے ذکر کیا گیا جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فتویٰ طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا:

ان ابا سفيان رجل لا يعطيني ما يكفيني.

بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے کہ وہ مجھے اتنا بھی نہیں دیتا کہ جو میری ضرورت کے لئے کافی ہو۔

۳۔ جب کسی کو علم ہو، تو مسلمان کو غیر مسلم کے شر سے ڈرانا۔

۴۔ جب کوئی کسی برے نام سے مشہور ہو تو اس کے دوسرے اچھے نام سے پکارنا جیسے اعمش (بھینگا) اعرج (لنگڑا)

۵۔ جب وہ اس عیب میں مشہور ہو اور وہ اسے ناپسند نہ کرتا ہو جیسے مخنث (ہیجڑا)۔

اسلاف نے کہا کہ جس نے اپنے آپ سے زندگی کی حیاء کی چادر اتار دی، اس کی کوئی غیبت نہیں ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۶۴

معجزات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروا ایة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر و کذبوا واتبعوا اھوآءھم و کل امر مستقر.

ترجمہ : ''پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھے کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے۔''

(سورۃ القمر آیت ۱ تا ۳)

معجزات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آیت کی تفسیر:

(اقتربت الساعة وانشق القمر ٥ وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ٥) ''پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔''

ایک روایت میں ہے کہ کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ کا سوال کیا تو اس موقع پر چاند شق ہو گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے۔ عنقریب قیامت کے دن چاند شق ہو گیا۔

پہلے قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس میں ایک قرأت وقد انشق القمر ہے۔ یقیناً شق قمر ہو چکا۔ معنی یہ ہے کہ قیامت قریب ہے اور اس کے قریب ہونے کی نشانیاں حاصل ہو چکی ہیں جیسے چاند کا شق ہونا۔

اگر وہ کافر کوئی نشانی یا معجزہ دیکھتے ہیں نہ تو اس میں غور و فکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر ایمان لاتے ہیں بلکہ اس کو جادو کہتے ہوئے اس کا انکار کر دیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی ان کا کہنا ہے کہ یہ تو مسلسل چلتا جادو ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے بھی کئی اس قسم کے معجزات دیکھے اور نشانیاں دیکھیں۔ جن کی بناء پر انہوں نے یہ کہا کہ یہ دائمی جادو ہے یا اس بات کو پختہ کرنے کے لئے انہوں نے یہ بات کہی جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں۔ امرتہ فاستمر. میں نے اسے گزرنے دیا پس وہ گزر گیا اسی طرح کہتے ہیں۔ احکمتہ فاستحکم میں نے اسے پختہ کیا پس وہ پختہ ہو گیا۔

مستمر کا ایک معنی ذکر کیا گیا مستبشع بے مزہ ہونا استمر الشئی اس وقت کہتے ہیں جب اس کی کڑواہٹ زیادہ ہو جائے یعنی ایسا گزرنے والا کہ جس کا اثر باقی نہ رہے۔

(وکذبوا واتبعوا اھوائھم و کل امر مستقر) ''اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے۔''

جھٹلانے اور خواہشات کی پیروی کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ ان کے لئے شیطان نے مزین کر دیا۔ حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد اس کو رد کر دینا۔

آیت کریمہ میں دونوں ماضی کے صیغے ذکر کئے گئے۔ یہ بتانے کے لئے کہ یہ کفار کی پرانی عادت ہے۔ ہر ایک کام اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

دنیا میں رسوائی یا مدد آخرت میں شقاوت یا سعادت کیونکہ جب کوئی چیز اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو وہ ثابت اور پختہ ہو جاتی ہے۔

منستقر کو مستقر پڑھا گیا۔ معنی ہو گا قرار پکڑا ہوا۔ قاف پر کسرہ ہو یا فتحہ دونوں صورتوں میں اس کے آخر پر جر ہو گی کیونکہ یہ امر کی صفت واقع ہو رہا ہے اور ان تمام کلمات کا الساعۃ پر عطف ہے۔ (قاضی بیضاوی)

پاکیزہ ہوا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ کرام سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من مجلس يصلى فيه على محمد عليه الصلوٰة والسلام الاقامت منه رائحة طيبة حتى تبلغ عنان السماء. فتقول الملائكة هذه رائحة مجلس صلى فيه على محمد عليه الصلوٰة والسلام.

جس مجلس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھا جائے تو اس مجلس سے ایک پاکیزہ قسم کی ہوا چلتی ہے جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ اس مجلس کی پاکیزہ ہوا ہے کہ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھا گیا ہے۔ (دلائل الخیرات)

چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ:

ایک روایت میں ہے کہ حبیب بن مالک زمانہ جاہلیت میں ملک شام کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ اہل عرب کے نزدیک ریحانۃ قریش اس کا لقب تھا۔ اس کے پاس ابوجہل کا خط گیا۔ اس میں اس طرح کا مضمون تھا کہ جونہی اس نے اسے حاصل کیا۔ اس وقت وہ ابوجہل کی طرف اپنے بارہ ہزار گھوڑا سواروں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ جب وہ مکہ کے نزدیک پہنچا تو مکہ مکرمہ کے قریبی مقام ابطح میں اس نے ڈیرہ لگایا۔

جب اہل مکہ کو اس کے بارے علم ہوا تو ابوجہل بمع رؤساء مکہ بہت سارے تحائف، غلاموں اور خدمتگاروں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا۔ حبیب ابن مالک نے ابوجہل کو اپنے دائیں جانب بٹھایا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا۔

ابوجہل نے کہا: اے ہمارے سردار آپ ان کے بارے میں بنو ہاشم سے سوال کریں۔

حبیب بن مالک نے بنی ہاشم سے کہا کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن سے صادق اور امین ہی جانتے ہیں لیکن جب ان کی عمر چالیس برس ہوئی تو وہ ہمارے معبودوں کو برا کہنے لگے نیز ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے علاوہ ایک اور دین کا پرچار کرنے لگے۔

حبیب بن مالک یمنی نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں بلایا جائے۔ وہ خوشی سے تشریف لائیں تو فبہا ورنہ ان کو مجبور کر کے لایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

یہ دونوں (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) روتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے: ہمیں آپ پر کفار کے تسلط کا خوف ہے یعنی ان کے قہر، غضب اور غلبہ کا خوف ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ دونوں میرے بارے میں کوئی خوف نہ کریں بلکہ آپ لوگ میرا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخ چادر اور سیاہ عمامہ لائے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو زیب تن فرمایا اور وہاں سے چلے۔ یہاں تک کہ آپ حبیب بن مالک یمنی کے سامنے تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دائیں طرف اور ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پیچھے موجود تھیں۔

جب حبیب بن مالک یمنی نے آپ کو دیکھا تو عزت و احترام کرنے کے پیش نظر فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آپ کے بیٹھنے کے لئے سونے کی بنی ہوئی کرسی آگے کر دی۔

حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کر رہی تھیں: اللھم انصر محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وا وضح حجته.

یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو مدد فرما اور ان کی حجت (دلیل) کو واضح فرما۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب بن مالک یمنی کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس وقت نور کی شعاعیں آپ کے چہرہ انور سے نکل رہی تھیں۔ حبیب خاموش ہو گیا۔ متکبر گردنیں جھک گئیں اور لوگوں پر آپ کی ہیبت چھا گئی۔

حبیب بن مالک یمنی نے اپنا سر اٹھایا اور عرض کیا:

یا محمد انت تعلم ان للانبیاء کلھم معجزات ألک معجزة؟

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام کو معجزات عطا فرمائے گئے تو کیا آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم کون سا معجزہ چاہتے ہو؟

حبیب بن مالک یمنی نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ سورج غروب ہو جائے' چاند نکل آئے' زمین کی طرف اترے' اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں' آپ کی ازار کے نیچے داخل ہوں۔ چاند کا ایک نصف آپ کی دائیں آستین سے اور چاند کا دوسرا نصف آپ کی بائیں آستین سے نکلے پھر چاند کے دونوں حصے آپ کے سر انور پر اکٹھے ہو جائیں۔ چاند آپ کی رسالت کی گواہی دے پھر مکمل چاند بن کر آسمان کی طرف لوٹ جائے' چاند غائب ہو جائے اور اس کے بعد سورج نکل آئے۔ وہ سورج پہلے کی طرح اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے۔

حبیب بن مالک یمنی کی یہ بات سن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ان فعلت ذلک کله أتو من بی؟

اگر میں یہ سب کچھ کر دوں تو کیا تو میری ذات پر ایمان لے آئے گا؟

حبیب بن مالک یمنی نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: حضور میں آپ کی ذات پر ضرور ایمان لے آؤں گا۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔ وہ شرط یہ ہے کہ آپ میرے دل میں

جو پوشیدہ بات ہے' اس کی بھی خبر دیں گے۔
اتنا بڑا سوال سن کر ابو جہل اپنی جگہ سے اٹھ کر حبیب بن مالک کے پاس گیا اور کہا:

احسنت یاایها السید لقد قلت وابلغت۔

اے سردار بہت اچھے' جو آپ نے کہا ٹھیک کہا اور آپ بات کی گہرائی تک پہنچ گئے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے اٹھ کر جبل ابوقیس پر تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں کو بڑھا دیا۔
حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارہ ہزار ایسے فرشتوں کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔ انہوں نے عرض کیا:
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نہ تو خوف کریں اور نہ ہی غمگین ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں آپ جہاں بھی ہوں میرے علم میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ ازل میں میری قضا اس طرح جاری ہو چکی ہے۔ حبیب بن مالک آج کے دن آپ سے یہی سوال کرے گا۔ آپ ان کی طرف تشریف لے جائیں۔ حجت (دلیل) پہنچائیں' اپنی شان دکھائیں اور اپنی رسالت کا خوب چرچا کریں۔
اے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے سورج' چاند' دن اور رات کو مسخر کر دیا ہے۔
حبیب بن مالک یمنی کی ایک معذور لڑکی ہے یعنی انتہائی معذور ہے کہ نہ تو اس کے ہاتھ ہیں نہ پاؤں ہیں اور نہ ہی اس کی دونوں آنکھیں ہیں اور آپ اسے خبر دیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کی لڑکی کے دونوں ہاتھ' دونوں پاؤں اور دونوں آنکھوں کو تندرست فرما دے گا۔
رب ذوالجلال کی طرف سے یہ بشارت ملنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑ سے نیچے تشریف لائے جبکہ آپ کے چہرے کا نور اور دیکھنے والوں کا سرور بڑھ چکا تھا۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اور باقی فرشتے فضا میں صفیں بنا کر کھڑے تھے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو گئے اور یہ سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا' اشارہ فرمایا۔ سورج جلدی جلدی چلنے لگا یہاں تک کہ غروب ہو

گیا۔ چاروں طرف سخت اندھیرا چھا گیا۔ پھر چاند نکل آیا اور ایسا کہ جس طرح چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہو جب چاند بلند ہوا تو آپ نے اپنی انگلی مبارک کے ساتھ اشارہ کیا' جس کے ساتھ ہی چاند تیز تیز چل کر زمین کی طرف اترنے لگا اور وہ چاند آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آ کر ٹھہر گیا۔ نیز چاند بادل کی طرح کانپ رہا تھا۔ پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اب بظاہر تو انگلی سے اشارہ ہو رہا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ انگلی چاند کے جگر میں لگ رہی تھی۔

جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

پھر وہ چاند آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں کے نیچے داخل ہو گیا۔ اس کا ایک آدھا حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں آستین سے اور دوسرا آدھا حصہ آپ کی بائیں آستین سے نکل گیا۔ پھر وہ دونوں حصہ اس طرح آپس میں مل گئے کہ جس طرح چمکتا ہوا چاند ہوتا ہے اور اس نے بلند آواز کے ساتھ کلمات شہادت پڑھتے ہوئے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد خاص اور رسول ہیں۔

قد افلح من صدقک و قدخاب من خالفک.

(چاند نے کہا) اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس نے آپ کی تصدیق کی وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کی مخالفت کی وہ ناکام اور نامراد ہو گیا۔

پھر وہ چاند قمر منیر بن کر آسمان کی طرف واپس لوٹ گیا اور غائب ہو گیا۔ پھر سورج نکل آیا اور اسی طرح رواں دواں ہو گیا جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ سب کفار سمیت حبیب بن مالک یمنی بھی دیکھ رہا تھا۔

امام اہلسنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارہ سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حبیب بن مالک یمنی نے عرض کیا: حضور میری ایک شرط ابھی باقی ہے۔ وہ میرے دل کی بات ہے جو آپ نے بتانی ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان لک بنتا سطیحة وان اللہ قدرد علیھا جوارحھا.

بے شک تیری ایک انتہائی معذور بیٹی ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو اپنی اصلی حالت پر کر دے گا۔

جب حبیب بن مالک یمنی نے یہ عظیم معجزہ دیکھا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا:

یا اھل مکة لا کفر بعد الایمان ولا شک بعد الایقان اعلموا انی اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له واشھد ان محمدا عبدہ ورسوله. واسلم معه اصحابه.

اے اہل مکہ ایمان کے بعد کفر نہیں اور یقین کے بعد شک نہیں تو سب کے سب جان لو۔ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد خاص اور سچے رسول ہیں۔

حبیب بن مالک یمنی کے ساتھ جتنے لوگ آئے ہوئے تھے، وہ بھی سب کے سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

ابوجہل ازلی بدبخت نے کہا:

ایھا السید آتو من بھذا الساحر اذا رآیت سحرہ؟

اے سردار کیا تو اس جادوگر پر ایمان لایا جبکہ تو نے اس کے جادو کو دیکھ لیا ہے؟ (نعوذ باللہ من ذلک)

حبیب بن مالک یمنی مسلمان ہو کر اپنے ملک شام کی طرف چلا گیا۔ جب وہ اپنے محل میں داخل ہوا تو اس کی اس معذور بیٹی نے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے باپ کا استقبال کیا۔

حبیب بن مالک یمنی نے اپنی لخت جگر سے کہا:

یا بنتی من این تعلمت ھذہ الکلمات.

اے میری بیٹی تو نے یہ کلمات کہاں سے سیکھ لئے ہیں؟

بیٹی نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا:

اتی الی فی المنام رجل فقال لی ان اباک قد اسلم فان کنت مسلمة فقد رددنا علیک اعضائک سالمة فاسلمت فی منامی واصبحت کما ترانی.

خواب کی حالت میں میرے پاس ایک نورانی چہرے والے بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ تیرے باپ نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اگر تو بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے تو ہم تیرے تمام اعضاء بالکل صحیح حالت میں لوٹا دیں گے۔

اے میرے ابا جان! جونہی میں نے خواب کی حالت میں اسلام قبول کیا تو میری یہ حالت ہوگئی۔ جو آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں۔

حبیب بن مالک یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو گئے۔ ایمان کی نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کا یقین مزید بڑھ گیا۔

ابوجہل کی رسوائی:

حبیب بن مالک یمنی نے پانچ اونٹ سونے چاندی اور قماش سے لاد کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں غلاموں سمیت بھیجے۔ جب اس کے کارندے اونٹوں کو لے کر مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے۔ اچانک ابوجہل شکار کرنے کی غرض سے انہیں کہنے لگا۔ کس نے تمہیں بھیجا ہے اور کس طرف جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں حبیب بن مالک یمنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا ہے' ہم ادھر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ابوجہل نے ان پر چڑھائی کر دی تاکہ وہ ان اونٹوں کو ان سے لے لے لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ آپس میں لڑائی شروع ہوگئی اور ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اہل مکہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام چچا اکٹھے ہو گئے تو حبیب بن مالک یمنی کے غلاموں نے کہا کہ ہمارے آقا حبیب نے یہ مال نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجا ہے اور ابوجہل کہتا ہے کہ اس نے یہ مال میرے پاس بطور ہدیہ کے بھیجا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ سے فرمایا کہ اے اہل مکہ کیا تم میری بات

کو مان لو گے؟

سب نے کہا: "ہاں"

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم اونٹوں کو حکم دیتے ہیں کہ جس کے لئے یہ مال بھیجا گیا ہے وہ اس کے حق میں بول پڑیں۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم اس معاملہ کو کل تک مؤخر کر دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بات پر راضی ہو گئے اور فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ کل تک اس کو مؤخر کر دیں۔

ابوجہل بت خانہ میں گیا۔ رات اس نے بتوں کے پاس گزاری۔ ان کے لئے قربانی دی۔ بتوں سے دعا کی۔ صبح تک آہ و زاری کرتا رہا۔ جب اگلے دن کی صبح روشن ہوگئی تو تمام اہل مکہ جمع ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے چچا بھی آ گئے۔ ابوجہل آیا اور اس نے اونٹوں کے گرد چکر لگا کر کہا۔ اے اونٹ تجھے لات' عزیٰ اور منات کی قسم بول! ابوجہل اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا لیکن اس نے اونٹوں سے کوئی چیز نہ سُنی یہاں تک کہ اہل مکہ نے کہا کہ اے ابوجہل تیرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ آگے بڑھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹوں کی طرف تشریف لائے اور ان سے فرمایا:

یا ایتها المخلوقة بخلق الله انطقی بقدرة الله تعالی.

اے رب ذوالجلال کی مخلوق تجھے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی قسم تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بول۔

ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ آگے بڑھا اور اس نے بلند آواز سے کہا:

یا قوم نحن هدیة من حبیب بن مالک الی محمد علیه الصلوة والسلام

اے قوم! ہم حبیب بن مالک کی طرف سے حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہدیہ ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹ کی لگام کو پکڑا اور اسے جبل ابی قیس پر لے گئے۔ آپ نے سونا اور چاندی کو نکالا' اسے توڑا اور اسے فرمایا کہ تو مٹی ہو جا۔ آج تک وہ اسی طرح ہو گیا یعنی جس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ وہ سارا سونا اور چاندی مٹی ہو گیا۔

کسی کے لئے کنواں کھودنے والا خود اس میں گرتا ہے:

حضرت شیخ ابو حفص عمر بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب مذکورہ بالا واقعہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و شان میں اضافہ ہوا تو ابوجہل نے ایک تدبیر بنائی کہ کسی طرح سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ ہلاک کیا جائے۔ چنانچہ ابوجہل نے پوری اپنی رعایا کو اس بات پر متفق کر لیا کہ بہت بڑا گڑھا کھودا جائے اوپر سے اس گڑھے کو ہلکے گھاس اور معمولی مٹی کے ساتھ بند کر دیا جائے' اس کے کہنے پر اس طرح کر دیا گیا اور اس نے اپنے نوکروں سے کہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرف آنا ہو' وہ اس گہرے گڑھے میں گر پڑیں تو تم اوپر سے مٹی ڈال دینا۔

جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ابوجہل کی بیماری کی اطلاع پہنچی تو آپ اپنے کریمانہ اخلاق کے پیش نظر اٹھے تاکہ عیادت کر آئیں۔ جب اس کے گھر کے دروازے کے پاس پہنچے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اسی وقت حاضر خدمت ہوئے اور آپ کو گڑھے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے اس میں داخل ہونے سے منع فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ ابوجہل کو اس بات کی خبر دی گئی تو وہ جلدی سے اپنے بستر سے اٹھا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے دوڑا تاکہ آپ سے کہہ سکے کہ آپ واپس کیوں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس جلدی کے اندر وہ اپنے ہاتھ سے کھودا ہوا کنواں بھول گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس گہرے کنوئیں کے اندر ابوجہل گر گیا۔

کفار نے ابوجہل کو نکالنے کے لئے ایک رسی لٹکائی لیکن وہ اس تک نہ پہنچ سکی۔ کافروں نے لمبے لمبے رسے اور ڈوریں اکٹھی کیں لیکن جتنا وہ رسی کو بڑھاتے اتنا ہی وہ اور نیچے چلا جاتا۔

ابوجہل نے گہرے کنوئیں سے آواز دی کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ ان کو لے کر آؤ کیونکہ ان کے علاوہ اور کوئی بھی مجھے یہاں سے نہیں نکال سکتا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس مقام پر تشریف لانے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ اس گہرے کنوئیں کے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے ابوجہل سے ارشاد فرمایا:

ان اخرجتک من ھذا البئر أ تومن باللہ ورسولہ.

اگر میں تجھے اس گہرے کنوئیں سے نکال دوں تو کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے گا؟

ابوجہل نے کہا: ''ہاں''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک نیچے کی طرف بڑھایا اور ابوجہل کا ہاتھ پکڑ کر اسے گہرے کنوئیں سے باہر نکال لیا۔ جب ابوجہل اوپر آ گیا تو کہنے لگا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی بڑا جادوگر نہیں دیکھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اسی وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

من حفر بئرا لاخیہ المسلم وقع فیہ۔

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے تو وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔ (موعظہ)

شق صدر:

بعض احادیث کے اندر یہ مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن تھا۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے پاس وحی کی کہ آپ جنت میں جائیں وہاں سے ایک طشت لیں اور سونے کا ایک لوٹا لے لیں اور اس کو حوض کوثر کے پانی سے بھر لیں۔ اس کے بعد آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر ان کے سینے کو چاک کریں۔ بعد ازاں آپ کے قلب مبارک کو نکال لیں پھر حوض کوثر کے پانی سے اس قلب مبارک کو طشت میں رکھ کر دھو لیں اور وہی لوٹے میں موجود پانی استعمال کریں۔ بعد ازاں اس قلب مبارک کو ایمان اور حکمت سے بھر دیں۔ پھر آپ اپنے مکان کی طرف واپس چلے جائیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام فضا میں پرواز کرتے ہوئے تشریف لائے گویا کہ آپ ایک پرندے کی مانند ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچوں کے درمیان سے اٹھایا اور آپ کو وہ صحرا کی طرف لے گئے۔ ایک درخت کے نیچے آپ کو لٹا دیا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر مبارک آپ کے سینے پر مارا اور سینے کو چاک کر دیا۔ آپ کے قلب مبارک کو باہر نکال لیا۔ اس پر پانی کو چھڑکا۔ پھر اسے طشت میں رکھ کر

لوٹے میں موجود آب زمزم کے ساتھ اس کو دھو دیا اور اس دل مبارک میں جو کچھ تھا وہ سب کچھ نکال دیا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے پھر اس دل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا اور کہا کہ یہ وہ دل ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے عیوب سے پاک بنایا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہیں درخت کے نیچے چھوڑ گئے۔

وہ بچے جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھیل رہے تھے۔ وہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر کہا:

ان محمداً صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رفعه طیر و ذھب به فی الھواء.

بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پرندہ نے اٹھایا اور وہ ان کو لے کر فضاء میں چلا گیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بات سن کر زارو قطار رونے لگی' پریشان ہو گئیں اور کہنے لگیں۔ وا محمداہ. ان کی غم کی یہ حالت دیکھ کر لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا اور قریبی رشتہ دار بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے ان سب کو آپ کے بارے میں بتایا۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے آپ کو درخت کے سائے میں پا لیا کہ حضور وہاں ایسے لیٹے ہوئے تھے جس طرح کوئی سو رہا ہو۔ پسینہ سے آپ شرابور تھے۔ جب انہوں نے آپ کا حال دریافت کیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو وہ مکمل قصہ بتایا۔ اس معاملہ کی تہہ تک پہنچنے سے وہ تھک گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ عجیب چیز ہے۔ (موعظہ)

ایک عظیم معجزہ:

الشیخ ابو حفص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ابو جہل اور قریش کے بڑے بڑے سردار اکٹھے ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ایک ایسا دین ظاہر کیا جو ہمارے دین کے خلاف ہے۔ وہ ہمارے معبودان باطلہ کو گالیاں دیتا ہے۔ اے ابو طالب آپ کی شرافت کی وجہ سے ہم اسے معاف کر دیتے ہیں۔ اگر انہوں نے جس مخالفت کو جاری کیا ہوا ہے' اسے ترک نہ کیا۔ اتفاق و اتحاد کی طرف نہ لوٹے تو پھر ہمارے اور آپ کے درمیان صرف تلوار ہی رہ جائے

گی۔

ابوطالب نے ان سے کہا کہ تم بیٹھو میں ان کو بلاتا ہوں۔ اس بات کی انہیں خبر دیتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ ان باتوں کا کیا جواب دیتے ہیں؟

ابوطالب نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا تو آپ تشریف لے آئے۔

ابوطالب اس وقت چارپائی کے اوپر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤساء قریش کے سروں کو پھلانگتے ہوئے چارپائی تک پہنچ گئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام چارپائی کے اوپر چڑھے اور ابوطالب کے پہلو میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

قریش کے سرداروں نے ابوطالب سے کہا۔ کیا آپ نے دیکھا کہ انہوں نے رؤساء قریش کی عزت کو کس طرح پامال کیا ہے کہ ہماری گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آپ کی چارپائی پر آپ کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے ہیں۔

ابوطالب نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اور جو وہ دعویٰ کرتے ہیں اگر اس میں وہ سچے ہیں۔ آج تو صرف وہ چارپائی پر بیٹھے ہیں' کل تمہاری گردنوں پر بیٹھیں گے۔

قریش کے سرداروں نے کہا کہ اگر یہ اپنے دعویٰ کے اندر سچے ہیں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ آپ کے سامنے ہی کوئی معجزہ دکھائیں تاکہ ہم اقرار اور تصدیق کر سکیں۔

ابوطالب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو تم چاہتے ہو آج اس کی تمنا کرو۔ جہاں یہ بیٹھے ہوئے تھے اس گھر کے صحن میں ایک بہت بڑی چٹان تھی۔ وہ سب کے سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس چٹان سے ایک درخت نکلے اس کا سر پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے ان دو میں سے ایک حصہ مشرق میں اور دوسرا آدھا حصہ مغرب میں پہنچے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرنے میں معروف ہو گئے تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب سے میں نے اس چٹان کو پیدا فرمایا' مجھے یقینی طور پر معلوم تھا کہ یہ قریش کے سردار اسی چٹان کے بارے میں آپ سے معجزہ طلب کریں گے۔ تحقیق میں نے درخت کو اس چٹان کے پیٹ میں پیدا کیا۔

جب کالی کملی والے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کے ساتھ اشارہ کیا تو وہ چٹان دو حصوں میں پھٹ گئی۔ جس سے درخت نکل آیا اور وہ اتنا بلند ہوا کہ جتنا وہ قریش کے سردار اس درخت کا بلند ہونا چاہتے تھے۔ اسی کے مطابق وہ آسمان کی بلندیوں کی طرف بلند ہو گیا۔ سب قریش کے سردار کہنے لگے کہ کتنا اچھا معجزہ ہے جو آپ نے دکھایا ہے لیکن ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ یہ درخت اس چٹان میں اسی طرح واپس نہ ہو جائے جس طرح کہ پہلے تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے فکرمند ہو گئے تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

ان اللہ تعالی یقرئک السلام ویقول: الدعاء منک والاجابة منی.

اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور اس کی طرف سے یہ فرمان ہے کہ پیارے محبوب دعا کرنا آپ کا کام ہے اور اس کو قبول کرنا میرا کام ہے۔

جب کالی کملی والے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو درخت چٹان میں اپنی اصلی حالت کی طرف واپس لوٹ آیا۔

اس موقع پر قریش کے سرداروں نے کہا:

ما اسحرک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما رأینا قط مثلک.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ جیسا جادوگر کبھی نہیں دیکھا۔ (معجزات)

جلسہ نمبر ۶۵

رونے کا بیان

یـایها الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغدواتقوا اللہ. ان اللہ خبیـر م بما تعملون ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسهم انفسهم اولئک هم الفسقون.

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہ ہی فاسق ہیں۔''

(سورۃ الحشر آیت ۱۸-۱۹)

رونے کا بیان

آیت کی تفسیر:

(یایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد ج واتقو اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ٥)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔''

غد آئندہ کل کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے قیامت کا دن مراد ہے۔ قیامت کے دن کو غد اس کے قریب ہونے کی وجہ سے کہا گیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا دن کی طرح جبکہ آخرت آئندہ کل کی طرح ہے۔

غد کو نکرہ ذکر کیا گیا اور یہ تنوین تعظیم کی ہے۔

نفس کو نکرہ ذکر فرمایا کیونکہ نفوس اپنے اعمال کو دیکھنے میں مستقل ہوں گے یعنی جو کچھ انہوں نے آخرت کے لئے بھیجا ہے۔ وہ اس کو دیکھ لیں گے گویا کہ یہ فرمایا گیا کہ ہر ایک نفس جو ہے وہ اپنے اعمال کو ملاحظہ فرمالے گا۔

اتقوا اللہ کو دوبارہ تکریم کی تاکید کے لئے ذکر کیا گیا۔ پہلا اتقوا اللہ واجبات کو ادا کرنے کے بارے میں ہے کیونکہ وہ عمل کے ساتھ متصل ہے جبکہ دوسرا اتقوا اللہ ترک محارم کے بارے میں ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ان اللہ خبیر بما تعملون کے ساتھ متصل ہے اور وہ گناہوں پر وعید کی طرح ہے۔

(ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسہم انفسہم ط اولئک ہم الفسقون ٥)

''اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے ان کو بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔'' (الحشر ۱۸-۱۹)

اللہ تعالیٰ کو بھلانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے حق کو بھلا دیا تو رب ذوالجلال نے انہیں ایسا کر دیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو بھلا دیا۔ یہاں تک کہ وہ وہ بات بھی نہیں سن سکتے جو ان کے لئے نفع مند ہو اور نہ انہوں نے وہ کام کیا جو ان کو چھٹکارا دلا سکے۔

ایک اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کو ایسا خطرناک عذاب نظر آئے گا جس سے انہیں اپنے نفس بھول جائیں گے یہی لوگ مکمل فاسق ہیں۔ (قاضی بیضاوی)

چند تفسیری نکات:

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نسیان کا معنی ہے جو کچھ انسان کو قدرت کی طرف سے ودیعت ہوا ہے۔ اس کے ضبط کو ترک کر دینا۔ دل کے ضعف کی وجہ سے یا غفلت کی وجہ سے یہاں تک کہ اس کا ذکر دل سے حذف ہو جائے۔

نسیان کی دو قسمیں ہیں۔ ۱- جان بوجھ کر بھلا دینا۔ ۲- عذر سے بھول جانا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں نسیان کی پہلی قسم مذموم ہے یعنی جس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انسان قصدا اس کو بھلا دے۔ اگر وہ بھولنا عذر کی وجہ سے ہے تو اس بارے میں انسان معذور ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (رفع عن امتی الخطاء والنسیان) میری امت سے خطا اور بھول کو اٹھالیا گیا ہے۔

جس بھولنے کا عذر نہ ہو اس پر تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم هذا. انا نسینکم وذوقوا عذاب الخلد بما کنتم تعملون ٥)

"اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے۔ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔ اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کیے کا بدلہ۔" (السجدہ ۱۴)

آیت کریمہ میں اس نسیان کا ذکر ہے جس کا سبب قصد ہو اور اسے اہانت کے طور پر چھوڑ دیا ہو اور جب اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو وہ خاص طور پر ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا چھوڑ دینا ہے۔ ان کی اہانت کرتے ہوئے اور جس چیز کو انہوں نے ترک کیا۔ اس کا بدلہ دیتے ہوئے جیسا کہ لباب میں ذکر کیا گیا۔

کبھی نسیان کا اطلاق مطلقا ترک پر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(نسوا اللہ فنسیھم ط ان المنافقین هم الفاسقون ٥)

"وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بے شک منافق وہی پکے بے حکم ہیں۔"

یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اس طرح ترک کر دیا جس طرح کہ وہ لوگوں کو چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ترک کر دیا۔ اس آیت کریمہ میں نسیان ترک کے معنی میں ہے۔

سوال : بعض مفسرین فرماتے ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نسیان ذکر کے بعد ہوتا ہے اور یہ چیز ذکر کی ضد ہے کیونکہ یہ ایسا سہو ہے جو حصول علم کے بعد ہوتا ہے تو پھر کیا کفار اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اس کی ربوبیت کا اعتراف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعد میں انہوں نے اس چیز کو بھلا دیا؟

جواب : علماء کرام نے اس کا جواب دیا کہ واقعی انہوں نے اعتراف کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میثاق والے دن انہوں نے بلٰی (کیوں نہیں) کہا۔ پھر جب انہیں پیدا کیا گیا تو انہوں نے اپنے اس وعدہ کو فراموش کر دیا جبکہ مومنین نے اپنے پیدا ہونے کے بعد اس چیز کا اعتراف کیا جس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے اس سے پہلے وہ اعتراف کر چکے تھے انہوں نے عہد میثاق کے حق کی رعایت کی۔ چاہے کم تھے یا زیادہ بڑے تھے یا چھوٹے۔

اس بات کی تائید حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔ آپ سے مقام میثاق (الست بربکم ط قالوا بلی ج) ''کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں۔'' (الاعراف ۱۷۲) کے بارے میں پوچھا گیا تو لوگوں نے کہا: کیا ہم اس کو یاد کرتے ہیں۔

تو حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(کان الآن فی اذنی) ''گویا کہ وہ عہد میثاق اب بھی میرے کان میں گونج رہا ہے۔) (روح البیان)

دن رات کے گناہ معاف :

حضرت ابو کاہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا ابا کاهل من صلی علی کل یوم ثلاث مرات و کل لیلة ثلاث مرات حبالی وشوقا الی کان علی الله ان یغفر له ذنوبه ذلک الیوم

و ذنوب تلک اللیلۃ۔

اے ابوکاھل جو شخص میری ذات پر میری محبت کی وجہ سے اور میری ذات کے ساتھ دلچسپی رکھنے کی وجہ سے ہر دن میں تین مرتبہ اور ہر رات میں تین مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ وہ میرے اس غلام کے اس دن اور رات کے گناہوں کو معاف کر دے۔ (زبدۃ الواعظین)

اپنا احتساب کرنے کا بہترین طریقہ:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا۔ آپ ہفتہ کے آغاز سے اس کے اختتام تک جو کوئی اچھا یا برا کام کرتے سب کو اس میں تحریر کر لیتے تھے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تو ہفتہ بھر کے اعمال کو اپنے آپ پر پیش کرتے جب آپ کوئی ایسا کام اس میں لکھا ہوا دیکھتے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہ کیا گیا ہوتا تو آپ اپنے آپ کو سزا دیتے ہوئے اپنے جسم کو درہ کے ساتھ مارنا شروع کر دیتے اور اپنی ذات سے مخاطب ہو کر کہتے کہ کیا تو نے یہ کام کیا ہے؟ جب آپ کا وصال ہوا۔ دوستوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کی پشت مبارک اور دونوں پہلوؤں پر اپنے آپ کو بکثرت کوڑے مارنے کی وجہ سے سیاہ نشان پڑے ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی قرآن مجید کی کوئی عذاب دینے والی آیت سن لیتے تو غش کھا کر گر پڑتے۔ آپ بیمار ہو جاتے اور صحابہ کرام آپ کی عیادت کرنے کے لئے حاضر ہوتے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے مبارک پر آپ کی دونوں آنکھوں سے بکثرت آنسو بہنے کی وجہ سے دو نشان پڑ گئے تھے اور ارشاد فرماتے کہ کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کسی قاری قرآن سے قرآن مجید کی یہ آیت سن لی۔

(ان عذاب ربک لواقع ٥ ماله من دافع ٥)

"بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔"

(الطور ۷-۸)

آپ اس وقت سواری پر سوار تھے، غش کھا کر اپنی سواری سے نیچے گر پڑے۔ لوگ اٹھا کر آپ کو آپ کے گھر لے گئے اور آپ اپنے کاشانۂ اقدس سے ایک مہینہ تک باہر تشریف نہیں لائے۔ (مجالس الابرار)

رونے کا اجر و ثواب:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روؤں یہاں تک کہ میری آنکھوں سے آنسو بکثرت بہیں تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس بات سے کہ میں اپنے جسم کے وزن کے مطابق سونا صدقہ کروں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روتا ہے یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کے آنسو سے زمین پر قطرے بہہ پڑتے ہیں تو ایسے خوش نصیب انسان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ (مجالس الابرار)

رونے والوں کا مقام:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور ارشاد فرمایا: کسی چیز میں بے رغبتی کرنے والے دنیا سے بے رغبتی کر کے اس کو ترک کرنے والوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔

کسی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل کرنے والے اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتے۔ جس نے میری حرام کردہ چیزوں کو ترک کر دیا۔ جو لوگ بھی میری عبادت کرنے والے ہیں وہ رحم کرنے والوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ تو ان لوگوں کو ان کی ان عبادات پر کیا ثواب عطا فرمائے گا؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو زاہد لوگ ہیں میں ان کے لئے اپنی جنت مباح کر دوں گا۔ وہ جہاں چاہیں گے اس میں آ جا سکیں گے۔ جو میری حرام کردہ چیزوں کو ترک کرنے والے ہیں۔ میں ان کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کروں گا۔ جو میری خشیت کی وجہ سے رونے والے ہیں وہ جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ ہوں گے۔ (موعظہ)

ایک بال کو آنسو سے تر کرنے پر جنت کا ملنا:

ایک حدیث پاک میں ہے۔
جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس کا نامۂ اعمال اسے دے دیا جائے گا۔ وہ بندہ اپنے اس نامۂ اعمال میں بہت سارے گناہ پائے گا وہ بندہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا: یا اللہ میں نے تو یہ گناہ نہیں کئے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تیرے اس گناہوں پر میرے پاس مضبوط قسم کے گواہ موجود ہیں۔ وہ بندہ اپنے دائیں اور بائیں جانب متوجہ ہوگا لیکن اسے کوئی گواہ نظر نہ آئے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب گواہ کہاں ہیں؟
اللہ تعالیٰ اس بندے کے اعضاء کو اس کے خلاف گواہی دینے کے لئے حکم فرمائے گا۔
چنانچہ اعضاء گواہی دیں گے۔
بندے کے دونوں کان کہیں گے کہ ہم نے سنا اور جانا کہ اس نے گناہ کیا۔
بندہ کی دونوں آنکھیں کہیں گی کہ ہم نے اس گناہ کو دیکھا۔
زبان کہے گی کہ میں نے یہ گناہ کی بات کہی تھی۔
اسی طرح اس بندے کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں گواہی دیں گے۔
اس کی شرمگاہ کہے گی کہ میں نے زنا کیا۔
بندہ اپنے اعضاء کی یہ گواہی سن کر حیران رہ جائے گا۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے۔ اسی دوران اس کی دونوں آنکھوں سے ایک بال ظاہر ہوگا۔ اس کا وہ بال اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کی اجازت طلب کرے گا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے جب اسے گفتگو کرنے کی اجازت مل جائے گی تو وہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا:

یا رب ألست قلت. ای عبد اغرق شعرة واحدة من اجفانه بدموع عینیه من خشیتی الا انجیناه من النار؟

اے میرے رب کیا تیرا یہ فرمان نہیں ہے کہ جو بندہ اپنی پلکوں کے بالوں میں سے صرف ایک بال کو اپنی آنکھوں کے آنسو سے میری خشیت سے روتے ہوئے تر کرے تو ہم اسے دوزخ سے نجات دیں گے؟

اللہ تعالیٰ جواباً فرمائے گا بلی کیوں نہیں۔

فتقول انا اشهد ان هذا العبد المذنب قد اغرقني بالدموع من خشيتك.

وہ بال عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے اس گناہگار بندے نے مجھے تیری خشیت کی وجہ سے اپنے آنسو کے ساتھ تر کیا تھا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہو گا کہ میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جائیں۔

حکم خداوندی سن کر منادی ندا کرے گا۔

الا ان فلان بن فلان قدنجا من النار بشعرة واحدة من اجفان عينيه.

خبردار فلاں بن فلاں کو دوزخ سے اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں کے بالوں میں سے ایک بال کی وجہ سے نجات مل گئی۔ (حیات القلوب)

آنکھ کا پانی دوزخ کی آگ بجھا دیتا ہے:

حضرت عطاء سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا:

اے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیں کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ہی عجیب بات سنائیں۔ آپ روئیں اور فرمایا:

ایک رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے اور وہ میری باری کی رات تھی۔ آپ کا جسم مبارک میرے جسم کے ساتھ مل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔

میں نے عرض کیا: اے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی خواہشات سے محبت نہیں بلکہ میں تو آپ کی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو زیادہ پسند کرتی ہوں۔

چنانچہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بستر سے اٹھے اور گھر میں موجود مشکیزہ کی طرف تشریف لے گئے اور آپ رو رہے تھے۔ آپ نے وضو کیا اور اپنے اعضاء مبارک پر بہت سا پانی

گرایا۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی اور آپ رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے۔ اسی دوران حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے وہ بھی رو رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کو کس چیز نے رلا دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقہ سے آپ کے غلاموں کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا بلال افلا اکون عبدا شکورا.

اے بلال کیا میں اپنے پروردگار کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

مجھے رونے سے کون سی چیز منع کر سکتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ شب مجھ پر یہ آیت کریمہ نازل کی۔

(ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لآیات لاولی الالباب ○ الذین یزکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔" (آل عمران ۱۹۰-۱۹۱)

اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزخ کی آگ کو آنکھ کا آنسو ہی بجھا سکتا ہے۔ ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو قرآن کی اس آیت کو پڑھتے ہیں اور اس میں غور وفکر نہیں کرتے۔ (مجالس الابرار)

گناہ کس طرح جھڑتے ہیں؟:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا اقشعر جلد العبد من خشیة اللہ تعالی سقطت عنه ذنوبه کما

تحلت عن الشجرة اليابسة اوراقها.
جب اللہ تعالیٰ کی خشیت سے کسی بندے کا جسم کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح ساقط ہو جاتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (حیات القلوب)

خلوت میں رونے کا اثر :

ایک روایت میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو دوزخ سے پہاڑوں کی مثل ایک آگ نکلے گی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی طرف بڑھے گی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آگ کو اپنی امت سے روکنے کی کوشش کریں گے لیکن وہ نہ رکے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو آواز دے کر فرمائیں گے : توجہ کریں' آگ کی طرف متوجہ ہوں کہ اس آگ نے میری امت کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہوا ہے تاکہ ان کو جلا دے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام پانی کا ایک پیالہ لائیں گے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے دیکھیں گے نیز وہ عرض کریں گے :

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خذ هذا الماء ورشه عليها فاذا رشه عليها تطفاء في الحال.

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پانی کو لیں اور اس آگ پر چھڑکیں۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی کو چھڑکیں گے تو آگ اسی وقت بجھ جائے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے :

یا جبرئیل علیه السلام ما هذا الماء لم ارمثله في اطفاء النار.

اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیسا پانی ہے؟ میں نے آگ بجھانے کے لئے اس قسم کا پانی کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جواباً عرض کریں گے :

ما هذا الا دموع امتک الذين يبکون من خشية الله تعالى فى الخلوة فامر ربي ان آخذه واحفظه الى وقت احتياجک اليه لتطفى به النار التي قصدت امتک.

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کے آنسو کا پانی ہے جو خلوت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روتے ہیں۔ میرے رب نے حکم دیا کہ میں اس پانی کو لے لوں اور جب آپ کو اس کی ضرورت پڑے اس وقت کے لئے محفوظ کر لوں تا کہ آپ اپنی امت کی طرف بڑھنے والی آگ کو اس پانی کے ذریعے بجھا سکیں۔ (موعظہ)

لذیذ ترین چیز:

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام حکم خداوندی کے تحت جنت سے باہر تشریف فرما ہوئے تو آپ تین سو سال تک روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے آسمان کی طرف سر تک کو نہ اٹھایا۔ جبل ہند پر آپ نے سو سال تک سجدہ کیا اور اس قدر زار و قطار روئے کہ وادی سرندیپ میں آپ کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کا پانی جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی آنکھوں کے پانی سے دارصینی اور قرنفل کو اگا دیا۔

پرندوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھوں کے آنسو کا پانی پیا نیز انہوں نے کہا کہ ہم نے اس سے بہترین پانی آج تک نہیں پیا۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے سوچا کہ پرندے ان کی لغزش کی وجہ سے نعوذ باللہ ان کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے حضرت آدم علیہ السلام

انی لم اخلق شرابا الذا واعظم من ماء عیون العصاة.

بے شک میں نے عاصی لوگوں کی آنکھوں کے پانی سے بڑھ کر بڑا اور لذیذ ترین اور کوئی پانی پیدا نہیں کیا۔ (زہرۃ الریاض)

حکایت: رباح عبسی نے ایک سیاہ فام غلام چار دینار کے بدلے خریدا۔ نہ وہ غلام خود سوتا اور نہ ہی آقا کو چھوڑتا کہ وہ سو جائے۔ جب رباح عبسی پر رات کی تاریکی چھا گئی تو اس نے اپنے سیاہ فام غلام سے کہا:

یا غلام لا تنام ولا تدعنا ننام

اے غلام نہ تو تو خود سوتا ہے اور نہ ہی ہمیں چھوڑتا ہے کہ ہم سو جائیں؟

سیاہ فام غلام نے اپنے آقا کو جواب دیتے ہوئے کہا:

یا مولای اذا جن ظلام اللیل ذکرت ظلمة القبر و ظلمة جھنم فیطیر نومی. فاذا ذکرت الوقوف بین یدی ربی عظم غم قلبی. واذا اذکرت الجنة ونعیمھا تضاعفت شوقی فکیف لی بالنوم یا مولای؟

اے میرے آقا جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو مجھے قبر کی تاریکی اور دوزخ کی تاریکی یاد آ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے میری نیند اڑ جاتی ہے۔ جب میں اپنے رب کے سامنے اپنے کھڑے ہونے کو یاد کرتا ہوں تو میرے دل کا غم بڑھ جاتا ہے۔ اور جب میں جنت اور نعمتوں کو یاد کرتا ہوں تو جنت کے لئے میرا شوق بڑھ جاتا ہے۔

تو اے میرے آقا مجھے نیند کس طرح آ سکتی ہے؟

جب رباح عبسی نے یہ باتیں سنیں تو بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اسے ہوش آیا تو اس نے کہا:

یا غلام مثلی لا یصلح ان یملک ذلیک' اذھب فانت حرلوجه اللہ تعالی.

اے میرے غلام مجھ جیسے کے اندر یہ صلاحیت نہیں کہ وہ آپ جیسے کا آقا بنے۔ آپ جائیں آج کے بعد میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا ہے۔ (مجالس رومی)

طالب علم کا خوف:

ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ بستر میں وہ اپنے والد کے ساتھ سوتا تھا۔ ایک رات وہ پریشان رہا اور سو نہ سکا۔ باپ نے اپنے بچہ سے کہا کہ اے میرے بیٹے کیا تجھے کہیں درد ہے؟

بچہ نے کہا: نہیں ابا جان۔ لیکن کل خمیس کا دن ہے اور یہ وہ دن ہے۔ جس میں میں نے جو کچھ علم حاصل کیا اس سب کو پیش کیا جائے گا اور میرے استاد محترم ہفتہ بھر کا سبق مجھ سے سنیں گے میں اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی تو استاد محترم مجھے ماردیں گے اور ناراض ہوں گے۔

بیٹے کی یہ بات سن کر باپ چیخ اٹھا اور اپنے سر کے اوپر مٹی ڈالنے لگا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ میں اس خوف کا زیادہ حقدار ہوں کہ جو کچھ دنیا میں مجھ سے گناہ ہوئے ہیں۔ ان سب کو رحمٰن کے سامنے ایک دن پیش کیا جائے گا تو مجھے اس دن کا زیادہ سے

زیادہ خوف رکھنا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(وعرضوا علی ربک صفاً) ”اور سب تمہارے رب کے حضور پرا باندھے پیش ہوں گے۔“ (الکہف ۴۸)(موعظہ)

چار چیزوں کو دھونے کے لئے چار چیزیں:

اہل معرفت نے فرمایا کہ

اغسلوا اربعا باربع وجوھکم بماء اعینکم. والسنتکم بذکر خالقکم وقلوبکم بخشیة ربکم وذنوبکم بالتوبة الی مولاکم.

چار چیزوں کو چار چیزوں کے ساتھ دھوؤ۔

۱- اپنے چہروں کو اپنی آنکھوں کے پانی کے ساتھ۔

۲- اپنی زبانوں کو اپنے خالق کے ذکر کے ساتھ۔

۳- اپنے دلوں کو اپنے رب کی خشیت کے ساتھ۔

۴- اپنے گناہوں کو مالک کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے ساتھ۔

گناہ کی دو قسمیں:

حضرت فقیہہ اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

گناہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- ایک وہ گناہ ہے جو تیرے اور تیرے اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے۔

۲- دوسرا وہ گناہ ہے جو تیرے اور بندوں کے درمیان ہے۔

وہ گناہ جو انسان اور اس کے رب کے درمیان ہے۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ

زبان سے بخشش طلب کرنا۔

دل اور ضمیر سے نادم ہونا۔

اس گناہ کے نہ کرنے کا ہمیشہ کے لئے قصد کرنا۔

اگر اس بندہ نے گناہ دوبارہ کر لیا تو اسے یہ توبہ کوئی نفع نہیں دے گی۔ جب تک کہ جو کچھ فوت ہو چکا اس کی تلافی نہ کرے پھر ندامت کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔

وہ گناہ جو ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان ہے۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ جب تک جس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس کو راضی نہ کرے تو اسے توبہ کرنا کوئی نفع نہ دے گا۔ جب ایسا کرے گا تو اس کے گناہ مٹ جائیں گے۔ (موعظہ)

بارگاہ الٰہی میں کھڑا رہنا پڑے گا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تزال قدما عبد یوم القیامة حتی یسأل عن اربع عن عمره فیما افناه و عن جسمه فیما ابلاه وعن علمه ما عمل به و عن ماله من این اکتسبه و فیما انفقه.

قیامت کے دن بندے کے دونوں قدم اس وقت تک نہیں ہٹیں گے۔ جب تک کہ اس سے چار باتوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے۔

۱۔ زندگی کے بارے میں کہ کہاں اسے ختم کیا۔

۲۔ جسم کے بارے میں کہ کہاں اسے بوسیدہ کیا۔

۳۔ علم کے بارے میں کہ کتنا اس پر عمل کیا۔

۴۔ مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔

اس مذکورہ بالا حدیث میں جس عبد کا ذکر کیا گیا۔ وہ عام ہے۔ کیونکہ یہاں نکرہ تحت النفی واقع ہے لیکن وہ مخصوص عبد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب.

میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

تو اس بنا پر سوال ہو گا۔ ان لوگوں کے بارے میں کہ جو ان ستر ہزار افراد کے علاوہ ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے جاننا چاہئے کہ قیامت کے دن اس سے سوال کیا جائے گا حساب و کتاب میں تفتیش کی جائے گی۔ اعمال اور افعال میں سے ایک ذرے کے برابر کا مطالبہ کیا جائے گا

اور اسے یہ پختہ یقین کر لینا چاہئے کہ ان تمام خطرات سے اسے نجات نہیں ملے گی جب تک کہ اپنے نفس کا محاسبہ لازمی طور پر نہ کرے۔ اس چیز میں جو وہ آخرت کے لئے تجارت کر رہا ہے اور اپنی ذات کے بارے میں اپنے آپ سے ضرور پوچھ گچھ کرے۔ بلکہ تمام ساعات' حرکات اور سکنات کا محاسبہ کرتا رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص حساب ہونے سے پہلے اپنا حساب کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا حساب ہلکا ہو گا۔ نیز اسے سوالات کے وقت جوابات دینے کی توفیق مل جائے گی۔ اس کا ٹھکانہ اور پلٹنے کی جگہ بہتر ہو گی۔

جو شخص اپنا محاسبہ نہ کرے تو اسے ہمیشہ حسرت رہے گی۔ قیامت کے میدان میں اسے لمبے عرصہ تک ٹھہرنا پڑے گا۔ ذلت و رسوائی اور برے انجام کی طرف اس کی برائیاں اسے ہانک کر لے جائیں گی۔

ان حالات میں ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ آخرت کے بارے تجارت کے بارے میں غافل نہ ہو۔ بلکہ اپنی حرکات و سکنات' لمحات اور قدموں کے بارے میں مراقبہ کرتا رہے۔ اس لئے کہ اس تجارت کا نفع فردوس اعلیٰ ہے۔ نیز انبیاء کرام' صدیقین اور شہداء کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتا ہے۔ (من مجالس الرومی)

جلسہ نمبر ۶۶

فضیلت جمعۃ المبارک

یاایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون.

ترجمہ : ''اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔''

(سورۃ الجمعۃ آیت ۹)

فضیلت جمعۃ المبارک

آیت کی تفسیر:

(یایھا الذین آمنوا اذانودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ط ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ہ)

"اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔" (الجمعۃ ۹)

من یوم الجمعۃ سے اذا کا بیان ہے۔

جمعہ کی وجہ تسمیہ:

جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن لوگ نماز ادا کرنے کے لئے مجتمع ہوتے ہیں۔

اہل عرب جمعہ کے دن کو عروبہ کہتے تھے اور اس دن کا یہ نام کعب بن لوی نے رکھا کیونکہ اس دن میں لوگ جمع ہوتے تھے۔

سب سے پہلا جمعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس میں لوگوں کو جمع کیا وہ جمعہ کا وقت تھا کہ جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ قبا میں قیام کیا اور وہیں آپ نے جمعہ تک قیام کیا پھر مدینہ میں داخل ہوئے دار بنو سالم میں آپ نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔

فاسعوا الی ذکر اللہ کا مطلب ہے۔ ارادہ کر کے جمعہ کے لئے چل پڑو۔ عزت و وقار کے ساتھ چلو۔ اس میں دوڑنا وغیرہ نہ ہو۔

ذکر سے مراد جمعہ کا خطبہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد نماز جمعہ ہے۔

جمعہ کے لئے سعی کرنے کا حکم دینا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے نیز فرمایا کہ معاملات وغیرہ کو ترک کر دیا جائے۔

مزید فرمایا کہ معاملات کو ترک کر کے سعی الی الجمعہ کرنا یہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اس میں آخرت کا نفع ہے اور آخرت کا نفع بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

اے لوگو اگر تم خیر اور شر کی حقیقت کو جانتے ہو تو تمہیں اس طرح کرنا چاہیئے۔

یا ان کنتم تعلمون کا معنیٰ ہے ان کنتم من اھل العلم. یعنی اگر تم اہل علم میں سے ہو۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

(یایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ)

''اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو۔''

اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کا سبب مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اس دوران دحیہ کلبی ملک شام کی تجارت سے آیا۔ اس نے طبل بجایا تا کہ لوگوں کو اس کے آنے کا علم ہو جائے لوگ اس کی طرف چلے گئے اور مسجد میں صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے۔

اس وقت یہ آیت کریمہ بھی نازل ہوئی:

(واذا راوا تجارۃ او لھو ان انفضوا الیھا و ترکوک قائما)

''اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا۔ اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے۔'' (الجمعۃ ۱۱)

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لو لم یبق ھؤلاء الا ثنا عشر رجلا منکم لسال الوادی نارا.

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے صرف بارہ آدمی بھی باقی نہ رہتے تو آگ کی ایک وادی بہہ جاتی۔

اس کی تائید آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے۔

(ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض)

''اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے۔''

(البقرہ ۲۵۱) (سبعیات)

اسی سال کے گناہ معاف:

ایک روایت میں ہے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
من صلی علی یوم الجمعة ثمانین مرة غفرت له ذنوب ثمانین سنة.
جو شخص میری ذات پر جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔
اسی طرح حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اکثروا من الصلوٰة علی یوم الجمعة فانه یوم مشهود یشهده الملائکة وان احد یصلی علی الاعرضت علی صلوته حتی یفرغ منها.
جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی ایک بھی مجھ پر درود شریف پڑھے۔ تو اس کا درود شریف پڑھنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ بندہ درود شریف پڑھنے سے فارغ نہ ہو۔ (الحدیث)

جمعہ کس پر واجب؟:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:
جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے کہ جمعہ اور اس کے درمیان اتنی مسافت ہو کہ جمعۃ المبارک کو ادا کرنے کے بعد اس کے لئے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹنا ممکن ہو۔
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
من ترک جمعة بلا عذر فلیتصدق بدینار فان لم یجد فبنصف دینار و من ترک ثلاث جمع موالیات لا تقبل شهادته.
جو شخص بغیر کسی عذر کے ایک جمعہ چھوڑ دے تو چاہیے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے اگر اتنا میسر نہ ہو تو نصف دینار صدقہ کرے اور جو شخص تین جمعہ پے در پے ترک کر دے تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ (مصابیح)

اجر و ثواب :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من اغتسل یوم الجمعة کفرت ذنوبه واذا مشی الی الجمعة الله تعالیٰ له بکل خطوة عبادة عشرین سنة فاذا صلیٰ الجمعة اجر کتب مائتی سنة.

جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کا یہ غسل کرنا اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا اور جب وہ جمعہ پڑھنے کی غرض سے جامع مسجد کی طرف چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قدم کے بدلے بیس سال کی عبادت کا ثواب عطا کرتا ہے۔ جب وہ جمعہ کی نماز پڑھتا ہے تو اسے دو سو سال کے عمل کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک نماز جمعہ ادا کرنا نفلی حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

چار حج :

حضرت میسرہ نے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مسلمانوں کے قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے کہا:

السلام علیکم یااهل القبور انتم لنا سلف و نحن لکم تبع.

اے قبروں والے تم پر سلام ہو۔ تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے۔ ہمیں اور تمہیں بخش دے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس دوران میں نے ایک قبر سے آواز سنی کہ ایک کہنے والا یہ کلمات کہہ رہا تھا:

اے دنیا والو! تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم ہر مہینے چار حج کرتے ہو۔

میں نے کہا: ہم کیسے اس طرح حج کرتے ہیں؟

اس نے کہا کہ اس سے مراد جمعہ ہے۔ کیا تم جانتے نہیں کہ جمعہ کا ثواب ایک مقبول حج کا ثواب ہے؟ کاش کہ ہم بھی تمہاری مساجد کے دروازوں پر چکر لگاتے یہاں تک کہ ہم

تمہارے اعمال کو دیکھتے، تمہارے ذکر اذکار کو سنتے لیکن اے دنیا والو ہم تمہاری صرف اس بات سے راضی ہیں کہ جب تم ہمارے لئے یہ کہتے ہو۔

(رحم اللہ فلانا المتوفی)

اللہ تعالیٰ فلاں فوت شدہ پر اپنا رحم فرمائے۔ (زبدۃ الواعظین)

فرشتوں کی استدعا:

حضرت ابوعمرو اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جبل قاف کے پچھلی طرف ایک سفید قسم کی زمین ہے جس میں کسی قسم کی جڑی بوٹیاں نہیں ہیں گویا کہ وہ چاند کی طرح سفید ہے۔ اس کی وسعت سات دنیا کے برابر ہے جس کا میدان فرشتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر کوئی سوئی بھی گر جائے تو وہ انہی فرشتوں پر گرے۔ ان فرشتوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے۔ جس کی لمبائی چالیس فرسخ کے برابر ہے اور ہر ایک جھنڈے کے اوپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ وہ سب فرشتے ہر جمعہ کی رات کو جبل قاف کے اردگرد جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی سلامتی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جب صبح روشن ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں:

اللھم اغفر لمن اغتسل و حضروا الجمعة فیرفعون اصواتھم بالبکاء.

فیقول اللہ تعالی : یا ملائکتی ما ذا تریدون؟ فیقولون نرید ان تغفر لامة محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم فیقول اللہ تعالی قد غفرت لھم.

یا اللہ تو ہر اس شخص کو بخش دے جو جمعۃ المبارک کے دن غسل کرے اور نماز جمعہ پڑھنے کے لئے حاضر ہو۔ وہ فرشتے بلند آواز کے ساتھ رونا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: یا اللہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوتا ہے کہ تحقیق میں نے ان کو بخش دیا۔ (مشکاۃ الانوار)

جمعہ کی نماز پڑھنے والے سب بخشے گئے :

ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کی ایک جانب سفید چاندی کا ایک مینار پیدا کیا ہے۔ اس مینار کی لمبائی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس مینار پر چڑھ کر اذان پڑھتے ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام فرشتوں کو نماز جمعہ پڑھانے کے لئے امامت کرتے ہیں۔ جب یہ سب فرشتے نماز جمعہ پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رب ذوالجلال میں عرض کرتے ہیں : یا اللہ مجھے اذان دینے سے جو ثواب حاصل ہوا ہے۔ میں روئے زمین پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے مؤذنین کو ہبہ کرتا ہوں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ مجھے خطبہ دینے سے جو ثواب حاصل ہوا ہے۔ میں روئے زمین پر خطبہ دینے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو یہ ثواب ہبہ کرتا ہوں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ امامت کرانے سے مجھے جو ثواب حاصل ہوا ہے میں روئے زمین پر امامت کرانے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو ہبہ کرتا ہوں۔

نماز پڑھنے والے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہمیں نماز جمعہ ادا کرنے سے جو ثواب حاصل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں سے جتنے روئے زمین پر امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے والے ہیں، ہم یہ ثواب ان کو ہبہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : اے میرے فرشتو کیا تم میرے سامنے اپنی سخاوت کا اظہار کرتے ہو؟

وعزتی و جلالی قد غفرت الیوم لمن صل من عبادی صلوۃ الجمعۃ امتثالاً لامری واقتداء بحبیبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میرے بندوں میں سے جس جس نے بھی میرے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے نماز جمعہ ادا کی ہے۔ میں نے آج کے دن ان سب کو بخش دیا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

سب کام خود بخود ہو گئے:

ایک آدمی نے گدھے کے اوپر گندم رکھی اور اسے چکی کی طرف لے گیا۔ وہ کہتا ہے کہ وہاں جا کر جب میں نے گدھے سے گندم اتاری تو وہ گدھا مجھ سے بھاگ گیا۔ میرا ایک ایسا پڑوسی تھا کہ اس کی اور میری زمین قریب قریب تھی۔ وہ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ آج پانی کی تمہاری باری ہے لہٰذا اپنی زمین کو سیراب کر لے ورنہ تجھے پھر اپنی پانی کی باری کا انتظار کرنا پڑے گا۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ جمعہ کی نماز میرے نزدیک ہر چیز سے افضل اور پسندیدہ ہے۔ میں نے اپنے تمام کام چھوڑ دیئے اور نماز جمعہ ادا کر لی۔ جب گھر کی طرف واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گندم پس چکی ہے، روٹی پک چکی ہے، زمین سیراب ہو چکی ہے اور گدھا بھی واپس گھر پہنچ چکا ہے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ سب کام کس طرح ہو گئے؟

اس نے کہا کہ ہمارا ایک پڑوسی اپنے دانے پسوانے کے لئے چکی پر لے گیا تا کہ وہ گندم کی بوری کا آٹا بنوا کر لائے۔ وہ ایک بوری پسوا کر وہاں سے اٹھا لایا اور اس کا گمان یہ تھا کہ یہ میری ہی بوری ہے جب وہ گھر لایا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ تو ہماری بوری تھی چنانچہ میں اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آئی۔

ہماری زمین میں پڑوسی کی زمین سے پانی آ گیا جس وجہ سے وہ ساری کی ساری سیراب ہو گئی۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو اپنی تمام دنیا داری کی مصروفیات ترک کر کے عبادات اور طاعات پر ہمیشگی اختیار کر لی۔ (مطالع الانوار)

فرشتہ کی دعا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو عرش کے نیچے کھڑا ہے۔ اس کے چالیس ہزار سینگ ہیں۔ ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک کا درمیانی فاصلہ ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے۔ ہر ایک سینگ پر چالیس ہزار فرشتوں کی صفیں ہیں۔ اس کے چہرے میں

سورج اس کی گدی پر چاند اور اس کے سینے پر ستارے ہیں۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرتا ہے اور سجدہ کی حالت میں کہتا ہے:

اللھم اغفر لمن صلی صلوۃ الجمعۃ من امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویقول اللہ تعالی یا ملائکتی اشھدوا انی قد غفرت لمن صلی صلوۃ الجمعۃ:

یا اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ہر اس شخص کو بخش دے جس نے نماز جمعہ ادا کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ہر اس شخص کو بخش دیا جس نے بھی نماز جمعہ ادا کی۔ (کنز الاخبار)

دو بھائیوں کی حکایت:

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں دو مجوسی بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نے سینتیس سال تک اور دوسرے نے پینتیس سال تک آگ کی پوجا کی۔ ایک دفعہ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ اے میرے بھائی ہم اتنے اتنے عرصہ سے آگ کی پوجا کر رہے ہیں۔ آپ ذرا میرے ساتھ آئیں۔ ہم آزمائش کرتے ہیں کہ اگر یہ آگ تمام لوگوں کی طرح ہمیں بھی جلا دیتی ہے تو ہم کبھی بھی اس کی پرستش نہیں کریں گے۔ اگر اس نے ہم کو نہ جلایا تو ہم مرتے وقت تک اس کی اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے۔

چنانچہ ان دونوں بھائیوں نے آگ جلائی۔ تو چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا۔ کیا پہلے آپ آگ میں ہاتھ رکھتے ہیں یا میں رکھو؟

بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا کہ پہلے تم آگ میں ہاتھ رکھو۔ بالآخر چھوٹے نے اپنے ہاتھ کو جونہی آگ میں رکھا تو اس نے اپنا کام دکھایا اور اس کے ہاتھ کو جلا دیا۔ اس نے کہا کہ اے آگ تجھ پر افسوس ہے نیز اپنے ہاتھ کو پیچھے کھینچتے ہوئے آگ سے کہا:

یا نار اعبدک منذ کذا وکذا افتؤذینی یا ظالمۃ

اے آگ میں اتنے اتنے عرصہ سے تیری عبادت کر رہا ہوں اے ظالم کیا تو مجھے بھی اذیت دیتی ہے؟

پھر اس نے اپنے بڑے بھائی سے کہا: اے میرے بھائی جان آپ آئیں اور ہم اس کی عبادت کرنا ترک کر دیں۔

بڑے بھائی نے کہا کہ میں آگ کی پرستش کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔

چھوٹے بھائی نے آگ کی پوجا کرنا چھوڑ دی اور حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر اپنے بچوں کو لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ بیٹھے وعظ فرما رہے تھے۔ اس شخص نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔

حضرت مالک بن دینار نے اس شخص پر اور اس کے اہل و عیال پر اسلام کو پیش کیا۔ سارے لوگ فرط مسرت سے رونے لگے۔ (اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں تاکہ میں اپنے ساتھیوں سے آپ کے لئے کوئی مالی امداد جمع کروں۔

اس شخص نے کہا کہ میرا یہ ارادہ ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچنا چاہتا ہوں۔

وہ شخص اپنے اہل و عیال کو لے کر وہاں سے چلا گیا اور اس نے شہر کی ویران جگہوں میں سے ایک ویران جگہ تلاش کی۔ اس مقام پر اپنے اہل و عیال سمیت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مشغول ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے اسے کہا کہ آپ بازار کی طرف جائیں کوئی کام تلاش کریں اور کھانے پینے کا کوئی سامان خرید کر لائیں۔ وہ شخص بازار گیا لیکن اسے مزدوری کرنے کے لئے کوئی کام نہ مل سکا۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیوں کام نہ کریں۔ مسجد میں گیا اور رات تک وہاں نمازیں پڑھتا رہا۔ پھر جب گھر لوٹا تو اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ بیوی نے اس سے کہا کہ کیا کوئی کام آپ کو نہیں مل سکا؟ اس شخص نے کہا کہ میں نے آج ایک کی مزدوری کی ہے اور اس نے کہا کہ آپ کو اس کی اجرت کل ملے گی۔ سب گھر والوں نے بھوکے رات گزاری۔

جب صبح ہوئی تو وہ شخص بازار کی طرف چلا گیا لیکن آج بھی اسے کوئی کام نہ مل سکا۔ آج بھی اس نے کل کی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے کام کیا یعنی مسجد میں جا کر نمازیں پڑھتا رہا اور رات کو اپنے گھر کی طرف خالی ہاتھ لوٹ گیا۔ بیوی نے جب اس سے سوال کیا تو اس نے کل والا جواب دے دیا۔ یہ رات بھی انہوں نے بھوک کی حالت میں گزاری۔

جب صبح ہوئی تو یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ اس میں بھی اسے کوئی عمل نہ مل سکا۔ تو وہ مسجد کی طرف چلا گیا اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں ادا کیں اور اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رب بحرمة هذا الدين وبحرمة هذا اليوم ارفع حزن نفقة عيالي عن قلبي و اني استحي من عيالي و اخاف عليهم ان يرجعوا الى دين اخي الاكبر لغلبة الجوع عليهم.

اے میرے رب اس دین کی حرمت کے طفیل، اس دن کی عزت و کرامت کے صدقہ سے میرے دل سے میرے عیال کے نفقہ کے غم کو دور کر دے مجھے اپنے گھر والوں سے حیا آتی ہے اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ شدت بھوک کی وجہ سے کہیں وہ میرے بڑے بھائی کے دین کی طرف دوبارہ نہ لوٹ جائیں۔

ظہر کے وقت ہی ایک شخص اس دیرانے کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس شخص کی بیوی باہر نکلی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک حسین و جمیل چہرے والے شخص نے سونے کا ایک طبق اٹھایا ہوا ہے اور اسے رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا ہے۔ آنے والے شخص نے وہ طبق اس کی بیوی کو دیتے ہوئے یہ کہا:

خذي هذا و قولي لزوجك، هذا اجرة عملك لله تعالى يوم الجمعة فان العمل القليل في هذا اليوم كثير عند الله اجره.

تو اس کو لے لے اور اپنے شوہر سے کہنا کہ یہ تیرے جمعہ والے دن اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنے کی اجرت ہے۔ کیونکہ جمعہ کا دن وہ ہے کہ جس میں عمل قلیل کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔

جب اس نے وہ طبق لے لیا اور اس سے رومال کو ایک طرف کیا تو کیا دیکھتی ہے کہ اس میں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے ہیں۔

اس عورت نے ان میں سے ایک دینار کو لیا اور صراف کے پاس لے گئی۔ جب صراف نے اس کا وزن کیا تو اس کا وزن دنیا کے دینار سے کہیں زیادہ تھا بلکہ اس ایک دینار کا سونا دنیا کے دو دیناروں کے سونے کے برابر تھا۔

جب صراف نے اس دینار کے نقوش کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ دنیا کا دینار نہیں ہے۔ صراف نے خاتون سے کہا کہ یہ دینار آپ کہاں سے لائی ہیں۔ تو اس نے سارا قصہ بیان

کیا۔صراف نے کہا کہ آپ مجھ پر بھی اسلام کو پیش کریں۔اس خاتون نے صراف پر جونہی اسلام پیش کیا۔وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اس نے اسے دنیا کے سونے کے دیناروں میں سے ایک ہزار دینار دیئے۔ جب وہ شخص نماز جمعہ پڑھ چکا۔تو خالی ہاتھ گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔اس نے اپنے رومال میں تھوڑی سی مٹی رکھ لی اور اپنے دل میں کہنے لگا۔اگر بیوی نے سوال کیا کہ تو نے کیا کام کیا ہے۔تو میں کہوں گا کہ میں نے آٹے کا کام کیا ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے کھانے کی خوشبو محسوس کی۔اپنا رومال دروازے کے پاس رکھا تا کہ اسے پتہ نہ لگے پھر جو کچھ اس نے گھر کے اندر دیکھا اپنی بیوی سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے سارا قصہ بیان کیا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب کچھ ملنے کی وجہ سے سجدہ ریز ہو گیا اور رب ذوالجلال کا شکر ادا کیا۔

بیوی نے اس سے کہا کہ تو رومال میں کیا لایا ہے؟ اس شخص نے اسے کہا کہ تو اس کے بارے میں نہ پوچھ۔ جب اس نے رومال کو کھولا تو وہ مٹی نماز جمعہ کی حرمت وعزت کے صدقے سے اللہ تعالیٰ کے اذان سے آٹا بن چکی تھی۔ اس نوجوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔(ھذہ حکایۃ مختصرۃ من حدیث الاربعین)

دو رکعتوں کی فضیلت:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کے پہاڑ کی طرف گئے۔آپ نے ایک ایسی قوم دیکھی جو کوشش اور محنت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہی تھی۔ جب آپ نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کی امت کے لوگ ہیں۔ہم اس مقام پر ستر برس سے محنت اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ ہمارا لباس صبر کا لباس ہے۔زمین کی جڑی بوٹیاں ہمارا طعام ہیں۔بارش کا پانی ہمارے پینے کے لئے ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے لوگوں کی اس طرح عبادت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یا موسی لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم فیہ رکعتان خیر من ھذا کلہ فقال یا رب ای یوم ھو؟ قال یوم الجمعۃ۔

اے موسیٰ علیہ السلام میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے

ایک دن ایسا ہے کہ جس میں ان کی صرف دو رکعتیں اس سے بہتر ہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب وہ کون سا دن ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ جمعہ کا دن ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے تمنا کی کہ کاش یہ جمعہ کا دن ہمیں مل جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حضرت موسیٰ علیہ السلام

یوم السبت لک. و یوم الاحد لعیسی علیہ السلام والاثنین للخلیل ابراھیم علیہ السلام والثلاثاء لزکریا علیہ السلام والاربعاء لیحیی علیہ السلام والخمیس لآدم علیہ السلام. والجمعة لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتعجب موسی علیہ السلام من فضل ھذہ الامة.

ہفتہ کا دن آپ کے لئے ہے۔ اتوار کا دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ سوموار کا دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے۔ منگل کا دن حضرت زکریا علیہ السلام کے لئے۔ بدھ کا دن حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے۔ خمیس کا دن حضرت آدم علیہ السلام کے لئے اور جمعہ کا دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس امت کی فضیلت پر تعجب فرمانے لگے۔ (زبدۃ الواعظین)

تمام دنوں کا سردار:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کی ہتھیلی مبارک میں سفید قسم کا آئینہ تھا اور انہوں نے عرض کیا کہ یہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ آپ کا رب اس کو آپ پر پیش کرتا ہے تاکہ یہ آپ کے لئے عید بن جائے اور آپ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد آپ کی امت کے لئے عید بنے۔ اس آئینہ کے درمیان میں ایک نقطہ تھا۔ حضور فرماتے ہیں: میں نے کہا کہ یہ نقطہ کیا ہے؟ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ چوبیس گھنٹے کے اندر ایک ساعت ہے۔ جو شخص اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے اور جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

زمین پر فرشتوں کا بھیجا جانا:

ایک حدیث پاک میں ہے۔
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ

اذا کان یوم الجمعۃ یبعث اللہ تعالی الملائکۃ علی وجہ الارض وفی ایدیھم اقلام من ذھب و قراطیس من فضۃ یقضون علی ابواب المساجد ویکتبون اسم من دخل المسجد و صلی الجمعۃ فاذا فرغوا من الصلوۃ یرجعون الی السماء فیقولون یا ربنا کتبنا اسم من دخل المسجد و صلی الجمعۃ فیقول اللہ تعالی یا ملائکتی و عزتی و جلالی انی قد غفرت لھم و ما علیھم شئی من ذنوبھم.

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ روئے زمین پر فرشتوں کو بھیجتا ہے ان کے ہاتھ میں سونے کے قلم اور چاندی کے رجسٹر ہوتے ہیں۔ مساجد کے دروازے پر آ کر وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہونے اور نماز جمعہ ادا کرنے والے کا نام لکھتے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ آسمان کی طرف واپس لوٹ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم نے مسجد میں داخل ہونے والے اور نماز جمعہ ادا کرنے والے ہر ایک شخص کا نام لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں نے ان سب کو بخش دیا۔ اب ان پر گناہوں میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔ (رونق المجالس)

جمعہ کے لئے جلدی جانے کا ثواب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص پہلی ساعت میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آیا۔ اسے اونٹ قربان کرنے کا ثواب ملے گا۔

جو شخص دوسری ساعت میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آیا۔ اسے ایک گائے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

جو تیسری گھڑی میں نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے مسجد میں حاضر ہوا۔ اسے ایک مینڈھا صدقہ کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

جو شخص چوتھی ساعت میں نماز جمعہ کی غرض سے آیا اسے ایک مرغی صدقہ کرنے سے

برابر ثواب ملے گا۔

جو پانچویں ساعت میں نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے آیا اسے ایک انڈہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

جب امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو رجسٹر لپیٹ لئے جاتے ہیں۔ قلمیں اٹھالی جاتی ہیں سب فرشتے منبر کے پاس کھڑے ہو کر امام کا خطبہ سنتے ہیں جو شخص اس کے بعد آیا تو وہ صرف نماز کا حق ادا کرنے کے لئے آیا اور جس ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعد میں آنے والا اس سے محروم رہتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی عبادت کی قبولیت کے اعتبار سے جمعہ کی نماز کے لئے جلدی آنے کے لحاظ سے ہیں۔

علماء کا فرمان ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلی جو بدعت ایجاد ہوئی' وہ تھی:

ترک البکور الیٰ الجمعة.

جمعۃ المبارک کی طرف جلدی آنے کا ترک۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ بے شک فرشتے اس بندے کے بارے میں مشتغل ہو جاتے ہیں۔ جو جمعہ کے دن اس کے وقت سے مؤخر ہو جائے اور وہ کہتے ہیں:

یا اللہ اگر وہ بندہ فقر کی وجہ سے مؤخر ہوا ہے تو اسے غنی کر دے۔ اگر مرض کی وجہ سے ہوا ہے تو اسے شفا عطا فرما۔ اگر کسی اور مصروفیت کی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہے تو اس کو اپنی عبادت کے لئے فراغت عطا فرما۔ اگر وہ کسی لھو کی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہے تو اس کے دل کو یہ توفیق عطا فرما کہ وہ تیری طاعت کی طرف متوجہ ہو۔

پہلے زمانہ میں طریقہ کار یہ تھا فجر کے بعد ہی مسجدیں لوگوں سے بھر جاتی تھیں بلکہ لوگ آنے کے لئے چراغ استعمال کرتے تھے اور عید کے دنوں کی طرح جامع مسجد میں بھیڑ ہوتی تھی یہاں تک کہ اب وہ چیز منقطع ہو چکی ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۶۷

دوزخ اور زبانیہ کا بیان

یایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة علیها ملائکة غلاظ شداد لا یعصون الله ماامرهم ویفعلون ما یؤمرون.

ترجمہ: ''اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے۔'' (سورۃ التحریم آیت ۶)

دوزخ اور زبانیہ کا بیان

آیت کی تفسیر :

(یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون ۵)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں۔ جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔'' (التحریم ۶)

اپنے نفسوں اور اہل کو گناہوں کو ترک کر کے اور فرمانبرداری کر کے دوزخ کی آگ سے بچاؤ نیز اپنے اہل وعیال کے بارے میں خیر خواہی رکھو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

اھلیکم کو قوا کی واؤ پر عطف کرتے ہوئے اھلوکم پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں مخاطبین کو غلبہ دینے کی حالت پر انفسکم انفس القبیلین ہو جائے گا۔

جس آگ سے بچنے کا حکم ہے۔ وہ آگ ہے کہ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔ لکڑی کے علاوہ دوسری چیزوں سے وہ آگ بھڑکائی جائے گی۔

اس پر ایسے فرشتے ہیں جو ہمارے حکم کے پابند ہیں اور فرشتوں سے مراد زبانیہ ہیں۔

زبانیہ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو گناہگاروں کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جائیں گے۔

غلاظ کا معنی سخت ہے یعنی وہ فرشتے باتوں میں سخت اور افعال میں قوی ہیں

یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خلق کے اعتبار سے سخت ہیں اور افعال شدیدہ پر قوی ہیں۔

جتنے ان کے افعال گزر چکے ہیں ان میں انہوں نے کوئی نافرمانی نہیں کی اور آئندہ بھی انہیں جو حکم دیا جائے گا وہ اسے کر گزریں گے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ (ویفعلون ما یؤمرون) کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے اوامر کو قبول کرنے اور ان کو لازم کرنے سے رکتے نہیں ہیں بلکہ جس چیز کے بھی کرنے کا انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو ادا کرتے ہیں۔ (قاضی بیضاوی)

تفسیری نکات:

آیت کریمہ لفظ الناس سے مراد کفار ہیں۔

الحجارۃ سے مراد وہ جاہل ہیں جو نصیحت کو قبول نہیں کرتے۔

حجارۃ خلاف قیاس حجر کی جمع ہے اور اس بارے میں قیاس تو یہ ہے کہ حجر کی جمع احجار ہو۔ جس طرح کہ شجر کی جمع اشجار ہے۔ (تفسیر نسفی)

بعض مفسرین نے فرمایا کہ حجارۃ سے مراد وہ بت ہیں جن کو لوگ پتھروں اور درختوں سے بنا کر ان کی عبادت کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم ط انتم لھا واردون ٥)

"بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو۔ سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔" (الانبیاء ۹۸)

ان چیزوں کو عذاب کا سبب اس لئے بنایا گیا تا کہ بتوں والوں کے نزدیک یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ چیزیں عبادت کے لائق نہیں ہیں تا کہ وہ ان کی ذات اور اہانت کو دیکھ لیں جبکہ کافروں نے بتوں کی عزت اور عظمت کا اعتقاد رکھا ہوا ہے۔

بتوں کو دوزخ میں داخل کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کو عذاب ہوگا نہ کہ بتوں کو کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے خود اس چیز کو عذاب نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ط ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون ٥)

"جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔" (التوبۃ ۳۵)

مالوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تا کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب دیا جا سکے۔ عذاب مال والوں کو ہوگا نہ کہ مال کو۔ (تفسیر نسفی)

درود شریف کی وجہ سے پہچان:

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیردون علی حوضی یوم القیامة ما اعرفهم الا بکثرة صلوتهم علی۔

قیامت کے دن میرے حوض پر کئی ایسی قومیں آئیں گی جن کو میں صرف اپنی ذات پر بکثرت درود شریف پڑھنے کی وجہ سے جانتا ہوں گا۔ (شفا شریف)

سعادت و شفاعت کا درخت:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

جب بندہ خشیت الٰہی کی وجہ سے روتا ہے تو اس کی دونوں آنکھوں سے جو آنسو نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ ان آنسوؤں سے ایک درخت پیدا کرتا ہے۔ جسے شجرۃ السادۃ (سعادت کا درخت) کہا جاتا ہے جب اس درخت پر خوف اور حزن کی ہوا چلتی ہے تو اس سے ایک آواز وا محمداہ کی سنائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آواز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور میں آپ پر لوٹا دیتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کی وجہ سے جو گریہ زاری فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی چشمان مبارک سے نکلنے والے آنسو سے ایک درخت پیدا فرماتا ہے جسے شجرۃ الشفاعۃ (شفاعت کا درخت) کہا جاتا ہے۔ جب اس درخت پر نبوت و رسالت کی ہوا چلتی ہے تو اس سے وا امتاہ کی آواز نکلتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس آواز کو آسمانوں پر پہنچا دیتا ہے اس آواز کو فرشتے سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں، روتے ہیں، آہ و زاری کرتے ہیں اور وہ فرشتے وا امة محمداہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے رونے اور آہ و زاری کو سنتا ہے تو فرماتا ہے:

یا ملائکتی ما یبکیکم؟ اے میرے فرشتو تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟

وہ فرشتے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں:

ربنا انت اعلم ببکائنا و تضرعنا لامة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

اے ہمارے رب! تو سب سے زیادہ جانتا ہے کہ ہمارا رونا اور آہ و زاری کرنا صرف اور صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

یا ملائکتی اشهدوا انی قد غفرت لمن بکی من خشیتی من امة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

اے میرے فرشتو تم گواہ ہو جاؤ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے جو شخص میری خشیت کی وجہ سے روئے۔ تحقیق میں نے اس کو بخش دیا۔ (حیات القلوب)

حکایت : حضرت زکریا علیہ السلام جب وعظ و نصیحت کرنے کے لئے بیٹھتے تو وہ پہلے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھ لیتے جب آپ کو آپ کے صاحبزادے حضرت یحییٰ علیہ السلام نظر نہ آتے تو پھر آپ عذاب والی آیات کا ذکر کرتے اور جب آپ اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھ لیتے۔ تو ان پر شفقت اور مہربانی کرتے ہوئے عذاب پر مشتمل آیات کا ذکر نہ کرتے۔ کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام دوزخ کا ذکر بھی نہیں سن سکتے تھے۔

ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام وعظ و نصیحت کرنے کے لئے بیٹھے تو آپ نے پوری قوم کو دیکھ لیا لیکن لوگوں کی کثرت ہونے کی وجہ سے آپ اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے جبکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے کوٹ کے ساتھ اپنا سر لپیٹے ہوئے لوگوں کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے عذاب پر مشتمل آیات کا ذکر کیا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ذکر فرمایا کہ دوزخ میں سکران نامی ایک پہاڑ ہے اور اس کی بنیادوں میں غضبان نامی وادی ہے۔ جس کو رحمٰن کے غضب سے پیدا کیا گیا ہے اور اس وادی میں آگ کے گہرے کنوئیں ہیں جن میں سے ہر ایک کنوئیں کی گہرائی دو سو سال کی مسافت کے برابر ہے اور ان کنوؤں میں آگ کے بنے ہوئے توابیت ہیں اور ان توابیت میں بیڑیاں اور زنجیریں ہیں۔

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ سب کچھ سنا تو آپ جلدی سے کھڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے۔ آہ من السکران آہ من الغضبان۔

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ اٹھے اور اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قدموں کے نشان پر چلتے ہوئے باہر تشریف لے گئے لیکن ان دونوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نہ پایا۔ ان دونوں نے ایک چرواہے کو دیکھا اور اس سے کہا : کیا تو نے اس اس طرح کا نوجوان دیکھا ہے؟

چرواہے نے کہا کہ شاید آپ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تلاش کر رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ ''ہاں''

چرواہے نے کہا کہ میں اسے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہوں اور وہ یہ کہہ رہے تھے:

لا اطعم طعاما ولا اشرب شرابا حتی اعلم أمنزلی فی الجنة ام فی النار؟

میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ میں کچھ پیوں گا جب تک کہ مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ کیا میرا ٹھکانہ جنت میں ہے یا دوزخ میں؟

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ واقعی یہی آواز لگا رہے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ سے کہا کہ اے میرے بیٹے میں تجھے اپنے اس حق کا واسطہ دیتی ہوں کہ میں نے تجھے اتنا عرصہ تک اپنے پیٹ میں رکھا اور اتنا عرصہ اپنی چھاتی سے تجھے دودھ پلایا۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمارے ساتھ گھر کی طرف چلیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام ان کی طرف آئے اور اپنے والدین کے ساتھ گھر کی طرف چل پڑے۔ آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ ایک حاجت ہے وہ یہ کہ آپ اپنا یہ کوٹ اتار کر یہ جبہ پہن لیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس طرح کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے اپنے بیٹے کے لئے مسور کی دال کا شوربہ پکایا۔ آپ نے اسے کھایا' اسی دوران آپ کو نیند آ رہی تھی۔ چنانچہ آپ سو گئے۔ نیند کی حالت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہ ندا دی گئی۔ اے یحییٰ علیہ السلام آپ نے میرے دار سے بہتر دار پا لیا ہے اور میرے جوار سے بہتر جوار پا لیا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام پریشانی کی حالت میں روتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میرا کوٹ مجھے واپس کر دو اور تم اپنا جبہ مجھ سے لے لو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ بیشک تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے بیٹے کو چھوڑ دو تاکہ وہ اپنے لئے جو چاہے عمل کرے تاکہ وہ دوزخ سے نجات حاصل کریں۔ جب ان کی عبادت بہت بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بے شک میں نے تم پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا ہے پھر ان کے دل مطمئن ہو گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مزید اضافہ کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

فاستجبنا له ووهبنا له يحيى واصلحنا له زوجه ط انهم كانوا

يسارعون في الخيرات ويدعوننا رغبا ورهباط وكانوا لنا خاشعين ٥

''تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کے لئے اس کی بی بی سنواری۔ بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔'' (الانبیاء ۹۰)(ذخیرۃ العابدین)

دوزخ کی آگ کی تھوڑی سی مقدار:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو دوزخ کے خازن مالک کے پاس بھیجا کہ ان سے ایک کھجور کی مقدار آگ لا کر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو دیں تاکہ وہ اس کے ساتھ کھانا پکا سکیں۔

مالک خازن دوزخ نے کہا کہ اے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو کتنی مقدار میں آگ چاہئے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک کھجور کی مقدار۔

مالک خازن دوزخ نے کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام اگر میں آپ کو کھجور کے برابر آگ دے دوں تو اس کی گرمی کی وجہ سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں جل جائیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ چلو آدھی کھجور کے برابر دے دیں۔

مالک نے کہا کہ جتنی مقدار آپ چاہتے ہیں اگر وہ آپ کو دے دی جائے تو آسمان سے ایک قطرہ بھی نہ برسے گا اور نہ ہی زمین سے کوئی سبزہ اگے گا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ میں دوزخ کی آگ میں سے کتنی مقدار لوں؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام ایک ذرہ کی مقدار آگ لے لیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے ایک ذرہ کے برابر دوزخ کی آگ لی اور اسے جنت کی ستر نہروں میں ستر مرتبہ دھویا پھر اسے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس لائے۔ آپ نے اسے ایک بلند و بالا پہاڑ پر رکھا۔ اس کے رکھنے سے وہ پہاڑ پگھل گیا اور دوزخ کی آگ کا ذرہ اپنی جگہ میں چلا گیا جبکہ اس کا دھواں آج تک پہاڑوں میں موجود ہے۔ یہ دنیا کی آگ جو ہے اس ذرے کے دھواں کی ہے۔ اے بھائیو عبرت حاصل کرو۔ (دقائق الاخبار)

دوزخ کا ہلکا ترین عذاب:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اھون اھل النار عذابا ان یعذب الرجل وله نعلان من النار یغلی منهما دماغه کانه مرجل علی جمرة یشتمل منه لهب النار و یخرج جشاء بطنه من قدمیه وانه لیری انه من اشد اهل النار عذابا وهو من اهون اهل النار۔

دوزخیوں میں سے جس شخص کو ہلکا ترین عذاب ہو گا۔ وہ یہ ہے کہ آدمی کو عذاب دیا جائے گا۔ اس چیز کا کہ اسے دوزخ کی آگ کے جوتے پہنا دیئے جائیں گے۔ جن سے اس آدمی کا دماغ کھول رہا ہو گا گویا کہ جس طرح آگ کے اوپر دیگ رکھی ہوئی ہو۔ اس سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے اس کے پیٹ کی انتڑیاں اس کے دونوں قدموں سے نکلیں گی اور یوں محسوس ہو گا کہ اسے سخت ترین عذاب ہو رہا ہے حالانکہ عذاب کے لحاظ سے یہ ہلکا ترین عذاب ہو گا۔ (دقائق الاخبار)

آیت عذاب کا اثر:

حضرت منصور ابن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک تاریک رات میں کوفہ کی گلیوں میں چکر لگا رہا تھا۔ ایک گلی کے گھروں میں سے ایک گھر سے میں نے یہ آواز سنی۔ کہنے والا یہ کہہ رہا تھا:

الهی بعزتک و جلالک لا تنظر الی معصیتی واغفر ذنبی واقبل عذری فان لم تقبل عذری فکیف یکون حالی۔

یا اللہ تجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم تو میری خطاؤں کی طرف نہ دیکھ تو میرے گناہوں کو بخش دے میرا عذر قبول فرما اگر تو نے میرا عذر قبول نہ فرمایا تو میرا حال کیسے ہو گا؟

منصور بن عمار کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ آواز سنی تو میں نے اس آیت کو پڑھا:

(یایها الذین آمنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم ۶)

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ایک آواز اور سخت قسم کی حرکت سنی۔ پھر وہ حرکت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے زندگی آثار میں سے کوئی چیز نہ سنی۔ میں وہاں سے چلا گیا۔

جب صبح ہوئی تو میں اس راستہ کی طرف پلٹا' جہاں سے میں گیا تھا۔ ایک مکان میں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ مرنے والے کی ماں ایک بوڑھی عورت بھی رو رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

لا یجازی اللہ قاتل ا نبی خیرا وھو من تلا آیۃ العذاب وھو قائم یصلی فی المحراب فلما سمعھالم یتحمل قلبہ حتی صاح وخرمیتا.

اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کے قاتل کو جزائے خیر نہ دے۔ وہ وہ شخص ہے کہ جس نے آیت عذاب کو پڑھا جبکہ میرا بیٹا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے آیت عذاب کو سنا تو اس کا دل برداشت نہ کر سکا یہاں تک کہ اس نے چیخ ماری اور فوت ہونے کے بعد گر گیا۔

منصور ابن عمار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس خاتون کی یہ بات سنی اور میں ہی اس واقعہ کا سبب تھا۔ جب رات ہوئی تو اس رات میں نے مرنے والے کو دیکھا کہ وہ بلند مقام پر فائز ہے۔ میں نے اس سے کہا:

(**ما فعل اللہ بک؟**) اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

اس شخص نے جواب دیا:

(**فعل اللہ بی ما فعل بشھداء احد و بدر**) اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وہی معاملہ کیا جو اس نے شہداء احد اور شہداء بدر کے ساتھ کیا تھا۔

منصور ابن عمار کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ کیسے؟

اس نے جواباً کہا:

لانھم قتلوا بسیف الکفار وانا قتلت بسیف الملک الغفار.

اس لئے کہ شہداء احد و بدر تو کفار کی تلوار سے شہید کئے گئے جبکہ میں بخشنے والے بادشاہ کی تلوار سے قتل کیا گیا۔ (مشکاۃ الانوار)

دوزخ کی مخلوق :

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان فی النار حیات و عقارب مثل اعناق الابل فتلسع احدکم لسعة یجد حرارتها اربعین خریفا.

بے شک دوزخ میں اونٹ کی گردن کی طرح سانپ اور بچھو ہیں۔ جب وہ تم میں سے کسی ایک کو ڈسیں گے تو وہ شخص چالیس سال تک اس کی حرارت کو محسوس کرے گا۔

(دقائق الاخبار)

حکایت : ایک بزرگ نہر کے کنارے چل رہے تھے کہ آپ نے ایک بچے کو نہر کے پانی سے وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ جو اس حال میں رو رہا تھا۔ بزرگ نے کہا کہ اے بچہ تجھے کس چیز نے رلایا؟ بچے نے کہا کہ میں نے قرآن مجید کو پڑھا یہاں تک کہ دوران تلاوت یہ آیت کریمہ آ گئی:

(یایها الذین آمنوا قوا انفسکم و اهلیکم نارا)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم ٦)

بچے نے کہا کہ میں یہ آیت کریمہ پڑھ کر خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے نہ آگ میں ڈال دے۔

بزرگ نے کہا کہ اے بچے تو معصوم ہے تو خوف نہ کر یقیناً تو آگ کا مستحق نہیں ہو گا۔

بچے نے عرض کیا: اے بزرگ آپ تو عقلمند ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جب لوگ اپنی ضرورت کے لئے دنیا کی آگ جلاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ چھوٹی لکڑیاں رکھتے ہیں پھر بڑی لکڑیاں رکھتے ہیں۔ بزرگ زاروقطار رونے لگا اور فرمایا کہ بچہ ہم سے دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ خوف رکھتا ہے۔ پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہو گا؟

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے عقل والو عبرت حاصل کرو۔

اے انسان تو روتا کیوں نہیں ہے؟ حالانکہ تیرا نفس آگ کے پاس بطور رہن رکھا ہوا

ہے، موت تیرے کندھوں پر سوار ہے، قبر تیری منزل ہے، قیامت تیرا موقف ہے، دشمن قوی ہیں، قاضی جبار ہے، منادی جبرئیل علیہ السلام ہیں، قید خانہ جہنم ہیں، دوزخ کے داروغ زبانیہ ہیں۔

تیری حالت یہ ہے کہ تو سورج کی تپش کو برداشت نہیں کر سکتا، تو تو سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے پر کیسے صبر کرے گا؟ (جامع الجوامع)

دوزخ کی گہرائی:

ایک روایت میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے ایک آواز سنی۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیا آواز ہے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آواز ایک پتھر کے گرنے کی ہے جس کو ستر برس سے دوزخ کی گہرائی میں گرایا جا رہا تھا تو اب وہ جہنم کی گہرائی میں پہنچا ہے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

کنامع الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسمعنا صوتا مع الھیبۃ والشدۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : اتدرون ما ھذا؟ قلنا اللہ ورسولہ اعلم. قال ھذا حجر ارسل فی جھنم منذ سبعین عاما والآن انتھی الی قعرھا.

ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم نے ایک ہیبت اور شدت سے بھرپور آواز کو سنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس قسم کی آواز ہے؟ ہم نے جواباً عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک پتھر کی آواز ہے جس کو جہنم میں ستر برس سے گرایا جا رہا تھا تو وہ ابھی جہنم کی گہرائی میں پہنچا ہے۔

(زبدۃ الواعظین)

تھوڑی سی لاپرواہی:

ایک عابد نے کافی مدت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ دنوں میں سے ایک دن اس نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اپنے سر اور ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھایا اور عرض کیا: اے میرے رب تو میری اس عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ رحمٰن کی جانب سے ایک منادی نے ندا دی۔ اے ملعون مت بول۔ تیری عبادت مردود ہے۔ عابد نے کہا کہ اے میرے رب کس وجہ سے؟

منادی نے کہا کہ تیری بیوی نے میرے حکم کے خلاف ایک کام کیا اور تو ایسی اپنی بیوی سے راضی ہے۔

عابد گھر آیا اور اپنی بیوی سے اسی حالت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ میں لہو ولعب کی مجلس میں گئی اور میں نے وہاں جا کر لہو ولعب کی باتیں سنی ہیں اور نماز کو میں نے چھوڑ دیا۔

عابد نے کہا کہ تجھے میری طرف سے آزادی ہے، میں تجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبول نہیں کروں گا۔

عابد نے اپنی بیوی کو آزاد کیا۔ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنے سر اور ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھایا اور عرض کیا: یا اللہ میری اس عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اب ندا دی گئی کہ تحقیق میں نے تیری اطاعت کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ (عیون)

ریاکار قاری:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تعوذوا باللہ من جب الحزن قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ماجب الحزن؟ قال واد فی جہنم تتعوذ جہنم منہ کل یوم سبعین مرۃ اعدہ اللہ تعالیٰ للقراء المرائین.

غم کے کنواں سے پناہ مانگو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ غم کا کنواں کیا ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم ہر دن میں ستر مرتبہ پناہ طلب کرتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ریاکار قاریوں کے لئے

تیار کیا ہے۔(زبدۃ الواعظین)

مالک خازن دوخ اور اس کے کارندے:

حضرت منصور ابن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مالک جو جہنم کا خازن ہے' دوزخیوں کی تعداد کے برابر اس کے ہاتھ ہیں۔اس کے ہر پاؤں کے ساتھ ایک ہاتھ ہے جس کے ساتھ وہ اٹھاتا' بٹھاتا اور زنجیروں کو باندھتا ہے جب وہ جہنم کی طرف دیکھتا ہے تو بعض تو اس مالک کے خوف سے کھائے جاتے ہیں۔

بسم اللہ شریف کے حروف انیس ہیں اور زبانیہ کی تعداد بھی اسی طرح ہے (یعنی انیس) ان میں سے ایک مالک خازن نار اور باقی اٹھارہ بھی اس کی مثل ہیں۔

زبانیہ کا معنی: زبانیہ ان فرشتوں کو کہتے ہیں جو گناہگاروں کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جائیں گے۔(مصباح اللغات ۳۳۱)

ان فرشتوں کو زبانیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں کے ساتھ بھی اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک اپنے ایک ہاتھ کے ساتھ دس ہزار کافروں کو پکڑ لے گا اور دس ہزار کفار کو دوسرے ہاتھ کے ساتھ۔ دس ہزار کافر اپنے ایک پاؤں کے ساتھ اور اسی طرح دس ہزار کافر اپنے دوسرے پاؤں کے ساتھ پکڑ لے گا۔ چنانچہ وہ ایک ہی دفعہ چالیس ہزار کافروں کو عذاب دے گا۔ اس سے اندازہ کریں کہ وہ کتنی قوت اور شدت والے ہیں۔

ان انیس فرشتوں کے ماتحت بے شمار فرشتے ہیں جن کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ان کی آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح' ان کے دانت گائے کے سینگوں کی سفیدی کی طرح' ان کے ہونٹ ان کے پاؤں تک لٹکے ہوئے ہیں' ان کے منہ سے دوزخ کی آگ کے شعلے نکلتے ہیں' ان کے ایک کندھے سے دوسرے کندھے کا فاصلہ ایک سال کی مسافت کے برابر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہربانی اور نرمی کو ذرہ برابر بھی پیدا نہیں کیا۔

ان میں سے ہر ایک جہنم کے سمندر میں چالیس سال اپنے آپ کو جھکائے رکھتا ہے لیکن دوزخ کی آگ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس لئے کہ ان کے نور کی گرمی دوزخ کی آگ کی گرمی سے زیادہ ہے۔

نعوذ باللہ من النار. ہم دوزخ کی آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

دوزخ میں ڈالنے کا حکم:

مالک خازن جہنم زبانیہ سے کہتا ہے کہ ان دوزخیوں کو جہنم میں گرا دو۔تو وہ ان سب لوگوں کو دوزخ میں گرا دیتے ہیں۔ جب انہیں دوزخ میں ڈالا جاتا ہے تو سب اجتماعی طور پر لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔

مالک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش عظیم کے رب نے شاید اس لئے مجھے ان کو ڈالنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرشتے ان کو پکڑ لیں گے۔

ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جن کو ان کے قدموں سے پکڑا جائے گا۔ ان میں سے بعض کو گھٹنوں سے پکڑا جائے گا۔ ان میں سے بعض کو پیٹھ سے پکڑا جائے گا۔ ان میں سے بعض کو ان کے حلق سے پکڑا جائے گا۔ جب آگ ان کے چہروں کو گھیرنے لگے گی تو مالک کہے گا:

اے آگ ان کے چہروں کو نہ جلا کیونکہ انہوں نے عرصہ دراز تک رحمان کے لئے سجدہ کیا تھا اور ان کے دلوں کو نہ جلا کیونکہ کافی عرصہ تک انہوں نے ماہ رمضان کی شدت کی وجہ سے پیاس کو برداشت کیا تھا۔ (دقائق الاخبار)

جلسہ نمبر ۶۸

توبہ کا بیان

یـایهـا الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا عسٰی ربکم ان یـکـفـر عـنـکم سیئاٰتکم ویدخلکم جنت تجری من تـحتها الانهـار یـوم لا یـخـزی الله الـنـبـی والـذین امنوا معه نورهم یسعـی بیـن ایـدیهـم و بـایمانهم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شئی قدیر.

ترجمہ : ''اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے آگے اور ان کے داہنے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔'' (سورۃ التحریم آیت ۸)

توبہ کا بیان

آیت کی تفسیر:

(یایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا ط عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر)

''اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔''

توبۃ کی صفت نصوحا ذکر فرمائی۔ یعنی ایسی توبہ جو خیر خواہی تک پہنچانے والی ہو اور یہ توبہ کرنے والے کی صفت ہے کیونکہ تائب توبہ کر کے اپنی ذات کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہے۔ مبالغۃ بطور اسناد مجازی کے اس کے ساتھ موصوف کہا گیا۔ یا یہ نصاحۃ ہے۔ اس کا معنی ہوتا ہے الخیاطۃ سی دینا گویا کہ توبہ اس چیز کو سی دیتی ہے جس کو گناہ نے پھاڑ دیا تھا۔

اس آیت مقدسہ میں امید والے کلمات ذکر فرمائے گئے کیونکہ بادشاہوں کی یہی عادت ہوتی ہے اور یہ بتانے کے لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ باقی توبہ اس چیز کو واجب کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے بندے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ خوف اور امید کے درمیان اپنے آپ کو رکھے۔

(یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شئی قدیر O)

''جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا۔ ان کے آگے اور ان کے داہنے۔ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔'' (التحریم ۸)

نحوی تحقیق :

(یوم لا یخزی) یہ ید خلکم کا مفعول فیہ ہے۔ والذین آمنوا کا عطف کلمہ نبی پر۔ ایمان والوں کی تعریف کرنے کے لحاظ سے یا یہ تعریض ہے ان لوگوں کے لئے جو مومنین کا مقابلہ کریں۔

والذین آمنوا الخ کے بارے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر نورھم یسعی الخ ہے۔

بین ایدیھم کا معنی ہے راستہ۔ جب منافقین کا نور بجھ جائے گا تو پھر وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے نور کو مکمل فرما۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کے نور کا تفاوت ان کے اعمال کے لحاظ سے ہوگا تو وہ اپنے نور کے اتمام کا سوال کریں گے۔ رب ذوالجلال کا فضل مانگتے ہوئے۔

(قاضی بیضاوی)

تفسیری نکات :

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ التوبۃ النصوح سے مراد وہ توبہ ہے کہ ایک گناہگار شخص اپنے گزشتہ گناہوں پر ندامت کا اظہار کرے۔ فوراً گناہ کو ترک کردے اور اس بات کا پختہ ارادہ کرے کہ وہ آئندہ ہمیشہ ہمیشہ گناہ نہیں کرے گا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

(انما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فاولئك يتوب الله عليهم و كان الله عليما حكيما ○)

''وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے۔ وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں۔ ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔'' (النساء ۱۷)

مفسرین فرماتے ہیں۔ توبہ کا معنی ہے ممنوعات سے رجوع۔

علی اللہ میں علی وجوب کے لئے نہیں۔ جیسا کہ معتزلہ نے کہا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں بلکہ یہاں علی عند کے معنی میں ہے۔

یعملون السوء میں السوء کا معنی معصیت ہے۔

جلدی توبہ کرتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ موت کی سکرات لگنے سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں یعنی قریب کے زمانہ میں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کی توبہ کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

جیسا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(التائب من الذنب کمن لا ذنب له) گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس پر کوئی گناہ نہ ہو۔

(و کان اللہ علیما حکیما) مفسرین فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو جاننے والا ہے ان کی توبہ کو قبول کرنے کا حکم فرمانے والا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ یقبل التوبة من العبد ما لم یغرغر قبل توبته.

بے شک اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک کہ اس کی توبہ سے پہلے سکرات نہ لگی ہو۔ (مصابیح)

الغرغرة کا معنی ہے۔ حلق میں روح کا متردد ہونا۔ موت کی نزدیکی قبولیت توبہ سے مانع نہیں۔ جب تک کہ وہ آخرت کو دیکھ نہ لے اور اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسوفین اور منافقین کی توبہ کو قبول نہیں کرتا۔ جس طرح کہ ناامیدی کی حالت میں کافروں کے ایمان کو قبول نہیں کرتا جس طرح کہ فرعون کا ایمان جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الئن ولا الذین یموتون وهم کفار اولئک اعتدنا لهم عذابا الیما ٥)

''اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا۔'' (النساء ۱۸)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ قبول نہیں فرماتا کہ جو شرک کے علاوہ گناہ پر اصرار کرنے والا ہو۔

اذا حضر احدهم الموت اس کا مطلب یہ ہے کہ موت کی علامات کے علاوہ سکرات موت میں واقع ہو کیونکہ توبہ اس وقت قبول ہوتی ہے جب موت کی علامات ہوں

کیونکہ اس حالت میں آخرت کے حالات کا معائنہ نہیں ہوتا۔

جب ایک شخص مرنے لگتا ہے تو اس وقت کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔ یہ تو ناامیدی کی حالت ہے نا کہ اختیاری۔ اس طرح ان لوگوں کا ایمان بھی قابل قبول نہیں۔ جو کفر کی حالت میں مر گئے جس طرح کہ ان کا ایمان قبر میں جانے اور وہاں سے اٹھنے کے بعد قابل قبول نہیں بلکہ انہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

صاحب تفسیر کشاف نے کہا کہ یہ آیت کریمہ موت کے آنے کے وقت تک توبہ کو مؤخر کرنے والوں اور کفر پر مر جانے والوں کے درمیان برابر ہے۔ اس بات میں کہ ان لوگوں کی کوئی توبہ نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هلك المسوفون. عنقریب کہنے والے ہلاک ہو گئے۔

المسوف سے مراد وہ شخص ہے کہ جو کہے کہ میں عنقریب توبہ کروں گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (**بل يريد الانسان ليفجر امامه ۵**)

''بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بدی کرے۔'' (القیامہ ۵)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان گناہ کرے اور توبہ کرنے کو مؤخر کرے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اذا تاب المؤمن كتب الله تعالى له بكل يوم مرفى فقه عبادة سنة واعطاه ثواب شهيد و يتوج يوم القيامة بالف تاج و فتح له في قبره باب الى الجنة و يقوم يوم القيامة ملك عن يمينه و ملك عن شماله و ملك من بين يديه و ملك من خلفه يبشرونه بالجنة.

جب ایک مومن اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فسق و فجور کے اندر گزرے ہوئے ہر دن کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور اسے شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

ایسے شخص کو بروز قیامت ایک ہزار تاج پہنایا جائے گا اس کی قبر میں اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھولا جائے گا قیامت کے دن ایک فرشتہ اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ بائیں جانب ایک فرشتہ اس کے آگے اور ایک فرشتہ اس کے پیچھے ہوگا۔ یہ سب

فرشتے اس آدمی کو جنت کی بشارت دیں گے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا مات شاب تائب یرفع اللہ العذاب عن مقابر المسلمین اربعین عاما لکرامتہ علی اللہ.

جب کوئی نوجوان توبہ کرتے ہوئے مر جائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی جو عزت وکرامت ہے اس کے سبب سے رب ذوالجلال مسلمانوں کے قبرستان سے چالیس سال تک عذاب اٹھالیتا ہے۔ (خالصہ)

بروز جمعہ سو مرتبہ درود پڑھنا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صلی علی یوم الجمعۃ مائۃ مرۃ جاء یوم القیامۃ ومعہ نور لوقسم ذلک النور بین الخلائق کلہم لو سعہم.

جو شخص مجھ پر جمعۃ المبارک کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ نور ہوگا۔ اگر اس نور کو تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان سے وسیع ہو جائے۔ (زبدۃ الواعظین)

توبہ کے لئے آٹھ چیزیں:

حدیث پاک میں ہے:

التوبۃ علی الذنب کالصابون علی الثوب.

گناہ پر توبہ اس طرح ہے جس طرح کپڑے کے اوپر صابن ہو۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ توبہ کا قبول ہونا ان آٹھ چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔

۱۔ گناہ کی وجہ سے جو کچھ گزر چکا' اس پر ندامت۔

۲۔ فرائض کو ادا کرنا۔

۳۔ مظلوم کا حق لوٹا دینا۔

۴۔ دشمنوں سے رہائی طلب کرنا۔

۵۔ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔

۶- نفس کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تربیت کرنا جس طرح کہ انسان گناہ کو اس میں پروان چڑھاتا ہے۔

۷- نفس کو اطاعت کی کڑواہٹ چکھانا جس طرح کہ اسے گناہ کی حلاوت چکھائی۔

۸- ماکولات ومشروبات کی اصلاح کرنا۔ (موعظہ)

تائب کون:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أتدرون ما التائب؟ کیا تم جانتے ہو تائب کون ہے؟

قلنا الله و رسوله اعلم. صحابہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من تاب ولم يتعلم العلم فليس بتائب.

ومن تاب ولم يزد في العبادة فليس بتائب.

ومن تاب ولم يرض الخصماء فليس بتائب.

ومن تاب ولم يغير لباسه و زينته فليس بتائب.

ومن تاب ولم يبدل اصحابه فليس بتائب.

ومن تاب ولم يغير خلقه فليس بتائب.

ومن تاب ولم يطو فراشه وبساطه فليس بتائب.

ومن تاب ولم يتصدق اى ولم يتصدق بفضل ما في يده فليس بتائب.

فاذا استبان من العبد هذه الخصال فهو تائب حقا.

جس نے توبہ کی اور علم نہیں سیکھا وہ توبہ کرنے والا نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور اس نے عبادت میں اضافہ نہ کیا وہ تائب نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور دشمن کو راضی نہیں کیا وہ توبہ کرنے والا نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور اپنے لباس اور زینت کو تبدیل نہ کیا وہ تائب نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور اپنے برے ساتھیوں کو تبدیل نہ کیا وہ تائب نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور اپنی بری عادات کو تبدیل نہ کیا وہ تائب نہیں۔
اور جس نے توبہ کی اور اپنا لباس وفرش نہ لپیٹا وہ تائب نہیں۔
اور جس نے توبہ کی لیکن صدقہ نہیں کیا یعنی جو زائد مال اس کے ہاتھ میں ہے اسے صدقہ نہ کیا وہ بھی توبہ کرنے والا نہیں۔
فرمایا کہ جب ایک بندے پر یہ خصلتیں ظاہر ہو جائیں تو وہ سچی توبہ کرنے والا ہے۔

مخلص توبہ کرنے والا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا قال العبد انی اخاف من الله ولم يكف عن الذنوب فهو كذاب عند الله غير تائب.

واذا قال العبد انی اشتاق الى الجنة ولم يعمل لها فهو كذاب غير تائب

واذا قال العبد انی احب النبی علیه الصلوٰة والسلام من غير اتباع السنة فهو كذاب غير تائب.

واذا قال العبد انی اشتاق الى معانقة الحور ولم يقدم لها مهرا فهو كذاب غير تائب.

فان التائب حبيب الله و حبيب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

جب ایک بندہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ اپنے آپ کو گناہوں سے نہ روکے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا ہے اور توبہ کرنے والا نہیں ہے۔
جب ایک بندہ کہے کہ میں جنت کا مشتاق ہوں اور اس کے لئے عمل نہ کرے تو وہ جھوٹا غیر تائب ہے۔
جب بندہ سنت کی پیروی کرنے کے بغیر کہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں تو وہ جھوٹا توبہ کرنے والا نہیں ہے۔
اور جب بندہ کہے کہ میں حور کے ساتھ معانقہ کرنے کا اشتیاق رکھتا ہوں لیکن حور کا حق مہر آگے نہ بھیجے تو وہ جھوٹا توبہ کرنے والا نہیں ہے۔

اس لئے کہ توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین ٥) "بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (البقرہ ۲۲۲) (زبدۃ الواعظین)

کریم کا معاف کرنا:

ایک روایت میں ہے:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک دن فرمایا:

یا کریم العفو. اے معاف کرنے والے کریم۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

أتدری ما کرم عفوہ؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ معاف کرنے والے کا کرم کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا:

اذا عفا عن عبدلم یرض بذلک حتی یبدل سیئاتہ حسنات.

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو معاف کرتا ہے تو وہ اس سے اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل نہ کر دے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات ط و کان اللہ غفورا رحیما ٥)

"مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (الفرقان ٧٠)

حکایت: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوقات میں سے کسی وقت میں مدینہ طیبہ کی گلی میں سے گزر رہے تھے۔ آپ کے سامنے ایک ایسا نوجوان آ گیا جس نے اپنے کپڑے کے نیچے کوئی چیز اٹھائی ہوئی تھی۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا:

ایھا الشاب ما الذی تحمل تحت ثیابک؟

اے نوجوان یہ کیا ہے جو تو نے اپنے کپڑے کے نیچے اٹھا رکھا ہے؟

اس نوجوان نے شراب اٹھا رکھی تھی۔ لیکن اس نوجوان کو حیا آئی کہ وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہے کہ یہ شراب ہے۔ نوجوان نے اپنے دل میں کہا:

الھی ان لم تخجلنی عند عمر رضی اللہ تعالی عنہ ولم تفضحنی و سترتنی عندہ فلا اشربُ الخمر ابدا.

یا اللہ اگر تو مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ کرے اور اس کے سامنے میرا پردہ رکھ لے (تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں) کہ میں کبھی بھی شراب نہیں پیوں گا۔

نوجوان نے کہا: یا امیر المؤمنین الذی احملہ خل.

اے امیر المؤمنین جو چیز میں نے اٹھا رکھی ہے' یہ سرکہ ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ارنی حتی اراہ. فکشفھا بین یدیہ فرآھا عمر وقد صارت خلا نقیعا.

مجھے دکھاؤ تاکہ میں دیکھوں۔ نوجوان نے ان کے سامنے اس چیز سے پردہ ہٹایا۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چیز کو دیکھا تو وہ خالص سرکہ بن چکی تھی۔

حضرت الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فاعتبروا ایھا الاخوان حیث ان مخلوقا تاب من خوف عمر وھو ایضا مخلوق' فبدل اللہ خمرہ بالخل.

فلو تاب العاصی المفلس المذنب عن الاعمال الفاسدۃ خوفا من اللہ تعالی لبدل اللہ تعالی خمر سیئاتہ بخل الطاعات لا یکون عجبًا من لطفہ و کرمہ.

اے بھائیو! عبرت حاصل کرو۔ اس طرح کہ ایک مخلوق حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف سے توبہ کرے حالانکہ وہ بھی مخلوق ہیں تو اللہ تعالیٰ نوجوان کی شراب کو سرکہ سے بدل دیتا ہے۔

پس اگر ایک مفلس گناہگار اپنے اعمال فاسدہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ

کرے تو وہ یقیناً اس گناہگار بندے کے گناہوں کی شراب کو طاعات کے سرکہ کے ساتھ تبدیل فرمادے گا اور یہ بات اس کے لطف و کرم سے کوئی عجیب تر بھی نہیں ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنت ط و کان اللہ غفورا رحیما O

"تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الفرقان ۷۰)(من اساس الدین)

گناہ کو ختم کرنے کا حیلہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آ کر عرض کیا:

اخطأت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم فما الحیلة؟

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا ہوگئی (اس کی معافی کا) کیا حیلہ ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

التوبة فان التوبة تغسل الحوبة.

(گناہ کو ختم کرنے کا حیلہ) توبہ ہے کیونکہ توبہ گناہ کو دھو ڈالتی ہے۔

(کذا فی خلاصۃ الحقائق)

رحیم و کریم رب:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ زاروقطار رو رہے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما یبکیک یا عمر رضی اللہ تعالی عنه؟	اے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟
فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه.	عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا:
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان فی الباب شابا و قد احرق فؤادی بکاہ.	یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے میں ایک نوجوان ہے جس کے رونے نے میرے دل کو جلا دیا۔

فقال علیه الصلوٰۃ والسلام ادخله حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **علی۔** اسے میرے پاس لاؤ۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور وہ شخص رو رہا تھا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس رونے کا سبب پوچھا:

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے میرے گناہوں کی کثرت نے رلا دیا اور مجھے جبار کا خوف ہے کہ وہ مجھ پر غضبناک ہوگا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تو نے شرک کیا ہے؟

اس نے جواباً عرض کیا "نہیں"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے کسی انسان کو ناحق قتل کیا ہے۔

اس نے کہا "نہیں"

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سات زمینوں اور سات آسمانوں سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گناہ ساتوں آسمانوں اور قائم پہاڑوں سے کہیں زیادہ ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تیرے گناہ کرسی سے بڑے ہیں؟

اس نے کہا: ہاں میرے گناہ اس سے عظیم ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تیرے گناہ عظیم ہیں یا عرش؟

اس نے کہا: میرے گناہ اس سے عظیم ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے گناہ بڑے ہیں یا اللہ تعالیٰ یعنی رب ذوالجلال کی رحمت اور بخشش۔

اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ عظیم وجلیل رب ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے اپنا ایک گناہ تو بتاؤ۔

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے حیا آتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ سے شرم نہ کرو بلکہ اپنا ایک گناہ مجھے بتاؤ۔

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سات برس سے کفن چرا رہا تھا یہاں تک کہ انصار کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اس کی قبر سے کفن چرایا اور میں نے اسے کفن سے باہر نکال لیا۔ مجھ پر شیطان غالب آ گیا۔ میں اس کی طرف واپس پلٹا اور اس کے ساتھ جماع کیا۔ مجھے انصار کی فوت شدہ لڑکی نے کہا :

اما تستحیی من دیوان اللہ یوم یضع کرسیه للقضاء و یاخذ حق المظلوم من الظالم و قد ترکتنی عریانة فی عسکر الموتی واوقفتنی جنبا بین یدی اللہ.

کیا تجھے اللہ تعالیٰ کی عدالت سے حیا نہیں آتا کہ جس دن اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے کے لئے اپنی کرسی رکھے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق لے گا۔ تحقیق تو نے مجھے مردوں کی جماعت میں ننگا کر کے چھوڑ دیا ہے اور تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جنابت کی حالت میں کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گناہ کو سن کر جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے ارشاد فرمایا: اے فاسق یہاں سے چلے جاؤ۔ واقعی تیرا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے۔

وہ نوجوان روتے آہ و زاری کرتے ہوئے صحرا کی طرف نکل گیا۔ سات دن تک نہ اس نے کچھ کھایا' پیا اور نہ وہ سویا۔ یہاں تک کہ اس کے جسم میں جو طاقت تھی وہ ختم ہو گئی اور ایک مقام پر وہ گر پڑا۔ اس نے سجدہ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو مٹی پر رکھا اور کہنے لگا:

یا اللہ میں تیرا گناہگار' خطا کار بندہ ہوں۔ میں تیرے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر گیا تا کہ وہ تیری بارگاہ میں میری سفارش کریں لیکن جب انہوں نے میرے عظیم گناہ کو سنا تو اپنے دروازے سے مجھے چلے جانے کا حکم فرمایا۔ آج میں یا اللہ تیرے دروازے پر آ گیا ہوں تا کہ تو اپنے حبیب کو سفارش کرے۔ اس لئے کہ تو اپنے بندوں پر بے پناہ رحم فرمانے والا ہے۔ اب میری امید صرف اور صرف تیری ذات سے وابستہ ہے۔ اگر اس طرح نہیں کرتا تو اپنی طرف سے ایک آگ بھیج اور تو ہی مجھے اپنی اس دنیا میں جلا دے۔ اس سے پہلے کہ تو مجھے اپنی آخرت میں جلائے۔

پھر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے۔

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود سلام ہے اس کی طرف سے سلام ہے اور اسی کی طرف سلام لوٹتا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے حبیب! کیا آپ نے میرے بندے کو پیدا کیا؟

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور اپنے بندے کو پیدا فرمایا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے حبیب! کیا آپ بندوں کو رزق دیتے ہیں؟

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے اور مجھے بھی رزق عطا فرماتا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کیا آپ ان کی توبہ کو قبول کرتے ہیں؟

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو آپ کی طرف بھیجا اور اس نے اپنے گناہوں میں سے صرف ایک گناہ کو آپ کے سامنے ظاہر کیا اور آپ نے صرف اس کے ایک گناہ کے سبب سے اس قدر شدید اعراض فرمایا ہے تو کل ان آنے والے گناہگاروں کا کیا حال ہوگا جو آپ کے پاس پہاڑوں کی طرح گناہ لے کر سفارش کرانے کے لئے حاضر ہوں گے۔ حالانکہ آپ میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ مومنین کے لئے رحیم بنیں، گناہگاروں کے لئے شفیع بنیں اور میرے بندہ کی لغزش کو معاف کر دیں۔ پس بے شک میں نے اپنے بندے کے گناہ کو بخش دیا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں کو اس بندہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جب اسے پا لیا تو اسے بخشش اور گناہ کے معاف ہونے کی خوشخبری سنائی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے۔

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز مغرب پڑھا رہے تھے۔ اس نماز کی حالت میں آنے

والوں نے آپ کو پایا۔ سب آنے والوں نے نماز مغرب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کی۔ آپ نے نماز کے دوران قرأت کرتے ہوئے سورہ فاتحہ شریف کے ساتھ سورۃ التکاثر کو ملایا۔ جب آپ نے قرآن کی تلاوت کی:

الھاکم التکاثر ٥ حتی زرتم المقابر ٥

''تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔''

(التکاثر ۱-۲)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت کرتے کرتے حتی زرتم المقابر پر پہنچے تو اس نوجوان نے ایک چیخ ماری اور گر پڑا۔ جب لوگوں نے نماز مکمل کی تو انہوں نے دیکھا کہ نوجوان مر چکا ہے اور دنیا چھوڑ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

(مشکوٰۃ الانوار)

جلسہ نمبر ۶۹

سعادت اور شقاوت کا بیان

كل نفس بما كسبت رهينة الا اصحب اليمين في جنت يتسائلون عن المجرمين ما سلككم في سقر قالوا لم نك من المصلين ولم نك نطعم المسكين وكنا نخوض مع الخائضين وكنا نكذب بيوم الدين حتى اتنا اليقين فما تنفعهم شفاعة الشافعين.

ترجمہ: ''ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بے ہودہ فکر والوں کے ساتھ بے ہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔''

(سورۃ المدثر آیت ۳۸ تا ۴۸)

سعادت اور شقاوت کا بیان

تفسیری نکات:

(کل نفس بما کسبت رھینة ٥ الا اصحب الیمین ٥ فی جنت یتسائلون ٥ عن المجرمین ٥ ما سلککم فی سقر ٥)

"ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر دہنی طرف والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے۔تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ ہر جان اللہ تعالیٰ کے پاس گروی ہے۔

رھینة. شیتمة کی طرح مصدر ہے اور یہ مفعول کے معنی میں ہے۔جس طرح رہن مصدر مفعول کے معنی میں ہوتا ہے۔

اگر رھینة صیغہ صفت مشبہ ہوتا تو پھر یہ رھین ذکر کیا جاتا ہے۔

اصحاب الیمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اعمال کر کے اپنی گردنوں کو آزاد کرالیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ نہیں اس سے مراد بچے ہیں۔

وہ ایسے باغات میں ہوں گے کہ جن کی صفات کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

جنات اس کی نحوی تحقیق کے بارے میں دو قول ہیں۔

۱- یہ اصحاب الیمین سے حال ہے۔

۲- یتسائلون میں جو ضمیر ہے۔اس سے حال ہے۔

یتسائلون عن المجرمین اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ دوزخی آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔

اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ مجرموں کے علاوہ دوسرے لوگ جو ہیں۔ وہ ان سے پوچھیں گے۔جس طرح کہ مخاطب کے قول توعدناہ میں۔اس کا معنی یہ ہے ہم نے اس سے وعدہ لیا یا ہم نے اس کو ڈرایا۔

(قالوا لم نک من المصلین ○ ولم نک نطعم المسکین ○ وکنا نخوض مع الخائضین ○ وکنا نکذب بیوم الدین ○ حتی اتنا الیقین○ فما تنفعهم شفاعة الشافعین ○)

''وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بے ہودہ فکر والوں کے ساتھ بے ہودہ فکر کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آئی تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔''

جب سوال کرنے والے مجرموں سے سوال کریں گے تو ان کے درمیان جو بات چیت ہوگی اور جو وہ جواب دیں گے اس کا یہاں ذکر فرمایا۔

مجرمین سائلین کو درج ذیل جواب دیں گے۔

۱- ہم نماز واجبہ کو ادا نہیں کرتے تھے۔

۲- ہم پر جن کے بارے میں خرچ کرنا واجب تھا' ہم وہ خرچ نہیں کرتے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کفار فروع کے مخاطب ہیں۔

۳- جو برائی کا کام کر رہے ہوتے تھے' ہم بھی ان کے ساتھ شروع ہو جاتے تھے۔

۴- یوم قیامت کا انکار کر کے اسے جھٹلاتے تھے۔

یہی امور قبیحہ کرتے کرتے ہمیں موت آ گئی یا اس کی نشانیاں ہم نے دیکھ لیں۔

ان لوگوں کی اگرچہ سب بھی سفارش کریں تو سفارش کرنے والوں کی سفارش قبول نہیں ہوگی۔

یوم قیامت کا ذکر اس کی تعظیم کے پیش نظر مؤخر کیا یعنی دوزخی لوگ کہیں گے کہ یہ سارے بے ہودہ کام کرنے کے باوجود ہم قیامت کے دن کی تکذیب کرتے تھے۔

(قاضی بیضاوی)

چند آیات کی تفسیر:

حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو صالح کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

اللہ یستہزئ بہم ویمدھم فی طغیانہم یعمہون۔

''اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل

دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔" (البقرہ ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے یہ دوزخیوں کے لئے فرمایا جبکہ وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے۔
تم نکلو۔ ان کے لئے دوزخ کے دروازے کھول دیئے جائیں گے پس جب وہ جہنمی ان کو کھلا ہوا دیکھیں گے تو نکلنے کا ارادہ کرتے ہوئے ان دروازوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ایمان دار لوگ جنت میں اپنے تختوں پر بیٹھ کر ان کو دیکھ رہے ہوں گے۔ جب وہ دوزخی نکلنے کے لئے دوزخ کے دروازے پر پہنچ جائیں گے تو ان کے سامنے دروازوں کو بند کر دیا جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(اللہ یستھزئ بھم) اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے۔ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)

جب دوزخیوں کے سامنے دوزخ کے دروازے بند ہو جائیں گے تو اس سے ایماندار لوگ مسکرا رہے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون ۝ علی الآرائک ینظرون ۝ ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون ۝)

"تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں۔ تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں کیونکہ کچھ بدلا ملا کافروں کو اپنے کئے کا۔" (المطففین ۳۴-۳۶)

حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمیں محمد بن بشار نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خبر دی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

(فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون ۝)

"تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں۔" (المطففین ۳۴)

کے بارے میں فرمایا کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ بے شک جنت اور دوزخ کے درمیان ایک روشندان ہے۔ پس جب ایک مومن اپنے دنیاوی دشمن کو دیکھنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اس روشندان کے بعض حصہ سے اس کو دیکھ لے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں فرمایا:

(فاطلع فراٰہ فی سواء الجحیم ۝)

"پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا۔" (الصفت ۵۵)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ اس نے جھانکا۔ پس دیکھا کہ قوم بکثرت جوش دی جارہی ہے۔ (تذکرۃ القرطی)

دوزخیوں کا سخت ترین عذاب:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں پر عذاب کو مسلط کیا جائے گا اور ان پر بھوک کا عذاب تمام عذابوں میں سے سخت ترین عذاب ہوگا۔ دوزخی روئیں گے۔ کھانا طلب کریں گے۔ زبانیہ (عذاب پر مامور فرشتے) ان کو ضریع کھلائیں گے۔

نوٹ: ضریع سے مراد وہ جھاڑی ہے جو جنگل میں ہوتی ہے۔ جب اونٹ اسے کھاتا ہے تو وہ اس کے حلق میں پھنس جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اونٹ مر جاتا ہے۔

جب دوزخی ضریع نامی جھاڑی کو کھائیں گے تو وہ ان کے حلق میں جا کر ٹھہر جائے گی۔ پھر وہ اسے نیچے اتارنے کے لئے پانی طلب کریں گے۔ پس انہیں کھولتے ہوئے گرم پانی کا ایک پیالہ دیا جائے گا جب وہ اس پیالہ کو اپنے منہ کے قریب کریں گے تو دوزخیوں کے منہ کا چمڑا اس پانی کی شدت حرارت کی وجہ سے اس پیالہ کے اوپر پڑے گا۔ جب دوزخی اس پانی کو پئیں گے تو ان کے پیٹ میں ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ پس وہ دیکھیں گے اور زبانیہ کے سامنے آہ و زاری کریں گے تو وہ کہیں گے کہ

الم یاتکم نذیر فی الدنیا؟ فیقولون بلی ولٰکن لم نسمع کلام الرسل ولم نصدقھم.

کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والے نہیں آیا تھا؟ دوزخی کہیں گے کیوں نہیں (یعنی ضرور آیا تھا) لیکن ہم نے رسولوں کے کلام کو نہیں سنا اور نہ ہی ان کی تصدیق کی۔

زبانیہ فرشتے ان سے کہیں گے کہ اب تمہارا یہ جزع فزع کرنا تمہیں کوئی نفع نہ دے گا۔

پھر دوزخی مالک داروغہ جہنم کے پاس فریاد کریں گے لیکن وہ ایک ہزار سال تک ان کو جواب نہیں دے گا۔ جب ایک ہزار سال ہو جائے گا تو مالک داروغہ دوزخ ان سے کہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ونادوا یملک لیقض علینا ربک ط قال انکم ماکثون ○)

''اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے وہ فرمائے گا تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔'' (الزخرف ۷۷)

پھر وہ دوزخی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کریں گے اور کہیں گے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

(قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوماً ضالین۝)

''کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔'' (المؤمنون ۱۰۶)

یعنی جو شقاوت بدبختی تو نے ہمارے مقدر میں لکھ دی تھی ہم اس سے جان چھڑا کر ہدایت حاصل نہ کر سکے اور ہم ہدایت سے منہ موڑنے والی قوم کے لوگ تھے۔

پھر وہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔

(ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظالمون ۝)

''اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔'' (المؤمنون ۱۰۷)

مفسرین فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں دوزخ کی آگ سے تو ایک دفعہ نکال دے۔ اس کے باوجود معصیت کا کام کریں یا ہم سے ایسا کام ہو جائے جس کو تو ناپسند کرتا ہو۔ تو پھر یقیناً ہم ظالم لوگ ہیں یعنی دوزخی کہیں گے کہ ہمارے رب اگر ہم اس کے بعد بھی معصیت کا کام کریں تو تو ہمیں دوزخ میں داخل فرما دینا اور دوزخ کے عذاب میں سے جو عذاب دینا چاہے ہمیں دینا۔ ایک ہزار سال گزرنے کے بعد رب ذوالجلال کی طرف سے دوزخیوں کو یہ جواب ملے گا۔

(قال اخسئوا فیها ولا تکلمون ۝)

''رب فرمائے گا دھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔'' (المؤمنون ۱۰۸)

اے دوزخیو تم دوزخ میں خاموش پڑے رہو اور عذاب کو رفع کرنے کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو۔ بے شک میں تم سے عذاب کو رفع نہیں کروں گا کیونکہ دوزخ سوال کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس وقت دوزخی مایوس' ذلیل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جائیں گے۔ اس کے بعد انہیں بات کرنے پر قدرت نہ رہے گی۔ کتے کی آواز کی طرح ان

کی آواز کو داغ دیا جائے گا بالآخر دوزخی ہر قسم کی خیر سے محروم ہو جائیں گے۔

(تفسیر یٰسین)

سعید ترین شخص:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من اسعد الناس بشفاعتک یوم القیامۃ؟ قال اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامۃ من قال لا الہ الا اللہ مخلصا من قلبہ.)

قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے اعتبار سے تمام لوگوں سے سب سے زیادہ سعادت مند کون ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بروز قیامت میری شفاعت کے اعتبار سے تمام لوگوں سے بڑھ کر وہ سعادت مند ہو گا جس نے خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا۔

ایک اور روایت میں ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وما اخلاصھا؟ قال تحجزہ عن محارم اللہ تعالی.

جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا' وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا اخلاص کیا ہے؟ فرمایا کہ اس شخص کا اللہ تعالیٰ کے محارم سے اپنے آپ کو بچانا۔ (تذکرۃ القرطبی)

دوزخ کی آگ کا فدیہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا جمع اللہ تعالی الخلائق یوم القیامۃ اذن لامۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فی السجود. فیسجدون فیسبحون فیہ طلویلا ثم یقال ارفعوا رؤسکم فقد جعلنا اعداء کم فدائکم من النار.

جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو سجدہ کرنے کا اذن ملے گا' وہ سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ اپنے سروں کو اٹھاؤ۔ تحقیق ہم نے تمہارے دشمنوں کو تمہاری طرف سے دوزخ کی آگ کا فدیہ بنا دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان هذه الامة مرهونة عذابها بايديها. فاذا كان يوم القيامة دفع الله الى كل رجل من المسلمين رجلا من المشركين فيقال هذا فدائك من النار.

بے شک یہ ایسی امت ہے کہ جس کا عذاب اس کے ہاتھوں میں رہن رکھا گیا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان مرد کو ایک مشرک مرد دے گا اور ساتھ یہ کہا جائے گا کہ یہ مشرک مرد اے مسلمان مرد تیری طرف سے دوزخ کی آگ کا فدیہ ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی عطا فرما دے گا اور حکم ہوگا اے مسلمان یہ یہودی یا عیسائی تیری طرف سے دوزخ کی آگ کا فدیہ ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لايموت رجل مسلم الا ادخل الله مكانه من النار يهود يا او نصرانيا.

(الحدیث)

جب بھی کوئی مسلمان مرد مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر ایک یہودی یا عیسائی کو دوزخ میں داخل فرما دیتا ہے۔ (تذکرۃ القرطبی)

دنیا کا حال:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الزهد فی الدنيا يريح القلب والجسد والرغبة فيها تتعب القلب والبدن.

دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا' دل اور جسم کی راحت کا باعث ہے۔ دنیا میں رغبت رکھنا دل اور جسم کو تھکا دیتا ہے۔ (طریقہ محمدیہ)

حضرت ابویزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان :

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابویزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

ما غلبني احد الا واحد من اهل بلخ قدم علينا فقال لي. يا ابا يزيد ماحد الزهد عندكم؟ قال اذا وجدنا اكلنا واذا فقدنا صبرنا. فقال تفعل هذا كلاب بلخ قلت فما حد الزهد عنكم؟ فقال اذا فقدنا صبرنا واذا وجدنا آثرنا.

اہل بلخ میں سے ایک شخص کے علاوہ کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکا۔ وہ ایک دن میرے پاس آیا اور مجھے کہا: اے ابویزید رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک زہد کی حد کیا ہے؟ آپ نے جواباً کہا کہ جب ہمیں مل جائے تو ہم کھا لیتے ہیں اگر نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ بلخ کے کتے جو ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ (مل گیا تو کھا لیا ورنہ صبر کرلیا)

حضرت ابویزید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے کہا کہ آپ کے نزدیک زہد کی حد کیا ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ ہمیں نہ ملے تو صبر کرتے ہیں جب مل جائے تو اپنی ذات پر دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من بات في طلب الحلال اصبح مغفورا له.

جس شخص نے حلال رزق طلب کرنے میں رات گزاری تو جب وہ صبح کرے گا تو اس کی بخشش ہو چکی ہو گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

لا يدخل الجنة لحم نبت من السحت والنار اولى به.

جو گوشت حرام سے بڑھا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا بلکہ آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

سعادت مندی کی گیارہ علامتیں:

بزرگ فرماتے ہیں کہ سعادت مندی کی گیارہ علامتیں ہیں:

۱- دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں دلچسپی۔
۲- انسان کی طاقت عبادت اور تلاوت قرآن میں صرف ہو۔
۳- بہت ہی کم گفتگو کرنے والا ہو۔
۴- پانچ نمازیں باقاعدگی کے ساتھ ادا کرے۔
۵- حرام اور مشتبہ اسور چاہے زیادہ ہوں یا کم ان میں پرہیزگاری۔
۶- نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔
۷- تکبر سے دور ہو عاجزی کا پیکر ہو۔
۸- کرم نوازی کرنے والا سخی ہو۔
۹- اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ رحم کرنا۔
۱۰- اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہنچائے۔
۱۱- موت کو بکثرت یاد کرنے والا ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

بدبختی کی گیارہ نشانیاں:

علماء فرماتے ہیں کہ بدبختی کی بھی گیارہ نشانیاں ہیں:

۱- مال کے جمع کرنے کا حرص۔
۲- اس کی طاقت دنیا کی لذات اور شہوات میں خرچ ہو۔
۳- بکثرت غیبت اور بے ہودہ گفتگو کرنے والا ہو۔
۴- پانچ نمازوں کی ادائیگی میں سستی کرنے والا ہو۔
۵- برے لوگوں کی مجلس کو اختیار کرے۔
۶- بداخلاق ہونا۔
۷- تکبر اور غرور کرنے والا ہونا۔
۸- لوگوں کی منفعت کو روک لینا۔
۹- ایمان داروں پر بہت کم رحم کرنے والا ہونا۔

۱۰- بخیل ہونا۔

۱۱- موت کو بھلانے والا ہونا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص کو موت یاد ہو تو وہ کھانا کھلانے اور مسلمان مرد و عورتوں پر رحم کرنے سے روک نہیں سکتا۔ (تنبیہ الغافلین)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علامة الشقاوة اربعة : نسیان الذنوب الماضیة وھی عند اللہ محفوظة و ذکر الحسنات الماضیة ولا یدری أقبلت ام ردت. والنظر الی فوقه فی الدنیا والنظر الی من دونه فی الدین. یقول سبحانه و تعالٰی : اردتک فلم تردنی فترکتک.

بدبختی کی چار علامات ہیں:

۱- گزشتہ گناہوں کو بھلا دینا حالانکہ وہ اللہ تعالٰی کے ہاں محفوظ ہیں۔

۲- گزشتہ نیکیوں کو یاد کرنا حالانکہ نیکی کرنے والا یہ نہیں جانتا کہ اس کی وہ نیکیاں مقبول ہیں یا مردود۔

۳- دنیا داری میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھنا۔

۴- دین کے معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھنا۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ ہم نے تیرا ارادہ کیا لیکن تو نے میرا ارادہ نہ کیا لہٰذا اے انسان میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ (منہاج المتعلم)

ضرورت مندوں کا خیال کرنے کی فضیلت:

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ایما مسلم کسا مسلما ثوبا علی عری کساہ اللہ تعالی من خضر الجنة وایما مسلم اطعم مسلما علی جوع اطعمه اللہ تعالی من ثمار الجنة وایما مسلم سقی مسلما علی ظماء سقاہ اللہ تعالی من الرحیق المختوم.

جو مسلمان کسی مسلمان کو اس کے ننگے ہونے کی وجہ سے کپڑے پہنائے تو اللہ تعالٰی

اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو اس کی بھوک کی وجہ سے کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی وجہ سے پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے رحیق مختوم سے سیراب فرمائے گا۔

جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

اذا المرء کان له فکرة
ففی کل شئی له عبرة

(مشکوٰۃ المصابیح)

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ وہ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور دن کو خرید وفروخت کا کاروبارہ کرتا تھا اور وہ اپنے نفس سے کہتا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

ایک دن وہ اپنے گھر سے اپنے سامان کو بیچنے کے لئے نکلا۔ وہ ایک امیر کے دروازے پر آیا۔ اپنے سامان کا نام لے کر اس نے آواز دی۔ امیر کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر ایک انتہائی خوبصورت تاجر کھڑا ہے۔ اس نے اس جیسا حسین وجمیل پہلے نہیں دیکھا تھا۔ امیر کی بیوی کا دل اس پر عاشق ہو گیا۔

عورت نے اس تاجر کو اپنے گھر کی طرف بلایا اور کہنے لگی کہ اے تاجر مجھے تیرے ساتھ محبت ہے۔ میرے پاس بہت زیادہ مال ہے' بہت سارے ریشم کے اور اس کے علاوہ کپڑے ہیں۔ تو اپنے اس تھوڑے سازوسامان کو چھوڑ' اپنا لباس اتار دے' مجھ سے لے کر ریشم کا لباس پہن' مجھ سے ہی بہت سارا مال لے لے۔ تاجر کا دل بھی اس کی طرف راغب ہو گیا۔

لیکن اس تاجر نے اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس اللہ تعالیٰ سے ڈر پھر اس نے کہا کہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

عورت نے کہا: قسم بخدا میں اس وقت تک دروازہ نہیں کھولوں گی جب تک کہ تو اپنے نفس کو میرے حوالے نہ کر دے۔ تاجر نے اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ پھر اس نے ایک لمحہ کے لئے اس عورت سے نجات حاصل کرنے کے لئے غور وفکر کیا۔ پھر کہا:

اے امیر شخص کی زوجہ! تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر لوں۔ چنانچہ اس نے وضو کیا' گھر کے اوپر چڑھ کر دو رکعت نماز ادا کی اور اس نے جب

زمین کی طرف نظر کی تو اسے زمین بیس ہاتھ کی مقدار دور نظر آئی۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے اپنے رب سے نجات طلب کرنے کے لئے مناجات کی اور عرض کیا:

اے میرے رب میں نے ستر سال تیری عبادت کی۔ تو مجھے اس عورت کے شر سے چھٹکارا عطا فرما ورنہ پھر میں بھی اس کے ساتھ ہی تیری بارگاہ میں آؤں گا اور اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس تو اللہ تعالیٰ سے ڈر، اے میرے نفس تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

چنانچہ اس نے اسی وقت اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام تو جلدی سے میرے اس بندے کو زمین پر گرنے سے پہلے اس کا ہاتھ پکڑ لے کیونکہ اس نے میرے خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو زمین پر گرایا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جلدی سے نیچے اترے اور اس بندے کو زمین پر گرنے سے پہلے پہلے اٹھا لیا۔ جس طرح کہ ماں اپنے بچے کو اٹھا لیتی ہے اور پرندہ کی طرح اسے زمین پر بٹھا دیا۔

پھر وہ شخص اس عورت کے شر سے چھٹکارا حاصل کرنے اور رہائی ملنے پر خوش خوش ہوتا ہوا گھر چلا گیا۔ اسی دوران اس کے گھر والے انتہائی سخت بھوک، غم اور پریشانی کی حالت میں اس کے اردگرد آ کر بیٹھ گئے۔ اس کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص اس عابد کے پاس آیا تاکہ اس سے ایک روٹی بطور قرض لے۔

عابد نے کہا: قسم بخدا ہمارے پاس تو اتنے دنوں سے روٹی نہیں ہے۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو ہمارے تنور کو دیکھ لیں۔ جب قرض لینے والے نے عابد کے تنور کو جا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں پکی ہوئی روٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس نے عابد کو اطلاع دی۔ سب نے وہ روٹیاں کھائیں۔ گھر والے تعجب کرنے لگے اور اسے کہا کہ یہ تیری کرامت ہے۔ ہماری طرف سے تو کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن اس میں راز کیا ہے؟ عابد نے راز کو منکشف کیا۔ اس کے تمام اہل و عیال نے بکثرت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاہ و یرزقہ من حیث لا یحتسب)

"اور جو اللہ سے ڈرے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔" (الطلاق ۲-۳) (زبدۃ الواعظین)

بچوں کی سفارش :

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت قائم ہو گی۔ لوگ، فرشتے اور جن صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے۔ اس دوران مسلمانوں کے بچے آئیں گے اور وہ بھی صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہو گا کہ مسلمانوں کے بچوں کو لے جا کر جنت میں داخل کر دیں۔ مسلمانوں کے سب بچے جنت کے دروازے پر آ جائیں گے اور وہیں رک جائیں گے اور سب کہیں گے :

این آبائنا وامهاتنا؟ وان دخول الجنة بغير آبائنا و امهاتنا ليس بمناسب لنا.

ہمارے باپ اور ہماری مائیں کہاں ہیں؟ بے شک ہمارا باپ اور ماؤں کے بغیر جنت میں داخل ہونا ہمارے لئے مناسب نہیں۔

فرشتے ان بچوں سے کہیں گے :

ان آبائكم و امهاتكم ليسوا مثلكم لانهم عصوا ربهم واتبعوا انفسهم وشياطينهم واستوجبوا النار.

بے شک تمہارے باپ اور تمہاری مائیں تمہارے جیسے نہیں تھے کیونکہ انہوں نے اپنے رب کی نافرمانی کی، اپنے نفسوں اور شیاطین کی پیروی کی۔ جس کی وجہ سے وہ جہنم کے حقدار بن گئے۔

جب مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کے بارے میں یہ جواب سنیں گے تو وہ سخت قسم کی چیخ ماریں گے اور بکثرت رونا شروع کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ جو علیم وخبیر رب ہے۔ وہ فرمائے گا :

يا جبرئيل عليه السلام ما هذه الصيحة؟

اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیا چیخ و پکار ہے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔ یا اللہ یہ مسلمانوں کے بچوں کی چیخ و پکار ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں جنت کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اپنے باپ اور ماؤں کے بغیر جنت کی لذت کی حاجت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید

رکھتے ہیں کہ ہمارے والدین کو معاف فرما دے گا اور ان کے گناہوں سے ہماری وجہ سے درگزر فرمائے گا اور انہیں ہمارے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا ورنہ ہمیں بھی اپنے والدین کے ساتھ دوزخ میں داخل فرما دے۔ اسی وقت رب ذوالجلال کی طرف سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوگا:

اذهب واجلب آبائهم وامهاتهم من اى مكان كانوا. فسلمهم الى اطفالهم لانى قد غضرت ذنوبهم بشفاعتهم وادخلهم معهم الجنة.

آپ جائیں اور ان بچوں کے والدین جہاں بھی ہوں' ان کو وہاں سے تلاش کر کے لا کر ان کے ان بچوں کے سپرد کر دیں کیونکہ میں نے ان کے بچوں کی سفارش کی وجہ سے ان کے گناہوں کو بخش دیا ہے اور میں نے ان کو ان کے بچوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما دیا ہے۔

فاذا سمعوا هذا الكلام من الله تعالى فرحوا سروا ووجدوا آبائهم وامهاتهم واخذوا بايديهم ودخلوا الجنة معهم.

جب مسلمانوں کے بچے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کلام کو سنیں گے تو وہ خوش اور مسرور ہوں گے۔ بچے اپنے باپ اور ماؤں کو پا لیں گے اور ان کے ہاتھ پکڑ کر جنت میں ان کے ساتھ داخل ہوں گے۔ (یہ ایک حدیث پاک کا مضمون ہے)

جلسہ نمبر ۰ ۷

احوال نفس کا بیان

ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخر بل الانسان علی نفسه بصیرة ولو القی معاذیره.

ترجمہ : ''اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لا ڈالے۔'' (سورۃ القیامۃ آیت ۱۳ تا ۱۵)

احوال نفس کا بیان

آیت کی تفسیر:

(ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخرہ بلا الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ٥)

''اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لا ڈالے۔ جب بھی نہ سنا جائے گا۔'' (القیامۃ ۱۳-۱۴-۱۵)

مقدم اور مؤخر کرنے سے کیا مراد ہے۔ اس میں چند اقوال ہیں۔

۱- جو اس نے عمل کر کے آگے بھیجا اور وہ چیز کہ جس پر عمل نہ کر کے اس کو مؤخر کر دیا۔

۲- اس سے مراد وہ عمل ہے کہ جو اس نے کر کے مقدم کیا اور مؤخر کرنے سے وہ اچھی سنت ہے۔ جو اس نے ترک کر دی یا وہ برا طریقہ کہ جس پر اس نے بعد میں عمل کیا۔

۳- آگے بھیجنے سے مراد وہ مال ہے جو اس نے صدقہ کر دیا اور مؤخر کرنے سے مراد وہ مال ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑا۔

۴- مقدم کرنے سے مراد اس کا اولیں عمل ہے اور مؤخر کرنے سے مراد اس کا آخری عمل ہے۔

بل الانسان علٰی نفسہ بصیرۃ سے مراد یہ ہے کہ یہ انسان کے اعمال پر واضح دلیل ہے کیونکہ اس نے اپنے اعمال کا مشاہدہ کیا۔ بصارت کے ساتھ اسے مجازی طور پر متصف کیا گیا یا بعینہ دیکھنا مراد ہے لہٰذا اس کی خبر دینے کی محتاجی نہیں ہے۔

ولو القی معاذیرہ سے مراد یہ ہے کہ جتنا اس کے لئے ممکن ہو کہ وہ اپنے عذر پیش کرے۔

معذرۃ کی جمع معذار ہے۔ جو کہ خلاف قیاس ہے جیسا کہ مناکیر منکر کی خلاف قیاس جمع ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اس کی جمع معاذیر آئے اور یہ زیادہ بہتر ہے۔ بہر حال اس میں نظر ہے۔ (قاضی بیضاوی)

چند تفسیری نکات :

(ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخر)

''اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا۔'' (القیامۃ ۱۳)

قرآن مجید کی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انسان کا وہ عمل کہ جس کے بارے میں دوسرے کو بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ عمل خود انسان کی ذات کے اوپر دلیل ہوتا ہے۔ (تفسیر)

(حتّٰی اذا ما جاء وھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون)

''یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کیے کی گواہی دیں گے۔'' (حٰم السجدہ ۲۰)

(وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا ط قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شئی وھو خلقکم اول مرۃ والیہ ترجعون)

''اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا۔ جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے۔'' (حٰم السجدہ ۲۱)

کلمہ طیبہ کی برکت :

ایک روایت میں ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا : اے میرے رب! میں چاہتا ہوں کہ میں دار دنیا میں ہی پل صراط اور میزان کو دیکھ لوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے حضرت داوٗد علیہ السلام آپ اس طرح کی وادی کی طرف چلے جائیں۔

(جب آپ وہاں گئے) تو اللہ تعالیٰ نے ان سے سارے حجابات دور فرما دیئے اور آپ نے پل صراط اور میزان کو انہی صفات پر دیکھا جو ان کی صفات احادیث میں بیان کی گئی تھیں۔

حضرت سیدنا داوٗد علیہ السلام ان کو دیکھنے کے بعد زاروقطار رونے لگے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

الھی من یقدر من عبادک ان یملأکفة المیزان بالحسنات۔

یا اللہ تیرے بندوں میں سے کون اس بات پر قادر ہے کہ وہ میزان کے پلڑے کو نیکیوں سے بھر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فوعزتی و جلالی من قال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مرة واحدة بالاعتقاد عبر علی الصراط کالبرق الخاطف و من تصدق بمثل تمرة لاجلی یملأ المیزان. المیزان اعظم من جبل قاف.

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جس شخص نے سچے اعتقاد کے ساتھ ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ تو وہ اچکنے والی بجلی کی طرح پل صراط سے گزرے گا اور جس شخص نے میری رضا کو حاصل کرنے کی خاطر ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا تو اس کا یہ صدقہ کرنا میزان کو بھر دے گا۔ ''میزان جبلِ قاف سے بہت بڑا ہے۔'' (مشارق الانوار)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:۔

(انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا و آثارھم و کل شئی احصیناہ فی امام مبین)

''بے شک ہم مردوں کو بلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔'' (یٰسین ۱۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قبروں سے اٹھانے کے وقت مردوں کو زندہ کریں گے نیز انہوں نے جو اچھے یا برے اعمال کئے ہیں ہم ان کو لکھ رہے ہیں نیز ان کے نشانات بھی محفوظ ہو رہے ہیں جو انہوں نے اپنی حیات مستعار میں اچھا طریقہ جاری کیا یا برا طریقہ جاری کیا۔

موت سے پہلے صدقہ کرنے کی فضیلت:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لان یتصدق المرء فی حیاتہ بدرھم خیر لہ من ان یتصدق بمائة درھم عند موتہ.

ایک انسان اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرے۔ یہ اس کے لئے موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

سورہ یٰسین شریف کی آیت کا شان نزول:

(ونکتب ما قدموا و آثارھم) ''اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔'' (یٰسین ۱۲)

مفسرین فرماتے ہیں آثار سے مراد مسجد کی طرف چلنے والے قدم مراد ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بن سلمہ کے لوگوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسجد نبوی سے اپنے گھروں کے دور ہونے کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے (ونکتب ما قدموا و آثارھم) آیت کو نازل فرمایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنوسلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھروں کو مسجد نبوی کے قریب منتقل کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو جائے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا بنی سلمۃ الا تحبون آثارھم فاقاموا۔

اے بنی سلمہ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارے قدموں کے نشانات کو لکھا جائے۔ حضور کا یہ فرمان سن کر وہ لوگ اپنی اپنی جگہ مقیم ہو گئے۔

مسجد کی طرف زیادہ قدم چلنے کی فضیلت:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اعظم الناس اجرا فی الصلوٰۃ ابعدھم ممشی والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام۔

نماز کے بارے میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اجر اس شخص کے لئے ہے کہ جو دور سے چل کر آئے اور وہ شخص جو نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جماعت کا وقت آنے پر باجماعت نماز ادا کرتا ہے وہ اس شخص سے اجر کے لحاظ سے زیادہ ہے جو نماز پڑھتا ہے پھر سو جاتا ہے۔

(وکل شئی احصیناہ) ''اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے''

مفسرین فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں محفوظ کر لیا ہے اور ان کو شمار کر لیا ہے اور اسے بیان کر دیا ہے۔

(فی امام مبین) ''ایک بتانے والی کتاب میں۔''

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

غموں کا علاج:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من عسرت علیه حاجته فلیکثر من الصلوة علی فانها تکشف الهموم والغموم والکروب وتکثر الارزاق و تقضی الحوائج۔

جو شخص تنگدست ہو جائے پس وہ میری ذات پر بکثرت درود شریف پڑھے کیونکہ درود شریف پڑھنا پریشانیوں' غموں اور تکالیف کو دور کر دیتا ہے اور رزق کی فراوانی اور ضروریات کے پورا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

درود پڑھنے کی برکت:

بعض صالحین سے مروی ہے کہ ان میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک کاتب میرا پڑوسی تھا۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کاتب نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ بزرگ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ کس سبب سے؟ کاتب نے جواباً کہا کہ میں جب بھی کتاب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس کو لکھتا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر درود شریف ضرور پڑھتا تو میرے رب نے مجھے وہ کچھ عطا کیا جو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک گزرا۔ (من دلائل الخیرات)

میزان کا پلڑا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا:

میزان کے دو پلڑے ہیں۔ ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ (تبصرہ)

دو کلمات کا ثواب :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان. حبیبتان الی الرحمن: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم.

دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہوں گے۔ رحمٰن کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں اور وہ دو کلمات یہ ہیں : سبحان اللہ وبحمدہ اللہ پاک ہے اور اس کے لئے حمد ہے۔ سبحان اللہ العظیم عظیم اللہ پاک ہے۔ (بخاری شریف)

اچھا کام جاری کرنے کا ثواب :

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

جس شخص نے ایک طریقہ رائج کیا یعنی اسلام میں اور اس اچھے طریقے کی اقتداء کی جاتی ہے تو اس اچھے طریقہ کو جاری کرنے والے کے لئے اپنے عمل کا اور اس پر دیگر عمل کرنے والوں کا اجر ہے۔

یعنی اس شخص کے اچھے طریقہ کو جاری کرنے کے بعد جس جس شخص نے بھی اس کو اپنایا تو ان تمام کے نیک اعمال کرنے کا ثواب جہاں انہیں ملے گا وہاں اس کام کے جاری کرنے والے کو بھی ملے گا۔

اور جس شخص نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو جہاں اسے خود برے کام کا گناہ ہو گا وہاں اس برے کام کو اپنانے والوں کا گناہ بھی اس کو ہو گا۔ یعنی جہاں اس شخص کو برے عمل کی وجہ سے گناہ ہو گا وہاں جس جس نے اس کی اقتداء کی' اسے بھی اس کا گناہ ہو گا۔ (بخاری شریف)

ان چار باتوں سے غافل نہ ہوں :

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بندے کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اس سے ان چار چیزوں کے بارے پوچھ گچھ نہ کر لی جائے گی۔

۱- اس کی زندگی کے بارے میں کہ اسے کہاں ختم کیا؟
۲- اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں بوسیدہ کیا؟
۳- اس کے علم کے بارے میں کہ کتنا اس پر عمل کیا؟
۴- اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

(تنبیہہ الغافلین)

بروز قیامت چار لوگوں کی معذرت قبول نہ ہوگی:

حضرت فقیہہ ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار قوموں کو لایا جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک قوم معذرت کرے گی لیکن اس کی معذرت کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

۱- قیامت کے دن غنی آدمی معذرت کرے گا کہ وہ مالدار تھا اور اپنے مال کے حقوق کے بارے میں مشغول رہا۔ جس کی وجہ سے یا اللہ تیری عبادت نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ اس غنی سے فرمائے گا کہ بے شک حضرت سلیمان علیہ السلام مشرق و مغرب کے درمیان کے مالک تھے لیکن انہوں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی۔ لہٰذا تیرا عذر غیر مقبول ہے حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے۔

۲- فقیر اپنے فقر کی وجہ سے معذرت کرے گا لیکن اس کے عذر کو رد کرتے ہوئے حکم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لازمی دیکھو۔ جب کہ انہوں نے اس حالت میں بھی ہمیں یاد رکھا۔ دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔

۳- غلام اپنے آقا کی خدمت کرنے کا عذر پیش کرے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھنے کا حکم ہوگا کہ انہوں نے اس آزمائش میں بھی اپنے رب کی نافرمانی نہ کی۔ فرشتوں کو اسے دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔

۴- مریض اپنے مرض کی وجہ سے معذرت پیش کرے گا لیکن اسے کہا جائے گا کہ لازمی طور پر حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھو۔ انہوں نے اس حالت میں بھی یاد رب ذوالجلال کو ترک نہ کیا عذر کو غیر مقبول کرتے ہوئے فرشتے سے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے۔ (تنبیہہ الغافلین)

چار انبیاء کی وجہ سے حجت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چار اشخاص سے چار اجناس پر حجت پیش کرے گا۔

۱- اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام پر حضرت سلیمان داؤد علیہ السلام کے ساتھ حجت پیش فرمائے گا۔

مالدار آدمی عرض کرے گا: اے میرے رب میں مالدار تھا۔ پس مالداری نے مجھے تیری عبادت سے مشغول کیے رکھا۔

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے زیادہ مالدار نہیں تھا لیکن ان کو مالداری نے میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

۲- اللہ تعالیٰ غلاموں پر حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ حجت لائے گا۔

غلام بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا: اے میرے رب میں غلام تھا اور اس غلامی نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو غلامی نے میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

۳- اللہ تعالیٰ فقراء پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے حجت لائے گا۔

فقیر کہے گا: اے میرے رب میری حاجت نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے فقیر کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زیادہ ضرورت مند تھے یا تم؟ لیکن ان کے فقر نے انہیں میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

۴- اللہ تعالیٰ بیماروں پر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے ساتھ حجت لائے گا۔

مریض کہے گا: اے میرے رب بیماری نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے مریض تیرا مرض شدید تھا یا حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا؟ حالانکہ ان کو ان کی بیماری نے میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

المختصر ان میں سے کسی ایک لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔

(تنبیہ الغافلین)

ہر سانس لینے میں سوال:

بزرگ فرماتے ہیں کہ دن رات میں چوبیں گھنٹے ہیں۔ ہر انسان ایک گھنٹے میں ایک سو اسی مرتبہ سانس لیتا ہے تو انسان دن رات کے چوبیں گھنٹوں میں چار ہزار تین سو بیس مرتبہ سانس لیتا ہے اور ہر سانس کے نکلنے اور داخل ہونے کے وقت اس سے دو سوال کئے جاتے ہیں کہ اے انسان تونے ہر سانس کے نکلنے اور داخل ہونے کے وقت کون سا عمل کیا؟

(روضۃ العابدین)

برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے والے کا عذاب:

حضرت الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر فرماتے ہیں کہ جب یہ حالت ہے کہ ہر سانس لینے میں دو سوال ہوتے ہیں تو ایک عالم زاہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ایک بستی والوں کو عذاب ہوگا جبکہ اس میں اٹھارہ ہزار ایسے افراد تھے کہ ان کے اعمال انبیاء کے اعمال کی طرح تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیسے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لم یکونوا یغضبون للہ تعالی ولا یامرون بالمعروف ولا ینھون عن المنکر. فکل من شاھد منکراً من احد ولم ینھہ فھو شریک لہ فیہ کالمستمع للغیبۃ فھو شریک مع المغتاب وکذا کل المعاصی.

مثلاً من جلس فی مجلس الشرب فھو فاسق وان لم یشرب.

وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے نہ وہ نیکی کا حکم کرتے اور نہ ہی برائیوں سے منع کرتے تھے۔

پس ہر وہ شخص کسی ایک برائی کو دیکھے اور اس سے لوگوں کو منع نہ کرے تو وہ بھی اس میں شریک ہے۔ جس طرح کہ کسی کی غیبت کو سننے والا' وہ بھی غیبت کرنے والے کے ساتھ

شریک ہے اور اسی طرح ہر گناہ میں۔
مثلاً ایک شخص مجلس شراب میں بیٹھتا ہے تو وہ فاسق ہے اگر چہ وہ شراب نہ پیئے۔

خود نہیں کر سکتا دوسروں کو ضرور کہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الا نامر بالمعروف حتی نعمل به کله والاننهٰی عن المنکر حتی نجتنبه کله؟

قال بل مروا بالمعروف وان لم تفعلوا به کله وانهوا عن المنکر وان لم تجتنبوه کله.

کیا ہم نیکی کا حکم اس وقت تک نہ دیں جب تک کہ مکمل طور پر نیکی کا کام نہ کریں اور کیا ہم برائی سے منع نہ کریں یہاں تک کہ ہم مکمل طور پر اس سے اجتناب کریں؟
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بلکہ تم نیکی کا حکم کرو اگر چہ تم مکمل طور پر اسے کر نہیں سکتے اور برائی سے منع کرو اگر چہ مکمل طور پر تم اس سے اجتناب نہیں کر سکتے۔
برائی کا کام کرنے والے کو برائی سے منع کرنا چاہیے تا کہ اس میں دو گناہ جمع نہ ہو جائیں۔ جس طرح کہ کہا جاتا ہے:

خذوا اقوال العالم السوء ولا تاخذو افعله. لان قوله من الحق و فعله من الشیطان.

تم علماء سوء کے اقوال پر عمل کرو اور ان کے افعال کو اختیار نہ کرو کیونکہ اس کی بات حق ہے اگر چہ اس کا فعل شیطانی کام ہے۔

علماء کا وعظ و نصیحت:

ایک آدمی نے حضرت ابو القاسم حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے زمانے کے علماء اس طرح لوگوں کو وعظ و نصیحت نہیں کرتے جس طرح کہ سلف صالحین لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔
حضرت ابو القاسم حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان علماء السلف کانوا ایقاضاً و کان الناس نیاماً فینبه الایقاظ

النیام. و علماء زماننا نیام والناس موتی فکیف یحیی النیام الموتی؟
بے شک علماء سلف بیدار تھے اور لوگ سوئے ہوئے تھے۔ بیدار آدمی سوئے ہوئے کو بیدار کر سکتا ہے اور ہمارے زمانے کے علماء سوئے ہوئے ہیں جبکہ لوگ مردہ ہیں تو سویا ہوا آدمی مردہ آدمی کو کیسے زندہ کر سکتا ہے جیسا کہ کتب الٰہیہ میں مکتوب ہے۔

تورات میں لکھا ہے:

من یزرع الخیر یحصدُ السلامة.

جو نیکی کو بوئے گا تو سلامتی سے کاٹ لے گا۔

انجیل مین لکھا ہوا ہے:

من یزرع الشر یحصد الندامة.

جو برائی کو بوئے گا وہ ندامت کی فصل کاٹ لے گا۔

قرآن مجید فرقان حمید میں لکھا ہوا ہے:

من یعمل سوء ایجز به.

''جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔'' (النساء ۱۲۳)

حکایت: حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ میرا گزر ایک شخص سے ہوا کہ جو درخت کی پوجا کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا تھا۔ ایک دن وہ اس درخت پر ناراض ہو گیا۔ کلہاڑا لیا، گدھے پر سوار ہوا اور درخت کی طرف چل پڑا تا کہ اسے جڑ سے اکھاڑ دے۔

دوران سفر اسے شیطان انسانی شکل میں ملا۔ اسے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟

اس نے کہا کہ میرا ایک درخت ہے کہ جس کی میں اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتا رہا۔ اب میں نے اپنے اللہ تعالیٰ سے پکا عہد کیا کہ میں اس درخت کو کاٹ دوں گا۔ لعنتی شیطان نے اس سے کہا۔ آپ کو کیا ہے اس درخت کے کاٹنے کا ارادہ ترک کر دیں لیکن اس شخص نے درخت کاٹنے کا ارادہ ترک نہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیطان اور اس شخص کی لڑائی ہو گئی۔ اس نے تین دفعہ شیطان کو پچھاڑ لیا۔

جب شیطان عاجز آ گیا تو اس نے کہا کہ تم اس درخت کو نہ کاٹو۔ میں تمہیں ہر روز چار درہم دوں گا۔ اس شخص نے کہا: کیا تو واقعی اس طرح کرے گا؟ شیطان جو انسانی شکل میں تھا اس نے کہا: ''ہاں''

وہ شخص اپنے گھر واپس چلا گیا۔ جب وہ اپنی سجدہ گاہ کی طرف لوٹا تو وہ اس کے نیچے

تین دن تک چار درہم پاتا رہا جب چوتھا دن آیا تو اس کو اپنے مصلے کے نیچے کوئی چیز نہ ملی۔ یعنی وہ دراہم سے محروم رہا۔ اس نے حسب معمول کلہاڑا اٹھایا' گدھے پر سوار ہوا اور درخت کی طرف چل پڑا۔

شیطان اسی پہلے والی صورت پر پھر آ گیا۔ اس نے اس شخص سے کہا کہ تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

اس آدمی نے کہا کہ میں اس درخت کو کاٹنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ شیطان نے کہا کہ تو اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔ تکرار ہوئی اور دونوں میں لڑائی ہو گئی۔ اس مرتبہ شیطان نے اس آدمی کو تین مرتبہ پچھاڑ لیا۔

اس آدمی نے تعجب کرتے ہوئے شیطان سے کہا کہ تو مجھ پر کیسے غالب آ گیا حالانکہ اس سے پہلے تو میں تجھ پر غالب تھا؟

لعنتی شیطان نے جواب دیتے ہوئے کہا:

کان خروجک اول مرة للہ تعالی فلوا جتمع اعوانی کلھم علیک لا یقاومونک. واما الآن فانما خرجت میت لم تجد الدراھم تحت سجادتک. فلا جرم کنت غالبا علیک فارجع والا اضرب عنقک فرجع الرجل و ترک قطع الشجرة.

پہلی مرتبہ تیرا نکلنا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تھا اگر میرے ساتھ میرے تمام مددگار مل بھی جاتے تو وہ تجھ پر غالب نہیں ہو سکتے تھے لیکن اب تو درخت کو کاٹنے اس غرض سے نکلا ہے کہ تو نے اپنے مصلے کے نیچے دراہم نہیں پائے۔ تو اب یقیناً میں نے تجھ پر غالب آ جانا تھا اب واپس چلے جاؤ ورنہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ بالآخر وہ آدمی واپس لوٹ آیا اور اس نے درخت کو کاٹنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۷۱

فضیلت لیلۃ القدر

انا انزلنه فى ليلة القدر ○ وما ادرک ما ليلة القدر ○ ليلة القدر خير من الف شهر تنزل الملائكة والروح فيها باذن ربهم من كل امر سلم هى حتى مطلع الفجر.

ترجمہ: ''بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر۔ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔''

(سورۃ القدر مکمل ا تا ۵)

فضیلت لیلۃ القدر

آیت کی تفسیر:

(انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ٥ وما ادراک ما لیلۃ القدر ٥ لیلۃ القدر خیر من الف شھر)

''بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر' شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔'' (القدر ۱ تا ۳)

انزلناہ میں ہٗ ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ پہلے قرآن کا ذکر ہونے کے بغیر ضمیر اس کے لئے ذکر کی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں اس پر ظاہر شہادت موجود ہے جو صراحتہ پہلے ذکر کرنے سے بے نیاز کر دیتی ہے جس طرح کہ قرآن مجید کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کے نازل کرنے کو اپنی طرف منسوب کیا نیز اس وقت کی بھی عظمت کو بیان فرمایا جس میں قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرمایا گیا۔

لیلۃ القدر میں قرآن کے نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس میں نزول قرآن کی ابتداء ہوئی۔

لیلۃ القدر میں قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمانی دنیا تک کاتبین پر اتار دیا گیا پھر وہاں سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تیئس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتے رہے۔

بعض نے کہا کہ نازل کرنے کا معنی ہے لیلۃ القدر کی فضیلت میں اس کو اتارنا اور وہ رمضان المبارک کے مہینے کی آخری طاق راتیں ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ماہ رمضان کی ستائیسویں رات ہو۔

لیلۃ القدر کو پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ جو شخص اس کو تلاش کرنا چاہے وہ ماہ رمضان کی بہت زیادہ راتوں میں عبادت کرے۔

لیلۃ القدر کا یہ نام یا تو اس کی شرافت و بزرگی کی وجہ سے ہے یا اس لئے کہ اس میں تمام امور کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ہے:
(فیھا یفرق کل امر حکیم ٥) ''اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔''
(الدخان ۴)

آیت کریمہ میں الف شھر کا ذکر ایک تو یہ ہے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے ہوا۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کے تعجب کو رفع کرنے کے لئے مذکور ہوا۔
جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ جو اسلحہ زیب تن کرتا اور ہزار مہینہ تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا رہا تو مومنین نے اس شخص کی اس قدر بکثرت عبادت کا سن کر تعجب کیا اور اس کے مقابلہ میں اپنے اعمال کو بہت کم خیال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو لیلۃ القدر جیسی ایک رات عطا فرمائی کہ جس میں عبادت کرنا اس غازی کی مدت عبادت سے کہیں بہتر ہے۔

(تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امرہ سلام ھی حتی مطلع الفجر ٥)

''اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے' وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔'' (القدر ۴-۵)

ان آیات میں لیلۃ القدر کے ہزار مہینہ سے افضل ہونے کا بیان ہے کہ اس میں فرشتے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اترتے ہیں۔ ان کا نزول زمین تک یا آسمان دنیا تک ہوتا ہے یا ان کی نزدیکی مومنین تک ہوتی ہے۔

فرشتوں کے اترنے کا سبب یہ ہے کہ اس سال میں آئندہ سال تک جتنے خیر و برکت کے امور ہوتے ہیں۔ ان سب کی تقسیم کرنا ہوتی ہے۔ ایک قرأت میں من کل امرء اس کے مطابق معنی ہوگا کہ فرشتوں کا نزول ہر انسان کے سبب سے ہوتا ہے۔

سلام خبر مقدم ہے۔ ھی خیر کا مرجع لیلۃ القدر ہے اور وہ مبتداء مؤخر ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ لیلۃ القدر صرف سلامتی ہی ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں صرف سلامتی ہی تقسیم فرماتا ہے جبکہ شب قدر کے علاوہ باقی راتوں میں سلامتی اور مصیبت دونوں کا فیصلہ فرماتا ہے۔

ایک قول لیلۃ القدر کو سلام کہنے کی وجہ میں یہ ہے کہ اس رات میں چونکہ مومنین پر بکثرت سلامتی بھیجی جاتی ہے۔ یہ سلامتی طلوع فجر تک رہتی ہے۔

مطلع کو مجرور پڑھا گیا کیونکہ یہ مرجع کی طرح یا خلاف قیاس مشرق کی طرح ظرف زمان ہے۔ (قاضی بیضاوی)

سورۃ القدر کا شان نزول:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سورت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنی اسرائیل کے شمعون غازی نامی ایک عابد کا ذکر کیا کہ جس نے کافروں کے ساتھ ہزار مہینہ تک جہاد کیا۔ اس کے پاس اسلحہ کے طور پر اونٹ کا ایک جبڑا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس لڑائی کرنے کا کوئی ہتھیار نہ تھا۔ جب بھی وہ اسی جبڑا کے ساتھ کافروں پر حملہ کرتا تو اس سے بے شمار لوگ قتل ہو جاتے جن کی تعداد کو شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جب لڑائی کے دوران اسے پیاس لگتی تو اسے اونٹ کی کوہان کی جگہ سے میٹھا پانی پینے کو ملتا۔ جسے وہ پی لیتا اور اس کی پیاس بجھ جاتی۔ جب اسے بھوک لگتی تو اونٹ کی اسی جگہ ایک گوشت کا ٹکڑا پیدا ہو جاتا۔ جس کو غازی شمعون کھا لیتا تھا۔ اس کا پوری زندگی یہی معمول رہا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی کے ہزار مہینہ گزر گئے۔ جو کہ تراسی سال اور چار مہینے بنتے ہیں۔ اس پورے لڑائی کے عرصہ میں کفار اس کو شکست دینے سے عاجز آ گئے اور ان میں مقابلہ کی سکت نہ رہی۔

کفار نے شمعون غازی کی کافرہ بیوی سے کہا کہ اگر تو اپنے شوہر کو قتل کر دے تو ہم تمہیں بکثرت مال دے دیں گے۔ آپ کی بیوی نے ان سے کہا کہ میں اس کو قتل نہیں کر سکتی۔ کفار نے اس سے کہا کہ ہم تمہیں ایک مضبوط قسم کی رسی دیتے ہیں جس کے ساتھ تو اس کے سونے کی حالت میں اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں باندھ دینا' جب تو اس طرح مضبوطی سے اسے باندھ لے گی پھر ہمیں بتلانا' ہم خود ہی اس کو قتل کر دیں گے۔

بے وفا بیوی نے جب شمعون غازی سوئے ہوئے تھے تو اس رسی کے ساتھ آپ کے اعضاء کو باندھ دیا' آپ کی آنکھ کھل گئی اور فرمایا کہ مجھے کس نے باندھا ہے؟

بیوی نے (ان کید کن عظیم کا مظاہرہ کرتے ہوئے) کہا کہ میں نے باندھا۔ اس بات کا تجربہ کرنے کے لئے کہ آپ کے پاس کتنی طاقت ہے؟

شمعون غازی نے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دیا جس کے نتیجے میں وہ مضبوط رسی ٹوٹ گئی۔

کافروں نے اسے دوبارہ ایک اور مضبوط قسم کی رسی لا کر دے دی۔ بے وفا بیوی نے پھر دوبارہ اس رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ بیدار ہو گئے سوال کیا کہ مجھے کس نے باندھا ہے؟

بے وفا بیوی نے پھر کہا کہ حضور آپ کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لئے میں نے ہی باندھا ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دیا اور مضبوط قسم کی رسی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

کافر تیسری مرتبہ رسی لائے۔ بدبخت بیوی نے پھر باندھ دیا۔ پوچھنے پر وہی پہلا جواب دیا۔

شمعون غازی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہوں۔ مجھ پر میرے ان بالوں کے سوا دنیا کی کوئی دوسری چیز غالب نہیں آ سکتی۔

ان کے بڑے بڑے لمبے بال تھے۔ آپ کی بے وفا بیوی نے اپنے شوہر کی یہ بات سنی جب آپ سو گئے تو بے وفا بیوی نے ان کی مینڈھیوں کو نیند کی حالت میں کاٹ لیا ان کے سر کے بالوں کے یہ کوئی آٹھ ٹکڑے تھے۔ یہ سب کے سب ان کے سر سے زمین کی طرف لٹکے ہوئے تھے۔ بیوی نے ان میں سے چار مینڈھیوں کے ساتھ اپنے غازی شوہر کے نیند کی حالت میں دونوں ہاتھ اور دوسری چار مینڈھیوں سے دونوں پاؤں مضبوطی کے ساتھ باندھ دیئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو پوچھا کہ مجھے کس نے باندھا ہے۔ بدبخت بیوی نے کہا کہ حضور آپ کی طاقت کا تجربہ کرنے کے لئے میں نے ہی آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو باندھا ہے۔

آپ نے ان کو توڑنے کی کوشش کی لیکن ان سے ایسا نہ ہو سکا۔ بیوی نے کفار کو خبر دی۔ وہ آئے اور آپ کو مقتل گاہ کی طرف لے گئے۔ وہاں ایک ستون تھا۔ اس ستون پر انہوں نے آپ کو باندھ دیا۔ پھر ان کے دونوں کان، دونوں آنکھیں، دونوں ہونٹ، زبان، دونوں ہاتھ اور پاؤں کو کاٹ دیا۔ سارے کافر اس جگہ میں تماشہ دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ جن کے ساتھ آپ کی بیوی بھی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شمعون غازی کو حکم ہوا کہ اے میرے بندے تو کیا چاہتا ہے کہ میں ان سب کے ساتھ کیا کروں؟

شمعون غازی نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ مجھے اتنی طاقت مل جائے کہ میں اس مکان کے ستون کو جب حرکت دوں تو مکان ان پر گر جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی طاقت عطا فرمائی کہ آپ نے جب اپنے آپ کو حرکت دی تو مکان کی چھت ان سب کفار پر گر گئی جس کے نتیجہ میں وہ سارے کے سارے ہلاک ہو گئے۔ آپ کی بیوی بھی انہی کفار کے ساتھ ہلاکت کے گڑھے میں اتر گئی۔

اللہ تعالیٰ نے شمعون غازی کو نہ صرف ان کافروں سے نجات عطا فرمائی بلکہ رب ذوالجلال کے فضل و کرم سے ان کے سب اعضاء بھی تندرست ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک ہزار مہینہ تک اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار کے ساتھ جہاد بھی کیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے اشتیاق عبادت کو دیکھ کر رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ اس کو ملنے والے ثواب کو جانتے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نفی میں جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو یہ سورت عطا فرما کر اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بھیجا۔ انہوں نے آکر عرض کیا۔ اے پیارے حبیب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعطینک وامتک لیلة القدر. العبادة فیها افضل من عبادة سبعین الف شهر.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کو اور آپ کی اُمت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی ہے۔ جس میں عبادت کرنا ستر ہزار مہینہ کی عبادت سے افضل ہے۔

بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا محمد رکعتان فی لیلة القدر خیر لک ولامتک من ضرب السیف الف شهر فی زمان بنی اسرائیل.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب قدر میں دو رکعت نماز آپ کے لئے اور آپ کی (گناہگار) امت کے لئے بنی اسرائیل کے زمانے میں ہزار مہینہ تک تلوار چلانے سے بہتر

ہے۔(سنانیہ)

دوسرا شان نزول:

اس سورت مبارکہ کے شان نزول میں بعض حضرات نے یہ روایت ذکر کی ہے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہوا۔آپ کی امت سے آپ کے فراق کا وقت نزدیک ہوا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمزدہ اور پریشان ہو گئے اور فرمایا:

اذا خرجت من الدنیا فمن یبلغ سلام اللہ علی امتی واغتم قلبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ففرح اللہ قلبہ لقولہ (تنزل الملائکۃ والروح فیھا) حتی یبلغوا سلامی ولا امنع عنھم فلا تحزن یا حبیبی.

جب میں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے جاؤں گا۔تو میری امت کو اللہ تعالیٰ کا سلام کون پہنچائے گا۔(یہ سوچ کر) حضو اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل مبارک غمگین ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان ''اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں۔'' (القدر ۴) کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل مبارک کو خوش کر دیا اور فرمایا کہ اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے فرشتے میرا سلام آپ کی امت کو پہنچائیں گے اور میں آپ کے ناموں سے اپنا فضل و کرم ہرگز نہیں روکوں گا اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ غمگین نہ ہوں۔(موعظہ)

درود وسلام کے فیوض و برکات:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلوٰۃ.

بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ نزدیک وہ شخص ہو گا کہ جو مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھے۔

ایک اور روایت میں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک کاتب فوت ہو گیا۔ ایک عالم نے اسے خواب میں دیکھ کر اس سے سوال کیا کہ اے کاتب اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

کاتب نے جواب دیا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔

عالم نے کہا: کس سبب سے؟ کاتب نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے بعد درود شریف لکھنے کی وجہ سے۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ جو کاتب ایک کاغذ پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کے بعد درود شریف لکھتا ہے، اسے بخش دیا جاتا ہے تو جو اپنے دل اور زبان کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کیسے نہیں بخشے گا۔ (انشاء اللہ العزیز یقیناً اسے بخش دے گا۔) (کذافی زبدۃ الواعظین)

عظمت قرآن:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کو تین وجہ سے عظمت عطا فرمائی:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کو اپنی طرف منسوب کیا اور اسے اپنی ذات کے ساتھ مختص فرمایا نہ کہ کسی اور کے ساتھ۔

۲۔ سورۃ القدر میں صراحۃ لفظ قرآن ذکر فرمانے کی بجائے ضمیر کو لایا گیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ شرف کامل، رفعت قدر و منزلت میں شہرت کی شہادت موجود ہونے کی وجہ سے اسم ظاہر کے بجائے ضمیر کو ذکر فرمایا گیا۔

۳۔ اس وقت کی قدر و منزلت کی رفعت کی وجہ سے کہ جس میں قرآن کو نازل فرمایا۔

(کشاف)

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ:

شب قدر کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں عمر، رزق، احکام اور تمام امور کا اندازہ بیان کیا جاتا ہے جو کچھ موجودہ سال سے آئندہ سال تک ہونے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شہروں اور بندوں میں مقرر فرماتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو فرشتوں کے لئے ظاہر فرماتا ہے اور ان کو اپنے اپنے کام کرنے کا حکم دیتا ہے کہ اس سال میں جو کچھ بندوں کے لئے مقرر ہے وہ اس کو لکھ لیں اور خاص طور پر اسے پہچان لیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جملہ امور کو اس رات میں پیدا کرتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ہی ازل میں ان تمام مقادیر کو مقرر فرمالیا ہے۔

حضرت حسین بن فضل سے کہا گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ہی ان تمام مقادیر کو مقرر کر رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: "ہاں"

ان سے سوال کیا گیا کہ لیلۃ القدر کا کیا معنیٰ ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کا معنیٰ ہے:

سوق المقادير الى المواقيت و تنفيذ القضاء المقدر

اوقات تک مقادیر کو چلانا اور قضاء مقدر کو نافذ کرنا۔ (تفسیر اللباب)

بعض علماء نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کا نام لیلۃ القدر رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں موجودہ سال سے آنے والے سال تک تمام احکام اور معاملات کو مقرر فرما دیا جاتا ہے۔

چنانچہ رحمت اور عذاب کے دفتر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔

نباتات اور رزق کے تمام دفاتر حضرت میکائیل علیہ السلام کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔

بارش اور ہواؤں کے تمام دفاتر حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذمہ لگا دیئے جاتے ہیں۔

ارواح کو قبض کرنے اور عمروں کے پورا ہونے کا دفتر حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے

(وفيها يفرق كل امر حكيم) "اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔" (الدخان ۴)

القدر کا ایک معنیٰ ہوتا ہے الضیق یعنی تنگ ہونا۔

اس لحاظ سے لیلۃ القدر کو قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات میں فرشتوں کے زمین پر اترنے کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (مشکاۃ الانوار)

فرشتے کیوں اترتے ہیں؟:

لیلۃ القدر میں فرشتوں کے زمین پر اترنے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کہا:

(قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک ط قال انی اعلم مالا تعلمون)

"بولے کیا ایسے کو (نائب) کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔" (البقرہ ۳۰)

رب ذوالجلال فرشتوں کو زمین پر اتار کر ان پر اس معاملہ کو واضح کرنا چاہتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جو انہوں نے کہا تھا اور مومنین کے حال کو واضح کر دیا۔ جب فرشتے اترتے ہیں تو مومنین پر سلام کرتے ہیں اور اپنی کہی ہوئی بات کی معذرت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور ان کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ (بخاری شریف)

محروم القسمت لوگ:

حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب شب قدر کی فجر طلوع ہوتی ہے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ندا دیتے ہیں۔ اے فرشتوں کے گروہ کوچ کرو کوچ کرو۔ فرشتے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں: اے جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے مسلمانوں کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام فرشتوں سے فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالی نظر الیھم بالرحمۃ عفاعنھم وغفرلھم الا اربعۃ نفر.

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نظر رحمت فرمائی۔ ان کو معاف فرما دیا۔ انکو بخش دیا سوائے ان چار گروہوں کے۔ فرشتے روح الامین سے کہتے ہیں: وہ چار محروم القسمت لوگ کون ہیں؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے جواب میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا:

۱- شراب کا رسیا۔

۲- والدین کا نافرمان۔

۳- قطع رحمی کرنے والا۔

۴- بہت سخت دشمنی رکھنے والا۔ اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی سے

تین دن سے زیادہ کلام نہ کرے۔ (زبدۃ الواعظین)

روح سے کیا مراد ہے؟:

آیت میں کلمہ روح مذکور ہے۔ مفسرین کے اس کی مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

۱- بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ میں اتنے فرشتے ہیں کہ جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیلۃ القدر میں وہ فرشتے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں۔ حضرت روح الامین کا مقام ان فرشتوں کے درمیان میں ہوتا ہے۔ وہ سب فرشتے مومن مرد وعورت کے لئے خیر و برکت کی دعا کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تمام لوگوں کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں جس کے ساتھ ان کا مصافحہ ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس شخص کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے دل میں رقت اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے مصافحہ کرنے کی برکت سے ہوتا ہے۔

۲- مفسرین کا ''روح'' کے بارے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے ایک عظیم فرشتہ مراد ہے۔ اگر وہ زمین و آسمان کو نگلنا چاہے تو یہ سب اس کا صرف ایک لقمہ ہوں۔ اسے فرشتے صرف لیلۃ القدر میں ہی دیکھتے ہیں۔ جو باقی فرشتوں کے ساتھ مومنین کی خدمت کے لئے اترتا ہے تاکہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر مطلع ہو سکے۔

۳- ایک قول یہ ہے کہ روح سے مراد فرشتوں کی ایک جماعت ہے جس کو باقی فرشتے صرف لیلۃ القدر میں ہی دیکھتے ہیں۔

۴- روح سے مراد ایک اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق ہے کہ جو کھاتی ہے' لباس پہنتی ہے' نہ وہ فرشتوں سے ہے اور نہ ہی انسانوں سے شاید کہ وہ اہل جنت کے خدام ہوں۔

۵- روح سے مراد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس لئے کہ روح ان کا اسم گرامی ہے۔ آپ بھی فرشتوں کی موافقت میں زمین پر اترتے ہیں تاکہ وہ حضرت محمد صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر مطلع ہوسکیں۔

۶۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ روح سے ایک ایسا فرشتہ مراد ہے کہ جس کے دونوں پاؤں ساتوں زمینوں سے نیچے اور اس کا سر عرش اعلیٰ کے نیچے اس فرشتہ کے دنیا سے بڑے ایک ہزار سر ہیں ہر سر میں ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ہزار منہ ہیں ہر منہ میں ہزار زبانیں ہیں وہ فرشتہ ہر زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ وہ لیلۃ القدر میں اترتا ہے تاکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لئے بخشش طلب کرے۔ (تفسیر التیسیر)

۷۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ روح سے اللہ تعالیٰ کی رحمت مراد ہے کہ جس رحمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو بھیجتا ہے کہ وہ اس رحمت رب ذوالجلال کو زندہ بندوں پر نچھاور کریں لیکن وہ اس قدر وسیع رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے زندہ بندوں سے وہ بچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا کہ اے جبرائیل علیہ السلام باقی ماندہ رحمت کو مردوں پر نچھاور کردیں لیکن وہ ان سے بھی زائد ہو جاتی ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں: اے میرے رب تیری رحمت ان سے بھی زائد ہوگئی ہے اور باقی ماندہ رحمت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جبرئیل علیہ السلام میری رحمت کے خزانے بھرے پڑے ہیں اس باقی بچی ہوئی رحمت کو دارالحرب میں رہنے والے کفار پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ہر اس شخص پر اس کو تقسیم کرتے ہیں کہ جس کو معلوم ہو گیا کہ وہ مسلمان ہو کر مرے گا۔ (شیخ زادہ)

شب قدر کون سی رات ہے؟:

شب قدر کے وقت کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ رات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں تھی پھر اس کو اٹھا لیا گیا۔

عام مشائخ کا اس ضمن میں فرمان یہ ہے کہ لیلۃ القدر قیامت کے دن تک باقی ہے۔

یہ کون سی رات ہے۔ اس بارے میں بعض کا قول یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔

بعض نے فرمایا کہ یہ ماہ رمضان کی سترہ کی رات ہے۔

اکثر کا قول یہ ہے کہ یہ بابرکت رات ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے کوئی نہ کوئی رات ہے۔

ایک بزرگ کا تجربہ:

حضرت ابوالحسن رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں ماہ رمضان میں شب قدر پاتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے۔ اگر رمضان المبارک کے مہینہ کی پہلی تاریخ سوموار کو ہوتو ماہ رمضان کی ۲۱ کیسویں شب کو شب قدر ہوتی ہے اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو ماہ رمضان کی پچیسویں رات شب قدر ہوتی ہے اور اگر جمعتہ المبارک یا منگل کے دن ماہ رمضان کی پہلی ہوتو ماہ رمضان کی ستائیسویں شب شب قدر ہوتی ہے۔ اگر پہلی تاریخ اتوار یا بدھ کو ہوتو شب قدر انتیسویں رات کو ہوتی ہے۔ (بحوالہ دین مصطفیٰ اضافہ از محبوب احمد چشتی)

شب قدر ماہ رمضان کی ستائیسویں ہی ہے:

شب قدر ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کے ہونے میں مختلف دلائل موجود ہیں۔

۱- عام صحابہ کرام اور علماء نے متفقہ طور پر فرمایا کہ لیلتہ القدر ماہ رمضان کی ستائیسویں شب ہی ہے۔

۲- حضرت ابویزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے اپنی تمام عمر میں دومرتبہ لیلتہ القدر نصیب ہوئی اور یہ ماہ رمضان کی ستائیسویں شب ہی تھی۔

۳- حقائق الحنفی میں مذکور ہے کہ کلمہ لیلتہ القدر کے نو حرف ہیں اور یہ کلمہ سورۃ القدر میں تین مرتبہ واقع ہوا ہے۔ جب نو کو تین سے ضرب دی جائے تو ستائیس حاصل ہوتے ہیں۔

۴- سورۃ القدر میں شب قدر کے ستائیسویں رات ہونے سے اس طرح بھی اشارہ ملتا ہے کہ سورہ قدر تیس کلمات پر مشتمل ہے ان میں ستائیسواں کلمہ لفظ ہی ہے جو لیلتہ القدر کی تعبیر ہے۔

۵- سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک کے مہینہ کی ستائیسویں رات ہے۔

شب قدر کو مخفی رکھنے کی وجہ :

بزرگ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر لیلۃ القدر کے مخفی رکھنے میں یہ راز ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کے لئے اس کے پانے کے لالچ میں ماہ رمضان کی تمام راتوں میں عبادات کے اندر زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

جیسا کہ جمعہ کے دن میں دعا کی مقبولیت کی گھڑی کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

نماز وسطی کو پانچ نمازوں میں مخفی رکھا گیا ہے۔

اسم اعظم کو اسماء میں پوشیدہ کر دیا گیا ہے۔

اللہ کی رضا کو اس کی اطاعت میں مخفی رکھا گیا ہے تا کہ لوگ ان چیزوں میں رغبت کریں اور ان تمام کو حاصل کرنے میں کوشش کریں۔ (مشکوٰۃ الانوار)

لیلۃ القدر میں کی جانے والی عبادات :

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی فی لیلۃ القدر رکعتین یقرء فی رکعۃ بفاتحۃ الکتاب مرۃ والاخلاص سبع مرات. فاذا سلم یقول استغفر اللہ واتوب الیہ سبعین مرۃ فلا یقوم من مقامہ حتی یغفر اللہ لہ و لا بویہ. ویبعث اللہ تعالیٰ ملائکۃ الی الجنان یغرسون لہ الاشجار ویبنون القصور ویجرون الانہار ولا یخرج من الدنیا حتی یری ذلک کلہ.

جو شخص شب قدر میں دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے تو ستر مرتبہ یہ کلمات کہے استغفر اللہ واتوب الیہ (میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں) تو ایسے شخص کے لئے تین انعامات ہیں :

۱- وہ اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں اٹھے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخش دے گا۔

۲- جنت کی طرف اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجے گا جو اس کے لئے بہشت میں درخت کاشت کریں گے اور نہریں جاری کریں گے۔

۳- وہ شخص دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہو گا جب تک کہ ان تمام اشیاء کو دیکھ نہ لے۔ (تفسیر الحقی)

عجیب و غریب نکتہ:

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف تیئس برس تبلیغ فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرت نوح علیہ السلام سے بہتر ہیں اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی قلیل مدت حضرت نوح علیہ السلام کی کثیر مدت سے افضل ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ماننے والے حضرت نوح علیہ السلام کے ماننے والوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اگرچہ ہزار مہینہ تک لڑائی کرنے والے ہزار مہینہ تک راتوں کو قیام کرنے والے اگرچہ ان کی مدت عبادت زیادہ ہے اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت کی لیلۃ القدر میں صرف دو رکعتیں اگرچہ قلیل ہیں۔ لیکن ان کی ہزار مہینہ کی عبادت سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے۔

خالق کائنات نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب کچھ اس لئے ہے تاکہ تمام مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی امت پر میرا افضل اور میری رحمت تمام مخلوق کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔ (تفسیر الحقی)

ایک عابد کی امید:

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ جس نے تین سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور یہ امید کر لی کہ اس کی طرف وحی کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک درخت اگایا۔ جس پر ہر رات اس کی ضرورت کے مطابق کھجوریں لگ جاتی تھیں۔ جس کی وجہ سے اس عابد کا دل مطمئن تھا۔ اس کی طرف وحی نہ کی گئی۔ اسے ندا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس بندہ کی طرف وحی نہیں کرتا کہ جس کا دل میرے علاوہ کسی اور پر مطمئن ہو جائے۔

عبادت گزار نے عرض کیا: یا اللہ میرا دل تیرے علاوہ کس پر مطمئن ہے؟

جواباً کہا گیا: اس درخت پر تیرا اطمینان ہے کہ جس سے تو ہر روز پھل کھاتا ہے۔
عابد نے اس درخت کو کاٹ دیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عابد سے فرمایا: میرے بندوں کے لئے ایک رات ہے اور وہ لیلۃ القدر ہے۔ اس ایک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا عبادت کرنا اے عابد تیری تمام عبادات سے کہیں افضل ہے۔

تھوڑے عمل کا زیادہ اجر:

ایک روایت میں ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
لیلۃ القدر میں آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو شخص بھی اس رات میں نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس نماز کی ہر رکعت کے بدلے جنت میں ایک بہت بڑا درخت لگا دیتا ہے۔ اس درخت کا عظیم ہونا اس سے سمجھیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر ایک سوار سو سال تک اپنی سواری پر سوار ہو کر اس کے سائے میں چلتا رہے تو اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔
نیز اس نماز کی ہر رکعت کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں چھوٹے اور بڑے موتی' یاقوت اور زبرجد سے بنا ایک گھر بناتا ہے۔
لیلۃ القدر میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز میں تلاوت کردہ ہر آیت کے بدلے جنت میں اس شخص کو تاج پہنائے گا۔ نماز کے دوران ہر جلسہ کے بدلے جنت کے درجات میں سے ایک درجہ اس نماز پڑھنے والے کو عطا ہو گا جبکہ ہر تسبیح کے بدلے جنت کے محلات میں سے ایک محل اسے نصیب ہو گا۔ (زبدۃ الواعظین)

چار جھنڈے:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
لیلۃ القدر میں چار جھنڈے اترتے ہیں:

۱-لواء الرحمۃ. ۲-لواء الحمد.
۳-لواء المغفرۃ. ۴-لواء الکرامۃ.

ہر ایک جھنڈے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر ایک جھنڈے کے اوپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قال فی تلک اللیلۃ ثلاث مرات لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ غفرلہ بواحدۃ وانجاہ من النار بواحدۃ و ادخلہ الجنۃ بواحدۃ۔

جو شخص لیلۃ القدر میں تین مرتبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ یہ کلمات کہنے سے اس کی بخشش فرما دے گا۔ دوسری دفعہ کہنے سے اسے آگ سے نجات عطا فرمائے گا اور تیسری مرتبہ کہنے سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

ان چار جھنڈوں میں سے

لواء الحمد کو زمین وآسمان کے درمیان نصب کیا جاتا ہے۔

لواء المغفرۃ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور کے قریب نصب کیا جاتا ہے۔

لواء الرحمۃ کو کعبہ کے اوپر نصب کیا جاتا ہے۔

لواء الکرامۃ کو بیت المقدس میں ایک چٹان پر نصب کیا جاتا ہے۔

جھنڈوں کے ساتھ اترنے والے ستر ہزار فرشتوں میں سے ہر ایک لیلۃ القدر میں ہر مسلمان کے دروازے پر ستر مرتبہ آتا ہے اور ان پر سلام کرتا ہے۔ (سنانیہ)

رحمت الٰہی جوش میں:

ایک روایت میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر لیلۃ القدر میں ایک ایسی رحمت نازل فرماتا ہے کہ جس میں مشرق سے لے کر مغرب تک کے تمام مسلمانوں کا حصہ ہوتا ہے اور ان سب کو وہ رحمت ملنے کے بعد بھی باقی بچ جاتی ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: اے میرے رب میں نے تیری رحمت تمام تک پہنچا دی ہے لیکن کچھ باقی بچ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اے جبرئیل اس رحمت کو لیلۃ القدر میں پیدا ہونے والے بچوں میں تقسیم کر دو۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اسی بقیہ رحمت کو مسلمان اور کافروں کے بچوں میں تقسیم فرما دیتے ہیں اور یہ رحمت جن کفار کے بچوں کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے وہ ان کو دارالاسلام کی طرف کھینچتی ہے چنانچہ وہ اس رحمت کے سبب سے مومن ہو کر مرتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا: یا اللہ میں تیرا قرب چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا قرب لیلۃ القدر میں بیدار رہنے والوں کے لئے ہے۔

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ میں تیری رحمت چاہتا ہوں۔

رب ذوالجلال نے فرمایا کہ میری رحمت اس شخص کے لئے ہے جو لیلۃ القدر میں مسکین پر رحم کرے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ میں بجلی کی طرح پل صراط سے گزرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ چیز اس شخص کو عطا فرمائی ہے کہ جو لیلۃ القدر میں صدقہ کرے۔

انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ میں جنت کے درختوں کے سائے میں بیٹھنا اور جنت کے درختوں کا پھل کھانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری یہ نعمت اس شخص کے لئے ہے کہ جو لیلۃ القدر میں میری تسبیح بیان کرے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی: یا اللہ میں دوزخ سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

رب ذوالجلال نے فرمایا کہ یہ چیز اس شخص کے لئے ہے کہ جو لیلۃ القدر میں صبح تک بخشش طلب کرتا رہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ میں تیری رضا حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رضا اس شخص کے لئے ہے کہ جو لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز ادا کرے۔ (زبدۃ الواعظین)

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایک بکری دوھنے والی کی

دیر جتنا قیام کرے یعنی جتنی دیر بکری کا دودھ دوہنے میں لگتی ہے اتنی دیر تک وہ قیام کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا یہ تھوڑی دیر کا قیام سارا زمانہ روزہ رکھنے سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ لیلۃ القدر میں قرآن کی ایک آیت پڑھنا رمضان المبارک کے مہینے کے علاوہ باقی راتوں میں مکمل قرآن مجید ختم کرنے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ (موعظہ)

لیلۃ القدر کا وظیفہ:

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو وافقت لیلة القدر فما اقول؟ قال قولي: اللهم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عني.

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مجھے لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو پھر میں کیا کہوں (یعنی کون سی دعا مانگوں) تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عائشہ تو یہ کلمات پڑھا کر۔ یا اللہ تو معاف کرنے والا کریم ہے معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے بھی معاف فرما دے۔ (ترمذی شریف)

جلسہ نمبر ۲۷

عید الفطر کا بیان

قد افلح من تزکّٰی o و ذکر اسم ربہ فصلی o بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا o والاخرۃ خیر وابقی o ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ o صحف ابراھیم و موسٰی o

ترجمہ: ''بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح دیتے اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔''

(سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۴ تا ۱۹)

عیدالفطر کا بیان

آیت کی تفسیر:

(قد افلح من تزکی ٥ وذکر اسم ربه فصلی ٥ بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا ٥ والآخرہ خیر وابقی ٥ ان ھذا لفی الصحف الاولی ٥ صحف ابراھیم وموسی ٥)

''بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی بلکہ تم جنتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی۔ بے شک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔''

مفسرین فرماتے ہیں:

۱- تزکیہ کا معنی کفر اور معصیت سے پاک ہونا۔

۲- صاف ستھرا ہونے اور پرہیزگاری حاصل کرنے میں کثرت مراد ہے۔

۳- نماز کے لئے طہارت حاصل کرنا۔

۴- زکوٰۃ ادا کرنا۔

فلاح حاصل کرنے والے کو تزکیہ نفس تب حاصل ہو گا کہ جب وہ اپنی زبان اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

ذکر سے تکبیر تحریمہ مراد لینا بھی جائز ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ تزکیہ اسے حاصل ہوا جس نے صدقہ فطر ادا کیا۔

فصلی ''اس نے نماز پڑھی''

اسی طرح ایک اور مقام پر آیا ہے:

(اقم الصلوٰۃ لذکری) ''اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔'' (طٰہٰ ۱۴)

نیز (وذکر اسم ربہ) ''اور اپنے رب کا نام یاد کیا'' کو لایا گیا جس سے عید والے دن تکبیر کہنا اور نماز عید پڑھنا مفہوم ہوتا ہے۔

دنیاوی زندگی کو ترجیح دینے سے یہ کہنا مقصود ہے کہ وہ ایسے کام نہیں کرتے جو ان کے

لئے آخرت کے دن معاون ثابت ہوں۔

اس میں خطاب اشقیاء کو ہے کہ جو ان معاملات کی طرف توجہ کرتے ہیں یا تھوڑا بہت دل میں اسے چھپاتے ہیں یا تمام تر خیال ان کا اس طرف ہے کیونکہ بدبخت لوگوں کا دنیا کے حصول کے لئے رجحان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں بالذات لذیذ ہیں۔ بری چیزوں کی ملاوٹ سے خالص ہیں اور ان کے لئے کبھی بھی انقطاع نہیں ہے۔

ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ. سے اس طرف اشارہ ہے کہ پہلے جن لوگوں نے فلاح و کامیابی حاصل کی۔ ان کا دارومدار بھی انہی چیزوں پر تھا۔ کیونکہ اس میں دیانت کے تمام امور کو مجتمع فرمایا گیا اور یہ تمام کتب منزلہ کا خلاصہ ہے۔

(**صحف ابراھیم و موسی**) یہ **الصحف الاولی** سے بدل ہے۔

سورۃ الاعلیٰ پڑھنے کا ثواب:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قرء سورۃ الاعلی اعطاہ اللہ عشر حسنات بعدد کل حرف انزلہ اللہ علی ابراھیم و موسی و محمد علیھم الصلوۃ والسلام.

جس شخص نے سورہ اعلیٰ کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کی تعداد کے مطابق دس نیکیاں عطا فرمائے گا کیونکہ یہ وہ سورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا۔ (قاضی بیضاوی)

دس اقوال: اللہ تعالیٰ کے فرمان **قد افلح من تزکی** سے کیا مراد ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس بارے میں دس قول ہیں:

۱۔ **قد افلح من تزکی** سے وہ شخص مراد ہے جس نے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(**وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا**)

"اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔" (بنی اسرائیل ۲۳)

۲- (قد افلح من تزکی) یعنی وہ شخص جس نے ظلمت کی طرف میلان کو ترک کر دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون ○)

"اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔" (ھود ۱۱۳)

۳- (قد افلح من تزکی) یعنی وہ خوش نصیب انسان جس نے غیبت کو ترک کر دیا۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے:

(ولا یغتب بعضکم بعضا) "اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔" (الحجرات ۱۲)

۴- (قد افلح من تزکی) یعنی وہ کہ جس نے دنیا کی محبت کو چھوڑ دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

(یوم لا ینفع مال ولا بنون ○ الا من اتی اللہ بقلب سلیم ○) "جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور ہوا سلامت دل لے کر۔"

(الشعراء ۸۸-۸۹)

۵- (قد افلح من تزکی) وہ شخص کہ جس نے بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ جیسا کہ کتاب اللہ میں ہے:

(یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا)

"اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو۔" (الاحزاب ۴۱)

۶- (قد افلح من تزکی)

وہ شخص کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب آنے پر صبر کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب)

"صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔" (الزمر ۱۰)

۷- (قد افلح من تزکی) وہ شخص کہ جس نے اپنے ظاہر اور باطن کو پاک کیا۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی

عـمـلـوا لعلهم يرجعون) ''چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تا کہ انہیں ان کے بعض کوتکوں کا مزہ چکھائے کہیں وہ باز آئیں۔'' (الروم ۴۱)

۸- (قد افلح من تزکی) وہ شخص کہ جس نے تلاوت قرآن سے کامیابی حاصل کی۔

جیسا کہ خالق کائنات کا فرمان ہے:

(انـمـا الـمـؤمـنـون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم ايٰته زادتهم ايمانا و علی ربهم يتو كلون)

''ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کریں۔'' (الانفال ۲)

۹- (قد افلح من تزکی) وہ شخص کہ جس نے اخلاص کے ساتھ عمل کیا۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

(الا مـن تـاب و آمـن وعـمـل عـمـلا صـالـحـا فاولٰئک يبدل الله سيآتهم حسنٰت ط و كان الله غفورا رحيما ٥)

''مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔'' (الفرقان ۲۵)

۱۰- (قـد افـلـح مـن تزکی) وہ شخص کہ جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى ٥ فان الجنة هى الماوى

''اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔'' (النازعات ۴۰-۴۱) (شیخ زادہ)

رحمت الٰہی سے دور شخص:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر ایک درجہ پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین۔ دوسرے درجہ پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین۔ تیسرے درجہ پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین۔

جب حضور منبر پر اطمینان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ منبر پر تشریف لائے اور تین مرتبہ آمین فرمایا' اس کی کیا حکمت ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ادرک شھر رمضان ولم یصم الی آخرہ ولم یغفرلہ دخل النار فابعدہ اللہ منھا فقلت آمین۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص نے رمضان المبارک کے مہینہ کو پایا اور اس کے آخر تک روزے نہ رکھے اور اس کی بخشش نہ ہو اور وہ دوزخ میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرما دے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: آمین۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ادرک ابویہ او احدھما ولم یبرھما فمات۔ دخل النار فابعدہ اللہ منھا۔ فقلت آمین۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کے ساتھ نیکی نہ کر سکا اور مر گیا تو وہ بھی دوزخ میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے آمین کہی۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ذکر عندہ اسمک ولم یصل علیک دخل النار فابعدہ اللہ منھا فقلت آمین۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر مبارک کیا جائے اور وہ آپ کی ذات اقدس پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ دوزخ میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر بھی آمین کہی۔ (زبدۃ الواعظین)

صدقہ فطر کی شرعی حیثیت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر ہر بڑے چھوٹے پر واجب ہے۔ چاہے وہ تندرست ہو یا مجنوں۔

حضرت امام محمد اور حضرت امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹے اور مجنوں پر صدقہ فطر واجب نہیں اگرچہ ان کے لئے دو گھر ہوں ایک گھر میں رہتے ہوں اور دوسرے

گھر میں ان کی رہائش نہ ہو بلکہ وہ اجرت پر دیا ہوا ہو۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں دو سو درہم کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا جو بھی اتنی صلاحیت رکھتا ہے اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اسی طرح اگر ایک تو آدمی کے پاس رہائش کا گھر ہو اور کچھ چیزیں اس کی رہائش سے زائد ہوں تو اس زائد کی بھی قیمت کا اعتبار ہو گا۔ اس طرح کپڑوں اور گھر کے دوسرے سامان کا حکم ہے۔ (حیط البرھان)

علماء فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر عملاً واجب ہے نہ کہ اعتقاداً۔ صدقہ فطر ہر آزاد مسلمان مالک نصاب پر واجب ہے جو اس کی اصلی ضروریات سے زائد ہو۔ اگرچہ وہ نصاب نامی نہ ہو۔ اتنی مالیت والے پر صدقہ فطر دوسرے سے وصول کرنا ناجائز ہے۔

آدمی صدقہ فطر کس کس کا ادا کرے گا:

جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے وہ اپنا ادا کرے گا۔ اسی طرح اپنے چھوٹے بچہ کا اگرچہ وہ فقیر ہی کیوں نہ ہو۔ وہ غلام جو اس نے خدمت کے لئے رکھا ہوا ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح اپنے مدبر غلام ورام ولد لونڈی کی طرف سے صدقہ فطر دینا اس کے لئے ضروری ہے۔

آدمی پر اپنی بیوی' بڑے لڑکے اور مالدار چھوٹے بچہ کا صدقہ فطر واجب نہیں ہے بلکہ جو مالدار چھوٹا بچہ ہے اس کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔ مجنوں چھوٹے بچے کی طرح ہے۔ انسان پر اپنے مکاتب غلام اور ان غلاموں کا صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے جو اس نے تجارت کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔

صدقہ فطر ادا کرنے کا وقت:

عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا مستحب ہے۔ مؤخر کرنے سے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ جب ادا کرے گا تو اس وقت ہی اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو گا۔ صدقہ فطر نصف صاع گندم' گندم کا آٹا یا ستو واجب ہے۔ ایک صاع کھجور اور جو کا واجب ہے۔ منقی گندم کی طرح ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک یہ جو کی طرح ہے۔

ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ آج کے موجودہ دور میں نصف صاع تقریباً سوا دو کلو کے برابر ہے تو جو شخص صدقہ فطر ادا کرنا چاہے وہ اس وزن کے حساب سے گندم یا اس

کے آٹے کی قیمت ادا کرے۔ ایک صاع تقریباً ساڑھے چار کلو کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص کھجور سے صدقہ فطر ادا کرے تو اس وزن کے حساب سے کھجور یا اس کی قیمت دے گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر میں ان اجناس کو دینے کی بجائے ان کی قیمت کا دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ نقدی فقیر کی ضروریات کو زیادہ بہتر طریقہ سے پورا کرسکتی ہے بلکہ فتویٰ بھی اسی بات پر ہے۔ (ملتقی الابحر)

نماز عید ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر دے دینا یہ بہت ہی بہتر ہے تاکہ فقراء بھی امیروں کے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں اور پھر اس میں ثواب بھی زیادہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیدالفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا بھول گئے۔ تو آپ نے اس چیز کے کفارے میں ایک غلام کو آزاد فرمایا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ تو عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز عیدالفطر ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا بھول گیا۔ اس بھولنے کے کفارے میں میں نے ایک غلام کو آزاد کر دیا ہے۔ آپ کی یہ بات سن کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لو اعتقت یا عثمان مائة رقبة لم تبلغ ثواب زکوة الفطر قبل صلوة العید.

اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر آپ سو غلام بھی آزاد کریں لیکن آپ وہ ثواب حاصل نہیں کر سکتے جو نماز عید ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا ملتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

صدقہ فطر کے وجوب کی حکمت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں رکوع ایک اور سجدہ دو ہیں حالانکہ جس طرح سجدہ فرض اسی طرح رکوع بھی فرض ہے؟ تو فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ رکوع انسان کو عبادت کی طرف بلاتا ہے جبکہ دو سجدے اس پر دو گواہ ہیں جس طرح رکوع بغیر سجدے کے قبول نہیں ہوتا اسی طرح روزہ بھی صدقہ فطر کے بغیر قبول نہیں ہوتا کیونکہ صدقہ فطر روزے پر گواہ ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صوم العبد معلق بین السماء والارض حتی یودی صدقة الفطر واذا

ادی صدقۃ الفطر جعل اللہ لہ جناحین اخضرین۔ یطیر بھما الی السماء السابعۃ ثم یامر اللہ تعالی ان یجعل فی قندیل من قنادیل العرش حتی یاتیی صاحبہ۔

بندے کا روزہ زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ فطر ادا کرے۔ جب وہ بندہ صدقہ فطر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے روزہ کو دو سبز پر عطا فرما دیتا ہے ان دو پروں کے ساتھ وہ روزہ ساتویں آسمان تک پرواز کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اس روزہ کو عرش کی قندیلوں میں سے ایک قندیل میں رکھ دیا جائے یہاں تک کہ اس روزہ کا رکھنے والا آجائے۔

صدقہ فطر دینے والے کے لئے دس انعام:

ایک حدیث شریف میں ہے

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے صدقہ فطر ادا کیا اسے دس چیزیں نصیب ہوں گی

۱- اس کا جسم گناہوں سے پاک ہوگا۔

۲- دوزخ کی آگ سے آزاد ہوگا۔

۳- اس کا روزہ درجہ مقبولیت حاصل کرے گا۔

جیسا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان صدقۃ الفطر للصوم کسجدۃ السھو للصلوۃ فکما تجبر سجدۃ السھو کل واقع فی الصلوۃ فکذا الصوم یجبر بصدقۃ الفطر کل واقع فیہ وبالتراویح لان الحسنات یذھبن السیئات۔

بے شک صدقہ فطر روزے کے لئے اس طرح ہے جس طرح سجدہ سہو نماز کے لئے ہوتا ہے جس طرح سجدہ سہو نماز میں واقع ہونے والی کمی کوتاہی اور نقصان کو پورا کرتا ہے اسی طرح روزہ کا نقصان صدقہ فطر سے پورا کیا جاتا ہے اور نماز تراویح سے کیونکہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

۴- جنت کا حقدار ہوگا۔

۵- قبر سے امن کی حالت میں نکلے گا۔

۶- اس سال میں جتنے نیکی کے کام کرے گا اللہ تعالیٰ ان سب اعمال کو شرف قبولیت عطا فرمائے گا۔

۷- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ فطر ادا کرنے والے کے لئے میری شفاعت واجب ہو گی۔

۸- پل صراط سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا۔

۹- اس کا میزان نیکیوں سے بھر جائے گا۔

۱۰- اللہ تعالیٰ صدقہ فطر ادا کرنے والے کا نام بد بخت لوگوں کے رجسٹر سے مٹا دے گا۔

(شیخ زادہ)

ایک اور حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اعطی صدقة الفطر كان له لكل حبة يعطيها سبعون الف قصر طول كل قصر ما بين المشرق والمغرب.

جس شخص نے صدقہ فطر ادا کیا اس کے ہر دانے کے بدلے کہ جو اس نے صدقہ فطر میں ادا کیا ستر ہزار محل ہوں گے اور ہر محل کی لمبائی اتنی ہو گی جتنا کہ مشرق و مغرب کا درمیانی فاصلہ ہے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

مومن کے لئے پانچ عیدیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کے لئے پانچ عیدیں ہیں:

۱- كل يوم يمر على المؤمن ولا يكتب عليه ذنب فهو يوم عيد.

ہر وہ دن کہ جو مومن پر اس طرح گزر جائے کہ اس پر کوئی گناہ نہ لکھا جائے تو یہ اس کے لئے عید کا دن ہے۔

۲- اليوم الذي يخرج فيه من الدنيا بالايمان والشهادة والعصمة من كيد الشيطان فهو يوم عيد.

مومن کے لئے وہ بھی عید کا دن ہو گا جس دن وہ اس دنیا سے با ایمان' کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اور شیطان کے مکر و فریب سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے رخصت ہو

گا۔

جس طرح کہ کسی شاعر نے کہا۔

خلق گوید کہ فردا روز عید است
خوش در روح ہر مومن پرید است
دراں روزے کہ با ایماں بمیرم
مرداں در خلق خود آں روز عید است

۳- الیوم الذی یجاوزفیہ الصراط ویامن من اھوال القیامۃ و یخلص من ایدی الخصوم والذبانیۃ فھو یوم عید.

جس دن پل صراط سے گزر جائے گا۔ قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہے گا۔ زبانیہ اور دشمنوں کے ہاتھوں سے چھٹکارا حاصل کر لے گا' مومن کے لئے وہ عید کا دن ہو گا۔

۴- الیوم الذی یدخل فیہ الجنۃ و یامن من الجحیم فھو یوم عید.

جس دن جنت میں داخل ہو گا اور دوزخ سے محفوظ رہے گا' مومن کے لئے وہ بھی عید کا دن ہو گا۔

۵- الیوم الذی ینظر فیہ الی ربہ فھو یوم عید.

مومن کے لئے وہ بھی عید کا دن ہو گا جس دن اسے اپنے رب کریم کا دیدار نصیب ہو گا۔ (ابو اللیث)

دوزخ سے آزادی کا دن:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا صاموا شھر رمضان وخرجوا الی عیدھم یقول اللہ تعالی.

جب لوگوں نے ماہ رمضان کے روزے رکھ لئے اور عید گاہ کی طرف نماز عید ادا کرنے کے لئے گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے میرے فرشتو! ہر کام کرنے والا جب کام کر لیتا ہے تو وہ اپنا اجر طلب کرتا ہے۔ میرے جن بندوں نے رمضان المبارک کے مہینہ کے روزے رکھے اور عید گاہ کی

طرف نمازِ عید ادا کرنے کے لئے گئے۔ اب وہ اپنے اجر کو طلب کرتے ہیں۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ' میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔

اس دوران ایک منادی ندا دیتا ہے:

یا امة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارجعوا الی منازلکم قد ابدلت سیئاتکم بالحسنات.

اے حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت تم اس حال میں اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ کہ تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یا عبادی صمتم لی وافطرتم لی. فقوموا مغفورا لکم

اے میرے بندو تم نے میرے لئے روزہ رکھا اور میرے لئے ہی تم نے افطار کیا۔ تم اس حال میں کھڑے ہو کہ تمہاری بخشش ہو چکی ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ماہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت' دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کے ہر دن اور رات میں ایسے چھ لاکھ آدمیوں کو دوزخ سے آزادی عطا فرماتا ہے کہ جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوتی ہے۔ لیلۃ القدر تک یہی فضل و کرم جاری و ساری رہتا ہے اور صرف لیلۃ القدر میں اتنے لوگ دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں کہ جتنے شروع ماہ رمضان سے لیلۃ القدر تک آزاد ہو چکے ہوتے ہیں جبکہ عیدالفطر والے دن اللہ تعالیٰ جتنے لوگ ماہ رمضان کی ابتداء سے اور لیلۃ القدر میں آزاد ہو چکے ہوتے ہیں' ان کے مجموعے کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

عید والے دن شیطان کی چیخ و پکار:

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک ہر عید والے دن لعنتی شیطان چیختا اور چلاتا ہے۔ اس کی چیخ و پکار سن کر اس کے چیلے اپنے گرو کے اردگرد اکٹھے ہو کر کہتے ہیں۔ اے ہمارے سردار آپ کو کس چیز نے غضبناک کیا ہے' ہم اسے توڑ دیتے ہیں۔

شیطان جواباً کہتا ہے کہ کوئی چیز نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ عید والے دن اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بخش دیا ہے۔ اے میرے چیلو! اب تم پر یہ بات لازم ہے کہ تم حضور کی امت کو لذات' شہوات اور شراب کے پینے میں مصروف رکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو جائے۔

عقلمند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو عید والے دن شہوات' برے کاموں سے روکے رکھے اور عبادات میں مصروف رہے۔

اس وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اجتهدا يوم الفطر فى الصدقة و اعمال الخير و البر من الصلوة والزكوة والتسبيح والتحليل. فانه اليوم الذى يغفر الله تعالى فيه ذنوبكم و يستجيب دعاؤكم و ينظر اليكم بالرحمة.

عید والے دن صدقہ' اچھے اعمال کرنے' نماز پڑھ کر' زکوٰۃ ادا کر کے اور تسبیح و تہلیل وغیرہ کے ساتھ نیکی کرنے میں کوشش کرو کیونکہ عیدالفطر کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دیتا' تمہاری دعاؤں کو قبول فرماتا اور تمہاری طرف نظر رحمت کرتا ہے۔ (درۃ الواعظین)

حکایت: حضرت صالح بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب عیدالفطر کا دن ہوتا تو آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ نماز ادا کرنے کے بعد جب اپنے گھر کی طرف واپس لوٹتے تو آپ کے اہل و عیال ان کے اردگرد جمع ہو جاتے۔ وہ اپنی گردن میں لوہے کی ایک زنجیر ڈال کر اپنے سر کے اوپر ریت ڈالتے اور انتہائی گریہ و زاری کرتے۔

گھر والے ان سے کہتے کہ اے صالح علیہ الرحمۃ یہ خوشی اور مسرت کا دن ہے' آپ کا کیا حال بنا ہوا ہے؟

حضرت صالح بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو جانتا ہوں لیکن

میں وہ بندہ ہوں کہ جس کو رب نے نیک عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ میں نے عمل کیا لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میرا وہ عمل مقبول ہوا ہے یا مردود۔ آپ جائے نماز کے ایک کونے پر بیٹھے تھے۔ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ مصلے کے درمیان میں کیوں نہیں بیٹھتے؟ تو آپ جواباً فرماتے کہ میں تو رحمت حاصل کرنے کے لئے سائل بن کر آیا ہوں جبکہ جائے نماز کے درمیان میں بیٹھنا بڑے لوگوں کا کام ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

عید والے دن فرشتوں کا زمین پر اترنا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا کان یوم الفطر یبعث اللہ الملائکۃ فیھبطون الی الارض فی کل البلاد. فیقولون یا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرجوا الی رب کریم. فاذا برزوا الی مصلاھم یقول اللہ اشھدوا یا ملائکتی انی قدجعلت ثوابھم علی صیامھم رضائی ومغفرتی.

جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ زمین پر ہر شہر میں اترتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اے محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت تم اپنے کریم رب کی طرف نکلو۔ جب وہ عید گاہ کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کو ان کے روزے کے ثواب میں اپنی رضا اور بخشش عطا فرمائی ہے۔

عید ملنے کی حکمت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا کی عید دینے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے آخرت کی عید یاد آجائے۔

جس طرح کہ اے مخاطب تو لوگوں کو دیکھتا ہے کہ ان میں سے بعض پیدل چل رہے ہوتے ہیں۔ بعض سواریوں پر سوار ہوکر، بعض سواریوں پر سوار ہوکر، بعض لباس پہنے ہوئے، بعض پھٹے پرانے لباس میں، بعض اطلس پہنے ہوئے ہیں جبکہ بعض ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے کھیل کود کرنے والے، ہنسنے والے اور بعض رونے والے ہوتے ہیں۔ ان سب کو دیکھ کر قیامت کے دن چلنے کو یاد کر۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا و نسوق المجرمین الی

جهنم وردا)
”جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔“ (مریم ۸۵-۸۶)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا)
”جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں۔“ (النساء ۱۸)

اور رب ذوالجلال نے فرمایا:

(یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ) ”جس دن کچھ منہ اجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔“ (آل عمران ۱۰۶)

اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عید یتیموں کے لئے مصیبت ہے اور بعض مرنے والوں کے لئے بھی مصیبت ہے۔

خوش نصیب بچہ:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید ادا کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلے۔ بچے کھیل رہے تھے۔ ان کے سامنے ایک ایسا بچہ بیٹھا ہوا تھا کہ جس پر (عید والے دن بھی) پرانے کپڑے تھے اور وہ رو رہا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رونے والے بچے سے فرمایا:

ایها الصبیی مالک تبکی فلا تلعب معهم؟ فلم یعرفه الصبیی.

اے بچے تجھے کیا ہوا کہ رو رہا ہے اور باقی بچوں کے ساتھ کھیلتا نہیں ہے؟ اس بچے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچانا۔

بچے نے جواباً عرض کیا:

ایها الرجل مات ابی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزوۃ کذا و تزوجت امی واکلت اموالی و اخرجنی زوجها من بیتی و لیس لی طعام ولا شراب ولاثیاب ولا بیت. فلما نظرت

الیوم الی الصبیان ذوی الآباء اخزتنی مصیبۃ ابی فلذلک ابکی.

اے بزرگ! فلاں غزوہ میں میرا والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہید ہو گیا۔ میری ماں نے دوسرے آدمی سے نکاح کیا' میرا مال و اسباب سب کھا لیا اور اس کے شوہر نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا۔ اب نہ میرے لئے کھانا ہے نہ کچھ پینے کے لئے ہے نہ ہی میرے پاس کپڑے اور گھر ہے۔ آج (عید والے دن) جب میں نے اپنے ماں باپ والے بچوں کو دیکھا تو مجھے میرے والد کے دنیا سے جانے کا غم یاد آ گیا جس کی وجہ سے میں رو رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوش نصیب بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس سے ارشاد فرمایا:

یا صبی هل ترضانی ان اکون ابا. وعائشة رضی الله عنها اما و علیا رضی الله تعالیٰ عما. والحسن والحسین رضی الله تعالی عنهما اخوین و فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها اختالک؟ فعرف الصبی انه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم.

اے بچے کیا اس بات پر راضی نہ ہو گا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا باپ' حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری ماں' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرے چچا' حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تیرے بھائی اور حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری بہن بن جائیں۔ بچے نے پہچان لیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

بچے نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیوں راضی نہ ہوں گا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچہ کو اپنے ساتھ لیا۔ کاشانۂ اقدس پر تشریف لائے' اسے اچھے کپڑے پہنانے' پیٹ بھر کر کھانا کھلانے' خوبصورت بنانے اور اسے خوشبو لگانے کا حکم فرمایا۔ بچہ بن سنور کر جب گھر سے نکلا تو خوش اور اپنی قسمت پر بڑا نازاں تھا۔ جب باقی بچوں نے اسے دیکھا تو اس سے کہنے لگے:

کنت قبل هذا الآن تبکی فما بالک صرت الآن مسرورا؟

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو رو رہا تھا تو تجھے کیا ہوا کہ تو اب بڑا ہی خوش دکھائی دے رہا ہے؟

بچے نے ان دوسرے بچوں کو جواب دیتے ہوئے کہا:

كنت جائعا فشبعت و كنت عاريا فلبست و كنت يتيما فكان رسول الله ابى و عائشة امى والحسن والحسين اخوى و على عمى و فاطمة اختى افلا افرح؟

میں بھوکا تھا مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا۔ میرے کپڑے نہیں تھے مجھے لباس مل گیا۔ میں یتیم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باپ' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری ماں' حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے بھائی' حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے چچا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری بہن بن گئیں۔ تو کیا میں خوش ہو کر اپنی قسمت پر ناز نہ کروں؟

جن بچوں کے والدین زندہ تھے اور وہ عید کی خوشیاں منا رہے تھے۔ اس بچہ کا یہ جواب سن کر کہنے لگے:

یا لیت آبائنا قتلوا فی سبیل الله فی تلک الغزو فتکون کذلک.

کاش کہ ہمارے باپ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہوتے' آج ہمارے لئے اس طرح ہو جاتا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا۔

خرج الصبیی وهو یحتو التراب علی راسه فاستغاث وقال الآن صرت غریبا و یتیما. فضمه ابوبکر الصدیق رضی الله تعالی عنه الی نفسه.

وہ بچہ باہر نکلا۔ اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا' مدد طلب کر رہا تھا اور ساتھ ہی یہ کہہ رہا تھا کہ اب میں غریب اور یتیم ہو گیا ہوں۔ اس کی یہ باتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ (زبدۃ الواعظین)

شوال کے چھ روزے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر کله.

جس خوش نصیب انسان نے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال المکرم میں

چھ روزے رکھے تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جو سارا زمانہ روزے سے رہا۔ (مسلم شریف)
ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے مہینہ کے بعد شوال المکرّم کے چھ روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ اسے ان چھ انبیاء کرام علیہم السلام کا ثواب عطا فرمائے گا۔

۱ - حضرت سیدنا آدم علیہ السلام
۲ - حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام
۳ - حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام
۴ - حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام
۵ - حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
۶ - حضرت سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۷۳

عشرۃ ذی الحجہ کی فضیلت

والفجر ٥ ولیال عشر ٥ والشفع والوتر ٥ والیل اذا یسر ٥ ھل فی ذالک قسم الذی حجر ٥ الم تر کیف فعل ربک بعاد٥

ترجمہ: ''اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب چل دے کیوں اس میں عقلمند کے لئے قسم ہوئی کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا۔''

(سورۃ الفجر آیت ا تا ٦)

عشرۃ ذی الحجہ کی فضیلت

آیت کی تفسیر:

(والفجر o ولیال عشر o والشفع والاوتر o)

''اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی ' ور جفت اور طاق کی۔'' (الفجر ا تا ۳)

مفسرین فرماتے ہیں:

فجر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صبح کی قسم یا صبح کے روشن ہونے کی'

جس طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

(والصبح اذا تنفس)

''اور صبح کی جب دم لے۔'' (التکویر ۱۸) یا فرمایا یہ صبح کی نماز کی قسم اٹھاتا ہوں۔

ایک قول یہ ہے کہ ان دس راتوں سے ماہ رمضان کی آخری دس راتیں مراد ہیں۔

لیال عشر کی تنوین تعظیم کے لئے ہے۔

ایک قرأت میں لیال عشر پڑھا گیا ہے یعنی اس کو مضاف مضاف الیہ قرار دیا ہے۔

بایں طور کے اس سے مراد دس دن بھی ہیں۔

جفت اور طاق سے تمام اشیاء کا جوڑا اور طاق مراد ہے یا تمام مخلوق کا جوڑا مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ومن کل شئی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون)

''اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔'' (الذاریات ۴۹)

ان تمام اشیاء کا خالق وہ اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ وہ یکتا ہے۔

بعض مفسرین نے جفت اور طاق سے عناصر اربعہ وافلاک بروج وسیارات' تمام نمازوں کا جفت وطاق اور عرفہ ونحر کا دن مراد لیا ہے۔

ان کلمات کو مرفوع اور اس کے علاوہ بھی پڑھا گیا ہے نیز یہ کلمات مفرد ذکر فرمائے گئے تاکہ یہ اپنے مدلولات کی تمام انواع پر دلالت کر سکیں کیونکہ اس لحاظ سے یہ توحید پر دلالت کرنے کے اعتبار سے زیادہ ظاہر ہے یا دین میں اس چیز کا دخل ہے یا ماقبل کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے

یا منفعت کے اعتبار زیادہ ہونے کی وجہ سے جو کہ شکر کا باعث ہے۔

(واللیل اذا یسر ٥ ھل فی ذٰلک قسم لذی حجر ٥)

"اور رات کی جب چل دے کیوں اس میں عقلمند کے لئے قسم ہوئی۔"

مفسرین فرماتے ہیں۔ رات کے چل دینے سے مراد ہے کہ جب رات گزر جائے جیسا کہ ایک اور مقام پر قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

(واللیل اذا ادبر)

"اور رات کی جب پیٹھ پھیرے۔" (المدثر ۳۳)

رات کو چلے جانے کے ساتھ اس لئے مقید کیا کہ کمال قدرت اور نعمتوں کی زیادتی پر قوی دلیل تعاقب میں ہے۔

بعض اقوال میں یسری بھی ہے جبکہ یہاں پر تخفیف کے پیش نظر یا کو حذف کیا گیا ہے۔

رات کے چلے جانے سے اس کا گزرنا مراد لیا تاکہ ہر نماز اپنے مقام پر ادا ہو۔

(ھل فی ذٰلک) قسم اور مقسم بھی (قسم) حلف یا محلوف بہ مراد لیا گیا۔

(لذی حجر) اس کا اعتبار کیا جاتا ہے نیز اس کے ساتھ اس چیز کو پختہ کیا جاتا ہے کہ جس کو ثابت کرنے کا ارادہ ہو۔

الحجر کا معنی عقل ہے۔

عقل کو بھی عقل اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انسان کو ہر اس کام سے روکتی ہے جو اس کے مناسب نہ ہو نیز انسانی عقل کو نھی' حصاۃ جو کہ احصاء سے بنا ہے' کہتے ہیں اور اس کا معنی ہوتا ہے' ضبط کرنا (یاد کرنا)

اس مقام پر مقسم علیہ محذوف ہے یعنی وہ کہ جس کو عذاب دیا جائے گا۔ اس پر الم ترکیف دلالت کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

چند تفسیری نکات:

(والشفع والوتر) کی مراد میں کئی اقوال ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ الشفع سے یوم الترویہ اور یوم عرفہ جبکہ والوتر سے یوم العید مراد ہے۔

۲۔ حضرت قتادہ اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ الشفع سے تمام مخلوق اور الوتر سے اللہ تعالیٰ کی

ذات مراد ہے۔

رب ذوالجلال نے فرمایا:

(ومن کل شئی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون)

''اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔'' (الذاریات ۴۹)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا اس لئے بنایا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ خود یکتا ہے۔

۳۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ الشفع سے چار نمازیں فجر، ظہر، عصر، عشاء جبکہ الوتر سے مغرب کی نماز مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پانچ نمازوں کی قسم یاد فرمائی جن کو اہل اسلام پڑھتے ہیں۔

۴۔ بعض نے کہا کہ الشفع سے سوموار اور خمیس کا دن اور الوتر سے جمعہ کا دن مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان تین دنوں کی قسم اٹھائی کیونکہ ان کو باقی تمام ایام پر فضیلت و شرافت حاصل ہے۔

۵۔ بعض نے کہا الشفع سے رجب، شعبان اور الوتر سے رمضان کا مہینہ مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کی قسم یاد فرمائی کیونکہ یہ تین مہینے باقی تمام مہینوں پر کرامت و شرافت رکھتے ہیں۔

۶۔ بعض کا قول یہ ہے کہ الشفع سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور اماں حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جبکہ الوتر سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی قسم یاد فرمائی کیونکہ یہ باقی تمام پر فضیلت و بزرگی رکھتے ہیں۔

(واللیل اذا یسر) بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مزدلفہ کی رات مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کی قسم اٹھائی کیونکہ اس رات حجاج کرام کے چلنے کی وجہ سے اس کو باقی تمام راتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

الشیخ ابو سعید نے فرمایا کہ اس رات سے معراج کی رات مراد ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے:

(سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی) ''پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔'' (بنی اسرائیل ۱) (تفسیر حنفی)

والفجر کے دو معانی مفسرین نے ذکر فرمائے۔

۱- فجر صبح کا نام ہو یعنی مشرق کی جانب میں سورج کی روشنی کے ظاہر ہونے کا پہلا وقت۔

۲- فجر مصدر ہو بمعنی تاریکی کے ختم ہونے کے ساتھ صبح کا نکلنا۔ فلقت الشیئی فلقا کا معنی ہوتا ہے شققتہ میں نے اسے توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فجر کی قسم اس لئے اٹھائی کیونکہ رات کے مکمل ہونے کے ساتھ روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ جس میں لوگ تمام حیوانات' پرندے اور وحشی جانور رزق کو طلب کرنے کے لئے نکلتے ہیں اور یہ مردوں کے اپنی اپنی قبروں سے اٹھنے کے مشابہ ہے اور اس میں غور وفکر کرنے والے شخص کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ (شیخ زادہ)

ولیال عشر یعنی ذوالحجہ شریف کی دس راتیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کی قسم اس لئے اٹھائی کہ یہ حج کو ادا کرنے اور حج کے اعمال میں مشغول رہنے کے دن ہیں۔ مقبول حج تمام اعمال سے افضل ہے کیونکہ ایسا حج زندگی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من ایام العمل الصالح فیھا افضل من ایام ھذا العشر۔

دنوں میں سے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں عمل کرنا ان دس دنوں سے افضل ہو۔

اس لئے دس راتوں کی تفسیر ذی الحجہ کے دس دنوں کے ساتھ کی گئی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ فجر سے مراد یوم معین کی فجر ہے اور یوم عرفہ اور یوم نحر کی فجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یوم عرفہ کی فجر کی قسم اس کی شرافت کی وجہ سے اٹھائی کیونکہ حجاج کرام وقوف عرفہ کے لئے جبل عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہیں یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یوم نحر کی فجر کی قسم اٹھائی کیونکہ دسویں ذوالحجہ کا دن ایک عظیم دن ہے کہ جس میں انسان قربانی کرنے کیلئے آتا ہے۔ (شیخ زادہ)

والشفع والوتر ۔ اس سے تمام اشیاء کا جفت اور طاق ہونا مراد ہے۔

شفع اور وتر کو اکٹھا ذکر کرنا تمام اشیاء کے ذکر سے کنایہ ہے۔ اس لحاظ سے جتنی اشیاء کی اجناس' انواع' اصناف اور اشخاص ہیں۔ اسی طرح اشیاء کے جواہر واعراض اسی وقت متصور نہیں ہو سکتے کہ جب تک ان دونوں میں سے کسی ایک کا تصور نہ کیا جائے۔ کوئی بھی شے ان دونوں سے خالی ہو ایسا نہیں ہو سکتا اس لحاظ سے ان دونوں چیزوں کی قسم اٹھانا ایسے ہے جیسا کہ تمام

اشیاء کی قسم اٹھائی گئی ہو۔

علماء فرماتے ہیں: الشفع کو تمام مخلوقات سے کنایہ بنایا گیا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے۔ چاہے وہ مذکر ہو یا مونث' ناطق ہو یا صامت' عالم ہو یا جاہل' قادر ہو یا عاجز' گرم ہو یا سرد' خشک ہو یا تر' فلکی ہو یا عنصری یا اس کے علاوہ باقی جتنی چیزیں ہیں ان میں بھی یہی حالت ہے۔

وتر خالق سے کنایہ ہے اس لئے کہ وہ ذات یکتا ہے اس میں تعدد نہیں ہے۔

بعض متکلمین نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ وتـــر ہے۔ یہ نا جائز ہے کیونکہ مخلوقات میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی اس کا ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر عظیم ہے۔ اس لئے اسے ایسے انداز سے کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنے علاوہ دوسرے سے ممتاز ہو جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ:

انـه عـليـه الصلوة والسلام سمع من يقول : الله و رسـولـه فنهاه عنه فقال قل الله ثم رسوله.

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو الله و رسـولـه (اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول) کہتے ہوئے سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایسا کہنے سے منع کر دیا۔ پس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ تم اس طرح کہو الله ثـم رسوله (اللہ پھر اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (شیخ زادہ)

درود وسلام پڑھنے کا حکم:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے مخاطب جب بھی تو مسجد میں داخل ہو تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات پر درود وسلام پڑھ کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لا تتـخـذوا بيتـي عيـدا ولا تتخذوا بيوتكم قبوراً وصلوا على حيث كنتم فان صلوتكم تبلغني.

میرے گھر کو عید نہ بناؤ اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ کیونکہ تم میری ذات پر درود پڑھو چاہے تم جہاں بھی ہو کیونکہ تمہارا درود شریف مجھے پہنچتا ہے۔

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اكثروا على من الصلوٰة يوم الجمعة فان صلوتكم معروضة على.

جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود شریف پڑھنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت سلیمان بن سحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب کی حالت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ جو آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور آپ کی ذات اقدس پر سلام پڑھتے ہیں تو کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''ہاں'' اور آپ نے ان کا ارادہ فرمایا۔ (شفا شریف)

ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ماہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دس چیزوں سے معزز فرمائے گا۔

۱- عمر میں برکت۔
۲- مال میں زیادتی۔
۳- اہل وعیال کی حفاظت۔
۴- گناہوں کا مٹا دیا جانا۔
۵- نیکیوں کا دوگنا کیا جانا۔
۶- موت کی سکرات سے آسانی۔
۷- قبر کی تاریکی میں روشنی۔
۸- میزان کا بھاری ہونا۔
۹- جہنم کے نچلے درجوں سے نجات۔
۱۰- جنت کے اعلیٰ درجات پر چڑھنا۔

تین عشرے افضل ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سال میں سے تین عشروں کو منتخب فرمالیا ہے:

۱- ماہ رمضان کے آخری دس دن کیونکہ اس میں لیلۃ القدر کی برکات ہیں۔

۲- ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن کیونکہ ان میں یوم الترویہ، یوم عرفہ، قربانی، تلبیہ، حج اور قسم قسم کے مناسک حج ہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

ان اللہ تعالیٰ یباھی ملائکتہ فیقول : انظروا الی عبادی جاء و امن کل فج عمیق شعثا غبرا لیشھدوا منافع لھم اشھدوا یا ملائکتی انی قد غفرت لھم۔

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے اور اس کی طرف سے فرمان ہوتا

ہے۔ میرے ان بندوں کو دیکھو یہ ہر دور کے علاقہ سے آتے ہیں' پراگندہ بال اور چہرے گرد آلود ہیں تا کہ حج سے حاصل ہونے والے منافع کو حاصل کر سکیں۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ تحقیق میں نے ان سب کی بخشش فرما دی ہے۔

۳۔ محرم الحرام کے دس دن کیونکہ ان میں یوم عاشورہ کی برکات ہیں۔ اس ضمن میں آثار وارد ہیں اور ان آثار کی مثل اور بھی روایات موجود ہیں۔

فقہاء کرام نے فرمایا: اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے اس سال میں ماہ رمضان کے بعد افضل ترین دنوں کے روزے ہیں تو ایسے شخص پر ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے واجب ہوں گے۔ اسی لئے کہ پورے سال میں سے افضل ترین یہی دس دن ہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام يوم عرفة من ذی الحجة كتب الله تعالى له صيام ستين سنة و كتبه الله تعالى من القانتين.

جس شخص نے ماہ ذوالحجہ میں سے یوم عرفہ کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ سال کے روزوں کا ثواب لکھ دے گا نیز اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ فرمانبرداری کرنے والوں میں لکھ دے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل:

ایک روایت میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من ايام العمل الصالح فيها احب الى الله تعالى من هذه الايام. يعنى ايام عشر ذى الحجة قالوا ولا الجهاد فى سبيل الله؟ قال ولا الجهاد فى سبيل الله الا رجل خرج بنفسه وما له فلم يرجع بذلك.

کوئی ایام ایسے نہیں کہ جن میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہو' سوائے ماہ ذوالحجہ کے ان دس دنوں کے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ۔ ہاں وہ شخص کہ جو اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی واپس نہ آئے۔

ایک اور روایت میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من ایام احب الی اللہ تعالی ان یعبد فیھا من عشر ذی الحجۃ یعدل صوم کل یوم منھا صیام سنۃ و قیام کل لیلۃ منھا قیام لیلۃ القدر.

ماہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی ایسے دن نہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال پسندیدہ ہوں' ان دنوں میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ان کی راتوں میں سے ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

قبولیت دعا کا نسخہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

یا رب دعوت فلم تجب دعوتی فعلمنی شیئا ادعوک بہ فاوحی اللہ تعالی الیہ یا موسی علیہ السلام اذا دخل ایام العشر من ذی الحجۃ قل لا الہ الا اللہ اقض حاجتک' قال یا رب کل عبد یقولھا' قال یاموسی من قال لا الہ الا اللہ فی ھذہ الایام مرۃ لو وضعت السموت السبع و الارضون السبع فی کفۃ المیزان ولا الہ الا اللہ فی الکفۃ الاخری لثقلت ورجحت ھذہ المقالہ علیھن جمیعا.

اے میرے رب میں دعا کرتا ہوں لیکن تو اسے قبول نہیں فرماتا مجھے کوئی ایسی چیز سکھا کہ جس کے ذریعے میں تیری بارگاہ میں دعا کروں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰ علیہ السلام جب ماہ ذوالحجہ کے دس دن داخل ہوں تو تو یہ کلمات کہہ لا الہ الا اللہ (نہیں ہے کوئی معبود مگر

اللہ تعالیٰ) اقض حاجتک میں تری حاجت کو پورا کروں گا۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ چاہے ان کلمات کو تیرا جو بندہ بھی کہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جس شخص نے ان دنوں میں یہ کلمات کہے یعنی فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جو بندہ ان دنوں لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہے اگر سات آسمان اور سات زمینوں کو میزان کے ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ کے کلمات کو رکھ دیا جائے تو ان کلمات والا پلڑہ دوسرے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔

ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں ہونے والے عظیم واقعات:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱- ماہ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو معافی عطا فرمائی تو جو شخص اس ماہ مقدس کی یکم کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

۲- اس ماہ مبارک کی دو تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ایک سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اس نے آنکھ کے جھپکنے کی دیر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انقطاع نہیں کیا۔

۳- ماہ ذوالحجہ کی تیسری تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا تو جس خوش نصیب انسان نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائے گا۔

۴- اس ماہ مقدس کی چار تاریخ کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس سے محتاجی اور تنگدستی کو دور فرما دے گا اور وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے معزز نیک بندوں کے ساتھ ہو گا۔

۵- اس بابرکت ماہ کی پانچ تاریخ کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے نفاق اور عذاب قبر سے بری کر دے گا۔

۶- اس مہینہ کی چھ تاریخ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے خیر کے دروازے کھول دیئے تو

جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اس کے بعد اس بندے کو ہمیشہ تک عذاب نہیں دے گا۔

۷۔ اس ماہ کی سات تاریخ کو دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جب تک یہ دس دن گزر نہ جائیں ان کو کھولا نہیں جاتا۔

۸۔ ماہ ذوالحجہ کے آٹھویں دن کو یوم الترویہ کہتے ہیں جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا اسے اتنا اجر عطا کیا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۹۔ ذوالحجہ کے نویں دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں جس خوش نصیب نے اس دن کا روزہ رکھا تو یہ اس کا روزہ رکھنا گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گا اور یہی وہ دن کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

(الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ط) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔" اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔" (المائدہ:۳)

۱۰۔ ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو یوم الاضحیٰ (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے۔ جو شخص اس دن میں قربانی کرے تو اس قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے اور اس کے اہل و عیال کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور جو شخص اس دن میں کسی مومن کو کھانا کھلائے یا اس پر صدقات میں سے کوئی صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہر خوف سے امن دے کر اٹھائے گا اور اس کا میزان جبل اُحد سے بھی زیادہ وزنی ہوگا۔ (مجالس)

قبر میں نور:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عشرہ ذوالحجہ کی ان راتوں میں بصرہ کے اندر مسلمانوں کے قبرستان کے اردگرد چکر لگا رہا تھا تو اچانک میں نے ایک آدمی کی قبر میں نور دیکھا تو میں سوچ و بچار کرتے ہوئے ٹھہر گیا۔ اسی دوران کسی کہنے والے کو میں نے بلند آواز کے ساتھ یہ کہتے ہوئے سنا:

یا سفیان علیک بصیام عشر ذی الحجة یعط لک نور مثل هذا.

اے سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو اپنے آپ پر ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے رکھنا

لازم کرلے تو تجھے بھی اس کی مثل نور عطا کیا جائے گا۔(زبدۃ الواعظین)

صرف دو دنوں کا روزہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صام الیوم الاخیر من ذی الحجة والیوم الاول من المحرم فقد ختم الحسنة الماضیة و فتح السنة القابلة بالصوم وجعل اللہ له کفارة خمسین سنة.

جس شخص نے ذوالحجہ کے آخری دن اور محرم الحرام کے پہلے دن کا روزہ رکھا تو تحقیق اس نے گزشتہ سال کو ختم اور آئندہ سال کو روزے کے ساتھ شروع کیا اور اللہ تعالیٰ اس کے ان دو روزوں کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔

سب سے زیادہ دوزخ سے آزادی:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من یوم یعتق اللہ تعالیٰ فیه من النار اکثر مما یعتق فی یوم عرفة.

عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے سب سے زیادہ لوگوں کو آزاد کرتا ہو۔(کذا فی زبدۃ الواعظین)

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اے مخاطب جتنا ہو سکے ان دنوں میں نیک عمل کرنے کو اختیار کر اور تو انکار کرنے والوں میں سے نہ ہو جا۔

افضل ترین بات:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سب سے افضل میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا کلام ہے۔ آپ نے جو ان دس دنوں میں کلام کہنے کے لئے فرمایا' وہ یہ ہے:

لا اله الا اللہ وحده لا شریک له.

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

ایک روایت میں ہے نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذوالحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں عمل کرنا افضل ہو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ماہ رمضان بھی؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

بل العمل في رمضان افضل ولكن هذه الايام حرمتهن اعظم.

بلکہ عمل کرنا ماہ رمضان میں افضل ہے جبکہ عشرہ ذوالحجہ کے دنوں کی حرمت زیادہ ہے۔

(موعظہ)

جلسہ نمبر ۴۷

قربانی اور تکبیرات عید

انا اعطینک الکوثر ○ فصل لربک والنحر ○ ان شانئک هو الابتر ○

ترجمہ: ''اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔'' (سورۃ الکوثر)

قربانی اور تکبیرات عید

آیت کی تفسیر:

(انا اعطیناک الکوثر)

''اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔'' (الکوثر:۱)

مفسرین فرماتے ہیں کہ ''کوثر'' کی مراد میں مختلف اقوال ہیں:

۱۔ کوثر، خیر کثیر کو کہتے ہیں۔ یعنی علم، عمل اور دارین کی بزرگی کی کثرت۔

جیسا کہ حدیث میں مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انہ نھر فی الجنۃ و عدنی ربی فیہ خیر کثیر احلی من العل و اشد بیاضا من اللبن و ابرد من الثلج و الین من الذبد حافتاہ الزبر جدوا وانیہ من الفضۃ. لا یظماء من شرب منہ.

کوثر سے مراد جنت میں ایک نہر ہے۔ جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے فرمایا ہے۔ اس میں خیر کثیر ہے۔ وہ نہر شہد سے زیادہ میٹھی، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم ہے۔ نہر کے دونوں کنارے زبرجد کے اور اس کے برتن چاندی کے ہیں۔ جس خوش نصیب کو بھی اس نہر سے پینا نصیب ہوگیا۔ وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔

۲۔ کوثر سے مراد حوض ہے۔

۳۔ کوثر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد۔ آپ کے متبعین آپ کی امت کے علماء کرام یا قرآن عظیم مراد ہے۔

(فصل لربک وانحرہ)

''تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔'' (الکوثر۲)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نماز پر ہمیشگی اختیار کرنا ہے۔ ایسی مداومت ہو کہ جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو نہ ہی اس کے بارے میں سہو ہو اور نہ ہی اس میں دکھاوا ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا ہو سکے اور نماز ہی ایسی عبادت ہے جو شکر کی تمام اقسام کے لئے جامع ہے۔

قربانی سے مراد پسندیدہ جانور ہے کیونکہ اہل عرب بدن کا اطلاق اس جانور پر کرتے ہیں کہ جو ان کا پسندیدہ مال ہو تو اسے محتاجوں پر صدقہ کرنے کا حکم ہے۔اس سے وہ لوگ مراد نہیں کہ جو محتاجوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور عام استعمال کی چیزیں ان کو مانگنے سے بھی نہیں دیتے۔ گویا کہ سورۃ الکوثر پہلے والی سورۃ الماعون کے لئے ایک مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ صلوۃ سے نماز عید اور نحر سے عید الاضحیٰ مراد ہے۔

(ان شانئک ھو الابتر) ''بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔''
(الکوثر ۳)

مفسرین فرماتے ہیں کہ ابتر اسے کہا جاتا ہے کہ جس کا اس کے پیچھے کوئی نہ ہو۔اس کی نسل باقی نہ رہے اور نہ ہی اس کا اچھا ذکر باقی رہے۔تو اے پیارے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی اولاد باقی رہے گی آپ کی اچھی شہرت اور آپ کے فضل وکرم کے آثار قیامت کے دن تک باقی رہیں گے اور آخرت میں آپ کے لئے وہ مقام ومرتبہ ہوگا جو وصف بیان سے باہر ہے۔

سورۃ الکوثر کی فضیلت:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من قرء سورة الكوثر سقاه الله من كل نهر في الجنة و يكتب له عشر حسنات بعدد كل قربان قربه العباد في يوم النحر.

جس شخص نے سورۃ الکوثر کو پڑھا۔اللہ تعالیٰ اسے جنت میں موجود ہر نہر سے سیراب فرمائے گا اور قربانی کے دن ہر بندے کی قربانی کی تعداد کے برابر دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں تحریر فرمائے گا۔(قاضی بیضاوی)

فرشتہ کی ڈیوٹی:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلى على تعظيما لي جعل الله تعالى من تلك الكلمة ملكا له جناحان جناح بالمشرق وجناح بالمغرب ورجلاه تحت العرش. يقول له الله تعالى صل على عبدي كما صلى على نبيي فيصلي عليه الى يوم القيامة.

جو شخص میری تعظیم کے پیش نظر مجھ پر درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ درود شریف کے اس کلمہ سے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے کہ جس کے دو پر ہیں۔ ان میں سے ایک پر مشرق میں اور دوسرا پر مغرب میں جبکہ اس کے دونوں پاؤں عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے فرماتا ہے کہ تو میرے اس بندے پر رحمت بھیجنے کی دعا کر جس طرح کہ اس نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا ہے۔ لہٰذا وہ فرشتہ اس بندے کے لئے قیامت کے دن تک رحمت کی دعا کرتا رہے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

شان نزول:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلکی نیند فرما رہے تھے۔ نیند سے اٹھے۔ تبسم فرماتے ہوئے اپنے سر انور کو اٹھایا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی۔ صحابہ کہتے ہیں کہ حضور نے وہ سورت ہمیں پڑھ کر سنائی تو آپ نے جو سورت ہم پر پڑھی وہ یہ تھی۔

انا اعطیناک الکوثر . فصل لربک وانحر . انا شانئک ھو الابتر .

اسی طرح ایک اور روایت ہے جس کو ابو صالح نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

عاص بن وائل ابن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا اور وہ مسجد میں داخل ہو رہا تھا۔ دونوں کی مسجد کے دروازے پر ملاقات ہوگئی۔ آپس میں باتیں ہوتی رہیں۔ قریش کی ایک پوری جماعت مسجد میں موجود تھی۔ جب عاص ان پر داخل ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم کس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے؟

عاص بدبخت نے کہا: اس ابتر (مقطوع النسل) سے۔

عاص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ کلمہ اس لئے استعمال کیا کیونکہ قریش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ کو ابتر کہتے تھے۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی مرد کا لڑکا زندہ نہ ہوتا تو وہ اسے ابتر کہتے تھے۔

عاص ابن وائل ابن ہشام نے جو بات قریش سے کہی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اس کو سن لیا اور غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو تسلی دینے اور دشمنوں کو جواب دینے کے لئے اس سورۃ مبارکہ کو نازل کیا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وضا آلہ وسلم کے صاحبزادے زندہ رہتے تو دو ہی صورتیں تھیں یا وہ بھی اللہ کے نبی ہوتے یا نہ ہوتے۔ اگر وہ نبی نہ ہوتے تو یہ ان کے لئے کوئی عظمت کی بات نہ تھی اور اگر وہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خاتم النبیین نہ ہوتے۔ خالق کائنات نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب میں نے آپ کے نام کو کلمہ توحید' اذان' نماز اور بہت ساری چیزوں میں اپنے ساتھ ملالیا ہے۔ آپ تو صاحبِ کوثر ہیں اور آپ ابتر کیسے ہو سکتے ہیں؟ (روضۃ العلماء)

اولادِ مصطفیٰ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین صاحبزادے ہیں:

۱۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مدت رضاعت میں ہو گیا اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ کی عمر مبارک سترہ دن یا اس سے کچھ زائد تھی۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے قبل ہوئی اور ان کا وصال بھی صحیح ترین قول کے مطابق سترہ دن بعد ہوا اور یہ ابھی قبل از اعلان نبوت کا وقت تھا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جن کا نام طیب وطاہر بھی تھا۔ ان کی ولادت باسعادت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے بعد مکہ میں ہوئی اور ان کا بھی صغرسنی کی حالت میں وصال ہو گیا۔

بعض کا قول یہ بھی ہے کہ حضرت طیب وطاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضور کے صاحبزادے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں۔

۱۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳-حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۴-حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ جملہ صاحبزادیاں اور صاحبزادے سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ جبکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی لونڈی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد آپ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے فوت ہوگئی جبکہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دار فانی سے پردہ فرمانے کے چھ ماہ بعد ہوا۔ آقا کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی تمام صاحبزادیوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہیں۔ (کذافی شرح ابرکوی للقنوی)

کوثر کے مزید معانی:

ایک روایت میں ہے کہ

۱- کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔

۲- کوثر سے مراد جنت میں ایک حوض ہے۔

۳- کوثر موقف کا نام ہے۔

۴- کوثر بمعنی فضائل کثیرہ۔

۵- کوثر مقام محمود کو کہتے ہیں۔

۶- کوثر بمعنی حسن خلق اور رفعت ذکر۔

۷- کوثر سے سورۃ الکوثر مراد ہے۔

۸- کوثر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور آپ کے متبعین مراد ہیں۔

۹- آپ کی امت کے علماء مراد ہیں۔

۱۰- کوثر سے مراد قرآن عظیم ہے۔

۱۱- آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے علماء مراد ہیں۔

۱۲- کوثر سے مراد ہر وہ چیز جس کی آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔

۱۳- کوثر سے مراد نبوت ہے۔

۱۴- کوثر سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم صحابہ مراد ہیں۔

۱۵- قرآن کی تفسیر اور شرائع کی تحقیق کا نام کوثر ہے۔

۱۶- کوثر سے حضور کی امت کی کثرت مراد ہے۔

۱۷- کوثر سے واقع ہونے والی کرامات مراد ہیں۔

۱۸- کوثر سے شفاعت کبریٰ مراد ہے۔ (شہاب الدین)

ایک اہم نکتہ:

سورۃ الکوثر سے پہلے سورۃ الماعون میں منافقین کے جن قبیح امور کو ذکر کیا گیا۔ اس سورت میں اس کے مقابلہ میں اچھے اوصاف کا ذکر ہوا۔

پہلی سورت میں منافقین کی قبیح بات ذکر کی وہ بخل ہے۔ جس کی طرف اس آیت سے اشارہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(الذی یدع الیتیم ولا یحض) ''جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور رغبت نہیں دلاتا۔''
(الماعون ۲)

منافق کی دوسری علامت ذکر کی ترک صلوٰۃ (نماز کا چھوڑنا) اس کی طرف اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہے:

(الذین ھم عن صلاتھم ساھون) ''جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔''
(الماعون ۵)

منافق کی تیسری علامت ریاکاری ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اشارہ ہے:

(الذین ھم یرائون) ''وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔'' (الماعون ۶)

منافق کی چوتھی علامت ترک زکوٰۃ (زکوٰۃ نہ دینا) ہے جس کی طرف رب ذوالجلال کے اس فرمان میں اشارہ ہے:

(یمنعون الماعون) ''برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔'' (الماعون ۷)

۱- سورۃ الکوثر میں عن صلاتھم ساھون کے مقابلہ میں فصل کو ذکر کیا۔

۲- سورۃ الکوثر میں الذین ھم یرائون کے مقابلہ میں لربک کو ذکر کیا۔

۳- سورۃ الکوثر میں الذی یدع الیتیم کے مقابلہ میں وانحر کو ذکر کیا۔

۴- سورۃ الکوثر میں ویمنعون الماعون کے مقابلہ میں وانحر کو ذکر کیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پسندیدہ مال کا خرچ کرنا بخل کے مقابلہ میں ہے اور ضرورت مندوں پر مال کو خرچ کرنا ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے کہ برتنے کی چیزیں مانگے بھی نہیں دیتے۔ (شیخ زادہ)

قربانی نہ کرنے پر وعید:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من كان له سعة فلم يضح فليمت ان شاء يهود يا وان شاء نصرانيا.

جس شخص کو طاقت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من كان له سعة فلم يضح فلا يقربن مصلانا.

جو شخص طاقت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے تو فرمایا کہ وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من صلى صلاتنا ونسك نسكنا فهو منا. و من لم يصل صلاتنا فلم يضح فليس منا فان كان غنيا.

جو شخص ہماری نماز پڑھے اور قربانی کرے وہ ہم میں سے ہے اور جو نہ ہمارے طریقہ پر نماز پڑھے اور نہ قربانی کرے تو وہ ہم میں سے نہیں۔ اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خيار امتي يضحون و شرار امتي لا يضحون.

میری امت کے نیک لوگ قربانی کرتے ہیں جبکہ میری امت کے شریر لوگ قربانی نہیں کرتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا ان الاضحية من الاعمال المنجية تنجي صاحبهم من شر الدنيا والآخرة.

خبردار قربانی نجات دینے والے اعمال میں سے ہے۔ قربانی کرنے والا دنیا اور آخرت کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

قربانی کرنے کا عظیم اجر:

ایک روایت میں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

من خرج من بيته الى شراء الاضحية كان له بكل خطوة عشر حسنات ومحي عنه عشر سيئات و رفع عشر درجات. واذ تكلم

فی شرائها کان کلامه تسبیحا واذا نقد ثمنها کان له بکل درهم سبعمائة حسنة واذا طرحها علی الارض یرید ذبحها استغفر له کل خلق من موضعها الی الارض السابعة واذا اهرق دمها خلق الله بکل قطرة من دمها عشرة من الملائکة یستغفرون له یوم القیامة واذا قسم لحمها کان له بکل لقمة مثل عتیق رقبة من ولد اسماعیل علیه الصلوٰة والسلام۔

جو شخص اپنے گھر سے قربانی کا جانور خریدنے کے لئے نکلتا ہے تو اسے ہر قدم اٹھانے کے بدلے دس نیکیاں دی جاتی ہیں‘ دس اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور دس اس کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ جب وہ آدمی جانور کو خریدنے کے لئے گفتگو کرتا ہے تو اس کا کلام تسبیح بن جاتا ہے اور جب وہ اس جانور کی قیمت ادا کر دیتا ہے تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو نیکیاں مل جاتی ہیں اور جب وہ جانور کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر گراتا ہے تو اس جگہ سے لے کر نیچے ساتوں زمینوں تک کی جگہ اس کے لئے بخشش طلب کرتی ہے اور جب وہ خون کو بہاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خون کے ہر قطرہ سے دس فرشتے پیدا کرتا ہے جو اس کے لئے قیامت کے دن تک بخشش طلب کرتے رہیں گے اور جب قربانی کے گوشت کو تقسیم کرتا ہے تو اسے ہر لقمہ کے بدلے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام کو آزاد کرنے والے کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ (جواہر زادہ)

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: تو اپنے لئے قربانی آگے بھیج اور اس کے ذبح ہونے کے وقت موجود رہ کیونکہ قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ تیری زندگی کے گزشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النا خاصة ام للمؤمنین عامة؟

یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ہمارے لئے خاص ہے یا تمام مومنین کیلئے عام ہے؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل لنا وللمؤمنین عامة.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ ہمارے لئے اور تمام مومنین کے لئے عام

حکم ہے۔

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

الھی ما ثواب من ضحی من امة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟

یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے جو شخص قربانی کرے اس کا کیا ثواب ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ثوابہ ان اعطیہ بکل شعرة علی جسدہ عشر حسنات وامحو عنہ عشر سیئات وارفع لہ عشر درجات ولہ بکل شعرة قصر فی الجنة وجاریة من الحور العین ومرکب من ذوات الاجنحة خطوما مدالبصر یرکبھا اھل الجنة فیطیربھا حیث یشاء۔ اما علمت یا داؤد ان الضحایا ھی المطایا وترفع البلایا یوم القیامة؟

قربانی کرنے والا کا ثواب یہ ہے کہ میں قربانی کے جسم کے اوپر ہر بال کے بدلے اسے دس نیکیاں عطا کروں گا' دس اس کے گناہ معاف فرمادوں گا اور دس اس کے درجات بلند کروں گا۔ قربانی کے ہر بال کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک محل ہوگا۔ حورعین سے ایک خادمہ ہوگی۔ پروں والی ایک سواری اسے عطا ہوگی جس کی رفتار کا یہ عالم ہوگا کہ تاحد نگاہ اس کا قدم جائے گا اس سواری پر اہل جنت سوار ہوں گے جنت میں جہاں چاہیں گے اڑتے پھریں گے۔

اے داؤد علیہ السلام کیا آپ جانتے نہیں کہ بے شک قربانیاں سواریاں ہیں اور قربانیاں قیامت کے دن مصائب کو دور کردیں گی؟ (زہرۃ الریاض)

فقیر کی بخشش ہوگئی:

حضرت احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرا ایک فقیر بھائی تھا۔ وہ اپنے فقر کے باوجود ہر سال قربانی کے موقع پر قربانی کرنے کی نیت سے بکری کو ذبح کرتا۔ جب وہ فوت ہوا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ یا اللہ مجھے خواب میں میرا بھائی دکھادے تا کہ میں اس کا حال دریافت کرسکوں۔

فرماتے ہیں کہ یہ دعا کرکے اسی طرح باوضو میں سو گیا تو میں نے نیند کی حالت میں خواب

دیکھا۔ قیامت قائم ہو گئی ہے اور لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان قیامت کی طرف آ رہے ہیں۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرا وہ غریب فوت شدہ بھائی بھی ایک بہترین گھوڑے پر سوار ہو کر آ رہا ہے جس کے سامنے بہت سارے شرفاء ہیں۔

میں نے کہا: اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

فقیر بھائی نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟

بھائی نے جواباً کہا: صرف ایک درہم کے بدلے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک انتہائی بوڑھی فقیر عورت کو بطور صدقہ دیا تھا۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تمہارے سامنے شرفاء کون ہیں؟

کہا کہ یہ وہ قربانیاں ہیں جو میں اپنی دنیاوی زندگی میں کیا کرتا تھا اور جس پر میں سوار ہوں یہ میری پہلی قربانی ہے۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: اب کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

بھائی نے کہا کہ جنت جانے کا اردہ ہے۔ اس کے بعد میرا بھائی میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ (سنانیہ)

بزرگ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے پاس قربانی کے جانور کی سواری نہ ہو گی تو اس کے لئے اس کا نیک عمل سواری بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال صالحہ میں سے ایک اونٹ پیدا فرمائے گا کہ جب وہ آدمی قبر سے اٹھے گا تو اس پر سوار ہو کر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گا۔ (سنانیہ)

یہ ہمیشہ سوار رہا ہے:

حضرت انس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومنین کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو! میرے بندوں کو پیدل نہ چلنے دو بلکہ ان کو ان کی سواریوں پر سوار کرو کیونکہ دنیا میں ان کے سوار ہونے کی عادت رہی ہے۔

کان فی الابتداء صلب ابیهم مرکبهم. ثم بطن امهم مرکبم. فحین ولدتهم امهم فحجر امهم مرکبهم الی ان یتم الرضاع. ثم عنق

ابیھم مرکبھم. ثم الفرس والبغال مراکبھم فی البراری والسفن والزوارق فی البحار. وحین ما توافا عناق اخوانھم و حین قاموا من قبورھم لا تمشوا راجلین فانھم اعتادوا الرکب و قدموا نجانبھم وھی الاضحیة. لقولہ تعالی (یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا) ای رکبانا. ولذا قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظموا ضحایاکم فانھا علی الصراط مطایاکم.

ابتداء میں ان کے باپ کی پشت ان کی سواری تھی پھر ماں کا پیٹ ان کی سواری تھا جب ان کی ماں نے ان کو جنا تو ان کی ماں کی گود ان کی سواری تھی۔ مدت رضاعت کے مکمل ہونے تک ان کے پاس یہ سواری رہی پھر ان کے باپ کی گردن ان کی سواری تھی پھر خشکی میں سفر کرنے کے لئے ان کے پاس گھوڑے اور خچر کی سواری تھی اور سمندروں میں سفر کے لئے ان کے لئے کشتیوں اور بحری جہازوں کی سواری تھی اور جب یہ مر گئے تو ان کے واسطے ان کے بھائیوں کے کندھے ان کی سواری تھی تو جب یہ اپنی قبروں سے اٹھے ہیں تو اے فرشتو ان کو پیدل لے کر نہ چلو کیونکہ سواری پر سوار ہونا ان کی عادت بن چکی ہے۔ لہٰذا انہیں سواریاں پیش کرو اور اس وقت قربانیاں ہی ان کی سواریاں بنیں گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔'' وفداً کا معنیٰ ہے رکبانا (مریم ۸۵)

اسی وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو موٹا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن تمہارے لئے سواریاں بنیں گی۔ (رجبیہ)

حسین وجمیل سواری:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے قربانی کی جب وہ اپنی قبر سے اٹھے گا تو قبر کے سرہانے ایک حسین وجمیل سواری کھڑی ہوئی پائے گا۔

فاذا لہ شعرۃ من الذھب وعیناہ من یواقیت الجنۃ و قرناہ من الذھب.

فیقول من انت وای شئی انت وما رائیتہ احسن منک؟ فیقول انا

قربانک الذی قربتنی فی الدنیا ثم یقول ارکب علی ظهری. فیرکب علیه ویذھب به ما بین السماء والارض الی ظل العرش.

جس کے بال سونے کے، آنکھیں جنت کے یواقیت کی اور اس کے پاؤں بھی سونے کے ہوں گے۔ قبر سے اٹھنے والا اس سے کہے گا کہ تو کون ہے تو کیا چیز ہے تجھ سے بڑھ کر حسین و جمیل میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی؟ پوچھنے پر وہ سواری جواب دے گی۔ میں تیری وہ قربانی ہوں جو تو نے اپنی دنیاوی زندگی میں کی تھی پھر وہ سواری اس سے کہے گی کہ آپ میری پیٹھ پر سوار ہو جائیں۔ وہ شخص اس سواری پر سوار ہو جائے گا وہ اسے زمین و آسمان کے درمیان سے عرش کے سائے تک لے جائے گی۔ (رجبیہ)

قربانی کس پر واجب ہے:

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ قربانی ہر مسلمان مقیم مالدار پر واجب ہے کہ جو صاحب نصاب ہو یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان دونوں کی مالیت کے برابر اس کے پاس مال ہو اور یہ مال اس کی اصلی حاجات کے علاوہ ہو۔ اس میں زکوٰۃ کی طرح سال کے گزرنے اور مال کے بڑھنے کی شرط نہیں۔

اگر ایک شخص فقیر تھا قربانی کے دنوں میں اس کے پاس مال آ گیا تو اس پر قربانی واجب ہو گی اور اگر مالدار تھا لیکن قربانی کے دنوں میں مال ضائع ہو گیا تو اس پر قربانی واجب نہ ہو گی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس دوسو درہم تھے اس نے بیس درہم سے منگل والے دن قربانی کا جانور خریدا۔ بدھ والے دن وہ جانور ہلاک ہو گیا۔ جمعرات کو عید الاضحیٰ ہو تو اس پر قربانی واجب نہ ہو گی کیونکہ قربانی کرنا واجب ہوتا ہے۔ قربانی والے دن اور وہ اس دن میں فقیر ہو گیا۔ (کذافی فتاوی الواقعات)

قربانی کے جانور:

قربانی جن جانوروں سے کرنا جائز ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔ یعنی وہ چار قسم کے جانور ہیں۔ ۱- اونٹ۔ ۲- گائے۔ ۳- بکری۔ ۴- بھیڑ۔

ان میں مذکر و مونث دونوں شامل ہیں۔

بکرا بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے اور چھ ماہ کا دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ گائے، بھینس دو سال کی، اونٹ پانچ سال کا ہونا

ضروری ہے۔ان عمروں سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

بکرا، دنبہ، بھیڑ کی ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔گائے، بھینس، بیل، اونٹ میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ سب کی نیت قربانی کی ہو۔کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہواوران سات میں کوئی کافر بھی نہ ہو ورنہ سب کی طرف سے قربانی جائز نہ ہوگی۔

قربانی اندھے جانور کی ناجائز ہے کہ جس کی دونوں آنکھیں ہی نہ ہوں اور نہ ہی لنگڑے جانور کی قربانی ہوسکتی ہے۔اس سے مراد وہ جانور ہے کہ جو تین پاؤں پر چلتا ہواور نہ ہی بھینگے کی قربانی جائز ہے اس سے مراد وہ جانور ہے کہ جس کی ایک آنکھ ہواور نہ ہی ایسے جانوروں کی قربانی دی جاسکتی ہے کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل ہی مغز نہ رہا ہواور جس جانور کا تیسرا حصہ کان، تیسرا حصہ آنکھ اور تیسرا حصہ دم کا ضائع ہو چکا ہو، اس کی قربانی دینا بھی ناجائز ہے۔

قربانی کا گوشت:

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں۔ان سب کا حصہ برابر ہوگا کسی کا حصہ بھی کم نہ ہوگا۔لہٰذا جب سات آدمی شریک ہوں تو وہ گوشت کو وزن کر کے تقسیم کریں۔

اندازہ سے تقسیم نہ کریں اور آخر میں یہ کہہ دینا کہ اگر کسی کو کم یا زائد مل گیا ہو تو معاف کر دینا یہ جائز نہیں ہے۔اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔انسان اپنا حق معاف کرسکتا ہے۔جب یہ اس کا حق ہی نہیں تو معاف کرنا چہ معنی دارد۔

گوشت تقسیم کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ اس کے تین حصہ کئے جائیں۔ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے۔ایک حصہ احباب میں تقسیم کرے اور ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کر دے۔(کذافی کتب الفقہ)

قربانی کرنے کا سنت طریقہ:

ہر انسان کے لئے اپنی قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔اگر ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت اس جگہ اس کا خود موجود رہنا افضل ہے۔

قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔سنت طریقہ یہ ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کے لئے روبقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

انی وجھت و جھی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین. ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین.

جب جانور کو ذبح کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

القوا ما فی ایدیکم فی السکین ثم ارکعوا رکعتین فانہ ما رکعھما احد و سال شیئا الا اعطاہ و یقول بعد السلام. اللھم ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذلک امرت وانا اول المسلمین.

تمہارے ہاتھوں میں جو چھری ہے اس کو پھینک دو۔ پھر دو رکعت نماز پڑھو۔ تم میں سے جس نے بھی ان کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔ نماز سے جب سلام پھیر لے تو بعد از سلام یہ کہے:

یا اللہ بے شک میری نماز' قربانی' زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں' مجھے اس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں ہی پہلا مسلمان ہوں۔

(ضیاءالدین)

نیز یہ دعا بھی پڑھنا مستحب ہے۔

اللھم تقبلہ من کما تقبلت من حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خلیلک ابراھیم علیہ السلام.

یا اللہ اس کو مجھ سے قبول فرما جس طرح کہ تو نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قربانی کو قبول فرمایا۔

قربانی کا وقت:

جن بستیوں' شہروں میں نماز جمعہ جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ قربانی کرنا لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ و عیدین کی نماز نہیں ہوتی یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ کا طریقہ:

نماز عید کا وقت سورج کے ایک نیزہ یا دو نیزہ بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے۔

جب سورج کے بلند ہونے اور مکروہ وقت کے نکلنے کے ساتھ نماز عید کا وقت ہو جائے تو امام لوگوں کو دو رکعت نماز عید الاضحیٰ بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائے۔

سب سے پہلے تکبیر تحریمہ کہے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے ثناء پڑھے اور تین زائد تکبیریں کہے۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین مرتبہ تسبیح کہنے کی مقدار ٹھہرے۔ ہر تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور تکبیر کہنے کے دوران دونوں ہاتھوں کو چھوڑتا رہے۔ جب تیسری تکبیر کہے تو دونوں ہاتھوں کو باندھ لے۔ سورہ فاتحہ شریف پڑھے اس کے ساتھ سورت ملائے۔ رکوع اور سجدہ کرے۔ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو پہلے قرأت کرے۔ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد اور رکوع سے پہلے دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں کہے۔ پھر رکوع اور سجدہ کر کے تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور بعد میں امام خطبہ پڑھے گا۔ خطبہ سے فراغت کے بعد دعا کی جائے گی۔

نماز عید کے دوران کل نو تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

ان میں سے تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ پہلی رکعت کے رکوع کی تکبیر سنت ہے۔ چھ زائد اور دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر یہ سات تکبیریں واجب ہیں۔ (کذا فی کتب الفقہ)

قربانی کی کھال:

قربانی کے جانور کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلی بنا لیا جائے یا چمڑہ کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوالیا جائے یہ جائز ہے۔ لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو صدقہ کی نیت کرنے کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں۔

کسی کام کی اجرت میں قربانی کی کھال دینا درست نہیں۔ مدارس اہلسنت کے نادار اور غریب طلباء کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم دین کی خدمت بھی۔ (دین مصطفیٰ از علامہ محمود احمد رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

جلسہ نمبر ۷۵

فضیلت سورۃ اخلاص بمع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل هو الله احد ○ الله الصمد ○ لم يلد ولم يولد ○ ولم يكن له كفوا احد ○

ترجمہ: ''تم فرماؤ وہ اللہ ہی وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

(سورۃ اخلاص)

فضیلت سورۃ اخلاص بمع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت کی تفسیر:

(قل ھو اللہ احد o اللہ الصمد o)

''تم فرماؤ وہ اللہ ہے' وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔'' (الاخلاص ۱-۲)

ھو ضمیر۔ ضمیر شان ہے۔ جس طرح کہ مخاطب کے قول ھو زید منطلق میں ہے اور یہ ضمیر مرفوع منفصل ہے کیونکہ ترکیب میں یہ مبتداء ہے اور بعد والا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس کی طرف ضمیر لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے یہ پہلی چیز تھی۔ جس کے بارے کفار نے آپ سے پوچھا۔ یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوال کرتے ہو۔ ھو اللہ. وہ اللہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

یا محمد صف لنا ربک الذی تدعونا الیہ فنزلت ھذہ الآیۃ.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے اپنے اس رب کی تعریف بیان کریں جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں تو اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اللہ الصمد کا معنی ہے السید المصمود الیہ فی الحوائج.

وہ سردار کہ جس کی طرف ضروریات میں ارادہ کیا جاتا ہے۔

یہ صمد الیہ سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی ہے قصد الیہ کہ اس نے اس کی طرف قصد کیا اور اللہ تعالیٰ اس صفت کے ساتھ مطلقا موصوف ہے کیونکہ وہ اپنے ماسوا سے مطلقا بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی ہے وہ اپنی تمام جہات میں اس کی طرف محتاج ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی تعریف صمدیت کے وصف کے ساتھ کی گئی نہ کہ احدیت کے لفظ کے ساتھ۔

ان دو آیتوں میں لفظ اللہ کو مکرر ذکر کرنا شاید اس وجہ سے ہے کہ جو اس صفت کے ساتھ متصف نہ ہو وہ معبود ہونے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

ان دو جملوں کے درمیان حرف عطف کو ذکر نہ کرنا اس وجہ سے ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملہ کا نتیجہ ہے یا اس پر دلیل ہے۔

(لم یلد ولم یولد ۝ ولم یکن لہ کفوا احد ۝)

''نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔''

(الاخلاص ۳-۴)

مفسرین فرماتے ہیں لم یلد کا معنی ہے۔اس کی کوئی اولاد نہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی کوئی جنس نہیں نہ ہی اسے مددگار کی ضرورت ہوتی ہے۔حاجت نہ ہونے اور فنا ہونے کی وجہ سے باقی ہر کوئی پیچھے رہ جاتا ہے۔

نفی جحد کا کلمہ ذکر ہوا جو کہ معنوی طور پر فعل ماضی کے معنی میں ہوتا ہے۔فرماتے ہیں اس کو لانے کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا رد ہو جائے جو نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں نیز یہ کلمہ آئندہ کلمہ کے مطابق ہو جائے۔

ولم یولد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ رب ذوالجلال کسی چیز کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ ہی عدم اس سے سبقت کرتا ہے۔

ولم یکن لہ کفوا احد اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔مخلوق میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں کہ جو اس کے مماثل ہو۔بیوی یا اس کے علاوہ میں سے۔

لہ جو کہ ظرف بن رہا ہے۔اس کے لئے اصل یہ تھا کہ اس کو کفوا سے مؤخر کیا جاتا کیونکہ یہ اس کا صلہ ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کے مماثل ہی کی نفی کرنا مقصود تھا تو اس اہمیت کے پیش نظر اسے مقدم کیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ کفوا کی پوشیدہ چیز سے حال بنے یا خبر واقع ہو اور کفوا احد سے حال بن جائے۔

ان تین جملوں کے درمیان عطف کے ذریعے ربط پیدا کیا گیا ہے کیونکہ اس سے مراد تمام امثال کی اقسام کی نفی کرنا ہے یہ ایک ہی جملہ کی طرح ہیں کہ جن پر تنبیہ تین جملوں سے کی گئی ہے۔(قاضی بیضاوی)

سورۃ الاخلاص کا شانِ نزول:

حضرت ابی بن کعب، حضرت جابر بن عبداللہ ابو العالیہ، شعبی اور حضرت عکرمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کفار مکہ عامر بن طفیل، زید بن قیس وغیرہ کے علاوہ جمع ہوئے۔ انہوں نے کہا:

یا محمد صف لنا ربک من ای شئی هو؟ أهو من ذهب ام من فضة ام من حديد ام من نحاس؟ فان آلهتنا من هذه الاشياء.

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے لئے اپنے رب کی تعریف بیان کریں کہ وہ کس چیز کا بنا ہوا ہے؟ کیا سونے، چاندی، لوہے یا پیتل کا بنا ہوا ہے؟ کیونکہ ہمارے معبود تو انہی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من تلقاء نفسه هو لايشبه شيئا. وہ اپنی ذات کے اعتبار سے کسی چیز کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا۔

تو اس موقع پر سورۃ الاخلاص نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل یا محمد صلی الله عليه وآله وسلم۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمادیں (هو الله احد. الله الصمد) وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

الصمد اسے کہا جاتا ہے کہ جس کا پیٹ نہ ہو نہ وہ کھائے اور نہ پیئے۔ اگر اس کا پیٹ ہوتا تو وہ کسی نہ کسی چیز کی طرف محتاج ہوتا حالانکہ وہ کسی چیز کا بھی محتاج نہیں بلکہ تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کا محتاج ہوتا تو وہ ربوبیت کے لائق نہیں ہوسکتا تھا۔ (من حدیث الاربعین)

چار کام کر کے سویا کرو:

ایک روایت میں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس وقت تک نہ سو جب تک کہ تو ان چار چیزوں پر عمل نہ کر لے۔

۱- قرآن مجید کو ختم کر۔

۲- قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام تیری سفارش کریں۔

۳- دو مسلمانوں کو تو اپنے سے راضی کر کے سو۔

۴- ایک حج اور عمرہ کر کے سویا کر۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو وہ بستر پر تھیں۔ یہاں تک کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز مکمل کی۔ جب حضور نے نماز مکمل فرمالی تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے مجھے چار چیزوں کے کرنے کا حکم دیا لیکن اس گھڑی میں میں ان چار کاموں کو نہیں کر سکتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب سن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا:

۱- اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نے قل ھو اللہ احد کو تین مرتبہ پڑھا تو گویا کہ تو نے مکمل قرآن مجید کو ختم کرلیا۔

۲- جب تو نے مجھ پر اور مجھ سے پہلے دیگر انبیاء کرام پر درود شریف پڑھا تو ہم سب قیامت کے دن تیری سفارش کریں گے۔

۳- جب تو نے تمام مومنین کے لئے بخشش طلب کی تو وہ سب کے سب تجھ سے راضی ہو گئے۔

۴- جب تو نے سبحان اللہ والحمد للہ اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہا تو تحقیق تو نے حج اور عمرہ کرلیا۔ (تفسیر حنفی)

شیطان ناکام:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قرء قل ھو اللہ احد بعد صلوة الفجر عشر مرات لم یصل الیه ذنب وان جهده الشیطان.

جس شخص نے قل ھو اللہ احد کو فجر کی نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھا تو اس تک کوئی گناہ نہیں پہنچے گا اگرچہ شیطان اس کی کوشش بھی کرے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من قرء سورة قل هو الله احد مرة واحدة اعطاه الله تعالی من الا جر کمثل اجر مائة شهید.

جس شخص نے ایک مرتبہ قل ھو اللہ احد کی سورت کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کو سوشہیدوں کے اجر کی مثل اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

نوٹ: سورہ اخلاص مکیہ ہے۔ اس کی چار آیات، پندرہ کلمات اور سینتالیس حرف ہیں۔

(من حدیث الاربعین)

اس سورت کو سورۃ اخلاص اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی دنیا اور آخرت کی تکالیف، موت کی سکرات، قبر کی تاریکی اور قیامت کی ہولناکیوں سے چھٹکارا عطا کرتی ہے۔

جنت کا ایک درخت:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جنت میں حواب نامی ایک درخت ہے جس پر سیب سے بڑے اور انار سے چھوٹے شہد سے زیادہ میٹھے، دودھ سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم پھل لگے ہوئے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پھلوں کو کون کھائے گا؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من سمع اسمی فصلی علی فھو یا کلھا. کہ جو شخص میرا نام سن کر میری ذات پر درود شریف پڑھے، وہ اس درخت کا پھل کھائے گا۔ (زہرۃ الریاض)

تین دفعہ سورہ اخلاص کا کمال:

ایک آدمی قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا۔ جس دن مرا۔ اسی رات اس کے باپ نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخ میں ہے اور اسے بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔

اس کے باپ نے جب دوسری رات اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں ہے۔ تو باپ نے اسے کہا کہ کل رات میں نے تجھے دیکھا کہ تو جہنم میں تھا اور آج بہشت میں موجود ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ باپ کو جواب دیتے ہوئے اس نے کہا:

مر علینا رجل فقرء قل ھو اللہ احد ثلاث مرات و وھب اجرہ لنا

فقسم علينا فهذا الذى تراه نصيبى منه.

ایک آدمی ہم پر گزرا تو اس نے تین دفعہ قل شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا تو اس میں سے میرا حصہ یہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ (تفسیر خازن)

دس دفعہ پڑھنے کا ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قرء سورة الاخلاص مرة فكانما قرء ثلث القرآن و من قرء ها مرتين فكانما قرء ثلثى القرآن و من قرء ثلاثا مرات فكانما قرء القرآن كله. ومن قرء ها عشر مرات بنى الله تعالى له بيتا فى الجنة من ياقوته حمراء.

جس شخص نے سورہ اخلاص کو ایک دفعہ پڑھا تو گویا کہ اس نے قرآن مجید کا تیسرا حصہ پڑھا جس نے اسے دو دفعہ پڑھا گویا کہ اس نے دو تہائی قرآن پڑھا اور جس نے اسے تین دفعہ پڑھا گویا کہ اس نے مکمل قرآن مجید کو ختم کیا اور جس خوش نصیب بندے نے اسے دس دفعہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا گھر بنائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

من قرء سورة الاخلاص فى الفرائض غفر الله له ولوالديه و محا اسمه من ديوان الاشقياء و كتبه فى ديوان السعداء.

جس شخص نے فرائض میں سورہ اخلاص کی تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ اس پڑھنے والے اور اس کے والدین کو بخش دے گا اس کے نام کو بدبختوں کے رجسٹر سے مٹا کر خوش نصیب لوگوں کے رجسٹر میں لکھ دے گا۔ (مجالس)

نیکیوں کا نچھاور ہونا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں رات اور دن اپنی امت پر عذاب کا خوف رکھتا تھا یہاں تک کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سورہ اخلاص کو لے کر حاضر ہوئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ میری امت کو عذاب نہیں دے گا کیونکہ یہ سورت اللہ

کی طرف منسوب ہے۔ جس شخص نے اس سورت کو پڑھنے کی مسلسل عادت بنالی تو اس کے سر پر آسمان کے کنارے سے نیکیاں نچھاور ہوں گی اس پر اطمینان و سکون نازل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے ڈھانپ لے گی۔ اللہ تعالیٰ سورہ اخلاص کو پڑھنے والے کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اس کو اس طریقہ سے بخش دے گا کہ اسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا اور وہ شخص اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادے گا۔ (تفسیر حنفی)

فرشتوں کا نزول:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاویہ کے جنازے پر حاضر ہوں۔ یہ معاویہ حضرت امیر معاویہ ابن ابوسفیان کے علاوہ ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے تشریف لے گئے۔ تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر اپنے پر رکھ دیئے اور ان کو جھکایا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کی طرف نظر فرمائی اور آپ نے معاویہ پر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اور فرشتوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام معاویہ کو یہ مرتبہ کس طرح ملا؟ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اس کو یہ مرتبہ چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے سورہ اخلاص کے پڑھنے کی وجہ سے ملا۔

سراقہ ابن مالک کے ایمان لانے کا واقعہ:

ایک روایت میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ دارالندوہ کے دروازے پر سارے کافر جمع ہوئے اور یہ ابوجہل لعنتی کی گلی میں تھا۔ سب کافروں نے کہا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نعوذ باللہ شہید کرے اور ان کا سر ہمارے پاس لائے تو ہم اسے سو بہترین قسم کے سرخ اونٹ' سو رومی لونڈیاں اور ایک سو عربی گھوڑے دیں گے۔ ان میں سے سراقہ ابن مالک نامی شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ یہ کام میں کروں گا۔ تب سب کفار نے اسے اس مال کی ضمانت دی۔ چنانچہ وہ بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پیچھے نکلا۔ جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیا تو آپ کو شہید کرنے کے لئے اس

نے تلوار نکالی تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے لئے زمین کو مسخر کر دیا گیا ہے یعنی جو آپ حکم دیں گے زمین اسی طرح کرے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے زمین تو سراقہ کو پکڑ لے۔ چنانچہ اس کا گھوڑا گھٹنے تک زمین میں دھنس گیا۔

سراقہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسا برا ارادہ نہیں کروں گا۔ مجھے امن دے دیں' امن دیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے حضور کی دعا کی برکت سے نجات عطا فرمادی۔

سراقہ اسی وقت چل پڑا' تلوار سونتی اور دوبارہ آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کا گھوڑا دوبارہ زمین میں دھنس گیا اور زمین نے گھوڑے کو پشت تک پکڑ لیا۔ اس نے دوبارہ الامان الامان کی آواز لگائی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد میں کچھ بھی نہیں کروں گا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دوبارہ دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔ وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کے سامنے گر گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اپنے معبود کے بارے میں خبر دیں کہ وہ اتنی بڑی قدرت کا مالک ہے۔ کیا وہ سونے سے بنا ہے یا چاندی سے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی کے ساتھ اپنے سرانور کو نیچے کرلیا تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد)

اور اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء)

''یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے۔'' (آل عمران ۲۶)

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

(فاطر السموات والارض جعل لکم من انفسکم ازواجا ومن

الانعام ازواجا یذرئکم فیہ ؕ لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر)

"آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔"

(الشوریٰ ۱۱)

سراقہ بن مالک نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر اسلام کو پیش فرمائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اسلام کو پیش کیا چنانچہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور کیا ہی ان کا اچھا اسلام ہے۔ (من حدیث الاربعین)

ہر دکھ کی دوا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ سورہ اخلاص کو معوذتین کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جب آپ کو درد ہوتا تو اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے اور سوتے وقت دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر مارتے اور دوسروں کو بھی اسی طرح کرنے کا حکم دیتے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ جو شخص سورہ اخلاص کے پڑھنے پر ہمیشگی اختیار کرے تو اس کے پڑھنے سے ہر بھلائی کو حاصل کرے گا۔ دنیا اور آخرت کے شر سے محفوظ رہے گا اگر اسے کوئی بھوکا پڑھے تو وہ سیراب ہو جائے گا۔ اگر پیاسا اسے پڑھے تو اس کی پیاس ختم ہو جائے گی۔

سورج کا متغیر ہونا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام تبوک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ سورج اپنی چمک دمک کے ساتھ طلوع ہوا اتنا اس کا نور تھا کہ اس سے پہلے اتنا اس کا نور نہیں دیکھا گیا تھا۔ مقام تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک ماہ کی مسافت تھی۔ ایک دن سورج طلوع ہوا تو وہ متغیر تھا۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جب بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کیا ہے کہ میں سورج کو متغیر دیکھ رہا ہوں؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کے پروں کی کثرت کی وجہ سے سورج متغیر ہو گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ کس وجہ سے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ آج مدینہ منورہ میں

معاویہ کا انتقال ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے۔

فرمایا کہ وہ کس وجہ سے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے بکثرت سورہ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے کہ وہ رات دن، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے" آتے جاتے ہر حال میں قل ھو اللہ احد پڑھتے رہتے تھے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ فرمائیں تو میں زمین سکیڑ دوں تو کیا آپ ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "ہاں"

حضرت روح الامین علیہ السلام نے اپنے دونوں پروں کو زمین پر مارا تو وہ تنگ ہو گئی۔ ان کے جنازے کی چارپائی کو اوپر کر دیا گیا۔ تو آپ نے اسے دیکھ لیا اور ان کے پیچھے فرشتون کی صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتہ تھا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر تبوک کی طرف تشریف لے گئے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا اور قل ھو اللہ احد کو قرآن کے اجزاء میں سے ایک جزو بنایا تو یہ قرآن کی تقسیم ثواب کے اعتبار سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس سورت کے پڑھنے والے کو تہائی قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے اس اجر کو کم کئے بغیر۔ (کذا قالہ النووی)

قرآن مجید میں تین قسم کے امور مذکور ہوئے۔

۱۔ قصص ۔۲۔ احکام ۔۳۔ اللہ تعالیٰ کی صفات۔

قل ھو اللہ احد. ان تین میں سے ایک ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات۔

(ابن ملک علی المشارق)

مقروض کا قرض ادا ہونے کے بعد حضور نے نماز جنازہ پڑھی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران ایک آدمی کا جنازہ گزرا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا اس کے ذمہ قرض تو نہیں ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذمہ چار درہم ہیں جن کو یہ ا۔۱

کرنے کے بغیر ہی مر گیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ جو شخص اپنا قرض ادا کرنے کے بغیر ہی مر گیا ہے میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالی بقرء ک السلام ویقول بعثت جبرئیل علیہ السلام بصورتہ وادی دینہ. قم فصل فانہ مغفور لہ. ومن صلی علی جنازتہ غفر اللہ لہ.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس شخص کی شکل وصورت پر بھیجا ہے اور وہ ان کا قرض ادا کر کے آئے ہیں لہٰذا آپ کھڑے ہوں اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں کیونکہ وہ بخش دیا گیا ہے اور جو شخص اس کی نماز جنازہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی بخش دے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا جبرئیل من این لہ ھذہ الکرامۃ؟

اے جبرئیل علیہ السلام اسے یہ عزت وکرامت کہاں سے ملی ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اس کی یہ کرامت اور بزرگی ہر دن میں سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے ہے کیونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات اس میں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک مرتبہ سورہ اخلاص شریف کو پڑھا وہ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوگا جب تک کہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے اور جو شخص اس کو خاص طور پر پانچ وقت کی نماز میں ایک مرتبہ پڑھے تو وہ قیامت کے دن اپنے تمام نزدیکیوں کی شفاعت کرے گا اور ایسے خاندان کے لوگوں کی سفارش کرے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔ (حدیث الاربعین)

ایک حدیث شریف میں ہے:

من قرء قل ھو اللہ احد مع التسمیۃ غفر اللہ لہ ذنوب خمسین سنۃ.

جو شخص قل ھو اللہ احد کو بسم اللہ شریف کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا۔ (تفسیر حنفی)

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ کسی بزرگ نے خواب میں مکہ کے اندر سو کبوتر دیکھے کہ جن کے سر کٹے ہوئے تھے۔ جب وہ بزرگ بیدار ہوا تو اس نے خواب کی تعبیر بیان کرنے والے سے اس کی تعبیر دریافت کی تو تعبیر بتانے والے نے اسے بتایا کہ شاید تو نے سو مرتبہ سورہ اخلاص بغیر بسم اللہ کے پڑھی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے تعبیر بتانے والے سے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ (تفسیر حنفی)

صحابہ کرام کا تعجب:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں تک سیر کرائی گئی تو میں نے عرش پر تین لاکھ ساٹھ ہزار ستون دیکھے۔ ایک ستون سے دوسرے ستون کی مسافت تین لاکھ برس کی ہے۔ ہر ستون کے نیچے مشرق سے مغرب تک بارہ ہزار میدان ہیں۔ ہر میدان میں اسی ہزار ایسے فرشتے ہیں جو قل ھو اللہ احد پڑھتے ہیں۔ جب وہ فرشتے اس سورت کو پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے مالک ہم نے یہ ثواب ہر اس شخص کو بخش دیا ہے کہ جو مرد و عورت میں سے سورہ اخلاص کی تلاوت کرے۔

صحابہ کرام نے جب یہ بات سنی تو وہ تعجب کرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام کیا تم اس سے تعجب کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان (قل ھو اللہ احد) مکتوب علی جناح جبرئیل علیہ السلام (اللہ الصمد) مکتوب علی جناح میکائیل علیہ السلام (لم یلد ولم یولد) مکتوب علی جناح عزرائیل علیہ السلام (ولم یکن لہ کفوا احد) مکتوب علی جناح اسرافیل علیہ السلام. فمن قرء من امتی سورۃ اخلاص اعطاہ اللہ تعالی ثواب من قرء التوراۃ والانجیل والزبور والفرقان العظیم.

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک (قل ھو اللہ احد) حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔ (اللہ الصمد) حضرت میکائیل علیہ

السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔(لم یلد ولم یولد) حضرت عزرائیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے اور (ولم یکن لہ کفوا احد) حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص نے سورہ اخلاص کو پڑھا۔اللہ تعالیٰ اسے تورات' انجیل' زبور اور قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام کیا تم اس سے تعجب کر رہے ہو۔سب نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''ہاں''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان (قل ھو اللہ احد) مکتوب علی جبھۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ (اللہ الصمد) مکتوب علی جبھۃ عمر الفاروق رضی اللہ تعالی عنہ (ولم یلد ولم یولد) مکتوب علی جبھۃ عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ (ولم یکن لہ کفوا احد) مکتوب علی جبھۃ علی السخی رضی اللہ تعالی عنہ فمن قرء سورۃ الاخلاص اعطاہ اللہ تعالی ثواب ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیھم اجمعین.

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک (قل ھو اللہ احد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر (اللہ الصمد) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر (لم یلد ولم یولد) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر اور (ولم یکن لہ کفوا احد) حضرت علی السخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔تو جو شخص سورہ اخلاص کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (حیاۃ القلوب)

فقر کی شکایت دور:

ایک شخص نے آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں فقر ومحتاجی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ

اذا دخلت منزلک فاقرء سورة الاخلاص ففعل ذلک فوسع الله علیه الرزق.

جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو تو سورہ اخلاص کو پڑھ۔ اس نے اس طرح کیا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق میں وسعت عطا فرمادی۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قرء سورة الاخلاص فی مرضه الذی یموت فیه لم نیتن فی قبره وامن مع ضیق القبر و حملته الملائکة باجنحتهم حتی یجوز به من الصراط الی الجنة.

جس شخص نے مرض موت میں سورہ اخلاص شریف کو پڑھا اس کی قبر میں بدبو نہیں ہوگی، قبر کی تنگی سے وہ محفوظ رہے گا، فرشتے اسے اپنے پروں کے ساتھ اٹھا کر پل صراط سے گزار کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔

(کذا فی تذکرة القرطبی لکن شرطه مع البسلملة)

الحمد للہ آج بروز جمعرات ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۳ دسمبر ۲۰۰۱ء کو نزہۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین کی دوسری جلد بوقت سحری ۴ بج کر ۱۰ منٹ پر پایہ تکمیل کو پہنچی۔

اللہ تعالیٰ اس کو مترجم اس کے والد گرامی مرحوم و مغفور اور اس کے اساتذہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے اور اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

بجاہ سید المرسلین

محبوب احمد چشتی

بمقام شاہ جمال تحصیل و ضلع مظفر گڑھ

حال مقیم: کوکب سٹریٹ نمبر ۳

ملک پارک بلال گنج لاہور